فیوضاتِ سراجیہ

تذکرہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف

مرتب

محمد زید سراجی مجددی

مکتبہ سراجیہ مجددیہ

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف
ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
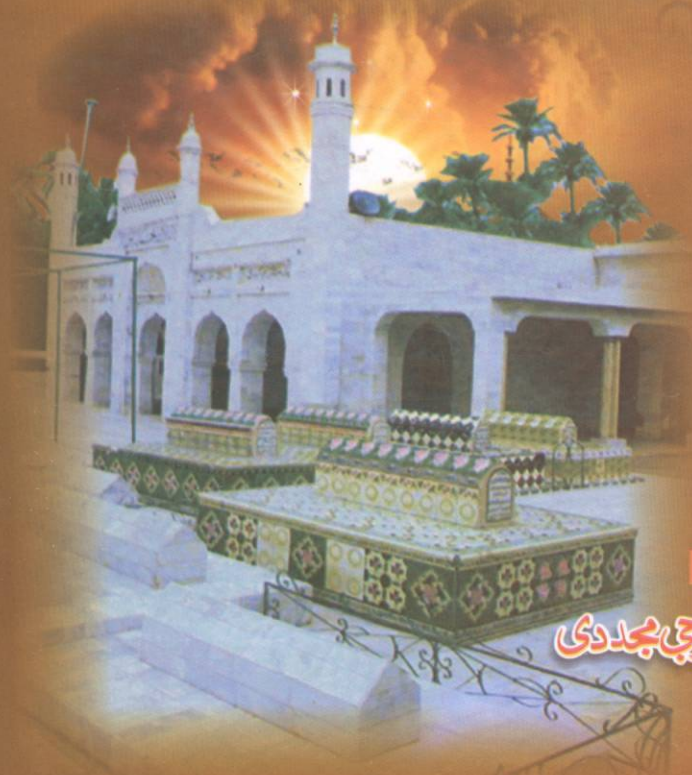
خانقاہ موسیٰ زئی شریف

محمد زید سراجی مجددی

مکتبہ سراجیہ مجددیہ
خانقاہ موسیٰ زئی شریف
ضلع ڈیرہ اسماعیل خان
0300-8763211

نام کتاب	....	فیوضات سراجیہ
مرتب	....	محمد زید سراجی مجددی
سن اشاعت	....	اکتوبر 2013ء
تعداد	....	1100
زیر اہتمام	....	ایم احسان الحق صدیقی
		مکتبہ جمال کرم لاہور 0321-4300441
ہدیہ	....	
برائے رابطہ	....	0300-8763211

...........ملنے کے پتے...........

1۔ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

2۔ سراجیہ سٹریٹ لغاری محلہ۔ ڈیرہ اسماعیل خان

3۔ قاری محمد سعید صاحب مدنی مسجد ریل بازار پپلاں ضلع میانوالی

انتساب

بندہ، اپنی اس کاوش کو مخدومنا و مرشدنا و مولانا پیر طریقت رہبرِ شریعت
واقفِ رموزِ حقیقت خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی ذبیح
نور اللہ مرقدہ اور والدی ماجدی مرشدی پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت خواجہ محمد سعد جان سراجی دوستی مرشد بابا مدظلہ العالیٰ
کے اسماء گرامی سے منسوب کرتا ہے

ہزار مجمعِ خوبانِ ماہ رُو ہوگا
نگاہ، جس پہ ٹھہر جائے گی، وہ تُو ہوگا

محمد زید سراجی مجددی
عفی عنہ

غلامِ نقشبنداں شو اگر دنیا و دین خواہی
سگِ درِ عثمانؓ شو اگر حق الیقین خواہی
مزارِ شان بموسیٰ زئی بہار باغ رضوان است
بیاؤ ہم زیارت کن چو فردوس بریں خواہی

فہرستِ مضامین

مقدمه

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَهِدَتِ الْمُكَوِّنَاتُ بِوَحْدَانِيَّتِهٖ۔ وَلَانَتِ الْمَصْنُوْعَاتُ لِعَظْمَتِهٖ۔ وَخَضَعَتِ الْجَبَابِرَةُ لِعِزَّتِهٖ۔ وَيُرَبّٰى كُلَّ حَیٍّ بِنِعْمَتِهٖ۔ وَالْاِشْبَاحُ عَلٰى بِسَاطِ خِدْمَتِهٖ وَاقِفَةٌ۔ وَالْاَرْوَاحُ عَلٰى سُرَادِقِ مُحَبَّتِهٖ عَاكِفَةٌ۔ وَالْقُلُوْبُ مِنْ اَلِمِ صُدُوْدِهٖ خَائِفَةٌ۔ وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ بِكَاْسِ مُحَبَّتِهٖ دِهَاقاً۔ فَازْدَادُوْا اِلٰى لِقَآئِهٖ اِشْتِيَاقاً۔ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَرْكَزِ دَائِرَةِالْوُجُوْدِ۔ وَدَائِرَةِ مَرْكَزِ الشُّهُوْدِ۔ مَظْهَرِ اَسْرَارِ الرَّبُوْبِيَّةِ۔ وَمِرْاٰةِ شُهُوْدِ الْهُوِيَّةِ۔ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ نُجُوْمِ الْهِدَايَةِ عِنْدَ هُجُوْمِ الْغَوَايَةِ۔ مِلَأَ الْمَلَوَيْنِ۔ وَمُدَى النَّشْأَتَيْنِ۔

اَمّا بعد: سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ملتِ اسلامیہ کے لئے خدمات اور قربانیاں روزِ روشن کی طرح عیاں اور ضوفشاں ہیں۔ یوں تو دنیا میں بے شمار خانقاہیں موجود ہیں جو دین متین کی خدمت کر رہی ہیں، مگر اللہ کریم نے بطفیل حضور علیہ السلام جو شرف ورتبہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کو عطا فرمایا، وہ فقط اسی خانقاہِ مقدسہ کا خاصہ ہے۔

حاجی الحرمین الشریفین حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید مجددی دہلوی ثم مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم پر ۱۲۶۶ھ بمطابق ۱۸۵۰ء میں اس خانقاہ عالیہ کی اساس رکھی۔ اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی و جملہ حضراتِ کبار سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے افکار و

نظریات کو پوری دنیا میں خوب ترویج دی اور ایک جہان کو علم و معرفت سے سیراب کیا۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد کا زمانہ مسلمانانِ ہندوستان کے لئے بہت تکلیف دہ دور تھا۔ مسلمانانِ ہند کے لئے اپنے وطن میں جینا دوبھر کر دیا گیا۔ خصوصاً حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے جب انگریز حکومت کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا، اور اس فتویٰ پر سب سے پہلے دستخط کئے تو حکومت وقت آپ کی شدید مخالف ہوگئی۔ ان مشکل حالات میں حضرت شاہ صاحب قبلہؒ نے بمشیتِ ایزدی ہندوستان سے حرمین شریفین کی طرف ہجرت فرمائی، تو اس سفر فیض اثر کے دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ حضرت حاجی صاحب قبلہ قندھاریؒ کی خانقاہ بمقام موسیٰ زئی شریف میں ۱۸ روز قیام فرمایا۔ اور اس خطہ ارضی کو ازلی سعادتوں سے بہرہ ور فرمایا۔ شاہ صاحب قبلہؒ نے اپنی روانگی بجانب حرمین شریفین سے قبل اپنی خانقاہ شریف موسوم بہ خانقاہ مظہریہ دہلی شریف کا جملہ انتظام و انصرام، حضرت قبلہ قندھاری صاحبؒ کے سپرد کیا۔ (قبلہ قندھاری صاحبؒ نے اُسی وقت اپنے خلیفہ مکرم حضرت مولانا رحیم بخش اجمیری کو دہلی روانہ فرما دیا تاکہ اُس خانقاہ شریف کا جملہ انتظام سنبھال لیں)۔ اسی پرکیف موقع پر اس خانقاہ موسیٰ زئی شریف کا نام خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف رکھا گیا۔

حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قبلہ قندھاریؒ نے وصال ذوالجلال سے قبل حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا وارث و نائب مقرر فرمایا۔ اور اپنی جملہ خانقاہیں (خانقاہ شریف، احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، خانقاہ مظہریہ شریف دہلی شریف اور خانقاہ لوڑ گئی شریف افغانستان) آپ کے سپرد فرمائیں۔ علاوہ ازیں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قبلہؒ نے وادی سون سکیسر ضلع خوشاب میں بمقام ڈیپ شریف میں ۱۳۰۴ھ میں ایک خانقاہ کی بنیاد رکھی اور سلسلہ عالیہ کو خوب اشاعت دی۔ آپؒ کے وصالِ ذوالجلال کے بعد آپؒ کے فرزندِ اکبر، سراج الملۃ والدین حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تمام خانقاہوں کے مسند نشین ہوئے اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو خوب ترویج دی۔ لیکن افسوس کہ آپؒ عالمِ شباب میں فقط ۱۰۶ سال کی عمر میں اس دنیائے فانی کو الوداع کہہ کر عالمِ جاودانی کو ہجرت فرما گئے۔ آپؒ نے حین حیات اپنے فرزند اکبر حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم قلندر سراجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا جانشین و نائب مناب مقرر فرما دیا اور جملہ خانقاہیں آپ کے سپرد فرما دیں۔ اس ذمہ داری کو آپؒ نے احسن انداز

سے نبھایا اور سلسلہ عالیہ شریفہ کو بہت رواج دیا۔ آپؒ کے زمانہ مبارکہ میں جملہ خانقاہوں میں متوسلین، زائرین و واردین کا ایک ازدہام رہتا اور خواص و عوام مستفید و مستفیض ہوتے رہے۔ ۱۹۵۷ء میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وصال فرما گئے۔

حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجیؒ نے اپنے فرزند اکبر حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کو حین حیات جملہ خانقاہوں کا انتظام و انصرام اور مریدین باصفا کی تربیت و ہدایت کی ذمہ داری عطا فرمادی تھی۔ حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ کا زمانہ مبارک بھی، کیا زمانہ تھا کہ ہر طرف بہار آ گئی۔ گویا حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کا زمانہ لوٹ آیا۔ آپ علم و معرفت کے بحرِ بیکراں تھے۔ آپ کے زمانہ میں ہزاروں لوگوں نے جامِ معرفت و عشقِ الٰہی نوش کیا۔ خانقاہ عالیہ میں ہر وقت مریدین ومحبین کا تانتا بندھا رہتا۔

حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کریم نے چار صاحبزادگان والا کرام (حضرت خواجہ محمد نعمان جان سراجی، حضرت خواجہ محمد سعد جان سراجی دوستی مرشد بابا، حضرت خواجہ محمد سعید جان سراجی اور حضرت خواجہ محمد یوسف جان سراجی رحمۃ اللہ علیہ) سے نوازا۔ تمام صاحبزادگان اپنے آباء واجداد کے طریقہ عالیہ مبارکہ کے مطابق مریدین وزائرین اور متوسلین کی تربیت اور راہنمائی فرما رہے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مواہبِ رحمانیہ فی فوائد و فیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ'' کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ جس کے تین حصے ہیں۔ حصہ اول کا نام ''تجلیاتِ دوستیہ'' ہے۔ جسمیں حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قبلہ قندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکمل حالاتِ زندگی ہیں۔ حصہ دوم کا نام ''کمالاتِ عثمانیہ'' ہے۔ جسمیں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکمل حالاتِ زندگی ہیں۔ اور حصہ ثالث کا نام ''مقاماتِ سراجیہ'' ہے، جسمیں حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکمل حالاتِ زندگی ہیں۔ لیکن کافی عرصہ سے یہ کتاب ناپید ہو چکی ہے، اور مریدین، محبین اور متعلقین کی ایک مدت سے یہ خواہش و مطالبہ رہا ہے کہ اس کتاب کو دوبارہ شائع کیا جائے۔

نیز ایک عرصہ سے راقم عاجز محمد زید سراجی مجددی کی دلی خواہش وتمنا تھی کہ حضرات کرام موسیٰ زئی شریف کے تفصیلی حالاتِ زندگی پر ایک جامع اور مفصل کتاب مرتب کی جائے۔

فلہٰذا ''فیوضاتِ سراجیہ'' کے نام سے خانقاہ عالیہ کے حضرات پاک کے حالاتِ زندگی پر پہلی مرتبہ ایک مفصل کتاب ترتیب دی گئی ہے۔ چونکہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ اقدس میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کا فیض چہار دانگِ عالم میں بہت عام ہوا۔ اس لئے اس کتاب کا نام آپؒ کے نام کی مناسبت سے ''فیوضاتِ سراجیہ'' رکھا گیا۔

اس کتاب میں کل سات (۷) ابوب ہیں۔ پہلے تین ابواب میں حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف کردہ کتاب ''مواہبِ رحمانیہ فی فوائد وفیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ'' کے تین حصے کچھ کمی وبیشی کے ساتھ شامل کئے گئے ہیں۔ باب چہارم میں حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم قلندر سراجی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی تحریر کئے گئے ہیں۔ باب پنجم میں حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی ہیں۔ باب ششم میں چار فصلیں ہیں۔ فصلِ اول میں حضرت خواجہ محمد نعمان سراجی، فصلِ دوم میں حضرت خواجہ محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا، فصلِ ثالث میں حضرت خواجہ محمد سعید سراجی اور فصلِ چہارم میں حضرت خواجہ محمد یوسف سراجی (مرحوم) کے حالاتِ زندگی تحریر کئے گئے ہیں۔ باب ہفتم میں چار فصلیں ہیں۔ فصلِ اول ''استدراک'' کے عنوان سے ہے، جس میں کتاب ''تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، مرتب محمد نذیر رانجھا'' کی ان عبارت کی تصحیح کی گئی ہے جو عقلاً درست نہیں ہیں۔ فصلِ دوم میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں رائج ختمات شریف کا مکمل ذکر ہے۔ فصلِ ثالث میں خلاصہ سلوک حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ دوستیہ عثمانیہ سراجیہ ابراہیمہ ذبیحیہ ونیات مراقبات و مقامات بالتفصیل ذکر ہیں۔ فصلِ چہارم میں تصوف کے ضروری مسائل اور اصلاحات طریقہ نقشبندیہ کو تحریر کیا گیا ہے۔ نیز تمام کتاب میں یہ انداز اپنایا ہے کہ ہر فصل کی ابتداء میں اُس فصل میں آنے والے تمام واقعات سے متعلق مختصراً تحریر کیا ہے تا کہ قاری کو معلوم ہو کہ اس فصل میں کیا کچھ ذکر کیا گیا ہے۔

اللہ کریم، بطفیل حضور سرورِ کائنات وفخرِ موجودات ﷺ اور ببرکت حضرات خواجگان عالیشانان، عاجز کی اس کاوش کو قبول ومنظور فرمائے۔ اور عاجز و جملہ متوسلین، مریدین، متعلقین و محبین خانقاہ عالیہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کو حضرات کرام کے فیوضات وبرکات سے مستفید ومستفیض فرمائے۔ اور جن احباب نے اس کتاب کی اشاعت میں جس قسم کا تعاون کیا ہے، اللہ

کریم اسے اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ اور ہم سب دوست واحباب کو دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضور پر نور ﷺ کی غلامی میں زندگی گزارنے کی اور آپ ﷺ کے طریقہ عالیہ طیبہ پر موت عطا فرمائے۔

آمِین یَارَبَّ العٰلَمِین۔ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ عَبْداً قَالَ اٰمِیْنا!

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ سَعْیاً مَشْکُوْراً وَعَمَلاً مَقْبُوْلاً وَ دُعَاءً مُسْتَجَاباً۔ اٰمین۔

محمد زید سراجی مجددی عفی عنہ

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

جمعرات ۱۳ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۳۴ھ

بمطابق 19 ستمبر 2013ء

مقصدِ حیات
قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
آپ فرمائیے بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا
(سب) اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو رب ہے سارے جہانوں کا
ماخوذ از: تفسیر ضیاء القرآن۔ سورۃ الانعام 162 ترجمہ حضرت پیر کرم شاہ الازہری

باب اوّل

درحالات وواقعات

حاجی الحرمین الشریفین، محبوب ربّ المشرقین والمغربین

وسیلتُنا الی اللہ الباری حضرت خواجہ حاجی دوست محمد

قبلہ قندھاری علیہ رحمۃ الباری

۱۲۱۶۔۱۲۸۴ھ/۱۸۰۱۔۱۸۶۸ء

مُحَمَّدٌ اَشْرَفُ الْاَعْرَابِ وَالْعَجَمِ
مُحَمَّدٌ خَيْرُ مَنْ يَمْشِىْ عَلٰى قَدَمِ

مُحَمَّدٌ بَاسِطُ الْمَعْرُوْفِ جَامِعُهٗ
مُحَمَّدٌ صَاحِبُ الْاِحْسَانِ وَالْكَرَمِ

صَلَّى اللّٰه تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اوّل

یہ فصل: حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قبلہ قندھاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سن ولادت، حصول علم طلب شیخ کیلئے دور دراز ملکوں کا سفر کرنے، اپنے پیرو مرشد کریم سے بیعت، مکمل سلوک سلاسل ثمانیہ حاصل کر کے خلعت خلافت و اجازت سے مشرف ہو کر مسند رشد و ارشاد پر بیٹھ کر فیاضِ جہاں بننے کے بیان میں ہے

ولادت باسعادت و تحصیل علم

حضرت حاجی صاحب قدس اللہ سرہ اخوند ملاّ علی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ جو یوسف زئی درّانی افغان قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ قبیلہ ولایت قندھار کے مضافات میں آباد تھا۔ (آپؒ فرماتے تھے) میرے ماموں صاحبان اور بھائی، بہنیں بکثرت تھے، مگر حاکم لایزال جل شانہ نے بجز فقیر کے سب کو اپنے پاس بلالیا، اور وہ سب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔

آں جناب کی ولادت باسعادت ۱۲۱۶ھ میں قندھار کے قریب اپنے آبائی گاؤں میں ہوئی۔ جب ہوش سنبھالا تو تحصیلِ علم کا شوق دامنگیر ہوا۔ قرآنِ مجید پڑھ کر عربی اور فارسی زبان میں دینی تعلیم کا آغاز فرمایا۔ ابھی ظاہری علوم سے فراغت حاصل نہ کر پائے تھے کہ عرفانِ الٰہی کا جذبہ موج زن ہوا۔ آپ فرمایا کرتے کہ ایام جوانی میں، میں ایک روز ہم سن طلباء کے گروہ کے ساتھ بابا ولی قدس سرہ کی زیارت کو جارہا تھا کہ ناگاہ ہمارا گذر ایک پریشان حال مجذوب درویش پر ہوا جو راستہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور طلبہ کے گروہ میں سے ہر ایک کے ساتھ کوئی نہ کوئی بات یا اشارہ فرمارہے تھے۔ جب میری باری آئی تو مجذوب موصوف نے فرمایا۔ یہ طالب علم بڑا صاحبِ کمال اور صاحبِ حال اولیاء اللہ میں سے ہوگا اور ولی کامل بنے گا۔ کیونکہ اس کی پیشانی میں اسرارِ معرفت جلوہ گر ہیں۔

اُس مزار شریف کی زیارت کے بعد فقیر، طلباء کے گروہ کے ساتھ واپس قیام گاہ پر پہنچا تو اپنی تعلیم میں مصروف رہا اور اس طرح دن اور راتیں گزرتی گئیں۔ اور فقیر کو گاہِ بگاہِ دل میں یہ خیال آجایا کرتا کہ اس مجذوب درویش کی (جو منجملہ اولیاء اللہ میں سے تھا) بات تو خالی نہ جائے

گی۔ایک نہ ایک دن ضرور اپنا رنگ دکھائے گی کیونکہ کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا کے تحت علم الٰہی میں ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔

تلاشِ مرشد

جب قندھار کا آب ودانہ جو میرے مقدر میں تھا، اختتام پذیر ہوا تو میں عازم سفر ہوا اور قریہ بقریہ مختلف منزلیں طے کرتا ہوا حرمین شریفین زادھما اللہ تعظیماً وتکریماً پہنچا اور کئی سال فقیر یہاں قیام پذیر رہا۔ بیت اللہ شریف کی زیارت سے مشرف ہونے اور کئی ایک مرتبہ حج مبارک سے فیض یاب ہونے کے بعد فقیر مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہتا اور والئی گنبد خضراء کی زیارت شریف اور جوارِ منیف سے مشرف رہتا۔اور ان ہی ایام میں ساتھ ہی ساتھ مسجد نبوی ﷺ مبارک میں علم ظاہری بھی پڑھتا رہا۔

فقیر بظاہر تو مواجہہ شریف سے مشرف ہوتا رہا اور نمازیں بھی مسجد نبوی شریف میں باجماعت ادا کرتا رہا اور اسباق بھی اپنے استاد سے پڑھتا رہا مگر قلبی بے قراری سے دماغی سکون میسر نہ تھا۔اچانک ایک رات کو اسباق کے مطالعہ کے وقت حضور مجدد مائۃ الثالث والعشر نائب خیر البشر خلیفہ خدا، مروج شریعت مصطفیٰ الشاہ عبداللہ المعروف شاہ غلام علی شاہ صاحب دہلوی قدس اللہ روحہ وافاض علینا فتوحہ، کی زیارت شریف کا شوق دل میں موجزن ہوا۔اور دیدار فیض آثار حضرت شاہ صاحب موصوف نے فقیر کو اس قدر بے قرار کیا کہ ایک روز سارا دن بڑی بے قراری میں گذارا کہ کبھی مسجد نبوی شریف کے ایک گوشہ میں اور کبھی دوسرے گوشہ میں جا کھڑا ہوتا،اور کبھی مسجد شریف کے اندر اور کبھی باہر آتا۔جیسے آنکھیں کسی کے انتظار میں یا کسی کی تلاش میں سرگرداں ہوں اور بار بار یہ شعر گنگناتا رہتا۔

کجائی اے پدر! آخر کجائی
ز حالم بے خبر زینسان چرائی

آخر فقیر حرمین شریفین سے چل کر واپس قندھار اپنی منزلِ مقصود پر پہنچا اور پھر وہاں سے غزنی اور کابل کے راستے سے پشاور پہنچا تو حضرت شاہ صاحب قبلہ موصوف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر ملال کی خبر سنی۔اس خبر سے بے اندازہ غم واندوہ اور گریہ طاری ہوا اور بحالت گریہ وزاری فقیر واپس قندھار آیا،اور علم ظاہری کے حصول میں شریک ہوا۔

اچانک ایک دوایسے واقعے پیش آئے جس کی وجہ سے علم ظاہری سے دل سرد ہوا۔

پہلا واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک فاجر شخص نے ایک فاحشہ عورت سے برملا ناجائز تعلقات قائم کر لئے جس پر ان کی قوم والوں نے اُس فاسق اور فاسقہ کو بغیر ثبوت شرعی کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ جب اس واقعہ کی خبر اس علاقے کے علماء اور طلباء کو پہنچی تو انہوں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ حکام وقت اور قضاءِ قاضی کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے کیوں نہ ہم قاتلین سے فائدہ اٹھائیں۔ ایک لشکر طلباء کا تیار ہوا، انہوں نے اس گاؤں کو بمعہ قاتلین خوب لوٹا اور ان کے مکانات کو نذر آتش کیا اور کافی مقدار میں حرام مال کو مزے لے کر بانٹا اور خوش ہو کر کھانے لگے۔

دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک طالب علم نے ایک گائے کی ایک ٹانگ کاٹ ڈالی، وہ گائے چیختی چلاتی سرین کے بل بیٹھ گئی تو اسے ذبح کر کے حرام گوشت کو خوش ہو کر مزے سے کھایا۔

توان ہر دو واقعات سے فقیر دہشت زدہ ہو کر خشیتِ الٰہی سے کانپنے لگا اور فقیر نے دل میں کہا۔ آہ صد آہ! اور تُف صد تُف ہو، ایسے علم پر جس سے نیک عمل حاصل نہ ہو اور جس سے خشیت الٰہی دل میں موجزن نہ ہو، ایسے علم سے جاہل رہنا بہتر ہے۔ چنانچہ فقیر نے علمِ ظاہری حاصل نہ کرنے کی قسم کھالی اور فقیر آہ وزاری کرتا ہوا قندھار سے شہر کابل کو روانہ ہوا اور کابل پہنچ کر قسم کا کفارہ ادا کر کے پھر علمِ ظاہری میں مشغول ہوا مگر باطن میں فقیر بے حد پریشان تھا۔ اسی اثناء میں فقیر کے سینہ میں ایسا درد اٹھا کہ فقیر بے ہوش ہو گیا۔ لوگوں کے قول کے مطابق فقیر تیرہ (۱۳) دن بے ہوش رہا۔ آخر اللہ کریم نے اس بے ہوشی سے فقیر کو شفاء دی مگر کئی دنوں کے بعد فقیر پھر بے ہوش ہو گیا یہ بے ہوشی مسلسل بارہ (۱۲) دن رہی اس کے بعد پھر فقیر ہوش میں آیا۔ ان بے ہوشیوں میں لوگ میرے متعلق مختلف الخیال تھے۔ کوئی کہتا، اسے تپ محرقہ ہے اور کوئی کہتا، اس کو آسیب وجن ہے۔ ان بے ہوشیوں کے بعد فقیر کو پریشانیوں اور وسوسوں یعنی اضطرابات اور تشویشات نے اس قدر آ گھیرا کہ نہ دن کو آرام اور نہ رات کو سکون ہوتا۔ ہر وقت روتا رہتا اور ہائے ہائے کرتا۔ دریں اثناء معاً رحمتِ عالم، سید ولد آدم، شفیع المذنبین، حضور رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمدِ مجتبیٰ علیٰ صاحبہا الف الف تحیۃ و الثناء کی محبت والفت کا جذبہ اس قدر دل میں موجزن ہوا کہ دنیا و مافیہا بھول گئی۔ بجز حضور رحمتِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے رخ منور اور سراپا زیبا کے کچھ اور نظر نہ آتا تھا۔

در و دیوار چو آئینہ شد از کثرت شوق
ہر کجا مینگرم روئے ترامی بینم

اسی حالتِ بے قراری میں ایک رات قوالوں سے حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ الاقدس کی توصیف سنی، تو دیوانہ وار اور بے قرار ہو کر قوالوں کے گرد گھومتا رہا اور جناب حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز میں نذرانہ بھی قوالوں کو دیا۔

اس رات میں یہ ہوا کہ فقیر نے خواب دیکھا کہ غوث الاعظم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قادری ٹوپی زیب سر کئے ہوئے "ہوا" میں تشریف لائے اور جب فقیر کے پاس آئے تو اتر پڑے، اور اپنی ٹوپی اتار کر فقیر کے سر پر رکھی اور ارشاد فرمایا تم میرے خلیفہ ہو۔ جب فقیر نیند سے بیدار ہوا تو مجھے آنجناب کی زیارت کا بے حد شوق دامن گیر ہوا۔ اس کمال اشتیاق اور جذبے نے فقیر کو ایسا آن گھیرا کہ فقیر کی برداشت سے باہر ہو گیا۔

ایک رات کسی مسجد میں وتر کی نماز ادا کر رہا تھا کہ اچانک سرود کی آواز کہیں سے میرے کانوں میں آئی اور میں یکا یک بے ہوش ہو گیا۔ فقیر جس وقت ہوش میں آیا تو فوت شدہ نمازیں ادا کیں۔ ان تمام حالات کی وجہ حضور غوث الاعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ معلیٰ پر حاضری اور اس مرقد مقدس کی زیارت ہی تھی جو اس قدر بے چین و بے قرار کئے ہوئی تھی۔ ؎

جس جا بھی سراپے پہ نظر جائے ہے اس کے
آئے ہے یہ جی میں یہیں عمر بسر ہو

فقیر اس قدر بے تاب تھا کہ سرود یا قوال کی آواز کا میرے کانوں میں پڑنا ہوتا، اور میں بے ہوش ہو جاتا اور یہ حالت روز بروز ترقی پذیر ہوتی گئی کہ اچانک رحمت الٰہیہ نمودار ہوئی۔ اور فقیر کو ایک شیخِ زمانہ کی بارگاہ میں کشاں کشاں لے گئی۔ شیخ موصوف کی صحبت سے فقیر کے وہ باطنی اشواق اور اذواق یکسر اضطرابات اور تشویشات کے ساتھ تبدیل ہو گئے۔

آخر ان بے چینیوں اور اضطرابات نے فقیر کو حضور حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں حاضر کیا۔ اور فقیر نے یہ سوچ کر کہ یہاں پر میرے درد کا مداوا ہوگا، حضور قدس سرہ کی مرقد اطہر پر فاتحہ پڑھ کر اور رو رو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی اے میرے مولا! میری تکلیف اور میرے اضطرابات و بے چینیاں دور فرما۔ مگر ہر چند زاریوں اور فریادوں

سے فقیر کے اضطرابات میں اور اضافہ ہو گیا۔ اور بارگاہِ الٰہی میں ابھی فقیر کی مشکلات اور تکالیف کے دور ہونے کا کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا کے مطابق وقت نہیں آیا تھا۔ اور بار بار یہ شعر زبان پر جاری ہو جاتا کہ ؎

جانم بلب رسید کجائی بیابیا
وقت است گر بہ پرسشم آئی بیابیا

چند روز بغداد شریف قیام کرنے کے بعد جب اس جاں گداز کیفیت نے فقیر کو چین سے بیٹھنے نہ دیا، تو بامر مجبوری فقیر کردستان کے شہر سلیمانیہ پہنچا۔ یہاں قیام کے زمانہ میں کسی شخص نے فقیر کو شیخ عبداللہ ہراتی ؒ کی بزرگی کا حال سنایا، کہ وہ بزرگِ کامل ہیں اور ان کا تذکرہِ بزرگی زبان زد خاص و عام ہے۔ میں بعجلت تمام شہر سلیمانیہ سے رخصت سفر باندھ کر ہرات پہنچا اور حضرت شیخ موصوف کی خدمت میں تین ماہ گزارے۔ مگر اضطراباتِ باطنی میں روز بروز اور لحہ بلحہ شدت اور اضافہ پیدا ہوتا گیا۔ بالآخر شیخ موصوف کی خدمت میں فقیر نے اپنی زبوں حالی اور خستہ دلی کا اظہار کیا تو شیخ موصوف نے ارشاد فرمایا، تم حضرت شاہ ابوسعید صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دو، انشاء اللہ تعالیٰ وہاں تمہیں سکون نصیب ہو گا۔

واضح ہو کہ مولانا شیخ عبداللہ ہراتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شیخ خالد کُردی رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ اور مولانا خالد کردی ؒ، حضور حضرت عبداللہ شاہ المشہور شاہ غلام علی شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ ارشد و اعلیٰ تھے۔ لیکن دہلی کا سفر کوئی اتنا آسان نہیں تھا کہ فوراً اٹھ کھڑا ہوتا۔ اور دل سے فیصلہ کرنا بھی ابھی باقی تھا، لہٰذا اس تذبذب میں دوبارہ بغداد شریف کا رخ کیا اور شیخ محمد جدید ؒ (خلیفہ مولانا خالد کردی ؒ) کی خدمت میں کچھ دن قیام پذیر رہا اور پھر بصرہ چلا گیا۔ اور بصرہ میں مولانا محمد حسین دوسری ؒ کی خدمت میں مسلسل سات ماہ رہا۔ یہ حضرت ہر لحاظ سے عالمِ اکمل، محدث، حافظِ قرآن، متورّع اور صاحبِ آثار تھے۔ ان کے ہاں علم حدیث کو پایہ تکمیل تک پہنچایا اور صحاح ستہ کا دورہ ان سے پڑھا۔ ان کے دورہ میں کم از کم پانچ ہزار طلبہ حدیث شریک ہوتے تھے۔ دورہ حدیث مبارک سے فارغ ہو کر سند قاضی شہر جناب شیخ محمد عمانی سے حاصل کی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ حَمْداً كثيراً طيبًا مبار كًا فِيْهِ

پھر وہاں سے براستہ خشکی متعدد شہروں سے گذرتا ہوا، قریہ بقریہ بزرگوں کی زیارات

شریفہ سے مشرف ہوتا ہوا بالآخر شہرِ قلات جا پہنچا۔ یہاں پر اس سابقہ اضطراب انگیز کیفیت نے پھر جوش مارا اور فقیر نے پھر بارگاہ الٰہی میں رو رو کر بہ نہایت عجز و نیاز و تضرع عرض کی، اے میرے مولا کریم! میری مشکل حل فرما، میرا بیڑا غموم و ہموم کی گرداب میں ڈوبا جا رہا ہے۔ ساتھ ہی متعدد استخارے بھی کئے، جن میں متعدد بشارات آمیز خواب بھی دیکھے، مگر تسلی نہ ہوئی۔ آخر مصمم ارادہ کرلیا کہ جناب حضرت شاہ ابوسعید احمد دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری دوں، ممکن ہے وہاں پر میرے غم کا علاج ہو۔

فقیر نے آخر یہاں قلات سے برلب سمندر براستہ بمبئی، دہلی شریف جانے کا قصد کیا۔ جب بمبئی پہنچا تو معلوم ہوا کہ جناب شاہ ابوسعید صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سفر حج کے ارادہ سے یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ یہ خبر سن کر فقیر بے حد مسرور ہوا اور فوراً قبلہ حضرت شاہ صاحب کی رحمۃ اللہ علیہ ی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت کی درخواست کی۔ اس سے قبل، باوجود حرمین شریفین کی حاضریوں اور بغداد شریف کی زیارت، اور اوطان بعیدہ کے سفر و مسافرت میں متعدد مشائخ سے ملنے کے، فقیر نے کسی بھی شیخ سے بیعت نہیں کی تھی۔ چونکہ فقیر کی قسمت میں حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کرنا لکھا تھا۔ اس لیے آپ کی خدمت میں بیعت کی بابت عرض کرنے پر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے منظوری فرمائی اور فقیر کو بیعت فرمایا۔ فقیر نے ایک دن موقعہ پا کر از اول تا آخر اپنی ساری سرگزشت خدمت میں عرض کی۔ جسے سن کر ارشاد فرمایا کہ تمہاری باطنی گشائش کے لیے وقت درکار ہے۔ میں حج پر جا رہا ہوں اور میرے روح کی تمام تر لطافتیں سرزمین حجاز کی طرف مرکوز ہیں۔ لہٰذا اس قلبی تسکین کے لیے تم دہلی جا کر میرے فرزند حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت اختیار کرو اور ان سے اکتساب فیض کرو یا پھر میرے حج سے واپسی تک یہاں بمبئی میں ٹھہرے رہو۔

بارگاہ مرشد میں رسائی

جناب قبلہ حاجی دوست محمد صاحب قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں۔ میں نے دہلی جانے کو ترجیح دی کہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہنا بہتر ہوگا۔ کیونکہ بمبئی ایک ایسا شہر تھا، اول یہ کہ اس میں فقیر کی شناسائی نہیں تھی، دوم یہ کہ بمبئی کی گرمی جو اس وقت تھی فقیر کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ چنانچہ فقیر دہلی کو روانہ ہوا۔

بشاراتِ عالیہ دوران سفر دہلی

حضرت قبلہ حاجی صاحب قدس سرہ نے فرمایا، کہ آپؒ نے سفر کے دوران ایک رات خواب دیکھا کہ حضرت شاہ احمد سعید صاحبؒ اس فقیر کو فرمارہے ہیں ''شما ماذونِ ماہستید''، یعنی تم ہمارے خلیفہ ہو۔ صبح بیدار ہوا تو دل نے دہلی کی جانب ایک عجیب اور شدید قسم کی کشش محسوس کی۔

الغرض دہلی پہنچ گیا۔ خانقاہ معلیٰ مظہریہ شریف میں داخل ہوتے ہی شیخ طریقت مقبول بارگاہ سبحان، حافظ قرآن، وسیلتنا الی اللہ المجید حضرت شاہ احمد سعید دہلوی ثم مدنی قدسنا اللہ اسرارہ و افاضنا من فیوضاتہ کی جبین انور اور رخ زیبا پر نظر کا پڑنا ہی تھا کہ فقیر کے ہر درد کا مداوا ہو گیا۔ اور دل کو تمام سابقہ غموم وہموم سے خلاصی نصیب ہوئی اور بے اختیار یہ شعر زبان پر جاری ہوا۔

منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز
چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز

خداوند قدوس کا لاکھ لاکھ شکر اور حمد بجالایا۔ اور خوش وخرم ہو کر ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت قبلہ وکعبہ غوث آوان، قطب زماں، محبوب رحمان، وسیلتنا الی اللہ الوحید حضرت شاہ ابوسعید صاحب قدس اللہ روحہ، کی حج شریف سے مراجعت کے وقت شہر ٹونک میں وصال کر جانے کی خبر ملی۔ وصال پُر ملال کی خبر کیا تھی بس ایک کوہِ غم والم تھا جو ہمارے سروں پر آ گرا۔ ایک محشر کا نمونہ تھا، ہر طرف احباب، محبین اور عقیدت مند مخلصین اور خلفاءِ کرام روتے اور آہ و بکا کرتے نظر آرہے تھے۔ چند دنوں کے بعد فقیر نے پھر حضرت قبلہ محبوب رحمان، قطب زمان، حافظ قرآن، وسیلتنا الی اللہ الوحید حضرت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تجدیدِ بیعت کر لی۔ برکات وکمالات، انوارات وتجلیات، آنحضرت قبلہ قدس اللہ روحہ وافاض علینا فتوحہ کے نورانی سینے مبارک سے اس فقیر بے مایہ پر وارد ہونے شروع ہو گئے۔

چنانچہ ایک مرتبہ فقیر مراقبے میں بیٹھے ہوئے دیکھتا ہے کہ حضرت قبلہ پیر ومرشد قبلہ اس فقیر کو خوشخبری دے کر فرمارہے ہیں، میں اپنے عطردان سے تم کو عطر لگا رہا ہوں۔

تو مگو ما رابہ آں شہ بار نیست
بر کریماں کارہا دشوار نیست

آں حضور قبلہ قدس اللہ روحہ کی اس خاکسار پر اس قدر نظرِ شفقت تھی کہ سبق پڑھاتے

وقت اس فقیر کو ہی مخاطب فرماتے۔ پھر ایک بار آنحضور قدس اللہ روحہ نے بشارت دی کہ میں اور تو اور میرے تینوں فرزند ایک ہی دستر خواں پر کھانا کھا رہے ہیں۔ فَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔ کہ مولا کریم نے ایسا ہی ظاہر فرمایا جیسا کہ آپ کا ارشاد مبارک تھا۔

آں حضور ایک بار شیرینی تقسیم فرما رہے تھے، بعض کو کم اور بعض کو زیادہ عنایت فرما رہے تھے کہ فقیر کے دل میں یہ خطرہ گذرا کہ حضرت یہ فرق کیوں فرما رہے ہیں تو فوراً حضرات کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسراہم العالیہ کی نسبت فقیر کے باطن سے غائب ہوگئی۔ اور فقیر سمجھ گیا کہ یہ اپنے شیخ قدس اللہ سرہ پر نکتہ چینی کا نتیجہ ہے چنانچہ فقیر بہت رویا اور جناب مولا کریم کی بارگاہ میں اپنی خطا کی معافی چاہی اور، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھی۔ اور اس سوءِ ادبی و گستاخی سے تائب ہوا اور واپس اپنی نسبت گم گشتہ کے باطن میں آجانے کی بابت رو رو کر بے حد دعائیں مانگیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہ کہ بسیار کوشش کے بعد نسبت شریفہ پھر عود کر آئی اور اپنے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے رابطے سے جملہ مشائخ سلسلہ عالیہ "سلسلة الذهب المجددية النقشبندية" کے ساتھ رابطہ قائم ہوا فَالشُّکْرُلَهٗ وَالْمِنَّة لَهٗ۔ کامل ایک سال دو ماہ پانچ دن فقیر نے اپنے پیرومرشد امام طریقت وہادیٔ گم راہاں قدس اللہ روحہ کی صحبت شریف سے مستفید ہوتا رہا۔ اس قلیل مدت میں حضور والا نے اس بے مایہ کو سلوک سلاسل اربعہ طے کرا کر کمال و تکمیل تک پہنچایا اور ساتھ ہی ان تمام طرق مشہورہ اربعہ نقشبندیہؒ، قادریہؒ، چشتیہؒ، سہروردیہؒ بلکہ سلاسلِ ہشت گانہ یعنی چار سلسلے مزید قلندریہؒ، کبرویہؒ، مداریہؒ، شطاریہؒ میں اجازت نامہ خلافت اپنے دستِ اقدس سے لکھ کر خلافت اعلیٰ سے سرفراز فرمایا۔ ایک دستار، ایک قمیص اور ایک کلاہ مبارک بھی بطور تبرک عنایت فرمائے۔ شُکراً لِلّٰہِ العَلی العَظِیم۔ خلافت نامہ آگے درج ہے۔

فقیر کو افغانستان کے سوداگروں کے ساتھ رفیق بنایا اور وقتِ رخصت خانقاہ مظہریہؒ سے باہر تک آنحضور تشریف لے آئے۔ فقیر اور اہل قافلہ کے واسطے تادیر دعا مانگی، دعا کے بعد ملا جلال قوم اچکزئی، میر قافلہ کو فرمایا حاجی صاحب تمہارے ساتھ ہیں گویا فقیر تمہارے ساتھ ہے۔ اور ایک دنیا اِن سے متمتع ہوگی۔ آں حضور حضرت قبلہ نے یہ الفاظ مبارک تین بار فرمائے۔

حضرت قبلہ حاجی صاحبؒ ارشاد فرماتے ہیں۔ جس پڑاؤ پر ہمارا قافلہ پہنچتا وہیں پر لوگ ادھر ادھر سے فقیر پر اکٹھے ہو جاتے۔ کوئی کہتا مرید کرو، کوئی کہتا دم کرو، کوئی کہتا تعویذ دو۔ اور

فقیر سوچتا کہ اس سے پہلے تو فقیر کا یہ حال تھا اور نہ کسی نے اس سے پہلے فقیر کے ساتھ ایسا معاملہ کیا تھا۔ یہ سب میرے آقا اور میرے مرشد کریم رحمۃ اللہ علیہ کی توجہاتِ شریفہ کے تاثرات ہیں کہ دوست محمد (رحمۃ اللہ علیہ) فقیر سے پیر اور مرشد بن گیا۔

رُباعی

ہیچ آہن خود بخود تیغ نشد

ہیچ چیز نے خود بخود چیزے نشد

مولوی" ہر گز نشد مولائے روم

تا غلامِ شمس تبریزے" نشد

فقیر نے چند سال افغانستان میں گزارے تو بے اختیار آقائی حضرت پیر و مرشد کی محبت سے فقیر بے قرار ہوا تو پھر دوبارہ دہلی شریف کا رخ کیا۔ جب دوسری بار حاضر خدمت ہو کر قدم بوس ہوا تو پھر از سرِ نو ہر ہر مقام پر بالتفصیل، مقاماتِ عالیہ سلوکِ نقشبندیہ مجددیہ" پر علیحدہ علیحدہ توجہاتِ مبارکہ حاصل کیں، اسی حال میں چند ماہ آنحضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں گزارے اور مزید توجہات حاصل کرتا رہا۔ پھر آنحضور قدس سرہ، نے فقیر کو دوسرا اجازت نامہ مطلقہ اپنے دستِ مبارک سے لکھ کر عنایت فرمایا۔

اجازت نامے

عبارت اجازت نامہ اوّل (فارسی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلواۃ فقیر احمد سعید مجددی نسباً و طریقۃً کان اللہ لہ واضح میخاید کہ صلاحیت و کمالات مرتبت حاجی الحرمین الشریفین ملا حاجی حضرت دوست محمد وفقہ اللہ لما یحب و یرضی۔ نزد ایں لاشئی برائے کسب باطن آمدہ و زیادہ از یک سال نزد فقیر اقامت ورزیدہ دریں مدت بلطائف عشرہ ایشاں بطریق طفرہ توجہ نمودہ شد۔ حمد للہ سبحانہ کہ ببرکت پیران کبار در ہر مقام چاشنی آں چشیدند۔ و آثار و انوار ہر لطیفہ دریافتند و امارت فنا و بقا در خود مشاہدہ نمودند لہٰذا ایشاں را اجازت تعلیم طریقہ نقشبندیہ" مجددیہ" و قادریہ" و چشتیہ" و سہروردیہ" دادم، اللہ تعالےٰ در عمر ایشاں برکت نماید۔ و موجب ترویج طریقہ شریفہ فرماید و شرط الاجازۃ الاستقامہ علی الشریعۃ واتباع السنۃ والاجتناب عن البدعۃ و دوام

الذکر والشغل مع اللہ تعالیٰ سبحانہ والاعراض عن الخلق والایاس عنھم والرجاء من اللہ تعالیٰ بصبر وتوکل وقناعۃ ورضاء وتسلیم بسر برند۔ شعر

تو مباش اصلاً و کمال اینست و بس
پس درو گم شو وصال اینست وبس

فقط

عبارت اجازت نامہ اول (ترجمہ اُردو)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

بعد از احمد اور صلوات پاک کے فقیر احمد سعید جو نسباً اور طریقۃً دونوں مجددی ہے، جملہ برادرانِ طریقت کی خدمات جلیلہ میں واضح کرنا چاہتا ہے کہ میرے بھائی صلاحیت و کمالات مرتبت حاجی الحرمین الشریفین حضرت مولانا حاجی دوست محمد صاحب قندھاری، اللہ کریم اِن کو مزید برمزید نیک کاموں کی توفیق عنایت فرمائے۔ اس لاشئ احمد سعید نقشبندی مجددی کے پاس آ کر داخل طریقہ شریفہ ہوئے اور ایک سال سے زیادہ عرصہ فقیر کی صحبت میں توجہات لیتے رہے اول فقیر نے ان کے لطائفِ عشرہ پر بطریق طفرہ توجہ کی اور پھر دوسری بار ہر ہر مقام ولایاتِ ثلاثہ (ولایت صغریٰ و کبریٰ وعلیا) میں سے ان کو توجہ قاہرہ سے نوازا گیا۔ اور فی الفور ان مقامات شریفہ کے آثار اور انوار ان پر چھا گئے۔ اور وہ ان میں مستغرق اور رنگیں ہو گئے اور ان مقامات کی کمال لذت ملی اور ان کی چاشنیوں سے سیراب ہوئے۔ اور ہر لطیفہ کے انوار اور آثار انہوں نے خود بھی دیکھے اور ان کی فنا اور بقا دونوں ان کو حاصل ہوئی اور ان کی لذتوں سے مخمور مسرور ہوئے۔ ۔ فالحمد للہ۔ لہٰذا فقیر ان کو طریقہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ کی اپنے مریدوں کو تعلیم دینے کی اجازت دیتا ہے۔ اللہ کریم ان کی عمر میں بے حد برکت رکھے اور ان کو موجب ترویجِ طریقہ شریفہ بنائے اور اجازت کی شرط شریعت مطہرہ پر کمال استقامت اور سنت سنیہ علے صاحبہا الف الف صلواۃ وتحیہ کی کمال پابندی اور بدعت سے پرہیز ہے۔ دوام ذکر اور شغل مع اللہ سبحانہ اور لوگوں سے منہ موڑنا ان کے ساتھ فضول مجالس نہ کرنا اور یہ سمجھنا کہ یہ لوگ سب ماسوی اللہ ہیں اور مجھے کچھ بھی نہیں دے سکتے ان سے بالکل ناامید رہنا۔ اور سب بھروسہ اور امید اللہ قادر ذوالجلال سے رکھنی۔ اور صبر، رضا، قناعت، تسلیم وتوکل کو اپنا شیوہ بنانا۔ یہ سب اجازت وخلافت کی شرطیں ہیں

کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے۔شعر

تو نہ ہو اصلاً کمال ہے اتنا
یکسر اسی میں گم ہو وصال ہے اتنا

عبارت اجازت نامہ مطلقہ (ثانی) بزبانِ عربی

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی خاتمہ النبین والہ واصحابہ اجمعین۔ یقول الفقیر احمد سعید المجددی کا ن اللّٰہ لہ عوضا عن کل شی ان الا خ الصالح المستقیم والا عز الا رشد الصمیم حاجی الحرمین الشریفین و جامع العلمین مولانادوست محمد سلمہ اللّٰہ سبحانہ واجعلہ لذاتہ محبا واماما فی مخلوقہ و ھادیا مھدیا لمصنوعاتہ لما اخذ الطریقۃ واشتغل بالاذکار والمراقبات وتوجھت الیہ فی جمیع المقامات الطریقۃ النقشبندیۃ المجددیۃ والقادریۃ والچشتیۃ والسھرودیۃ والکبرویۃ وغیر ھا فصار مجمع البحار معدن الانوارفا جزت لہ اجازۃمطلقۃلارشا د الطلاب والقآء السکینۃ والحضور فی قلوب الاخیارواخذ البیعۃ المسنویۃمن طالب الطرق المذکورۃ فھو خلیفتی ویدہ کیدی فطوبیٰ لمن اقتدی بہ قال اللّٰہ تعالیٰ ان الذین یبا یعونک فانما یبایعون اللّٰہ یداللّٰہ فوق ایدیھم۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ فقط

عبارت اجازت نامہ مطلقہ (ثانی) ترجمہ اُردو

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

سب صفتیں اس اللہ پاک کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے اور درود وسلام ہو، اس ذات پاک پر جو خاتم النبین اور رحمۃ اللعالمین ہیں اور درود وسلام آپ کی آل اطہار اور اصحاب ذوی الاقتدار پر ہو۔ امابعد فقیر احمد سعید مجددی سب مریدوں اور دوستوں پر واضح کرتا ہے کہ میرے بھائی نیک بخت اور بزرگ حاجی الحرمین الشریفین وجامع العلمین خواجہ حاجی دوست محمد صاحب نے (خداوند کریم ان کو اپنی ذات پاک کے لیے خاص بنائے۔آمین)، جب طریقہ شریفہ میں اس فقیر سے بیعت کی تو اس طریقہ انیقہ کے اذکار اور مراقبات میں مشغول ہو گئے۔ فقیر

نے ان کو جملہ طریقوں، نقشبندیہ مجددیہ اور طریقہ قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ اور کبرویہ میں مفصل تو جہات دیئے۔ پس بفضلہٖ تعالیٰ وہ مجمع البحار اور معدن الانوار بن گئے تو فقیر نے ان کو سب طریقوں کی اجازت دی ہے تاکہ آگے وہ اپنے مریدین کو بیعت دیں اور ان کے دلوں کو اپنے زبردست توجہات سے رنگین اور منور بنائیں۔ وہ میرے خلیفہ ہیں اور اُن کا ہاتھ گویا میرا ہاتھ ہے۔ خوشی ہو ان لوگوں کے لیے جو ان کی پیروی کریں، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں، اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ فَاِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ، ترجمہ: اے میرے محبوب! جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ وہ حقیقت میں میری بیعت کرتے ہیں۔ میرا ہاتھ (یعنی اللہ کا ہاتھ) ان کے ہاتھوں پر ہے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ فقط

جب حضرت قبلہ و کعبہ حاجی صاحب قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس خلعت خلافت و نیابت سے مشرف ہو کر وطن مالوف میں رشد و ارشاد اور ترویج طریقہ عالیہ نقشبندیہ "مجددیہ" پر مصروف ہوئے، تو حضرت والا جناب حضرت شاہ صاحبؒ اپنے دست مبارک سے لکھے ہوئے نامے ہائے گرامی سے فیض یاب اور سرفراز فرماتے رہے (جیسا کہ مشہور ہے کہ المکتوبات نصف الملاقات) نیز حضرت حاجی صاحب قدس سرہ پر اپنے مربی پیر و مرشد قبلہ حضرت شاہ صاحب قدس اللہ روحہ، کی وہ خصوصی اور امتیازی نظر عنایت تھی جو آنحضرت قبلہ حاجی صاحب قدس اللہ روحہ، کے علاوہ کسی اور مجاز اور خلیفہ پر نہ تھی۔ یہ امانت اور خلافت کا مبارک رشتہ ما بین الشیخ والمرید ایسا انوکھا تھا کہ اس حالت پر امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ شعر کما حقہ صادق آتا ہے۔

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نہ گوید بعد ازیں
من دیگرم تو دیگری

اس شعر کی معنوی کیفیت اور حالت کی صراحت قبلہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجازت نامہ مطلقہ سے بھی نمایاں ہے کہ خَلِيْفَتِيْ يَدُهٗ كَيَدِيْ.

کتاب مقاماتِ احمدیہ "سعیدیہ" جو حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہ کے فرزند

اصغر مولانا شاہ محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آں حضور جناب قبلہ شاہ احمد سعید صاحب قدس اللہ روحہ، کے مناقب میں تصنیف فرمائی ہے اور جس میں از ابتداء تا آخر آں حضور قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات تا نہایت مقامات، وملفوظات شریفہ، کرامات اور مکشوفاتِ لطیفہ درج کئے ہیں۔ وہاں پر ساتھ ہی خلفائے کرام کا ذکر بھی فرمایا ہے۔

ان خلفاء کرام کے ذکر میں حضرت صاحبزادہ صاحبؒ نے حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ کے متعلق ایک علیحدہ باب باندھا ہے اور حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری قدس اللہ روحہ، کے مستقل حالات کو تعریفیہ جملوں میں مفصل ذکر فرمایا ہے۔ الفاظ یوں ہیں۔

باب دہم در بیان احوال خلیفہ جلیل القدر حضرت حاجی الحرمین الشریفین مولانا حاجی دوست محمد صاحب قندھاری سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ واوصلہ اللہ تعالیٰ الی غایۃ ما یتمناہ۔

اس باب میں جو کچھ حضور حضرت حاجی صاحبؒ کے متعلق ان کے پیرومرشد حضرت شاہ صاحب قبلہ نوراللہ تعالیٰ مضجعہ المنیف وقبرہ الشریف کی زبان فیض ترجمان سے اپنے پیارے خلیفہ حضرت حاجی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے جوار شادات ہوئے۔ وہ سب حضرت شاہ محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمائے ہیں۔ اس کتاب مناقب ومقامات احمد یہ سعید یہ کا بعینہٖ ترجمہ عربی زبان میں استنبول (ترکی) کے احباب اور خلفاء ومریدین نے چھپوا کر شائع کیا ہے۔

خلفاء کرام کے مذکور میں حضرت قبلہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب شاہ محمد مظہر صاحب رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں۔

جب آپ (حضرت حاجی صاحب قدس سرہ) موجودہ افغانستان میں وارد ہوئے تو آپ کو پیرومرشد کی توجہات شریفہ کی بدولت افغانستان میں اس قدر قبولیت عامہ نصیب ہوئی کہ آپؒ مرجع خلائق بن گئے۔ ایک ہی دن میں چار سو سے زائد لوگوں دیوانہ وار مور وملخ کی طرح آپ پر پلٹ پڑے۔ جن میں متبحر علماء اور فضلاء بھی شامل تھے۔ یہاں تک کہ خانقاہوں کے سجادہ نشینان بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے توجہات لینے لگے۔ عامۃ الناس کی تعداد تو شمار سے باہر تھی۔ حضرت شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ نے افغانستان کے سجادہ نشینوں کو حضرت حاجی صاحب قبلہؒ سے فیوضات اور توجہات لینے کے متعلق بہت سے مکاتیب شریفہ تحریر فرمائے۔ اور ان میں ان کو تاکید بھی فرمائی۔ ایک دو نمونے پیش خدمت ہیں۔

مکتوب شریف (فارسی)

کہ دراں دیار از خلفاء مجددیہ رحمۃ اللہ علیہ حاجی دوست محمد صاحب قیام میدارند واوشاں از فیوضات ومقامات حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ، بہرہ وافر مید ارند و ایشاں ازانوار مجددیہ رنگین و مالامال اند، وجود ایشاں دراں دیار کبریت احمر است ہر کہ درصحبت تو جہات ایشان برسد، انشاء اللہ از فیوضات وانوار مجددیہ حصہ وافر حاصل کند، وہرگز محروم نماند، شمایاں بروید۔ واز ایشاں درہمہ مقامات مجددیہ رحمۃ اللہ علیہ توجہات حاصل کنید۔

ترجمہ اُردو

کہ اس ملک میں خلفاء حضرت مجدد سے حاجی دوست محمد ایک خلیفہ اکمل بلکہ مکمل رہتا ہے جو بفضلہٖ تعالیٰ، حضرت مجدد الف ثانیؒ کے فیوضات اور مقامات کا نمونہ ہیں اور خدا اواحد قدوس نے ان کو انوارِ مجددیہ سے رنگین اور مالامال بنایا ہوا ہے۔ ان کی صحبت سنگِ پارس ہے جو بھی ان کی صحبت شریف میں پہنچے گا وہ انشاء اللہ فیوضات وانوار حضرت مجددیہ علیہ الرحمۃ ان کے سینہ اطہر سے کامل حاصل کرے گا۔ بفضلہٖ تعالیٰ آپ ان کے پاس جائیں اور مقاماتِ عالیہ حضرت مجددؒ صاحب میں ان سے توجہات حاصل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہرگز محروم نہ رہیں گے۔

خاندان مجددیہ رحمۃ اللہ علیہ کے جتنے صاحبزادگان اور متوسلین جو کابل اور قندھار میں رہتے تھے۔ ان کو حضرت حاجی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیوضات اور توجہات کے بارہ میں بار بار تاکیدی مکاتیب شریفہ بھیجتے رہے۔ خاص کر خان ملا خان کو جو کہ امیر شیر علی خان والی حکومت افغانستان کے دست راست تھے۔

اور ساتھ ہی تعریفی کلمات اور القابات عالیہ، حضرت حاجی صاحب قدس اللہ روحہ، کے حق میں لکھے ان میں ایک اور مکتوب مبارک جو کہ خان ملا خان صاحب کو لکھا ہے۔ جو معارف وحکم سے بھرپور ہے پیش ہے۔

مکتوب شریف (فارسی)

وجود حضرت حاجی صاحب دراں دیار غنیمت است وصحبت ایشاں کبریت احمر، ہر کہ درصحبت ایشاں برسد واستفادہ کند۔ انشاء اللہ تعالیٰ از مقامات وولایات ومعارف حضرت مجدد پاک رحمۃ اللہ علیہ حظ وافر حاصل کند ومحروم ہرگز نماند۔

ترجمہ اردو

حضرت حاجی صاحب کا وجود شریف اس ملک کے لیے غنیمت اور ان کی صحبت کبریت احمر ہے جو ان کی صحبت شریف میں پہنچے گا اور ان سے باطنی فیوضات کے لیے ان سے توجہ لے گا اس کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مقامات اور ولایات سے کامل حصہ نصیب ہوگا۔ اور وہ ہرگز محروم نہ ہوگا، کیونکہ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں تو محرومی نہیں جیسا کہ، لوہے نے مقناطیس کو سونا بنا دیا۔

ان تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ مابین المرشد والمسترشد شفقت و رافت، اخلاص و فدائیت کا ایسا مضبوط اور لطیف تر رشتہ تھا جس کا حضرت شاہ صاحب قبلہؒ کے خلفاء کرام میں سے کوئی دوسرا مستحق نہ تھا اور نہ ہی کوئی ایسے رابطے اور پروانہ وارفتگی کا حامل تھا۔ جناب حضرت شاہ صاحب قبلہؒ کی توجہ اور عنایت حضرت حاجی صاحب قبلہؒ پر نمایاں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حصہ حضرت حاجی صاحب قبلہ کو نصیب فرمایا تھا۔ اور اسی طرح حضرت حاجی صاحب قبلہ کو اپنے پیرو مرشد سے وہ محبت اور وارفتگی تھی، وہ کسی دوسرے میں نہ تھی۔ محبت کا یہ عالم تھا کہ اپنے پیرو مرشد کا جوتا مبارک اٹھا کر اپنے چہرہ مبارک پر پھیرتے رہتے۔ اور بے ساختہ روتے رہتے اور کیف و سرور کے عالم میں بے ساختہ یہ شعر پڑھا کرتے۔

بچہ تسکین دہم دیدہ و دل راکہ مدام
دل ترا میطلبد دیدہ ترا میخواہد

یہ احوالات تھے صحبت شریف کے دوران ایک سال چار ماہ پانچ روز جناب حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہنے کے، مگر اجازت ناموں سے سرفراز ہو کر موجودہ افغانستان میں دورانِ تبلیغیہ حال تھا کہ اپنے پیرو مرشدؒ کے حالات اور خیریت سے آگاہ رہنے اور اپنے حالات و کیفیات سے خبر دینے کے لیے مسلسل خطوط شریف بھیجتے اور ہر سال بہت سی زرنقد، میوہ جات اور قالینیں علاوہ ازیں بیش بہا کپڑے بطور نذرانہ روانہ فرماتے رہتے۔ افغانستان سے جو مخلصان دہلی کو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لیے آتے۔ تو ان کے ہمراہ دوصد سے کم و بیش روپیہ کلدار بھیج دیا کرتے اور کوشش کرتے کہ اپنے پاس کچھ نہ رہے، کیونکہ یہ سب کچھ پیرو مرشد کا مال سمجھتے۔

یہاں تک کہ جب ۱۲۷۲ھ میں حضرت شاہ صاحب قبلہؒ نے حرمین شریفین کو ہجرت

فرمائی تو وہاں مدینہ منورہ کی طرف حاجیوں کے ہاتھ بیش بہا تحفے از قسم نقدی وغیرہ مسلسل بھیجتے رہا کرتے۔ اور یہ سلسلہ حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنے پیرو مرشد حضرت شاہ صاحب قدس اللہ روحہ کی زندگی تک مسلسل قائم رکھا۔ جیسا کہ اپنے مکاتیب گرامیہ میں ان وقتاً فوقتاً مرسولہ اشیاء وغیرہ کا ذکر فرمایا ہے۔ جو حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنے پیرو مرشد قبلہ کی خدمت میں بھجوائیں ان کا ذکر واضح صورت پر، کتاب مکتوبات حضرت حاجی صاحبؒ میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصل دوم

یہ فصل: خانقاہات ثلاثہ کی تعمیر کے بیان میں ہے

جب حضور حضرت حاجی صاحب قدس سرہ الاقدس دہلی سے اپنے وطن مالوف ولایت قندھار کی طرف مراجعت فرما ہوئے، تو آثار ولایت باکرامت کے ظہور راستہ میں ہی شروع ہو گئے اور مرجع خلائق بن گئے۔ خلائق کا انبوہ اور کثرت زائرین و ذاکرین حضور قدس سرہ الاقدس کے پاس روحانی استفادہ کے لیے آتے تھے۔ ان عقیدت مندوں کی رہائش کے لیے ایک ایسی جگہ کا ہونا ضروری تھا جہاں پر کہ زائرین اور مریدین وغیرہ وقت بے وقت قیام کرسکیں۔ ایسی جگہ کو اصطلاحِ تصوف میں خانقاہ کہتے ہیں۔

خانقاہ کی تعریف

گویا خانقاہ ایک ایسی چاردیواری کا نام ہے جس میں ذاکرین ودرویشان، اور طالبان خدا کی رہائش کے لیے چند حجرے ہوں اور عبادت الٰہیہ کے لیے ایک مسجد شریف اور صحبت شیخ کے لیے ایک تسبیح خانہ یعنی وہ خلوت خانہ کہ جس میں طالبان خدا آ کر ذکرِ الٰہی کی دولت سے سرفراز ہوں اور مرشد یا شیخ سے بیعت ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہوں یا توجہات باطنی لینے سے شرف یاب ہوتے ہوں تو ایسے مجموعہ مکانات کو خانقاہ کہتے ہیں۔ اور اس عمارت کی تعمیر شیخ وقت کے لیے بہت ضروری ہے۔

خانقاہ اوّل کی تعمیر

یہ خانقاہ افغانستان میں یعنی علاقہ قندھا میں ناوہ ترکیاں کے مقام پر مریدین اور مستفیدین نے آپ حضور قدس سرہ الاقدس کو تیار کردی جس میں حضور نے کم وبیش سات آٹھ سال گزارے۔ مگر آپ حضور اس جگہ سے بالآخر دل برداشتہ ہو گئے کہ یہ قوم ترکئی جرائم پیشہ تھی۔ کوشش بلیغ کے باوجود جب یہ قوم اپنی جاہلانہ روش مثلاً چوری، ڈکیتی وغیرہ جیسی عاداتِ رذیلہ سے باز نہ آئی تو آپ قدس سرہ الاقدس نے کسی دوسری جگہ کو اپنی قیام گاہ بنانے کا مصمم ارادہ کرلیا اور دوسری خانقاہ کی تعمیر کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائی۔

خانقاہ دوم کی تعمیر

جب آں حضور کی اس کبیدہ خاطری اور دل برداشتگی کا علم علاقہ غنڈان (مضافات قندھار) کے رئیس ملا عبدالحق صاحب کو ہوا تو رئیس موصوف اور ان کے دوسرے عزیز حاجی محمد صدیق نے بہ نہایت التجاء وزاری وبہ فراوانی اشتیاق وخلوص حاضر ہو کر اپنے علاقہ غنڈان میں خانقاہ تیار کرنے کی اجازت چاہی۔ آں حضور نے جب ان ہر دو کا بے حد اخلاص اور کمال شوق ملاحظہ فرمایا تو آپ نے ان کے اصرار بلا نہایت کو دیکھتے ہوئے اجازت مرحمت فرمائی تو چند ہی دنوں میں علاقہ غنڈان کے مقام، موضوع لوڑگئی پر ان ہر دو صاحبان کی کوشش و ہمت سے ایک خانقاہ تیار ہو گئی۔ جس میں درویشان وطالبان راہ حق وزائرین ومریدین کے قیام کرنے کے لیے ساتھ آٹھ حجرے اور ایک حویلی حرم سرا اور مزید پانچ چھ کمرے وغیرہ اہالیان متعلقہ ومستورات ذاکرات اور لنگر خانہ وتسبیح خانہ کے لیے بنوائے۔ جب یہ خانقاہ بمعہ جملہ لوازمات مکمل ہو گئی تو حضور حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ الاقدس نے ۱۲۵۵ھ میں اس خانقاہ میں نزول اجلال فرمایا، اس لیے اس خانقاہ کا نام خانقاہ لوڑگئی مشہور ہو گیا۔

ضروری تعارف ملک دامان یا علاقہ دامان

دامان، اس ٹکڑہ ارض کا نام ہے جو کہ کوہ سلیمان کے دامن میں واقع ہے۔ اس کا حدود اربعہ یہ ہے، شمالاً درہ گومل اور جنوباً درہ بولان سے کچھ جنوب تک اور غرباً سلسلہ حدود کوہ سلیمان ہے اور شرقاً حدود دریائے سندھ ہے۔ آنجناب حاجی صاحبؒ کا دامن کوہ میں یعنی علاقہ دامان ملحقہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں رونق افروز ہو کر یہاں کے لوگوں کو شرفیاب فرمانے کا اصل قصہ یوں ہے کہ آپ حضور ہر سال سردیوں میں افغانستان سے قافلہ قوم ناصر پٹھانوں کے ہمراہ اس علاقہ میں تشریف لے آتے اور تا اختتام موسم سرما یہاں قیام پذیر رہتے اور دوران قیام اپنے پیر ومرشد جناب شاہ احمد سعید صاحب قبلہؒ کے حضور دہلی میں بھی ضرور حاضر ہوتے۔ اجازت اور خلافت کے چند سال بعد جب آپ اپنے شیخ کی خدمت میں موجود ہی بیٹھے تھے کہ قوم ناصر پٹھان میں سے میمن قوم ناصر بھی معہ اپنے چند اشخاص کے حضرت قبلہ شاہ صاحب کی خدمت میں زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ اس میمن مذکور نے رخصت کے وقت اپنے مرشد جناب شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کی۔ حضور! از راہ نوازش اپنے خلفاءِ نامدار میں سے ایک خلیفہ ہم کو عنایت فرمائیں تا کہ ہم لوگ

بھی اس کے حلقہ میں بیٹھ کر اللہ اللہ کے ذکر کرنے کا طریقہ سیکھیں۔ ہم جان و مال سے اس کی خدمت کرنے میں دریغ نہیں کریں گے اور ان سے دین بھی سیکھیں گے۔ اور ان کی صحبت شریف میں بیٹھ کر فیض یاب بھی ہوں گے۔ چنانچہ حضور حضرت شاہ صاحب قبلہؒ نے حضرت حاجی صاحبؒ کی طرف توجہ مبذول فرماتے ہوئے فرمایا، فقیر کا دل چاہتا ہے کہ حاجی صاحبؒ آپ کو میں ان ناصروں کا رفیق بناؤں۔ آپ ان کی رفاقت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے منظور فرمائیں۔ اور ان کو اپنی صحبت شریف میں بٹھا کر اپنی توجہات سے نوازیں۔ ان کو ذکر الٰہی جل شانہ کی تلقین فرمائیں۔ اور اپنی ہمہ تن کوشش فرمائیں، تاکہ اللہ کریم ان سب اہل قریہ اقوام میمن و شادی زئی کو آپ کی صحبت شریف کی بدولت دیندار اور پرہیزگار بنائے۔ کیا آپ کو منظور ہے۔

حضرت قبلہ حاجی صاحبؒ نے اپنے پیر و مرشد قدس سرہ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کیا اور عرض کیا کہ جو حضور کا حکم ہے وہ اس فقیر کو منظور ہے۔ مگر آں جناب بھی فقیر اور اس قوم کو اپنی قلبی توجہات اور دعاؤں سے مشرف فرماتے رہا کریں۔ کہ اللہ کریم اول تو عاجز کو اپنے پیر و مرشد قلبی و روحی فداہ کے احکام اور دوسرا قوم کو اوامر و نواہی کے بجالانے کی توفیق عنایت فرمائے رکھے۔ اور عبادات الٰہیہ یعنی ذکر و فکر و مراقبہ کی توفیق عطا فرما دے، کہ یہ سب کچھ حضور ہی کی دعاؤں اور غائبانہ توجہات شریف کی بدولت میسر ہو سکے گا۔ گویا کہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے اپنے پیر و مرشد کا حکم بجان و دل قبول فرمایا اس کے بعد حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے میمن ناصر کا ہاتھ حضرت حاجی صاحب قبلہؒ کے ہاتھ میں دیا اور فرمایا، میمن! حضرت حاجی صاحبؒ تمہارے ساتھ ہیں گویا فقیر تمہارے ساتھ ہے۔ حضرت حاجی صاحبؒ کا وجود اکسیر ہے جو تانبے کو سونا بناتا ہے۔ ان کو اچھی طرح سنبھال کر رکھنا اور ان کے وجود مسعود کو اپنے لیے اور اپنی ساری قوم کے لیے غنیمت اور نعمت عظمیٰ سمجھنا۔ اور جس قدر ان کی خدمت کرو گے اور ان کی صحبت شریف میں رہو گے اتنا فیض تم اور تمہاری قوم حاصل کرے گی۔ حاجی صاحب نہایت اچھے شخص ہیں۔ ایک خلق خدا ان سے فیض یاب ہو گی۔ اور جو بھی حاجی صاحب کی صحبت شریف میں بیٹھا رہے گا وہ ہرگز محروم نہ رہے گا۔ حاجی صاحب کو خداوند کریم نے کمالاتِ علیا سے سرفراز فرمایا ہے اور حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ روحہ کے مقامات اور انوارات سے ان کو رنگین فرمایا ہے۔ زہے نصیب اس شخص کے جو ان کی صحبت شریف میں بیٹھے گا۔

آہن چون بپارس آشنا شد
آنہم بصورت طلاء شد

اس کے بعد حضرت شاہ صاحب قدس سرہ، حضرت حاجی صاحب قبلہؒ اور میمن مرید اور اس کے رفقاء کے ساتھ اپنی خانقاہ شریف سے باہر تک تشریف لے آئے۔ اور حضرت حاجی صاحب قبلہؒ اور اس قافلہ کے لیے تادیر دعا فرماتے رہے۔ اور دعا سے فارغ ہو کر پہلے حضرت حاجی صاحب سے بہت دیر تک بغل گیر ہو کر رخصت فرمایا۔ اور پھر میمن اور ان کے سب رفقاء کے ساتھ بغل گیر ہو کر رخصت فرمایا۔ اور اس طرح یہ قافلہ دہلی سے افغانستان کو روانہ ہوا۔

لفظ کڑی

کڑی ان چند گھروں کو کہتے ہیں جو اپنے اتفاق سے اکٹھے ہو کر ایک جگہ رہا کرتے ہیں اور ہر گھر کا کنبہ اپنے اپنے شامیانہ اور خیمہ میں علیحدہ رہتا ہے۔ اور یہ افراد کڑی، تجارت کرتے ہیں۔ ہر کڑی کے افراد اکثر خانہ بدوش اور کوچیدہ رہتے ہیں ان کی زندگی کا یہ معمول ہوتا ہے کہ موسم گرما میں واپس افغانستان چلے آتے ہیں۔ ان پٹھان افراد کو پوندہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، یہ پوندہ کے نام سے مشہور اور منسوب ہیں۔ لہٰذا ان چند ایک افراد کے گھرانوں کی کڑی پٹھانان کہا جاتا ہے۔ جب میمن ناصر کی معیت میں آپ قبلہ قدس سرہ بصورت ایک مختصر سے قافلے کے افغانستان پہنچے تو میمن کی کڑی والوں نے پہلے پہل تو حضور کی اپنی قوم میں شادی کر دی۔ کیونکہ ان کو فکر تھی کہ اگر حضور متاہل نہ ہوئے تو ہم کو چھوڑ کر کہیں اور نہ چلے جائیں۔ اس لیے سب کام سے پہلے آپ کی شادی کر دی اور بعد میں حضور کے لیے پانچ چھ شامیانے بنوائے یعنی ایک نماز باجماعت پڑھنے کے لیے دوسرا آپ کے گھر کے لیے۔ تیسرا آنحضور کے خلوت خانہ کے لیے اور دو تین شامیانے مزید حاجی صاحب قبلہؒ کے زائرین و واردین اور درویشان و طالبان حق کے لیے تاکہ جو بھی آئے اس کی رہائش کے لیے آسانی ہو اس کے بعد گویا حضرت حاجی صاحب قبلہؒ اس کڑی کا حصہ بن گئے۔ اور اس کڑی کے لوگ بھی گرمیوں اور سردیوں میں آنحضور کے ساتھ اکٹھے رہتے۔ گرمیوں کے موسم میں حضور کی خانقاہ لوڑگئی مضافات قندھار میں رہتے۔ اور سردیوں کے موسم میں علاقہ داماں موضع چودھوان میں شہر مذکور سے جانب غرب کوہ سلیمان کے نیچے دامن میں آں حضور اپنے شامیانے لگاتے۔ اور چھ سات ماہ بمعہ افراد کڑی کے یہاں رونق افروز رہتے

گویا یہاں کی رہائش آں حضور کی ایک عارضی خانقاہ بن جاتی اور مخلوق خدا فیضاب ہوتی رہتی۔

آنخضور قدس سرہ جب افغانستان سے کوچ کر کے یہاں علاقہ دامان میں تشریف لاتے تو یہ افراد یعنی کڑی شادی زئی، میمن وغیرہ سب آپ قبلہؒ کے ساتھ آتے تھے۔ کیونکہ چند لوگ پہلے بیعت ہو چکے تھے۔ اور چند ایک لوگ جن کو جناب شاہ صاحب قبلہؒ نے حضرت حاجی صاحبؒ کے سپرد فرمایا تھا۔ یہ لوگ بھی دوبارہ بیعت کر چکنے کے بعد ہر وقت آنخضور قدس سرہ کے ساتھ رہتے۔ اور بڑی باقاعدگی کے ساتھ حلقہ و نماز اور ذکر و مراقبہ اکٹھا ادا کر کے مستفید و مستفیض ہوتے۔ علاوہ ازیں دوران سفر افغانستان سے لیکر علاقہ دامان تک ہر پڑاؤ پر اردگرد کے لوگ گروہ در گروہ جمع ہو کر بیعت ہوتے اور دعائیں کراتے اور فیض یاب ہوتے۔

لہٰذا آنخضور قبلہ اس عارضی خانقاہ پر قیام کے دوران بغرض زیارت مبارکہ ہر سال اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ صاحب قدس سرہ بمقام دہلی شریف اور جناب غوث صمدانی امام ربانی حضرت مجدد و منور الف ثانی قدس اللہ روحہ بمقام سرہند شریف چلے جاتے۔ اور دونوں زیارتوں سے شرف یاب ہو کر واپس تشریف لاتے۔ ان اسفار میں افغانستان کی سخت سردی اور برفباری کے ایام بھی گذر جاتے اور پھر آنخضور قبلہ قدس سرہ الاقدس کا واپس افغانستان کو تشریف لے جانے کا راستہ کوہ سلیمان میں سے براستہ زاوہ اور غربی مغل کوٹ تھا۔ جو کہ کوہ شین غر کے شمالی جانب واقع ہے چونکہ ان پڑاؤں اور راستوں کے اردگرد کے عام لوگ اور کے اکثر علماء کا ایک مجمع بھی داخل طریقہ ہو چکا تھا، جن میں سے فاضل اجل مولوی محمد عادل صاحب قوم کاکڑ اور مولانا مولوی ملا قطار صاحب قوم شیرانی سرفہرست تھے۔

آنخضور قدس سرہ کا یہاں علاقہ دامان میں سردیوں کے دوران تشریف لانا باران رحمت کے مانند تھا۔ اس علاقہ کے کوہ و دامن صد رشک گلستان بن جاتے۔ ذکر و عرفانِ الٰہی جل شانہ کی بہاریں آجاتیں کتنے خوش نصیب اور سعادت مند تھے وہ لوگ جو آنحضرت قبلہ قدس سرہ کے فیضان روحانی سے اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کے مصداق بنے۔ جن کی وجہ سے علاقہ دامان اور متحدہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ حلاوت ایمان و ایقان سے فیض یاب و بہرہ ور ہوا۔ اس وقت دین اسلام میں ایک نئی زندگی اور بہار تھی۔ مختلف اضلاع کے ممتاز علماء کرام اور چیدہ چیدہ فضلاء عظام و دیگر ارباب علم و اخوندزادگان حلقہ ارادت میں داخل ہو کر لذت یاب ہوئے اور آنخضور قبلہؒ کی

توجہات، نظرات شریفہ کی بدولت یہ سب حضرات اعلیٰ مقامات اور معارف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی پر فائز ہو کر اسرارِ باطن و فیوضات الٰہیہ عز و جل کے مخزن بن گئے۔ اور ہر ایک خلعتِ خلافت اور اجازتِ ہشت سلاسل سے مشرف ہو کر فیاض جہاں بنا۔

اسماء گرامی خلفاء عظام

۱۔ جناب مولانا مولوی فتح محمد صاحب سکنہ چودھوان

۲۔ جناب قاضی ملا عبدالغفار صاحب سکنہ درابن

۳۔ جناب قاضی ملا عبدالرحیم صاحب سکنہ درابن

۴۔ جناب مولوی ملا ہیبت صاحب سکنہ ژوب قوم ہریپال

۵۔ جناب مولوی ملا میر ملک صاحب سکنہ ژوب قوم شیرانی

۶۔ جناب مولوی ملا محمد عادل صاحب سکنہ ژوب قوم کاکڑ

۷۔ جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سکنہ کڑی شموزئی قوم استرانہ

۸۔ جناب قاضی و مولوی ملا میر واعظ صاحب سکنہ بنوں

۹۔ جناب مولوی غلام حسن صاحب ملقب بہ میاں جی صاحب سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان

۱۰۔ جناب مولوی و حافظ محمد یار صاحب سکنہ پپلاں قوم اعوان

۱۱۔ جناب بابا صاحب میاں احمد صاحب سکنہ انگہ ضلع خوشاب قوم اعوان

۱۲ جناب قبلہ سید لعل شاہ صاحب سکنہ شہر دندہ شاہ بلاول قوم سید بخاری

علاوہ ازیں بہت سارے لوگ طریقہ شریفہ میں داخل ہو گئے۔ یہ اصحاب واحباب اور عام مریدین طریقہ شریفہ میں داخل ہو کر حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ کے حلقہ ذکر و مراقبہ اور توجہات شریف اور نسبت و مقامات کے حصول میں ایسے مشغول ہوئے کہ یہ سب حضرات آپؒ کی نظرات شریفہ کی بدولت اعلیٰ مقامات پر اور معارف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی پر فائز ہو کر اسرار باطنی اور فیوضات الٰہیہ کے مخزن بن گئے اور ان میں سے اکثر خلعتِ خلافت اور اجازت طرق ہشت سلاسل (نقشبندیہ مجددیہ"، قادریہ"، چشتیہ"، سہروردیہ"، شطاریہ"، مداریہ"، کبرویہ"، قلندریہ") سے مشرف ہو کر فیاض جہاں بنے۔ اور اسی طرح جیسے جیسے حضور والا کا فیض عام ہوتا گیا۔ ویسے ویسے لوگوں کا رجوع بڑھتا چلا گیا۔ فوج در فوج لوگ طریقہ شریفہ میں

داخل ہوتے گئے۔ اور آں حضور والا کی توجہات شریف و حلقہ مبارک کے تاثیرات سے لوگ مدہوش و مستغرق رہنے لگے اور اطراف و اکناف کے عام مسلمان اکتسابِ فیوضاتِ باطنی کے سلسلہ میں اور دین حق سیکھنے کی غرض سے خدمتِ شریف میں حاضر ہونے لگے۔ جب مریدین کا سلسلہ بڑھنے لگا اور ان کی کثرت حد سے بڑھ گئی تو انبوہِ خلق کے سامنے شامیانے قلیل اور تنگ محسوس ہوئے تو آں حضور قدس سرہ الاقدس کے موسم سرما کو گذارنے کے لیے علاقہ دامان کے احباب کو حضور حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ کے واسطے ایک خانقاہ بنانے کی ضرورت ہوئی اور یہ احساس شدت پکڑ گیا کہ جو لوگ محض اللہ تعالیٰ کا نام سیکھنے کی خاطر آئیں اور آنحضورؒ کی توجہات شریفہ سے مشرف ہونے کی خاطر حلقہ اور خدمت میں حاضر ہوں تو وہ لوگ آرام سے رہیں اور فارغ البال ہو کر اللہ تعالیٰ کا نام مبارک سیکھ سکیں اور سکون قلب حاصل کر سکیں۔

خانقاہ سوم کی تعمیر

خانقاہ عرش اشتباہ موسیٰ زئی شریف

چونکہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ آنحضور قبلہ حاجی صاحب قدس سرہ موسم سرما گذارنے کے لیے شہر چودھوان کے غرب میں پہاڑ کے دامن میں (علاقہ دامان) اپنی کڑی قوم شادی زئی کے ساتھ شامیانوں میں رہتے تھے۔ جب کثرت اور انبوہ خلائق کے سبب گذارہ تنگ ہو گیا تو نزدیکی ساکنان، عالمان، قاضیان و خوانین کو جو داخل سلسلہ اور طریقہ ہو گئے تھے ایک خانقاہ بنانے کا دل میں خیال پیدا ہوا۔ چودھوان شہر کی دو بڑی شخصیتوں خان غلام نبی خان صاحب اور قاضی شہر مولانا مولوی فتح محمد صاحبؒ نے آپس میں صلاح و مشورہ کیا کہ شہر چودھوان میں حضور حاجی صاحبؒ کے لیے ایک خانقاہ بنائیں۔ اور کلاچی کے بڑے خان نورنگ خان گنڈہ پور کا ارادہ تھا کہ کلاچی میں آنحضور قبلہ قدس سرہ الاقدس کے لیے ایک خانقاہ بنائیں گے مگر یہ نصیبہ ازلی ہوتا ہے کہ جس کے حصہ میں کوئی سعادت آتی ہے، اللہ کریم اس کو نیک کام سونپتا ہے۔

چنانچہ ان تینوں صاحبان (یعنی نورنگ خان صاحب گنڈہ پور سکنہ کلاچی اور غلام نبی خان صاحب و جناب مولوی فتح محمد صاحب سکنہ چودھوان) سے پہلے خان میر عالم خان قوم تاجوخیل نے بایماء و سعی جناب قاضی صاحبان، ساکنان درابن قاضی عبدالغفار صاحب اور قاضی عبدالرحیم صاحب شہر موسیٰ زئی شریف میں ایک خانقاہ بنانا شروع ہی کر دی۔ یہ ایام موسم گرما کے

تھے اور آنحضور قبلہ قدس سرہ الاقدس بمعہ جملہ درویشان اور اہل خانہ وتمام افراد کڑی قوم شادی زئی افغانستان کو تشریف لے گئے تھے۔ اور جب حضرت قبلہ قدس سرہ الاقدس موسم خریف میں بمعہ کڑی افغانان واپس افغانستان سے علاقہ دامان کو تشریف فرما رہے تھے تو آنحضور قبلہ کی آمد آمد سے پہلے ہی خان صاحب میر عالم خان رئیس قوم تاجو خیل میانخیل نے مسلسل محنت اور مشقت کر کے موسم گرما کے ختم ہونے سے پہلے خانقاہ تیار کر لی تھی۔ یہ خانقاہ شریف مندرجہ ذیل تفصیل کی صورت میں مکمل ہوئی۔

۱۔ وسیع اور کشادہ چاردیواری اور درمیان میں ایک بڑا دروازہ۔
۲۔ دو عدد بڑے کشادہ کمرے برائے رہائش حرم محترم بمعہ حویلی۔
۳۔ ایک کشادہ دالان (کمرہ ہوادار) برائے خواتین پردہ نشین۔
۴۔ ایک تسبیح خانہ شریف برائے محفل وختم وحلقہ شریف۔
۵۔ ایک مسجد شریف فراخ جس میں چار پانچ صفیں بڑی نمازیوں کی آسودگی سے سما سکیں۔
۶۔ تین عدد کمرے برائے خاص وعام طالبان خداوند تعالیٰ کی رہائش کے لیے۔
۷۔ دو عدد بڑے کمرے برائے رہائش خاص خلفاء وعلماء۔
۸۔ ایک اصطبل برائے اسپان (گھوڑے)۔
۹۔ ایک عدد کمرہ برائے گھاس وبھوسہ وغیرہ۔
۱۰۔ ایک عدد کمرہ اضافی مگر نہایت ہی صاف ستھرا۔ ضرورت خاص کے لیے۔

اس خانقاہ شریف کی تعمیر خداوند کریم عزوجل نے خان صاحب میر عالم خان صاحب رئیس اعظم موسیٰ زئی شریف کے حصہ میں اپنے قلم تقدیر سے لکھی تھی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس خانقاہ عالیہ مقدسہ شریفہ کے سن تعمیر میں اگرچہ کچھ اختلاف ہے مگر حقیقت میں مختلف روایات کو اکٹھا کرنے سے جو آخر نتیجہ سن تعمیر معلوم ہوتا ہے وہ ۱۲۶۶ھ ہے۔

تلك عشرة كاملة

سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم وبحمده

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ سوم

یہ فصل: حضرت شاہ احمد سعید صاحبؒ کے سفرِ ہجرت حرمین شریفین اور آپ کے فیوضات کے بیان میں ہے

ناگزیر تحریر

جب متحدہ ہندوستان میں ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۸۵۷ء میں ملت اسلامیہ نے غیرتِ ایمانی اور حمیت اسلامی کی بنا پر غیر ملکی کفار انگریز کے تسلط اور استیلاء کے خلاف جنگ آزادی مجاہدانہ اور سرفروشانہ جذبہ سے لڑی، تو اس میں حضور حضرت حاجی صاحبؒ کے پیرومرشد جناب حضرت شاہ احمد سعید صاحب دہلوی قبلہ قدس سرہ الاقدس کی ملی خدمات سرفہرست تھیں۔ منجملہ ان میں سے جہاد کا فتویٰ دینا اور اس پر سب سے پہلے اپنے دستخط ثبت فرما کر یہ تصدیق کرنا کہ شرعی نقطہ نظر سے ٹھیک جہادِ اسلامی ہے۔ یہ جرأت مندانہ اقدام سب سے پہلے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ الاقدس کے حصہ میں آیا۔ حالانکہ اُس وقت مقبوضہ اور نئے غلام ہندوستان میں یہ حضور شاہ صاحب قدس سرہ کا کام گویا ایک قسم سے اپنی جان پر کھیل جانے کے مترادف تھا۔

آپؒ کا یہ تاریخی امتیاز تھا کہ دستخط کرنے والوں میں سب سے پہلے آنجناب ہی نے دستخط فرمائے پھر دوسرے علماء کرام نے دستخط فرمائے۔ اس تاریخی جہاد میں آپ قدس اللہ روحہ کی یہ مساعی جمیلہ ایک تاریخی حقیقت ہے لیکن جس کو کچھ خود غرض اور پردہ فگن مورخین نے تاریخی کتابوں میں جو انھوں نے جہاد آزادی پر لکھیں ہیں آنحضورؒ کا نام تک بھی نہیں لیا۔ لیکن واضح کیا جاتا ہے کہ اس تاریخی خیانت کا پردہ چاک کروں۔ اس لیے یہاں پر یہ اظہار کیا جاتا ہے کہ اس کتاب کو پڑھنے والوں پر بخوبی عیاں ہو جائے کہ ہمارے حضرات مجددیہ قدس اللہ ارواحہم نے کس قدر تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھا کر دین مبارک کی خدمت کی ہے اور کس درجہ تک سلسلہ رشد و ہدایت کو قائم اور برقرار رکھا۔ تو اس مسلح جہاد اور جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد برصغیر کے مسلمانوں پر جو آفت ٹوٹی وہ عروس البلاد بغداد کی بربادی سے کچھ کم تو نہ تھی۔ فرق صرف یہ ہے کہ تاریخ دہلی کو کوئی سعدی شیرازیؒ نہ ملا جو ہندوستان کی اس جنگ آزادی کا مرثیہ لکھتا، اور جب انگریزوں نے اپنا

تسلط جمالیا تو انگریزوں کے اولیں ہدف ہمارے حضرت شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ بنے۔ ان ایام میں یعنی جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد آپ قدس اللہ روحہ نے دہلی ہی میں قیام فرمایا۔ چار ماہ کے بعد اپنی خانقاہ شریف (موسومہ بہ خانقاہ حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب قدس سرہ و خانقاہ مظہریہ) کو چھوڑ کر حرمین شریفین زادہما اللہ تکرماً وتعظیماً کو ہجرت فرمائی۔

پیرومرشد حضرت شاہ احمد سعید قدس سرہ کی
داستان ہجرت بسوئے حرمین شریفین

معاملہ کچھ عجیب طرح کا ہوا کہ جب بوقت عصر کسی اپنے ہمدرد اور خیر خواہ نے حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کو یہ خبر دی کہ آج حکومت انگریز نے آپ کا حکم گرفتاری صادر کیا ہے اور علاوہ اس کے آپ کی خانقاہ اور آپ کے جملہ مکانات ضبط ہو جائیں گے۔ اور رات کے بارہ بجے آپ کے گرد انگریزی سپاہ کا محاصرہ ہو جائے گا اور آپ محصور ہو جائیں گے۔ پھر آپؒ اور آپ کے جملہ اہل خانہ کو پکڑا جائے گا۔ آپ مہربانی فرما کر اپنی اور اپنے اہل خانہ کی رہائی کا انتظام فرمائیں۔ تو آں جناب نے اس خبر کے سننے کے بعد بمشیت ایزدی جل شانہ وقت مذکورہ سے پہلے خانقاہ شریف کو چھوڑ دینے کا ارادہ فرمایا تاوقتیکہ آپ پر انگریزی سپاہ کے رسالہ کا محاصرہ ہو۔

چنانچہ آنحضور قدس سرہ بعد از نماز عشاء بمعہ جملہ درویشاں کرام اور صاحبزادگان عالی مقام اور خلفاء عظام و اہل خانہ کے رات کے اندھیرے میں تَوَكُّلًا عَلَى اللهِ تَعَالٰی اپنی خانقاہ دہلی شریف سے کوچ فرما ہوئے۔ (بحوالہ کتاب مقامات احمد سعیدیہ) جو افراد و متعلقین آنحضور قدس سرہ کے اہل خانہ کے علاوہ تھے وہ تقریباً ایک سو تھے۔ یہ قافلہ دہلی شریف سے اندھیرے میں نکل کر عازم موسیٰ زئی شریف ہوا تا کہ آنحضور قبلہ شاہ صاحبؒ اپنے خلیفہ اجل و اکمل حضرت حاجی دوست محمد صاحب قبلہ قندھاری قدس اللہ سرہ افاضنا اللہ فتوحہ کے پاس پہنچ کر چند روز وہاں قیام فرمائیں اور پھر اگلے سفر یعنی حرمین شریفین کو تشریف لے جانے کا مکمل منصوبہ بنائیں۔

پس اس مبارک مقام یعنی خانقاہ مظہریہ شریف دہلی سے اندھیری رات میں یہ اللہ والوں کا مختصر سا قافلہ روانہ ہوا۔ یہ وہ مقام اور سرچشمۂ فیض ہے جسمیں ہزاروں، لاکھوں تشنگانِ باطن نے اپنی روح و قلب اور جسم و جاں کو انوار و مقامات حضرت مجدد پاک الف ثانی قدس اللہ روحہ سے رنگین بنا کر اپنی پیاس بجھائی تھی۔ کیسا اور کیا وہ وقت ہو گا کہ جب یہ سب اللہ والے دہلی

چھوڑ کر راہی ملک داماں ہوئے ہوں گے۔

پھر منصوبہ یوں بنا کہ براستہ لاہور چلیں اور وہاں سے جھنگ اور خوشاب پھر وہاں سے ڈیرہ اسمٰعیل خان پہنچیں۔ لہٰذا بے زادِ راہ یہ قافلہِ مشتاقان دین و عاشقانِ بایقین ،توکل علی اللہ کرکے لاہور جانے والی سڑک پر روانہ ہوا اور ساری رات چلتا رہا۔ جب سپیدی صبح اچھی طرح ہو چکی تو ایک مناسب مقام پر جہاں کچھ رہائشی مکانات اور ایک تالاب پانی کا موجود تھے۔ عموماً یہ مقام مسافروں کے پڑاؤ کے کام آتا تھا، یہ قافلہ ادائیگی نمازِ فجر اور وضو تازہ کرنے کی غرض سے تالاب پر فروکش ہوا۔

ادھر انگریز سپاہ نے کیا کیا کہ جس نے ۱۲ بجے شب آنحضور قدس سرہ کے گرد محاصرہ کرنا تھا۔ اس کا بھی کچھ حال بیان کیا جاتا ہے۔

انگریزی سپاہ جب آئی تو خانقاہ مبارک مظہریہ شریفؒ دہلی کو بالکل خالی پایا تو اس دستہ فوج نے واپس جا کر اپنے بڑے افسر یعنی کمانڈر کو خبر دی کہ خانقاہ تو بالکل خالی ہے۔ اور احاطہِ مکانات سنسان ہے، کوئی فرد بشر نظر نہیں آتا۔ اب کیا حکم ہے، چنانچہ انگریز افسر نے حکم دیا کہ ایک رسالہ افغانی جو کہ انگریزوں کا بڑا معتمد رسالہ تھا اور جس کا رسالہ دار میجر خان بہادر نورنگ خان قوم گنڈہ پور تھا۔ یہ رسالہ ساٹھ سواروں پر مشتمل تھا۔ انگریز افسر نے ان کو حکم دیا کہ حضرت شاہ صاحب قبلہؒ کے تعاقب کیا جائے۔ اور جہاں بھی مطلوبہ شخصیتیں ان کو ملیں، رسالہ ان کو پکڑ کر واپس لے آئے۔ لہٰذا یہ رسالہ معہ نورنگ خان رسالدار رات ڈھلے آنحضور شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ جب یہ رسالہ صبح کے وقت اس تالاب پر پہنچا جہاں پر کہ مسافروں کے لیے رہائشی مکانات بنے ہوئے تھے، تو یہ ایسا وقت تھا کہ حضور حضرت شاہ صاحب قبلہؒ نماز پڑھ کر مراقبے میں مشغول تھے اور جمیع خلفاء و خدام وغیر ہم آپؒ کے ساتھ مراقبے میں مشغول اور یادِ خداوند کریم میں محو و مستغرق تھے۔ اور قبلہ شاہ صاحب قدس سرہ کی توجہ شریف سے تمام درویشانِ عظام پر اس قدر محویت اور استغرق طاری تھا کہ ان سب کو سپاہ کے رسالہ کی آمد اور گھوڑوں کے سموں کی آواز تک کا پتہ نہ چل سکا۔

نورنگ خان رسالدار نے معہ اپنے رسالے کے اس قافلہ کے اردگرد محاصرہ کر لیا چونکہ یہ مسلمان رسالہ تھا اور رسالدار بھی مسلمان تھا۔ انہوں نے اپنی اسلامی حمیت کے سبب سے ایسی

حالت میں جب کہ شاہ صاحب معہ تمام قافلہ بصورت مراقبہ یادِ الٰہی جل شانہ میں مصروف تھے، ان پر ہاتھ ڈالنا اور پکڑنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اس انتظار میں کھڑے رہے کہ حضرت قبلہؒ مراقبہ سے فارغ ہوں اور ہم ان کو پکڑیں۔ اچانک رسالدار میجر نورنگ خان کے دل میں خداوند کریم نے یہ خیال ڈالا کہ شاید یہ حضرت شاہ صاحب، وہ شاہ صاحب نہ ہوں جو میرے پیر و مرشد حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری قدس سرہ کے پیر و مرشد ہیں، کیونکہ نورنگ خان رسالدار جناب حاجی صاحب قبلہؒ کے مخلص مریدوں میں سے تھا۔ (جیسا کہ گذشتہ صفحات میں ذکر آ چکا ہے۔ کہ یہ شخص اپنے مرشد کے لیے ایک خانقاہ شریف بنانے کا بھی ارادہ رکھتا تھا) تو بس اس اچانک خیال پاک کا نورنگ خان کے دل میں ظاہر ہونا ہی تھا کہ اس نے ان محاصرہ کرنے والے تمام گھڑ سوار سپاہیوں سے پشتو میں پوچھا۔ اے میرے افغانی بھائیو! کچھ تم اس شاہ صاحبؒ کے متعلق جانتے ہو کہ یہ کون شاہ صاحبؒ ہیں۔ کیا یہ وہ تو نہیں جو میرے مرشد حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری قبلہ قدس سرہ کے پیر و مرشد ہیں۔ چنانچہ ایک سپاہی جو کہ شاید باخبر تھا اس نے دور سے، گھوڑے پر سواری کی حالت میں آواز دی اور بولا رسالدار صاحب یہ وہی حضرت شاہ صاحب قدس سرہ الاقدس ہیں اور دہلی والے شاہ صاحب مشہور ہیں اور یہی حاجی دوست محمد صاحب قندھاری قدس سرہ کے پیر و مرشد ہیں۔ بس اس سپاہی کا یہ کہنا ہی تھا کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی برکت و وجاہت اور تائیدِ غیبی سے نورنگ خان پر اس زور سے جذبہ طاری ہوا کہ نورنگ خان بے اختیار ہو کر گھوڑے سے نیچے آ گرا۔ اور عالمِ محویت میں وہاں زمین پر تڑپنے لگا۔ جونہی رسالدار میجر کو دیگر سپاہیوں نے تڑپتا دیکھا کہ میجر صاحب بے اختیاری کے عالم میں کبھی ادھر گرتا ہے اور کبھی دوسرے پہلو پر جا گرتا ہے تو اس کی یہ لوٹ پوٹ حالت کو دیکھ کر سب سپاہی اپنے گھوڑوں سے اتر کر رسالدار کے پاس پہنچے۔ اور چند ایک سپاہیوں نے اپنے رسالدار صاحب کو قابو کیا اور تھامے رکھا۔ کچھ لحظہ نورنگ خان بیہوش رہا اور اس پر محویت طاری رہی۔

جب کچھ وقت کے بعد یہ کیفیت ختم ہوئی تو پھر نورنگ خان اپنے گھوڑے پر سوار نہ ہوا اور حضرت شاہ صاحب قبلہ کے ادب میں وہاں زمین پر ہی بیٹھا رہا۔ نورنگ خان کو اپنے کپڑوں کا بھی خیال نہ رہا جو کہ بوقتِ جذبہ مٹی میں خراب اور گرد آلود ہو چکے تھے۔ دوسری طرف یہ ہوا کہ اس اثناء میں حضرت شاہ صاحب قدس اللہ روحہ بھی مراقبے سے بیدار ہو گئے۔ اور اپنے دیرینہ

معمول کے مطابق بعد از اختتام مراقبہ دعا مانگی اور جونہی اپنا رخِ انور حلقہ درویشاں کی طرف پھیرا۔ اور اپنے چہرہ مبارک کو چادر سے آشکار کیا، تو اتنے میں نور رنگ خان رسالدار کی آنکھیں بھی حضرت شاہ صاحب قبلہ کی نگاہوں سے دو چار ہوئیں تو رسالدار نے بیٹھی ہوئی جگہ سے اٹھ کر حضور حضرت شاہ صاحب کی گود میں اپنا سر رکھ لیا اور اس پر دوبارہ جذبہ طاری ہو گیا۔ اور بہت دیر تک جناب شاہ صاحب کی گود میں تڑپتا رہا اور آں حضور رسالدار کو تھامے رہے۔ یہ حالتِ مجذوبی جس وقت ختم ہوئی اور رسالدار ہوش میں آئے تو فوراً حضرت شاہ صاحب قدس اللہ روحہ کے قدم بوس ہوئے اور تادیر آنحضور کے آگے ہچکیاں بھر کے روتے رہے اور دست بوسی بھی کرتے رہے۔ بالآخر جب اس کو مکمل سکون آیا تو باادب ہو کر عرض کی حضور قبلہ آپ یہ فرمائیں کہ کیسے دہلی سے اکیلے، اس افراتفری کے عالم میں آپ نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اور اب ارادہ مبارک کہاں جانے کا ہے تو حضرت شاہ صاحب قبلہ نے فرمایا میں تو موسیٰ زئی شریف جا رہا ہوں اور اپنے بھائی صاحب حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے خلیفہِ اکمل و اجل حاجی دوست محمد صاحب قندھاریؒ کے ہاں کچھ روز قیام کرنے کا ارادہ ہے۔ شعر

لذت فقر و فقیری بس تُرا
باوجود سلطنت سرمایہِ دیگر مخواہ

حضرت قبلہ شاہ صاحب قدس سرہ کا یہ فرمان سنانا تھا کہ تیسری مرتبہ پھر رسالدار پر جذبی کیفیت اس زور سے طاری ہوئی کہ قصہ بیان سے قاصر ہے۔ آخر الامر مابین المرشد و المسترشد اس مرحلے سے گزرنے کے کافی دیر بعد رسالدار میجر مذکور نے ہوش آ جانے کے بعد دست بستہ ہو کر اور بڑے مودب لہجے میں عرض کی کہ حضور آپ کا اس زمانہ شورش اور افراتفری میں اس طرح اکیلے، کسی سرکاری انتظام کے بغیر اس سفر پر جانا خطرہ سے خالی نہیں۔ جناب والا! مہربانی فرما کر اسی پڑاؤ پر تشریف فرما رہیں، اور بندہ بمعہ چند سواروں کے واپس دہلی جا کر آں حضور کے لیے باقاعدہ سرکاری پروانہ برائے انتظام راستہ اور بندوبست خرچ خوراک سرکاری کر کے واپس آج یا کل پہنچ جائے گا۔ یہ پڑاؤ آنحضور کے لیے بہتر جگہ ہے اور رہائش کیلئے آسودہ مقام ہے کیونکہ یہاں پانی کی بھی بہتات ہے اور کھلی فضا میسر ہے۔ اس لیے مہربانی فرما کر ایک دو دن بندہ کے واپس آنے تک یہاں قیام فرمائیں۔ رسالدار صاحب مذکور کی یہ رائے حضور حضرت

شاہ صاحب قدس سرہ کو پسند آئی۔ اور آنحضورؒ نے رسالدار صاحب کی انتظار میں دو دن اسی پڑاؤ پر قیام فرمایا۔ رسالدار معہ اپنے چند سپاہیوں کے واپس دہلی کو روانہ ہوا۔ اور وہاں پہنچ کر اس نے متعلقہ حکام سے آنحضور کے لیے راہداری اور خرچ خوراک سرکاری کا پختہ پروانہ لے کر پھر معہ بیس تیس سوار مزید محافظ دستے کی صورت میں ہمراہ لا کر تیسرے روز واپس حضور کی خدمت میں آن پہنچا۔ اور پھر آنحضور کو دہلی سے لاہور آنے والی سڑک پر روانہ کر کے خود رخصت کا طالب ہوا۔ حضور حضرت شاہ صاحب قدس سرہ بمعہ دستہ محافظین سرکاری کے جب لاہور پہنچے تو لاہور سے اپنے اجل و اکمل خلیفہ حضرت خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قبلہ قندھاری قدس سرہ کو مکتوب شریف بھیجا۔ (یہ مکتوب۔ کتاب موسومہ مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاریؒ میں درج ہے) جس کا متن یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخوی اعزی ارشدی حاجی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر احمد سعید بعد از سلام مسنون مطالعہ فرمائید۔ فقیر فردا بتاریخ دہم ربیع الثانی از لاہور بطرف ڈیرہ اسمٰعیل خان روانہ خواہم شد انشاء اللہ تعالیٰ تا شاہپور گاڑیھا کردہ۔ لازم کہ پانزدہ شتر دوازدہ ازاں معہ کجاوہ سہ ۳ برائے اسباب بزودی بشاہ پور روانہ فرمایند۔ تا ازاں جا بر شتران سوار شدہ بیائیم باقی حالات عند الملاقات۔ واضح خواہد شد۔ والسلام

یہاں تک تو حال حضور حضرت شاہ صاحب قبلہؒ کے قافلے کا زیر انتظامات سرکاری ازاں رسالدار نورنگ خان گنڈہ پور اس پڑاؤ مذکورہ سے لے کر لاہور تک پہنچنے کا تو آپ کو معلوم ہو گیا۔ اب آگے کچھ حال حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ کا سنیں کہ وہ دو یوم جناب حاجی صاحب قبلہ پر کیسے گذرے تھے (کہ جب اچانک حضور حضرت شاہ صاحب کو کسی ہمدرد مخلص کے ذریعے خبر ملی تھی کہ آنجناب کو بحکم سرکار انگریز بارہ بجے رات محصور کر لیا جائے گا اور تمام خانقاہ ضبط ہو جائے گی۔ یہ خبر سن کر قبلہ شاہ صاحب کا وقتِ معین سے پہلے پہلے معہ قافلہ خویش کے سفرِ ہجرت کے لیے نکل کھڑا ہونا اور پھر پڑاؤ مذکورہ تک پہنچ جانا اور یہاں پڑاؤ پر رسالہ سپاہیان انگریز کا پہنچ آنا) تو قبلہ حضرت حاجی صاحب کے آئینۂ قلب پر یہ تمام حالات انعکاس پذیر ہو رہے تھے۔

لہٰذا ان دو دنوں میں حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے احباب و خدام کے ساتھ مکالمہ اور

مصاحبہ ترک کر دیا۔ فجر کے ذکر اور مراقبہ کے بعد آپ مسجد سے باہر تشریف لاتے تو سیدھے تسبیح خانہ میں داخل ہو کر اندر سے دروازہ کو بند کر کے اپنے روزانہ معمول کے برعکس تا دیر وہاں تسبیح خانہ میں فروکش رہتے گویا ایک خاموشی اور سکون نے آنجناب کو گھیر رکھا تھا۔ اور چہرہ مبارک کا رنگ بالکل تغیر پذیر ہو گیا تھا۔ بشاشت کی بجائے ایک گونہ پژمردگی اور پریشانی چہرہ اقدس پر چھائی ہوئی تھی۔ زائرین اور واردین کی خبر گیری نہ فرماتے۔ اور اپنے خلفاء عظام سے ہم کلام نہ ہوتے۔ تمام لواحقین آنجناب کا یہ حال دیکھ کر بے حد مغموم تھے۔ ساری خانقاہ پر ایک قسم کی سراسیمگی چھائی ہوئی تھی۔ حضرت حاجی صاحب قبلہ پر یہ حالت اس وقت تک قائم رہی جب تک آپ کے مرید رسالدار نورنگ خان گنڈہ پور نے اپنے آپ کو غلامی میں پیش نہ کیا کیونکہ آنجناب حاجی صاحب قدس سرہ کو اپنے پیر و مرشد قبلہ شاہ صاحبؒ کی تکلیف اور غربت کی حالت کا عکس مسلسل قلب شریف پر نظر آ رہا تھا۔ جس کا برداشت کرنا آپ کے لیے بے حد مشکل اور باعثِ اضطراب تھا۔

دوسری طرف اپنے مرید کے دین و ایمان کا غم و خوف کہ وہ ایک بڑے امتحان میں پھنس گیا تھا کہ سرکار انگریزی کے حکم سے حضور شاہ صاحب قدس سرہ (جو اس کے پیر و مرشد کے شیخ و مربی تھے) کے پکڑنے کے لیے بمعہ رسالہ افغانی دہلی سے روانہ ہو چلا تھا تو یہ دونوں حالتیں حضور حاجی صاحب قبلہ کے قلب شریف پر انعکاس پذیر تھیں۔ تو ایسے میں حضور کو سکون کہاں ملتا اور اطمینان کیسے میسر ہوتا۔ پس ایسی ہی حالت میں اچانک ایک وقت آنجناب حضرت حاجی صاحب قبلہؒ کی زبانِ درخشاں سے تسبیح خانہ کے اندر اپنے خلفاء کرام و دراویشانِ عظام اور زائرینِ عالی مقام کی موجودگی میں بزبان فارسی یہ کلام صادر ہوئی۔ کہ

نورنگ خان بہ یک عمل جنتی شد

یعنی نورنگ خان نے انگریز سرکار کی نوکری میں رہ کر سرکاری کی امداد کرتے ہوئے جو اپنا ایمان قبل ازیں ہارا تھا۔ وہ حضور حضرت شاہ صاحب قبلہؒ میرے پیر و مرشد کی خدمت کرنے پر واپس جیت لیا اور اس کے بدلہ میں جنت کا بھی مستحق ہو گیا۔ اس کے بعد حضور حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کا چہرہ مبارک ہشاش بشاش ہو گیا۔ اور بسبب خوشی کے چہرہ مبارک چمکنے لگا۔ واضح ہو کہ جونہی مکتوب شریف منجانب حضرت شاہ صاحب قدس سرہ موسیٰ زئی شریف پہنچا تو آنجناب قبلہ حاجی صاحبؒ نے پندرہ اونٹ معہ کجاوں کے اور تین اونٹ مزید اسباب و سامان برداری کے واسطے

حسبِ فرمان مبارک جناب شاہ صاحب قدس سرہ بمقام شاہ پور روانہ کر دیئے اور خود آنحضرتؒ، قبلہ پیر و مرشد شاہ صاحب قدس سرہ کے قدوم میمنت لزوم کی انتظار میں ڈیرہ اسمٰعیل خان تشریف لے گئے۔ اور حضور حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی آمد تک معہ خلفائے کرام اور درویشان کرام اور بہت سارے زائرین خاص و عام کے ڈیرہ میں ٹھہرے رہے، ان اشخاص کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔ جب حضرت شاہ صاحب قدس سرہ اپنے حرم شریف اور صاحبزادگانِ عالی قدر و جملہ درویشانِ کرام و خلفاء خاص و عام کے ساتھ ڈیرہ میں تشریف لائے تو حضرت حاجی صاحب قبلہ نے بصد احترام و احتشام موسیٰ زئی شریف تشریف لے چلنے کی بابت عرض کی جس کی پذیرائی ہوئی۔ اور آنحضور شاہ صاحب قدس سرہ نے بمعہ جملہ قافلہ کے خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف تشریف لا کر خانقاہ موسیٰ زئی شریف کو شرفیاب فرمایا۔ قبلہ حاجی صاحب قدس اللہ روحہ نے اپنے حرم محترم کو حرم سرائے سے نکال کر ایک علیحدہ خیمہ لگا کر اس میں ٹھہرایا اور اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے حرم محترم اور صاحبزادگان کرام کو اپنے حرم سرا میں ٹھہرا کر آسودہ کیا۔

حضرت پیر و مرشد قبلہ شاہ صاحبؒ کی آمد کی خبر سن کر حضرت حاجی صاحبؒ کے اکثر مریدین افغانستان و کوہ سلیمان اور علاقہ دامان و سرحد، بنوں، کوہاٹ و پشاور اور صوبہ پنجاب کے رہنے والوں کا اس قدر ہجوم ہوا کرتا کہ روزانہ پندرہ بیس دنبے اور ایک دو بیل ذبح ہو جایا کرتے۔ تب جا کر لنگر شریف کا کام پورا ہوتا حضرت قبلہ شاہ صاحب قدس اللہ روحہ نے خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف میں کل اٹھارہ یوم قیام فرمایا۔ قبلہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے موسیٰ زئی شریف میں تشریف لا کر رونق افروز ہونے کے چند روز بعد حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے اپنی خانقاہ موسیٰ زئی شریف اور مبلغ چھ ہزار روپے نقد حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کی خدمت میں نذرانہ و نیاز پیش کرتے ہوئے دست بستہ عرض کی کہ حضور براہ کرم یہ نذرانہ اور یہ خانقاہ شریف بمعہ اثاثہ منظور فرمائیں اور یہاں خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف میں قیام فرمائیں، تاکہ ہم سب ساری عمر غلامی اور نیازمندی میں بسر کریں اور حضور کی توجہات شریفہ سے مزید اپنے باطن کو منور کریں، جب حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے اپنی عرض گذاشت کو پورا کیا تو حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ حاجی صاحبؒ آپکی طبیعت کی خوشی کو ملحوظ رکھتے ہوئے، فقیر کو آں محبّ کا نذرانہ اور خانقاہ شریف دونوں منظور ہیں لیکن یہ رقم تو آپ کی خاطر بطور ہدیہ قبول کرتا ہوں مگر یہ

خانقاہ شریف معہ خانقاہ شریف دہلی دونوں آں محب کو ہبہ کرتا ہوں یہ دونوں خانقاہیں میری ہیں اور آپ ان کے متولی ہیں۔ خاص کر خانقاہ شریف مظہریہ دہلی شریف والی کا انتظام بطریقِ احسن سر انجام دیں کیونکہ وہی خانقاہ میری زندگانی کا ثمرہ ہے۔ آپ خود وہاں تشریف لے جا کر رہیں یا اپنے کسی معتمد علیہ خلیفہ صاحب کو وہاں بھیجیں کہ اس خانقاہ کا سارا کام معہ دووقت کے حلقے اور ذکر ومراقبہ حسب معمول حضرات عظام اور خانقاہ شریف مظہریہ کی بوجہ احسن دیکھ بھال کرے۔ اور ساتھ ہی اپنے سارے مریدین ہندوسندھ وخراسان کو بھی آپ کے سپرد کرتا ہوں کہ جو بھی میرے مریدوں سے آپ کے پاس آئیں، آپ ان کو اپنی کامل توجہات سے مشرف فرمادیں۔

فقیر کی چونکہ مدت دراز سے حرمین شریف زادھما اللہ شرفاً وکرامتاً کی خاک کو اپنا سرمہ چشم بنانے کی آرزو رہی ہے اور وہاں کا قیام بھی کہ بقیہ زندگی وہیں جا کر بسر کروں یہاں تک کہ موت بھی وہیں آجائے۔ اور جنت البقیع میں میری مزار بنے، اب مشیت ایزدی انشاءاللہ فقیر کے شامل حال ہو رہی ہے اور فقیر کو یثرب وبطحا کی خاک پاک کو اپنا سرمہ چشم بنانے کے لیے رحمتِ الٰہی جل شانہ کشاں کشاں لیے جا رہی ہے۔ حضور حضرت قبلہ شاہ قدس سرہ نے اس بابت اپنے دست مبارک سے یہ چند سطور وصیت نامہ کی صورت میں تحریر فرما کر حضرت حاجی صاحب قبلہ کے حوالے فرمادیں۔ جو بعینہٖ درج ہیں۔

آخری وصیت نامہ وتولیت نامہ از مرشدؒ (فارسی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللّٰہ افضل الحمد واجلہ واعلاہ کما یلیق بجناب قدسہٖ تعالیٰ والصلوۃ والسلام علی سید الوریٰ کما ینبغی ویحری وعلی الہ التقی واصحابہ النقی۔ **امابعد** باعث تحریر ایں سطور اینکہ از مدت آرزوئے زیارت حرمین شریفین زادھما اللّٰہ شرفاً وکرامتہ دردل بود، حالا ارادہ الٰہی سبحانہ باآں منضم گردیدہ، ونیت طواف آنجا راسخ شد ومتوجہ آں حدود معہ اہل وعیال شدیم اللہ تعالیٰ از کرم خویش باآنجا برساند۔ لہٰذا مرقوم میسازم بمریدان خود کہ در ہندوستان وخراسان سکونت میدارند، کہ بجائے من مقبول بارگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب کہ خلیفہ من اند، بجائے من وانند وتوجہات از ایشاں گرفتہ باشد، وھو خلیفتی یدہ کیدی، ومقبولہ مقبولی، فطوبیٰ لمن اقتدی بہ، فھو خلیفتی علی الا طلاق بای یامرکم فعلیکم بامتثالہ

ولایجوز العدول عن حکمہ۔ اللّٰھم اجعلہ ھا دیا و مھدیا و اھدبہ الناس طر علی سبیل الدوام والا ستمرار وزد فی عمرہ ورشدہ وصلاحہ و فلاحہ۔ یا رب العلمین لجاہ سید المرسلین وصلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلی الہ و اصحابہ اجمعین، ویرحم اللّٰہ عبداً قال امینا، والسلام اولاًو آخراً ،آمین یا رب العلمین۔

ترجمہ اردو

ساری صفتیں اور حمد اعلیٰ واکمل اور اجل اللہ پاک و برتر کی ذات پاک کے شایان ہیں اور اسی ذات پاک کے لیے خاص ہیں۔ اور اللہ پاک و برتر کی جناب عالی سے جملہ رحمتیں اور سلام اس کے محبوب ﷺ پر نازل ہوں۔ جو دونوں جہاں کے سردار ہیں اور ان کے آل واصحاب پر۔ بعد از حمد و صلوۃ ، ان سطور کی تحریر کا باعث یہ ہے کہ دل مدت سے حرمین شریفین کی زیارت فیض بشارت کے لیے آرزومند رہتا تھا۔ چنانچہ بمقتضائی ارادہِ الٰہی جل شانہ اب فقیر نے بمعہ اہل وعیال اور سب بال بچوں کے، ان دیار شریفہ اور حدود مبارکہ پر پہنچ کر زیارت شریفہ سے مشرف ہونے کا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔ اللہ کریم ورحیم بخریت اُنہی دیار شریفہ کو پہنچائے۔ لہٰذا یہ سطور اس باب میں تحریر کی جاتیں ہیں کہ جس قدر میرے مرید ہند وسندھ اور خراسان (موجودہ افغانستان) میں ہوں۔ ان کو معلوم ہونا چاہیے کہ مقبول بارگاہ احد حاجی دوست محمد صاحب کو میرے قائم مقام جانیں۔ اوران سب کو لازم ہے کہ حاجی صاحب موصوف سے باطنی توجہات حاصل کریں۔ یہ میرے خلیفہ ہیں اور ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے اور ان کا منظور ومقبول میرا منظور ومقبول ہے۔ وہ میرے جانشین اور خلیفہ مطلق ہیں جو بھی حکم فرمائیں اس کو بجالائیں اور ان کے حکم کی خلاف ورزی العیاذ باللہ سارے مشائخ سلسلہ کی خلاف ورزی ہے۔ خداوند کریم محفوظ رکھے۔ اے میرے اللہ! ان کو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا اور ان کو ہدایت کا ذریعہ بنا۔ اور سب خلق اللہ کو بالدوام والاستمرار ان کے ذریعے ہدایت فرما۔ اور ان کی عمر، رشد، صلاح اور فلاح میں زیادتی مرحمت فرما بطفیل سید الکونین رحمت اللعالمین۔ درود وسلام ہوں آپ پر اور آپ کے آل کرام اور اصحاب عظام پر، اللہ کریم ورحیم رحم فرما ان سب پر جو آمین کہیں۔ والسلام اول وآخر۔

حضرت شاہ صاحب قبلہ قدس سرہ نے حضرت حاجی صاحب قبلہ کو اپنی ضمنیتِ کبریٰ سے بھی مخصوص فرمایا تھا جیسا کہ اس اجازت نامے کے آخر میں حضور شاہ صاحب قدس اللہ سرہ

العزیز نے بدیں الفاظ تحریر فرمایا ہے کہ ادخلتہ فی ضمنی کما ادخلنی شیخی و امامی و مرشدی الشاہ عبد اللہ المعروف بشاہ غلام علی شاہ صاحب دھلوی قدس اللہ تعالٰی روحہ و افاض علینا فتوحہ۔ فقط

حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی خانقاہ اور تسبیح خانہ خاص اور محل سرائے واقع خانقاہ مظہریہ معہ جملہ مکانات متعلقہ خود حضرت حاجی صاحب قبلہؒ کے حوالے فرمائے۔اور خود رخصت حرمین شریفین ہوئے۔اس روز سے اس خانقاہ موسیٰ زئی شریف کا نام خانقاہ احمد سعیدیہ تجویز فرما کر رکھا گیا۔سن بناء خانقاہ موسیٰ زئی شریف ۱۲۶۶ھ ہے۔اور پھر اس کا صحیح نام اس وقت تجویز کیا گیا جب حضرت صاحب قبلہ شاہ احمد سعید صاحب قدس اللہ سرہ کی جس سن میں ہجرت ہوئی جو ۱۲۷۳ھ ہے۔لہٰذا آج بھی خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے تسبیح خانہ کے دروازہ کے اوپر والا کتبہ سنگِ مرمر دیکھا جائے تو اس پر یہی الفاظ کندہ (نقش شدہ) نظر آئیں گے۔

"خانقاہ احمد یہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف

۷۴۔۔۔۔۱۲۷۳ہجری"

بروایت مندرجہ کتاب مقامات احمد یہ سعیدیہ حضور حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کے لیے حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے کشتیوں کا انتظام فرمایا اور پھر حضرت شاہ صاحب قبلہؒ بذریعہ سواری کشتیوں کے بندرگاہ بمبئی پہنچے۔اور وہاں سے بذریعہ دخانی جہاز میں سمندر کے راستے راہی حرمین شریفین ہوئے۔حضرت قبلہ حاجی صاحب اپنے پیر و مرشد کی وصیت کے مطابق اپنے معتمد خلیفہ اور اجل و مجاز و نائب مناب حضرت مولانا رحیم بخش اجمیریؒ صاحب کو دہلی شریف کی خانقاہ مظہریہ کی جاروب کشی سپرد فرمائی اور ساتھ ہی زائرین اور واردین کی خدمت میں مخلصین طالبانِ مولا عزوجل کو توجہ کرنے اور دو وقتہ حلقہ وغیرہ کا شغل بھی ان کے ذمہ فرمایا۔

چنانچہ حضرت مولانائے موصوفؒ نے تادم واپسیں اس امر شریف کو نہایت خوبی اور بااحسن طریقہ سرانجام فرمایا۔یہاں تک کہ بہ ندائے حق یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً حضرت مولانا رحیم بخش صاحبؒ اجمیری کا وصال شریف ۱۲۸۳ھ میں وہیں دہلی میں ہوا، اور ان کا مزار مبارک۔مزارات مبارکہ، حضرت میرزا مظہر جانجاناں صاحب شہید قدس سرہ اور حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب قدس سرہ کے جنگلے کے باہر حضرت میرزا صاحبؒ کے

پائنتی میں بنا اور مولانا اجمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور قبلہ میرزا صاحب قدس سرہ کے قدموں میں مدفون ہوئے۔

روح اللّٰہ تعالی روحہ ورواحھم وافاضنااللّٰہ تعالی فتوحھم فقط خیر نمط

فیوضاتِ حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہ

حضور قبلہ کلاں حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس اللہ روحہ کے سفر ہجرت حرمین شریفین کے دوران، خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں اٹھارہ روزہ قیام میں آپ قدس سرہ کی زبان فیض ترجمان سے جو جو فیض اور محبت بھرے ارشادات صادر ہوتے رہے، ان ارشادات اور کلمات مبارک کو حضرت مولانا رحیم بخش صاحب اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا محمد عادل صاحب رحمۃ اللہ علیہ قوم کاکڑ ژوبی قلمبند فرماتے رہے۔

مولانا صاحبان علیہما رحمۃ الرحمان نے کتاب فضائل الباری میں ان ملفوظات مبارک کو فیض الجاری کے نام سے موسوم کیا ہے لہٰذا چند ایک محبت بھرے ارشادات جو منبع فیوضات و برکات ہیں درج ذیل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

فیض اول (۱)

حضرت مولانا رحیم بخش صاحب اجمیریؒ فرماتے ہیں۔

ایک روز جب ہمارے پیرومرشد حضرت حاجی دوست محمد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے قیمتی قبائیں، بیش بہا لباس، بطور نذرانہ حضرت شاہ صاحب قدس اللہ روحہ کی خدمت میں پیش فرمائے تو آں ذات والا صفات حضرت شاہ صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان درفشاں سے یہ الفاظ نکلے۔ حاجی صاحب اللہ تعالی آپ کو جنتی لباس پہنائے گا۔

فیض دوم (۲)

خلیفہ خاص وشاگرد ارشد قبلہ حضرت حاجی صاحب قدس سرہ العزیز نقل فرماتے ہیں۔ آں حضرت فیض درجت میرے پیرومرشد قدس سرہ الاقدس نے اس فقیر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ہمارا خاص ارادہ صرف حرمین شریفین جانے کا تھا لیکن محض آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کے لیے اس راستے سے آیا ہوں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت مجھ پر بہت غالب ہے جس کی وجہ سے یہ راستہ اختیار کیا ہے۔

فیض سوم (۳)

حضرت مولانا رحیم بخش اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت کلاں قدس اللہ روحہ نے ہمارے پیرومرشد قبلہ حاجی صاحب قدس سرہ کو فرمایا۔ حاجی صاحب یہ زندگانی دنیا چند روزہ ہے اور فقیر کی جدائی بھی چند روزہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں کے بعد بہشت میں اکٹھے ہوں گے۔

فیض چہارم (۴)

جناب حضرت ملا عثمان جی (حضرت خواجہ خلیفہ حاجی محمد عثمان صاحب قدس سرہ) و ملا نظام الدین صاحب اور مولوی رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب قدس اللہ روحہ نے ہمارے پیرومرشد قبلہ حاجی صاحب قدس سرہ کو فرمایا۔ حق تبارک و تعالیٰ آپ سے راضی ہو فقیر آپ سے راضی ہے اور ساتھ ہی ساتھ فرمایا۔

حدیث شریف:۔ عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل میں انبیاء بہت گذرے ہیں۔ اسی طرح ہمارے حضور رسول مقبول ﷺ کی اپنی امت کے علماء سے مراد پیران طریقت ہیں، جو لوگوں کو اللہ پاک کی جانب بلاتے ہیں۔ اور اللہ اللہ سکھاتے ہیں اور شریعت و سنت پر لوگوں کو کاربند رکھتے ہیں، تو واضح ہوا کہ جس پیر کے مرید زیادہ ہونگے وہ نبی اسرائیل کے درجہ میں ہوگا۔ شکر ہے اللہ پاک کا کہ آپ کی ذات عالیٰ صفات سے طریقہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ بکثرت شائع ہو، اور آپ کے مرید بھی زیادہ ہیں۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ ثُمَّ زِدْ فَزِدْ

فیض پنجم (۵)

حضرت ملا میر واعظ صاحبؒ (خلیفہ حضرت قبلہ حاجی صاحب قدس سرہ الاقدس) نے فرمایا کہ قیام موسیٰ زئی شریف کے دوران جناب حضرت کلاں قبلہ شاہ صاحب قدس سرہ الاقدس نے ایک روز فرمایا۔ ''حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی فقیر کے ساتھ محبت زیادہ ہے لیکن فقیر کہتا ہے کہ میری محبت حاجی صاحبؒ کی محبت سے زیادہ ہے جو مجھ کو حرمین شریفین جانے کے لیے اس راستے پر لے آئی ہے۔''

فیض ششم (۶)

جناب ملا نظام الدین صاحبؒ اور مولوی رحیم بخش صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک روز

حضرت کلاں قدس سرہ نے ہمارے پیرو مرشد حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ کو فرمایا۔
"حاجی صاحب تم جہاں بھی بیٹھے رہو میرے دل کے قریب ہو اور ہر وقت اور ہر زماں آپ کی جگہ میرے دل میں ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ۔

فیض ہفتم (۷)

حضرت مولانا محمد عثمان جی اور مولانا رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب قدس اللہ روحہ نے فرمایا۔ اِذَاتَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ۔ جو ارباب سلوک نے فرمایا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب فقر کمال کو پہنچتا ہے تو احتیاج ختم ہو جاتی ہے یعنی استغناعن الخلق بدرجہ کمال حاصل ہو جاتا ہے۔ اور فقیر کو کسی قسم کی احتیاج نہیں رہتی، کیونکہ وہ متخلق بہ صفاتِ الٰہیہ عزوجل ہو جاتا ہے اور فقیر سالک، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا طے کر لیتا ہے تو اس کے قلب اور نفس بلکہ لطائف خمسہ عالم امر بِالْاِکْمَال وَ التَّکْمِیْل مزکّٰی و مصفّٰی ہو جاتے ہیں تو اس وقت فقیر متخلق باخلاق الٰہیہ جل شانہ ہو جاتا ہے اور صفات الٰہیہ جل شانہ میں فانی ہو کر بقاباللہ تعالیٰ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں تَخَلَّقُوْ بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ آیا ہے۔

فیض ہشتم (۸)

ملا نظام الدین صاحبؒ اور مولوی رحیم بخش صاحبؒ سے منقول ہے کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے فرمایا۔ مرید اپنے پیرو مرشد کو دوسرے تمام پیران عظام پر فوقیت دے۔ پیر کے وصال کے بعد پیر کا اگر کوئی جانشین ہو تو اس کو بھی پیر جیسا ہی جانے۔ نیز فرمایا، اگر مرید کو اپنے پیر کے حق میں کوئی خطرہ (وسوسہ) پیش آئے تو توبہ اور استغفار پڑھ کر اس خطرہ کو دفع کرلے۔ اگر اس حیلہ سے بھی مرید کا دل صاف نہ ہو تو اپنے پیر کی خدمت میں اپنے خطرے (ناگوار خیالات) کو پیش کرے۔ اور اگر پھر بھی دل صاف نہ ہو تو اپنے شیخ سے تجدید بیعت کر کے اس سے توبہ حاصل کر لے، تو اپنے شیخ کی توجہ مبارک سے انشاء اللہ تعالیٰ مرید کا دل صاف ہو جائے گا۔

فیض نہم (۹)

حضرت خواجہ محمد عثمان صاحبؒ دامانی اور مولانا مولوی حضرت رحیم بخش صاحبؒ نے فرمایا کہ حضرت کلاں قدس اللہ سرہ نے فرمایا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے اس طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں ریاضت ہو سکتی ہے۔ اس موقعہ پر حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ نے عرض کی کہ حضور

بیماری کے سبب فقیر سے تو یہ ریاضت نہیں ہو سکتی لیکن خواہش مند ضرور ہوں، تو حضرت شاہ صاحب قدس اللہ روحہ نے فرمایا۔ حاجی صاحب آپ کو اب ایسی ریاضت کی ضرورت نہیں رہی آپ اس منزل سے آگے گذر گئے ہیں۔

فیض دہم (۱۰)

بروایت حضرت مولانا رحیم بخش صاحب اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جب حضرت شاہ صاحب قدس اللہ روحہ نے حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ کو اجازت عامہ عطا فرمائی اور دہلی شریف کی خانقاہ وغیرہ کا متولی بھی بنایا، تو حضرت حاجی صاحب قبلہ نے حضرت شاہ صاحب قدس اللہ روحہ کی خدمت میں بتاشے پیش کئے اور تجدید بیعت بھی فرمائی۔ پھر عرض کی کہ حضور! فقیر تو آں جناب کے مریدوں کا بھی ادب کرتا ہے تو اب جب کہ آں حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فقیر کو اجازت عامہ مرحمت فرمائی ہے تو حیران ہوں کہ اندریں صورت آں جناب کے مریدوں کو کس طرح توجہ دے سکوں گا۔ اور کہ فقیر اس قابل بھی نہیں تو حضرت کلاں قدس اللہ روحہ نے فرمایا۔" حاجی صاحب اللہ پاک نے آپ کو اس لائق بنایا ہے، تب ہی تو فقیر نے آپ کو اجازت عامہ دی ہے اور پھر اب جب کہ فقیر آپ کو کہہ رہا ہے تو آپ توجہ کیوں نہیں دیں گے، کیونکہ تعمیل امرِ شیخ ادبِ شیخ سے بالاتر ہے اور اَلطَّرِیْقَةُ کُلُّهٗ اَدَبٌ۔

فیض یازدہم (۱۱)

براویت حضرت مولانا رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت کلاں قدس اللہ روحہ نے حضرت حاجی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو بوقت الوداع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں فرمایا۔ ہمارے پیچھے یہ ختم شریف روزانہ پڑھا کرو۔ اول و آخر درود شریف ایک ایک سو بار اور درمیان میں یاسلام ہزار بار، تا کہ اللہ کریم ہم کو حرمین شریفین زَادَهُمَا اللّٰهُ شَرَفاً وَّ کَرَامتاً خیریت سے پہنچائے۔ اور سارا سفر بالخیر انجام پائے۔

فیض دوازدہم (۱۲)

جناب ملا عبدالحی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت کلاں قدس سرہ جب خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں رونق افروز تھے تو ایک دن فرمانے لگے۔ یہ مکان نور سے بھرپور ہیں کیونکہ ان کا مالک نور سے بھرپور ہے پھر ساتھ ہی فرمایا کہ اب ہم سے توجہ لینے کی ان کو ضرورت نہیں ہے۔

فیض سیزدہم (۱۳)

بروایت جناب مولوی رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ حضرت قبلہ پیر و مرشد جناب حاجی صاحب قدس سرہ الاقدس نے ملا سید نور اخوندزادہ کے ایک خواب کی تعبیر بیان کرنے کے بعد فرمایا میں خود تو اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتا مگر میرے پیر و مرشد حضرت شاہ صاحب قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس جو نائب رسول خدا ﷺ ہیں۔انہوں نے بندہ کو اپنا نائب مناب بنایا۔ اور اجازت عطا فرما کر روانہ فرمایا۔خدا جانتا ہے ہے کہ فقیر رسول مقبول ﷺ کا نائب ہے۔ چاہے دشمنوں کا یہ حال ہے، مگر انشاء اللہ تعالیٰ فقیر کے سب دشمن دفع ہو جائیں گے۔اس لیے کہ جب میں نے اپنے حضرت پیر و مرشد قبلہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے مخالفین اور معاندین کا ذکر کیا تو آپ فرمانے لگے کہ ''اور بھی ہوں'' حضور کا مطلب اس جملے سے یہ تھا کہ دشمن زیادہ بھی ہو جائیں تو کوئی خوف نہیں ہے۔

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

(یعنی اللہ تعالیٰ مہربان ہے اور اس کی مہربانی قائم ہے پھر دشمن کچھ نہیں کر سکتا۔اور دشمن کا کچھ خوف نہیں ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ چہارم

یہ فصل: حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری صاحب قبلہ قدس سرہ کے ملفوظاتِ شریفہ اور کراماتِ منیفہ کے بیان میں ہے

ملفوظ نمبر ۱

سید طیب شاہ صاحب کو ارشاد فرمایا کہ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں خلوت درانجمن ہے، اور بس۔ سید موصوف نے عرض کی کہ قبلہ مجھے کھانا تھوڑا کھانے کا امر فرمائیں۔ آپؒ نے فرمایا۔ کم کھانا یہ طریقہ ارباب ریاضت اور مجاہدہ کا ہے۔ اس طریقہ انیقہ نقشبندیہ میں خوب پیٹ بھر کر کھاؤ۔ اور اسے ذکر اسم ذات مبارک سے ہضم کرو۔ یہ گوشہ نشینی، کم خوردنی، ریاضت، مجاہدہ، طریقہ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ شریفہ میں ضروری ہیں۔ اس طریقہ شریفہ نقشبندیہ میں شریعت کے مطابق عمل، اور بدعات ناپسندیدہ سے پرہیز اور اپنے مرشد سے رابطہ و محبت اور خدمت علی الدوام کرنی شرط اولین ہے کیونکہ یہ طریقہ عالیہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ سے شروع ہوتا ہے جن کی شان میں حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا، ترجمہ: یعنی حضرت سیدنا ابی بکر لصدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت تمام مسلمین پر اس لیے ہے کہ تصدیق قلبی اور رابطہ و محبت حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے گہرائی قلب میں جاگزین تھی۔ جس سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل المومنین کا درجہ عطا ہوا۔

ملفوظ نمبر ۲

فرمایا: انسان عبارت اُنس سے ہے۔ محبت اور اُنس جس میں نہیں وہ حیوان ہے چونکہ انسان میں محبت اور اُنس ودیعت کی گئی ہے۔ اسی لیے تو اس کو انسان کہتے ہیں۔ بمعنی اُنس کرنے والا۔ پھر فرمایا ہمارے طلباء تو بہت ہیں مگر جو شہرت اور قبولیت ملا امان اللہ ہراتی کو حاصل ہوئی اور کسی کو میسر نہیں۔ طریقہ نقشبندیہ عجیب طریقہ ہے، کہ مریدوں کا کام بغیر صحبت شیخ غائبانہ توجہ سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ حق تعالیٰ نے ہمیں قوی جذبہ سے نوازا ہے جیسا کہ انبیاء و مرسلین اور اَولیاءِ کاملین کو نوازا ہے (علیہ الصلوٰۃ والسلام، رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) لیکن کیا کیا جائے کہ

معاندین کے عناد سے فقیر کا دل سرد ہو گیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو اس لیے نوح (نوحہ گر) کہتے ہیں کہ ان کو وعظ کرتے وقت لوگ مارتے۔ اور وہ نوحہ کرتے، یعنی فریاد کرتے یہاں تک کہ جب وہ ایک وعظ میں بہت دل تنگ ہوئے تو بارگاہ رب العزت میں عرض کی کہ

آیت: رَبِّ اِنِّی دَعَوتُ قَومِی لَیلاً وَّ نَهَارًاo فَلَم یَزِدْهُم دُعَایءِ اِلَّا فِرَاراً۔

پھر ایک بار یہاں تک ان سے دل تنگ ہو کر دعا کی اور عرض کی۔

آیت: رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ دَیَّاراً۔

ترجمہ: اے میرے رب ایک بھی کافر روئے زمین پر نہ چھوڑ۔ سب کو ہلاک اور تباہ کر۔

پھر ملا عثمان غنی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ خراسان (موجودہ افغانستان) سے واپسی پر اثناء راہ میں حقائق و معارف کا میں نے ذکر کیا تو اخوندزادہ مذکور نے معیت اور اقربیت باری تعالیٰ جل شانہ کے متعلق مجھ سے استفار کیا کہ کیا حق تعالیٰ کی معیت ہمارے ساتھ ثابت ہے۔ میں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ اللہ تعالے خود فرماتے ہیں۔ کہ

آیت: نَحنُ اَقرَبُ اِلَیهِ مِن حَبلِ الْوَرِید

ترجمہ: یعنی ہم شہ رگ سے بھی ان کے زیادہ نزدیک ہیں۔

اور کہ عناصر اربعہ، پانی، آگ، ہوا اور مٹی۔ ان چاروں کی معیت ہمارے ساتھ ثابت ہے۔ نیز نفس اور عالم امر کے لطائف خمسہ کی معیت بھی۔ مگر ہم ان کی معیت کو نہیں جانتے۔ اور روح جو ان سب سے لطیف تر ہے۔ اس کی معیت کو ہم کس طرح پا سکتے ہیں۔ تو حق تعالیٰ کی ذات مبارک جو کہ بے چون و بے چگوں اور بے مثل و بے مثال ہے اور بے زمان و بے مکاں ہے تو اس کے قرب و احاطہ اور معیت کا ہم کس طرح ادراک کر سکتے ہیں۔ یہ بیان سن کر اخوندزادہ موصوف بڑا فکر مند ہوا۔ اور اس بیان اور علم پر حیران ہو کر طریقہ شریفہ میں داخل ہو گیا۔

ملفوظ نمبر ۳

بروز ہفتہ بعد از ختم شریف ملا محمد عادل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی کہ میں فی الواقعہ دیکھتا ہوں، کہ کوئی شخص آگ کی سرخ چنگاریاں میرے سامنے کھانے کے لیے رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا، عشق و محبت کی چنگاریاں ہیں کیونکہ عشق چنگاری ہے اور محبت آگ ہے، جو ما سوا اللہ کو جلا دیتی ہے اور ذکر میں گرمی ہے۔

بعدازیں مولوی شیر محمد نے بیعت ثانی کے انکار کرنے والوں کا ذکر کیا تو اس ضمن میں آپ نے فرمایا، اگر شیخ اول سے جذباتِ قویہ اور احوال معتبرہ کا اکتساب کر لیا ہے تو دوسرے شیخ پکڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اگر دوسرا شیخ جو شیخ اول سے زیادہ توجہات کامل رکھتا ہو۔ اور اس ملکہ کا مالک ہو، تو ضرور اس شیخ کے پاس چلا جائے اور اس سے اکتساب فیض کرے۔ کیونکہ غرض تو شیخ پکڑنے سے فیضان کا حصول ہے۔ یہ منکرین بیعت ثانیہ اس مقدس طائفہ صوفیہ کے احوال و مقامات اور معارف سے ناواقف ہیں۔

ملفوظ نمبر ۴

بروز منگل جمادی الاول ۱۲۷۲ھ کو آپ نے فرمایا۔ مالدار اپنے مال سے مغرور ہیں۔ لیکن جانتے نہیں کہ اس مال کو وہ اپنے ساتھ آخرت میں نہیں لے جا سکیں گے، اور پھر اس مال کی زکواۃ بھی ادا نہیں کی، تو اس مال سے آخرت میں ان کے بدن داغے جائیں گے۔ پھر فرمایا، اگر مجھے امامت کے لیے کوئی لاکھ روپے بھی دے تو امامت کے لیے تنخواہ قبول نہ کروں گا۔ بلکہ محض رضائے مولا کے لیے امامت کروں گا۔ اور ہاں فقیر کی اس بات سے یہ غرض نہ سمجھ لینا کہ فقیر مالدار ہو جائے گا تو مالدار ہو جانے پر فقیر کو اُخروی ضرر لاحق ہونے کا خوف ہے۔ لیکن ہمارے پیر و مرشد حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ عنہ بڑے ہی مالدار تھے کہ ایک دفعہ بادشاہ وقت نے عرض کی یا حضرت ملک تو آپ ہی نے لے لیا ہے میرے پاس تو باقی ایک تخت ہے، جس پر بیٹھتا ہوں وہ بھی آپ ہی لے لیں تا کہ ساری سلطنت آپ ہی کی ہو جائے۔

چنانچہ باوجود اس قدر مالداری اور جلال و حشمت کے آپ کے ہاں ایک درویش جو چند سالوں سے پھٹا پرانا کپڑا سردیوں اور گرمیوں میں پہنے رکھتا۔ تو خواجہ صاحب قبلہؒ نے معمول کے موافق بہت سی مالی خیرات کرنے پر اس درویش کو کچھ بھی نہ دیا حالانکہ یہ درویش حضور حضرت خواجہ صاحبؒ کی خانقاہ کا مدت سے درویش تھا۔ تو لوگوں نے اس بار خواجہ صاحب کی خدمت میں اس درویش کے حال زار کی یاد دہانی کرائی، تو حضرت خواجہ صاحب نے فرمایا۔ اس برہنہ درویش کے لیے مال زہر قاتل ہے، فقیر اس لیے اس کو مال نہیں دیتا۔ حقیقت میں فقیر اپنے مال کو اس درویش سے نہیں بچاتا بلکہ اس مال کے نقصان سے اس درویش کو بچاتا ہے۔ اگر فقیر اس کو مال دے دے تو یہ مال اس کو نقصان پہنچائے گا۔ حالانکہ فقیر کا یہ مال دوسروں کے لیے آبِ حیات

ہے۔اور اس فقیر کے لیے زہر ہے۔جیسا کہ مولانا روم صاحب فرماتے ہیں ۔

زہر ماراں مار را باشد حیات

نسبتش بادیگراں باشد ممات

یہ بیان سنا کر آپ حضرت قبلہؒ نے فرمایا اسی لیے تو میں بقدر کفاف درویشانِ کرام مقیم خانقاہ عالیہ کو دیتا ہوں۔اگر زیادہ مال خیرات دوں تو ان کے لیے باعث نقصان بن جائے گا۔

ملفوظ نمبر ۵

بروز جمعۃ المبارک ماہ جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ بعد از عصر فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ اوامر اور مناہی اور احکام شرعیہ کا مقصد وحید یہ ہے کہ ان کے ذریعے اپنی انانیت کو چھوڑ کر شرعی احکام کے سامنے فرمانبردار ہو جائے۔اور انسانیت کا وطیرہ اختیار کرے۔قرآن کریم کا نزول اسی مقصد کے لیے ہوا ہے مگر انانیت سے رہائی پانا مشکل ترین امر ہے۔

ملفوظ نمبر ۶

بروز جمعہ جمادی الاول ۱۲۷۲ھ صبح کے حلقہ کے بعد آپ نے فرمایا آج کل لوگ دینی مقصد لے کر نہیں آتے، بلکہ دینی مقاصد کے ساتھ دنیاوی مقاصد بھی ملا دیتے ہیں۔آج کے مسلمانوں کی بد افعالیوں کے سامنے اس زمانہ کے کفار بھی شرماتے ہیں۔اگر لوگوں کے ساتھ بیٹھنا، اٹھنا نہ رکھوں اور کھانا وغیرہ نہ دوں تو دینی فائدہ اور استفادہ دونوں ختم ہوتے ہیں۔اور دینی خدمت موقوف ہو جاتی ہے اور حضرات کے طریقے سے پھر کوئی بھی مستفید نہیں ہو سکے گا۔اگر اہل زمانہ (دنیاداروں) کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہی رکھوں تو خدا تعالیٰ کی عبادت ختم ہوتی ہے۔اور قریبی تعلقات اور کم ہمتی اور بے اعتنائی اور بے پرواہی کی وجہ سے یہ لوگ کوئی فائدہ حاصل نہیں کرتے۔اور اگر طلباء پر ادب سکھانے کی غرض سے سختی کرتا ہوں تو وہ برا ماننے لگ جاتے ہیں۔حالانکہ فقیر کا مقصد واحد یہ ہے کہ یہ سب مؤدب بنیں۔اور احکامِ شرعیہ کے پابند ہوں۔حیران ہوں کہ پیری کا منصب اور مقصد تو بڑا عظیم ہے لیکن ہمیں دشواری پیش ہے۔

ملفوظ نمبر ۷

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔بہت سے ناوقف مریدین یا زائرین استغراق میں یا خواب میں، زندہ یا مردہ پیر سے فائدہ حاصل کرتا یا فائدہ حاصل ہوتا دیکھتے ہیں مگر اس حال کو اپنے

پیرومرشد کا فیض نہیں جانتے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ان سب واقعاتی نظاروں کو اپنے پیر سے خیال کرے۔ کیونکہ اولیائے کرام کے ارواح کبھی کبھی خود بخود مختلف اجساد میں متشکل ہو کر آتے ہیں اور ان سے عجیب قسم کے کام ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جس طرح کے جنات کی عادت ہے۔ واضح ہو کہ یہ تناسخ نہیں بلکہ لطائف کا متشکل ہونا ہوتا ہے اور یہ کبھی عالم مثال میں ہوتا ہے۔ اور کبھی عالم شہادت میں بھی۔ جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے فلاں بزرگ کو کعبہ شریف میں دیکھا ہے اور دوسرا شخص یہ کہے کہ میں نے اس کو روم میں دیکھا ہے۔ حالانکہ آنے والے بزرگ کو خبر تک بھی نہیں ہوتی۔

ملفوظ نمبر ۸

آپ نے ارشاد فرمایا۔ طریقت میں کتاب خوانی کی ضرورت نہیں۔ یہ محض فضلِ ربی جل شانہ ہے۔ کتاب خوانی سے تو محض بزرگوں کے حالات اور مقامات سے واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ علم طریقت وہ لطف ربانی جل شانہ ہے، جو کہ سینہ بسینہ اپنے حضرات کرام سے منتقل ہوتا چلا آتا ہے۔ اور مولوی محمد عادل صاحب قوم کاکڑ کے چھوٹے بھائی کو تبرکات و عطیات عنایت فرما کر رخصت فرماتے ہوئے، نصیحت فرمائی کہ علم دین حاصل کرنے میں کوشش کرو۔ آج کے صاحبزادوں کی طرح علم سے جاہل رہ کر بزرگوں کی نسبت سے محروم ہو کر فقط تعویذوں کے ذریعہ اپنی پیری قائم رکھنا گناہِ عظیم ہے۔ پھر ارشاد فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے اس فقیر کو اپنے حضرات غریب نوازان عالیشانان قدس اللہ ارواحہم کی برکات شریفہ سے ایسے حالات سے نوازا ہے کہ جب وہ حالت اس عاجز پر وارد ہو تو اسی حالت کے دوران ہندو، برہمن وغیرہ کافر کو توجہ کروں تو آناً فاناً زنار توڑ کر مسلمان ہو جائے اور ساتھ ہی ساتھ مقامات طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے مشرف ہو کر اشاعت طریقہ شریفہ میں لگ جائے۔ میں نے اپنی ساری کیفیت کو اپنے حضرت پیرومرشد قدس سرہ الاقدس کی خدمت میں بیان کیا۔ تو آنحضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بالکل درست ہے اور یہ حق تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ فقیر یہ خودنمائی کے لیے ذکر نہیں کر رہا ہے، بلکہ تحدیث نعمت الٰہیہ جل شانہ کے طور پر ذکر کر رہا ہے۔

ملفوظ نمبر ۹

ملا عبداللہ صاحب کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ کتنا سچا قول ہے اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحْرِقُ

مَاسِوَ اللّٰہ۔ اس قول کے متعلق میں ارشاد فرمایا۔ ریاضات اور اذکار کارحق سبحانہ وتعالیٰ، طریقت کی آگ ہیں، اللہ کریم قادر ہے کہ وجود کو آلائش ماسوی اللہ سے پاک کردے۔ ملا موصوف نے عرض کی، حضور مراقبہ میں زراعت کے مناظر اکثر دیکھتا ہوں آپ قدس سرہ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا اَلدُّنیَا مَزرِعَۃُ الاٰخِرَۃِ وارد ہے لیکن زراعت کی دو قسمیں ہیں۔ زراعتِ ظاہر جو بدن کی قوت اور غذایت کا ذریعہ ہے اور دوسری زراعتِ باطنی ہے۔ جو آخرت کا زاد اور توشہ ہے۔ یہ زراعت، ذکرواذکار، مجاہدے اور ریاضتیں ہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۰

بروز جمعۃ المبارک جمادی الثانی بعد از حلقہ صبح میاں اللہ یار اخوند بابڑ نے عرض کی کہ حضور! بندہ کا تو یہ حال ہے کہ جہات ستہ میں (یعنی نیچے اوپر، دائیں بائیں آگے پیچھے گویا ہر طرف) حضور ہی کو دیکھتا ہوں، تو اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ فنا فی الشیخ کا مقام ہے اور یہ شعر زبان مبارک پر جاری ہوا۔

در و دیوار چو آئینہ شد از کثرت شوق
ہر کجا مے نگر روئے ترا مے بینم

اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔ مجھے اپنے حضرات غریب نوازان عالیشانان قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم الاقدس سے اس قدر زیادہ محبت ہے کہ اگر تمام حضرات انبیاء کرام اور اولیائے عظام ایک جگہ اکٹھے ہوں اور میرے حضرات بھی وہاں تشریف فرما ہوں، تو میں پہلے اپنے حضرت قبلہؒ کی قدم بوسی کروں گا۔ بعد ازیں باقی حضرات کی اس کی وجہ یہ نہ ہوگی کہ میرے حضرت قبلہ کو باقی سب حضرات پر فضیلت ہے بلکہ اس وجہ سے کہ مجھ کو ان سب حضرات کے فیوضات و برکات اپنے حضرات قبلہ قدس سرہ قلبی و روحی فداہ کے ذریعے اور واسطے سے حاصل ہوئے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا حصولِ نسبت اور فیض میں اصل بنیاد اپنے شیخ سے رابطہ پر ہے۔ ذکر اذکار اور نوافل وغیرہ اور دیگر عبادات حصول نسبت کے دو مضبوط ذریعے ہیں اور بس، اور پھر ارشاد فرمایا۔ اُمی شخص (ناخواندہ) طریقہ شریفہ کو خوب حاصل کر لیتا ہے، کیونکہ اس کا دماغ علمی اور عقلی دلائل کا حامل نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ سے اسے کوئی شک اور شبہ پیدا نہیں ہوسکتا، برخلاف ایک عالم کے کہ اس کو خطرے اور وسوسے زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ جیسا کہ عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موقعہ پر کیا ہی خوب

فرمایا ہے۔

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکین بود
گر بہ استدلال کارے دیں بُدے
فخر رازی راز دارے دیں بودے

اور منجملہ بے شمار حکمتوں کے ایک حکمت آنحضرت ﷺ کے اُمی ہونے کی یہ بھی ہے کہ آنحضور ﷺ نے مروجہ طریقہ سے اکتسابی علم حاصل نہیں کیا۔

نیز سمجھنا چاہیے کہ آں حضور ﷺ کے والدین کی وفات اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے تاکہ لوگ آں حضور ﷺ کے جملہ کمالاتِ نبوت و رسالت کو والدین کی تہذیب اور تربیت کا، رہین منت تصور نہ کریں۔ علاوہ ازیں مال و دولت بھی نہیں تھا کہ اس میں خطرات پڑ سکتے تھے۔

لہٰذا اپنے متعلق بھی ارشاد فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے میرے ساتھ بھی اپنے محبوب پاک جیسا رویہ اختیار فرمایا کہ بچپن میں یتیمی اور فاقہ میرا مقدر رہی۔ اور شفقت والدین اور آسودگی معاش سے میں محروم رہا۔ اور ارشاد فرمایا کہ گوہر مقصود کے حصول میں حسب و نسب بے کار ہے۔ محض حق تعالیٰ کا لطف و کرم درکار ہے۔ اور ارشاد فرمایا، میں اپنے آپ کو سب سے زیادہ گناہ گار جانتا ہوں اور اپنے حضرت قبلہ قدس سرہ کو سب سے افضل یقین کرتا ہوں۔ تم سب ارادتمندوں اور وفا کیشوں کا مجھ پر احسان عظیم ہے کہ میرے ہاں کئی طرح کی تکلیفیں اٹھا کر آتے ہو، میرا تم صاحبان پر کچھ احسان نہیں۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا۔

ملفوظ نمبر ۱۱

حضرت مولانا رحیم بخش صاحب اجمیریؒ فرماتے ہیں کہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ کو حضور کے ایک خلیفہ مولانا محمد عادل صاحب کا کڑُ کے ایک مرید نے حاضرِ خدمت ہو کر شکایت کی کہ ان کو حلقے میں کوئی تاثیر معلوم نہیں ہوئی۔ فلہٰذا توجہ کا خواستگار ہوں۔ اس وقت ہم چار عقیدت مند حاضر تھے۔ ۱۔ مولا میر واعظ ۲۔ ملا قطب الدین صاحب ۳۔ شخص مذکور ۴۔ اور ایک یہ عاجز

پھر حضور نے ارشاد فرمایا۔ تم چاروں مراقبہ معیت کی نیت کرلو۔ میں تمہیں اس کی توجہ دیتا ہوں، چنانچہ ہم چاروں کو توجہ فرمائی تو بے انتہا فیض جاری ہوا۔ ہم نے اپنے آپ کو انوار و

تجلیات اور نور پُر کیف و منفرد میں ڈوبا ہوا پایا، بلکہ ساری کائنات کو بھی۔ ہم نے نہ تو اپنے وجود کا نام و نشان پایا، اور نہ کائنات کے کسی ذرے کا۔ ایک نور منزّہ بے کیف تھا جو جلوہ گر تھا۔ سبحان اللہ۔

آپ قدس سرہ توجہ سے فارغ ہو کر بڑی تواضع اور انکساری سے فرمانے لگے کہ میں اپنے آپ کو نہایت حقیر اور ناچیز جانتا ہوں اور فی الواقعہ اگر خاتمہ بالخیر ہو جائے تو نعمتِ خداوندی ہے، ورنہ کافروں سے بھی بدتر ہوں، اور فرمایا کہ حضرات خواجگانؒ کے طریقہ میں یہ بات طے شدہ ہے کہ اگر سالک اپنے آپ کو ایک کتے سے بہتر جانتا ہے تو ان حضرات کے کمالات سے محروم رہتا ہے۔ ثبوت کے لیے ملاحظہ ہو مکتوبات شریف حضرت امام ربانی مکتوب نمبر ۲۰۲۔ جلد اول۔

ملفوظ نمبر ۱۲

ارشاد فرمایا۔ تفسیر عزیزیؒ میں جذبہ کے متعلق حضرت ابوبکر صدیقؓ کا واقعہ بیان ہے، کہ جب آپ نے اپنا سارا مال و متاع فی سبیل اللہ غزوہ تبوک ۹ھ میں آنحضرت ﷺ کی محبت میں نثار اور قربان کر دیا تو اونٹ کی ملس (اونٹ کے بالوں) کا بنا ہوا کپڑا زیب تن فرما کر بارگاہ رسالت ﷺ پناہ میں حاضر ہوئے اور بیٹھ گئے۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر سلام کیا اور حق تعالیٰ کا پیغام پہنچایا کہ صدیق سے پوچھیں کہ، صدیقؓ اس حال میں راضی ہیں یا گرانی (تکلیف) محسوس کرتے ہیں۔ یہ پیغام سن کر حضرت صدیق پر اہل وجد والی مستی طاری ہوئی۔ اور آپ مست ہو گئے۔ اور بار بار ان کی زبان سے اسی مستی کی حالت میں نکلا "اَنَا عَنْ رَّبِیْ رَاضٍ۔ اَنَا عَنْ رَّبِیْ رَاضٍ۔ اَنَا عَنْ رَّبِیْ رَاضٍ۔"

کتاب فوائد الفواد کی ایک عبارت بیان فرمائی جو محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی علیہ الرحمتہ کے ملفوظات میں ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ حضرت صدیقؓ بوجہ دائمی محویت اور استغراق کے صرف تین چار حدیثیں آنحضرت ﷺ سے روایت فرما سکے۔

ملفوظ نمبر ۱۳

مقامات احمدیہ سعیدیہ کا مسودہ مولانا معز الدین صاحبؒ نے پیش فرمایا۔ اور اس میں لفظ عدوّان یا بدان کے الفاظ کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کسی شخص پر لفظ بد یا اس جیسا کوئی لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے کہ ایسا کرنا انسانیت کے احترام کے منافی ہے۔

ملا یٰسین صاحب نے حزب البحر شریف کے کسی لفظ کے متعلق دریافت فرمایا تو اس کو

ارشاد فرمایا۔ مجھے اپنے حضرت کلاں شاہ صاحب قبلہؒ نے کچھ ہدایات اس بارے میں فرمائی تو تھیں۔مگر میں اس کا عامل نہیں ہوں میرے حضرت قبلہ قدس سرہ نے اس کی زکواۃ ادا فرمائی تھی اور وہ اس کے عامل تھے۔فقیر بھی اس کو پڑھتا ہے مگر مزید کچھ نہیں جانتا۔طریقت میں ہماری اتباع کرو۔اور دوسرے وظائف کتابوں یا عاملوں سے حاصل کرو۔اور مجھے تو اس کی ضرورت نہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۴

مفتاح القلوب کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ایک حالت رحمانی ہے اور ایک حالت شیطانی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا، رحمانی حالت سے صفاتِ حمیدہ مثلاً فقر، انس، بردباری اور تواضع وغیرہ، پیدا ہوتے ہیں۔اور شیطانی حالت سے ناپسندیدہ صفات مثلاً فخر، عجب، غرور، حسد اور ریا، وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ پھر اسی کتاب کے حوالے سے حضرت جنید بغدادی قدی سرہ کے اس قول کو بیان فرمایا، کہ اگر تمام حضرات انبیاء علیہم الصلوت والتسلیمات کے مقامات اور کمالات بھی تجھ کو عطا ہو جائیں تو راضی نہ ہونا۔ پھر ارشاد فرمایا، بندہ کو ادب درکار ہے۔لہٰذا عاجزی اور نیستی کو شیوہ بنانے اور کسی منصب کی آرزو نہ کرنے اور مدام اپنے آپ کو معدوم محض دیکھنے اور ہر ذرہ ممکنات میں اُس کارساز حقیقی کی جلوہ نمائی سمجھنے، سالک کے لیے ادب ہے۔حق تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام کو بغیر طلب، مراتبِ عالیہ اور کمالاتِ جلیلہ پر فائز فرمایا پھر یہ شعر پڑھا ہے۔

کراماتِ تو کبر و خودنمائی است
تو فرعونی و ایں خوئے خدائی است

نیز مذکورہ کتاب مفتاح القلوب سے اس مقولہ اَلْفَقْرُ اِذَاتَمَّ فَهُوَ اللّٰهُ کا مطلب ارشاد فرمایا۔فقیر کا انجام قربِ حق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔حضرات نقشبندیہ مجددیہ کے ہاں یہ طے شدہ بات ہے کہ سالک فناءِ فعلی وفناءِ صفاتی اور فناءِ ذاتی کے بعد ساری کی ساری ممکنات کو معدوم محض سمجھتا ہے۔جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فنائیت کی تشریح میں ایک رُباعی ارشاد فرمائی ہے۔

آں را کہ فناء شود حاصل فقر ایں است
نے کشف و نہ یقین و نہ معرفت دیں است
افتدا و زمیاں پس ہمیں خدا ماند خدا
اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ فَهُوَ اللّٰهُ ایں است

ملفوظ نمبر ۱۵

بروز منگل بعد حلقہ صبح ، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے دوسرے سلاسل صوفیاء کرام پر فضیلت کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہؒ کی فضیلت جذبہ کے ذریعے سے ہے۔ اور طریقِ جذب سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ سے منسوب ہے۔ آپ، آنحضرت ﷺ کے بزرگ ترین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے تھے۔ اور جب بھی آنحضور ﷺ کی صحبت شریف میں بیٹھتے ، تو فوراً گریہ اور جذبہ طاری ہو جاتا۔ اور یہ حالت استمراری تھی۔ حضور ﷺ کی صحبت شریف میں جذبہ اور گریہ سے رہنا ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ حالت جبلی بن گئی تھی۔ اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔ حضرت سید الطائفہ خواجہ خواجگان شاہ نقشبند بخاری قدس اللہ روحہ وافاض علینا فتوحہ نے حق تعالیٰ سے ایسا طریقہ مانگا جو آسان تر اور قریب تر ہو، چنانچہ دعا مستجاب ہوئی۔ اور ایسا طریقہ مولا کریم نے خواجہ صاحب کو عنایت فرمایا کہ جس میں دوسرے سلاسل کی انتہاء اور اس کی ابتداء ہے اور وہ یہی جذبہ تو ہے جو دوسرے طریقوں میں مدت ہائے مدید اور ریاضات شاقہ اور مجاہدات صعبہ سے حاصل ہوتا ہے۔ لیکن اس سلسلہ عالیہ میں اپنے شیخِ کامل سے بیعت کرتے ہی یہ نعمت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور شیخ کا طالب کے قلب پر انگلی رکھ کر تلقین ذکر مبارک (اللہ اللہ اللہ) کرتے ہی طالبِ مذکورہ کو جذبہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اور بعض طالبان کو کچھ روز بعد ذکر اسم ذات مبارک کرتے کرتے ، جذبہ شروع ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ اس سلسلہ عالیہ میں جذبہ شروع شروع ہی میں طاری ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ دوسرے سلسلوں میں مقاماتِ عشرہ سلوک کی تکمیل تفصیلاً کرائی جاتی ہے ، جس کے لیے ایک مدت درکار ہے مگر اس سلسلہ میں محض جذبہ کے ذریعے مقامات عشرہ اجمالاً حاصل ہو جاتے ہیں۔ سارے سلوک اور تصوف کا نتیجہ اور ثمرہ مقاماتِ عشرہ کا حصول ہی ہے ان مقامات کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ توبہ	۲۔ انابت
۳۔ زہد	۴۔ قناعت
۵۔ ورع	۶۔ صبر
۷۔ شکر	۸۔ توکل
۹۔ تسلیم	۱۰۔ رضاء

ساتھ ہی ارشاد فرمایا۔ علماء، فقراء کہتے ہیں کہ صاحب جذب پر تلوار بھی اثر نہیں کرتی۔ اور وہ ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کیفیت صاحب جذبہ کی علامت ہونی چاہیے۔ آپ قدس سرہ نے فرمایا فقیر کہتا ہے، یہ عجیب بات ہے، حضرات انبیاء کرام علیھم السلام جو سارے کمالات کے سرچشمہ ہیں کیا وہ زخمی یا مجروح نہیں ہوئے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ تلوار وغیرہ کا اثر صاحب جذبہ پر نہیں ہوتا۔ مولف احقر (مولانا رحیم بخش صاحب اجمیری) نے پھر عرض کی۔ حضور یہ لوگ ہم بے نوایاں کے ساتھ حسد اور بغض کرتے ہیں، فرمایا، ہاں ان کو ہمارے ساتھ یہی حسد ہے کہ وہ اس جذبہ کی لذت سے محروم ہیں۔ نیز ارشاد فرمایا، طریقہ شریفہ میں ابتداءً خوب جذب اور ذوق وشوق ہوتا ہے۔ آخر میں جا کر نکارت اور حیرانی دامنگیر ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ لوگ اس طریقہ شریفہ کے منکر ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا طریقہ ہے جب کہ دوسرے طریقوں میں وجد، تواجد اور سکر لازم ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وجد اور تواجد وغیرہ کوئی کمال نہیں۔ نیز ارشاد فرمایا، دوسرے طریقوں میں ایک مدت تک ریاضات اور مجاہدات کراتے ہیں۔ اور شروع تزکیہ نفس سے کرائی جاتی ہے حالانکہ یہ بہت مشکل امر ہے کیونکہ ان کی ابتداء عالمِ خلق سے ہوتی ہے۔ اور اس کے لیے عمرِ نوح کی ضرورت ہے جب کہ عمر بھی اوسطاً ہماری کم ہے تو اس بنا پر اکثر سالک انجام تک پہنچنے سے قاصر رہ جاتے ہیں، اور اس طریقہ شریفہ میں ابتداء لطیفہ قلب کی صفائی سے ہوتی ہے جو عالمِ امر کے لطائف میں سے ہے۔ عالم امر کے پانچ لطائف ہیں۔

۱۔قلب ۲۔روح ۳۔سر ۴۔خفی ۵۔اخفیٰ

قلب کے سوا باقی یہ چار لطائف بھی لطیفہ قلبیہ کی صفائی میں امدادی ہیں، جب مراقبہ لطیفہ اخفیٰ پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے تو قلب خطرات اور وساوس ماسوی اللہ سے اکثر و بیشتر خالی ہو جاتا ہے۔ اور قلب کو یک گونہ محویت ذات باری تعالیٰ میں حاصل ہو جاتی ہے۔ تو شیخ مراقبہ معیت کی طالب کو تلقین کرتا ہے، اس کی غرض یہ ہے کہ لطیفہ قلبیہ کو فنائے اتم حاصل ہو جائے اور تصفیہ قلب بھی بدرجہ کمال حاصل ہو جائے۔ جس کی ضمن میں تزکیہ نفس بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ سلوک کی تکمیل بغیر حصولِ جذبہ نہایت دشوار ہے۔ اور دائرہ ظلال اسماء وصفات الٰہیہ بغیر جذبہ کے طے نہیں ہو سکتا۔ اور جب دائرہ ظلال قطع ہو جاتا تو خلق خدا کے فائدہ کے لیے متبدی یا متوسط کو اجازت دے دی جاتی ہے۔ اور اسی ضمن میں ارشاد فرمایا۔ اس زمانہ میں لوگ مال و جاہ، اور لنگر کے اجراء کو

کمال تصور کرتے ہیں۔ اور اس زمانے کے فقراء رقص و سرود کو بھی کمال جانتے ہیں، اور مخلوق کی انبوہ کو بھی کمال خیال کرتے ہیں۔ اگر آپ لوگ بھی شہر میں روٹی کھلانا اور طبل بجانا شروع کر دیں تو ایک مخلوق جمع ہو جائے گی۔

مولا معزالدین صاحب نے عرض کی۔ حضور معرفت کیا چیز ہے۔ تو ان کے جواب میں ارشاد فرمایا معرفت نام ہے حق تعالیٰ کو موجود اور اپنے آپ کو معدوم محض جاننے کا، علماء اس کو دلائل سے جانتے ہیں۔ اور عام لوگ ایک دوسرے سے سن کر سمجھتے ہیں۔ اور فقراء حق تعالیٰ کو وحدہ لاشریک یقینِ قلب سے جانتے ہیں، اور اپنے آپ کو معدوم محض گردانتے ہیں۔

نیز ارشاد فرمایا۔ ولایت صغریٰ میں تعلق علمی وُجی اٹھ جاتا ہے پھر معیت کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ علماءِ کرام حق تعالیٰ کی معیت اور قرب کو علمی کہتے ہیں اور صوفیہ صافیہ معیت اور اقربیت کو ذاتی کہتے ہیں۔ ہمارے حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حق تعالیٰ جلّ شانہ کی معیت کو بندہ کے ساتھ مثلِ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بے چون و بے چگون جانتے ہیں، جیسے کہ حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی اپنی کتاب مبداء و معاد میں ارشاد فرماتے ہیں۔

عبارتِ کتاب مبداء و معاد

ما ایمان مے آریم کہ او سبحانہ محیط است بہر شی۔ اما احاطہ او را ندانیم کہ چیست۔ و آنچہ دانیم شبہ و مثال آں احاطہ است و ہم بریں قیاس است قرب او تعالیٰ و معیت او سبحانہ کہ مشہود و مکشوف از انہا شبہ و مثال است نہ حقیقت۔ بلکہ حقیقت قرب و معیت مجہول الکیفیۃ است۔ ایمان آریم کہ او تعالیٰ قرب است و با ما است۔ اما ندانیم کہ حقیقت قرب و معیت او تعالیٰ چیست۔

ترجمہ اردو

ہم ایمان رکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ جلّ شانہ ہر چیز کو محیط ہے لیکن اس کے احاطہ کو نہیں جانتے کہ کیسے اور کس طرح ہے جو کچھ ہم جانتے ہیں، یہ اس احاطہ کی شبہ اور مثال ہے۔ قرب و معیت حق تعالیٰ جلّ شانہ کو اسی پر قیاس کرو جو کچھ کشف اور مشاہدہ میں آیا ہے۔ وہ سب شبہ و مثال ہے نہ حقیقت۔ بلکہ حقیقت مجہول الکیفیت ہے ہم ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہ ہمارے قریب اور ہمارے ساتھ ہے لیکن حقیقت قرب و معیت کو نہیں جانتے کہ کیسی اور کس طرح ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۶

بروز ہفتہ ارشاد فرمایا۔ کارساز حقیقی سبحانہ وتعالیٰ ہے سو میں انکساری کیوں اختیار نہ کروں۔ اور کسی سے جھگڑا کیوں اختیار کروں۔ ملا وصیل نے اپنی برتری جتانے کے لیے اپنے رعب اور دبدبے سے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی لیکن خداوند تعالیٰ نے ہم بے نواوں کو اس قدر دل، گردہ عطا فرمایا ہے کہ جرگہ کے وقت اسے میں نے کہا کہ اگر سب خلجی اور درانی اور کاکڑ وغیرہ جمع ہوکر بھی ہم پر حملہ آور ہوں تو انشاء اللہ تعالیٰ میرے عصا کے ایک ضرب کی بھی تاب نہ لاسکیں۔ اور سب بھاگ جائیں۔ اور میں بخیر و عافیت اپنی خانقاہ کو واپس آجاؤں (ضرب قلندری بیار سدٌ سکندری شکن)۔

میرا مخالف ملا وصیل بمعہ اپنے لاؤلشکر کے ذلیل ورسوا ہوکر یہ کہتا ہوا واپس ہوا کہ حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ بڑے شجاع اور بہادر ہیں۔ اس قصہ کی تفصیل مولانا معز الدین صاحبؒ نے اپنے ایک رسالہ میں قلمبند کی ہے کہ ترجمہ: ہم خدائے تعالیٰ سے آج کل کے فتنہ انگیز اور شر پسند علماء معاصرین کی فتنہ انگیزیوں سے بچنے کی پناہ مانگتے ہیں۔

بعد ازیں ایک شخص کے لیے دعا کی التجاء کی گئی کہ اس کو نماز کی پابندی نصیب ہو تو آپؒ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے دل پر پھیرتے ہوئے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ مبارک اس کے دونوں کندھوں پر رکھ کر فرمایا کہ جاؤ، خدا تعالیٰ تمہیں نماز پر استقامت اور پابندی نصیب فرمائے۔

ملفوظ نمبر ۱۷

مکتوبات شریفہ میں سے مکتوب شریف نمبر ۷۰ جلد اول پڑھتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ خدائے تعالیٰ ایک ہے، لہٰذا پیر بھی ایک پکڑنا چاہیے، ایک سے زیادہ پیر بنانے میں کارِ طریقت پراگندہ اور منتشر ہو جاتا ہے۔ سید الطائفہ خواجہ خواجگان سید بہاؤ الدین محمد نقشبند مشکل کشا بخاری قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ جب ذکر کی تلقین کے لیے تو نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دیا ہے اور مجھ کو اپنا پیر بنایا ہے تو اب ہر دروازے پر مت جاؤ۔ ایک دروازہ مضبوط پکڑلو۔ اس کے بعد آپؒ نے ارشاد فرمایا جہاں پیر کامل و مکمل اور اکمل ملے۔ وہاں جم جانا چاہیے، کیونکہ اس زمانہ میں جھوٹے مکار اور دوکاندار پیروں کی بہتات ہے۔ مرشد کامل کا آج ملنا مشکل ہے چنانچہ مولانا روم نے اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

پھر مکتوبات شریف کا سبق پڑھاتے ہوئے یہ حدیث شریف آ گئی کہ جَــــدِّدُوْ اِیْمَــانَــکُـمْ بِـقَـوْلِ لَااِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اس حدیث کا مطلب سمجھاتے ہوئے اس ضمن میں فرمایا حضور ﷺ نے بجا اور درست فرمایا ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام سے سکریہ کلام کبھی صادر نہیں ہوا۔ ہاں اولیاءِ کرام سے کلماتِ سکریہ صادر ہوئے ہیں۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات کا شیوہ کلام استغفار تھا اور بایں قدر علو مرتبت و معصومیت کے یہ نہ فرماتے تھے کہ ہمیں دوزخ کا خوف اور جنت کی امید نہیں، حالانکہ حدیث شریف میں ہے کہ۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دَائِمَ الْفِکْرِ مُتَوَاصِلَ الْـحُزْنِ۔ اس سلسلہ میں سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کا قول ہمیں بہت پسند ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ بچپن سے جو میں ایمان لایا ہوں ابھی تک اسی پر قائم ہوں اور ارشاد فرمایا اہل طریقت ماسوی اللہ کے خیال کو آنا گناہ سمجھتے ہیں اور اس کو شرک خفی کہتے ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا۔ ذکر و اذکار سے لطائف کا تصفیہ ہو جاتا ہے۔ بخلاف نفس امارہ کے کہ اس کا تصفیہ اور تزکیہ و اطمینان نہایت مشکل امر ہے، کیونکہ انسان عناصر اربعہ سے مرکب ہے اور ہر ایک عنصر اپنی جانب نفس کا میلان چاہتا ہے۔ انسان اگرچہ مراقبات اور وقوف قلبی کے ذریعے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس حاصل کرتا ہے۔ مگر عنصری تقاضا سے کئی ایک خیالات اور وساوس پیدا ہو ہی جاتے ہیں۔ اور انہی خیالات کے تہ در تہ پردے قلب پر بیٹھ جاتے ہیں جس کی وجہ سے تجدیدِ ایمان کرنا کلمہ طیبہ کے ذریعے بہت ہی ضروری ہے اور کلمہ شریف پڑھتے وقت کلمہ شریف کا مطلب و معنی دل میں یوں رکھے کہ جملہ ممکنات یہاں تک کہ میرا وجود بھی نیست و نابود ہو گئے ہیں۔

ذات حق تعالیٰ فی الحقیقت ثابت اور قائم ہے۔ اور یہ حال تادم موت جاری و ساری رہے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ اور حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کا مطلب بھی یہی ہے کہ اس کلمہ شریف کے ذریعے تادم آخر زندگی، اس وجودِ وہمی کی نفی، اور ذات حق سبحانہ و تبارک و تعالیٰ کا اثبات کیا جائے۔ کیونکہ اس کے بغیر چارہ کار بھی نہیں۔

مولانا حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب جی قدسنا اللہ باسرارہ نے فرمایا۔ حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا۔ انسان کو ہمیشہ غم ناک رہنا چاہیے کیونکہ غم ناکی میں

جمعیت قلب نصیب ہوتی ہے چنانچہ سرور عالم ﷺ مدام دائم الفکر اور متواصل الحزن رہا کرتے۔

ملفوظ نمبر ۱۸

بروز جمعرات ۲-۷-۱۲ اھ اپنے بے پناہ کرم نوازی سے اس عاجز (مولانا محمد عادلؒ) کے باطنی حالات دریافت فرمائے۔ جو بندہ نے خدمت میں عرض کی تھی، تو ارشاد فرمایا۔ مبارک ہو بہت اچھے حالات ہیں بعد ازیں رابطہ کا ذکر فرماتے ہوئے، عروۃ الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہ کے ایک مکتوب شریف کی عبارت پڑھی۔ (جس میں رابطہ کی افادیت اور اہمیت کا بیان درج تھا) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حمد وصلوۃ کے بعد واضح ہو کہ اس طریقہ شریفہ میں کامیابی کا دارومدار اپنے شیخ سے کمال درجہ محبت پر ہے۔ اس کمال ارادت مندی کی بناء پر مرید اپنے شیخ سے کمال رابطہ اور محبت کے ذریعے باطنی کمالات اور فیوضات حاصل کرتا ہے۔ اسی معنوی مناسبت کی وجہ سے مرید اپنے شیخ کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ اور اسی حالت کو فناء فی الشیخ کہتے ہیں جو فناء حقیقی کی بنیاد ہے۔ نیز معلوم رہے کہ ذکر اگرچہ من جملہ اسباب وصول ہے لیکن یہ بھی بغیر رابطہ اور فناء فی الشیخ کامیابی سے ہمکنار نہیں کرتا۔ اگرچہ بغیر ذکر کرکے بھی آداب صحبت بجالانے اور حضرت شیخ کی کمال توجہ اور التفات سے یہ گوہر مقصود حاصل ہو جاتا ہے، لیکن اس کی جان، محبت ورابطہِ شیخ ہے۔ دوسرے طریقوں میں کامیابی، ریاضات اور مجاہدات سے وابستہ ہیں، لیکن یہ طریقہ شریفہ جو حضرات صحابہ کرام کا طریقہ ہے، اس میں حضرت شیخ کی صحبت، اس کے آداب کی پابندی کافی ہے کیونکہ اس میں افادہ اور استفادہ دونوں انعکاسی ہیں۔ اذکار و وظائف اور عبادات اس کے معاون اور مددگار ہیں کیونکہ آنحضرت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات سے کمالات کے حصول میں ایمان اور انقیاد ہی کافی تھا۔ لہٰذا اس طریقہ شریفہ میں کامیابی کی راہ قریب تر ہے۔ اور اس میں حصول فیوضات اور برکات میں چھوٹے بڑے، ادھیڑ عمر اور نوجوان سب برابر ہیں۔ اس طریقہ شریفہ میں اندراج نہایت فی الھدایت ہے اور اس کی بنیاد سنتِ سنیہ کے اتباع اور بدعات نامرضیہ سے اجتناب پر موقوف ہے۔ اسی بنا پر حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ حضرات خواجگان قدس سرہ وافاضنا اللہ فتوحہ کے خانوادہ کے عقیدت مند پر لازم ہے کہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ دائمی عبودیت کا شیوہ اختیار کرے، کیونکہ دوام عبودیت بغیر عبادات کے متصور نہیں ہو سکتی۔ عبادت سے مراد یہ ہے کہ دوام شعور حضرت حق سبحانہ

اور دوام آگاہی ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کی حاصل رہے۔ یہاں تک کہ صفت آگاہی سے بھی بے خبر ہو جائے۔ یہ عظیم سعادت بغیر جذبہ کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور جذبہ کا معنی ذوقی محبت کے ظہور کا نام ہے اور جذبہ کے حصول میں اس شیخ کی صحبت شریف کا حصول ضروری ہے۔ جس نے کامل سلوک جذبہ کے ذریعے طے کیا ہو، اگر کسی سعادتمند قلب کو اپنے شیخ کامل کی صحبت میسر آجائے تو زہے نصیب، ایسے سعادت مند کا قلب اپنے شیخ کے ذوق محبت سے پُر ہو۔ ایسے نیک بخت کو چاہیے کہ وہ تسلیم و رضا کو اپنا شیوہ بنائے اور اپنے شیخ سے بے اعتنائی کو اپنی شقاوت اور سیاہ بختی تصور کرے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔ ہر وقت حاضری اور غیر حاضری میں حضرت شیخ کے آداب کو ملحوظ رکھے۔ اور جو شیخ کی صحبت سے انکاری ہو، اس کی صحبت سے بھی پرہیز کرے۔

حضرت شیخ کی مرضی کے بغیر قدم نہ اٹھائے۔ یہاں تک کہ اس کے محبوب کو اپنا محبوب جانے، اور جو شیخ کو ناپسند ہو اس کو یہ مرید بھی ناپسند کرے۔ (اسی ضمن میں یہاں تک بھی حضرت مرزا مظہر جان جاناں قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ ہر با پیرِ تو بد۔ وتو با اُو بہ۔ سگ از تو بہتر۔

(ترجمہ) یعنی جو تمہارے پیر کے ساتھ برا ہوا۔ اور تجھے وہ اچھا لگے، کتا بھی تجھ سے بہتر ہے۔

کیونکہ کتا مالک کے دشمن کو کاٹتا ہے اور نزدیک نہیں چھوڑتا۔ یہاں تک کے مرید اپنی پسند سے دست بردار ہو کر اپنے شیخ کے ارادہ اور رضا کے تابع ہو جائے۔ اور سب ارادے اور عام مقاصد اپنے سینے اور دل سے نکال دے۔ جب یہ حالت حاصل اور صفت دل پر طاری ہو جائے گی تو اس کو بغیر اپنے شیخ کے کچھ بھی نظر نہ آنے لگے، تو فناء فی الشیخ کا مقام مرید کو کامل حاصل ہو جائے گا۔ اور یہ حالت ترقی کرتے کرتے مرید کو فناء فی اللہ اور بقاء باللہ کے مقامات عالیہ سے ہمکنار کرے گی۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگوں نے فرمایا۔

سایہ رہبر است، از ذکر حق

ترجمہ: ذکر حق تعالیٰ سے رہبر (حضرت شیخ) کا سایہ اور شفقت زیادہ مفید ہے۔

سایہ رہبر سے مراد یہی رابطہ ہے جو حضرت شیخ کی صورت کے تصور سے عبارت ہے۔ ذکر اگرچہ فی نفسہٖ شرافت اور فضیلت رکھتا ہے، لیکن مبتدی راہ طریقت، بے چارہ خواہشات سفلیہ میں آلودہ ہوتا ہے۔ اور عالم علویہ سے کچھ بھی مناسبت نہیں رکھتا کہ فیوضات و برکات کو اخذ کر سکے، لیکن اس کے بالمقابل متوسط سالک دو طرفہ ہے کہ یہ عالم سفلی سے بھی پوری طرح آزاد

نہیں ہے، مگر کچھ جھلک عالم علوی کی بھی رکھتا ہے تو ایسے شخص کو رشد و ارشاد خلق کی گنجائش ہے۔ کیونکہ ایسا شخص عالمِ غیب سے فیوضات اخذ کرتا ہے۔ اور اہل استعداد کو یہ شخص اپنی توجہ سے فیوضات القاء کرسکتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ رشد و ہدایت کا طلب گار جتنی زیادہ عقیدت و محبت کا تعلق اپنے حضرت شیخ سے رکھتا ہے اسی قدر فیوضات و برکات زیادہ حاصل کرتا ہے۔

زاں روئے کہ چشم تست احول

مقصود تو پیر تست اول

حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت شیخ کی محبت، خدمت، آداب ظاہر اور باطنی کی بجا آوری کامیابی کی راہ ہے۔ ظاہری اور باطنی بے ادبی محرومی اور ناکامی کا ذریعہ ہیں۔ حق یہ ہے کہ عبادات، عادات اور اپنی مرادات کو شیخ کے تابع کرنا اس راہ میں ضروری ہے، مرید اپنے آپ کو ہر امر اور معاملہ میں یوں سپرد کردے جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے، رابطہ کی ضرورت اس لیے ہے تاکہ حضرت شیخ کے ساتھ مناسبت تامہ حاصل کرے۔ جب یہ نفس تامہ غالب ہو جائے تو سالک اپنے آپ کو شیخ کے عین جانتا ہے۔ لباس اور اوصاف میں بھی اپنے آپ کو اپنے شیخ کے لباس و اوصاف کیساتھ آراستہ کرتا ہے۔ جس طرف دیکھتا ہے اپنے شیخ ہی کی صورت دیکھتا ہے۔

ازیں بتاں ہمہ در چشم من تو مے آئی

ہر کجا نگرم صورت تومے بینم

ترجمہ: خوبرویاں زمانہ کے بجائے آپ ہی کی ذات میری نظر میں آتی ہے۔ جدھر دیکھتا ہوں آپ ہی کی صورت شریف نظر آتی ہے۔

لہٰذا طالبان حق تعالیٰ، طلبِ حق کے نشہ میں یوں سرشار ہو کر فنایت کی کمال حاصل کرتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۱۹

آپ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ حق سبحانہ کا ارشاد ہے اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِص

ترجمہ: اللہ کے لیے دین خالص ہے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ کے طلب گار کو ناگزیر ہے کہ محبت کی طلب یک رو اور یک رُخ ہو کر کرے، کیونکہ یہ جلیل الشان امر غیر کی شرکت کو برداشت نہیں کرتا۔ جس قدر کثرت اور چاہت کی راہیں زیادہ ہوں گی، حقیقت اور مطلب سے دور اور مہجور ہوگا۔ چہ جائیکہ طلب علم اور محبت ہی کیوں

نہ ہو۔جس قدر بھی توجہ اور طلب ہو۔اگر دید و دانش سے کثرت کو ساقط کرے گا۔اسی قدر وحدت اور حقیت کے قریب ہو جائے گا۔ جب یہ حالتِ جبلی اور فطری ہو جائے اور دل ماسوی اللہ سے آزاد ہو جائے تو باوجود ارادہ کے غیر اللہ کا خیال بھی دل پر وارد نہیں ہوگا۔ یہ کمال، کمالاتِ ولایت سے پہلے ہونا ضروری ہے بلکہ ولایت کی شرط ہے اور اس کو فناءِ قلبی سے تعبیر کرتے ہیں۔کوشش کریں کہ یہ کمال حاصل ہو۔ پھر کمالاتِ ولایت بھی حاصل ہو جائیں گے۔ کچھ ارادتمندوں کے حالات سن کر ارشاد فرمایا میرے دل میں بہت ساری چیزیں آتی تھیں لیکن بزرگوں کے ادب اور اپنے پیر کی نازک مزاجی کے خوف سے پوچھا نہیں جا سکا۔

ملفوظ نمبر ۲۰

ارشاد فرمایا: مسلمانوں کی کیا بد نصیبی ہے کہ باہم الفت و محبت نہیں رکھتے، حالانکہ یہ ایک بڑی عظیم نعمت ہے۔حق تعالیٰ نے بندوں کو اسکا احسان جتلایا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

هُوَ الَّذِیْ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ

ترجمہ: وہی ذات پاک ہے جس نے آپ کو اپنی غیبی امداد ملائکہ اور ظاہری امداد مسلمانوں اور ان کی قوت سے دی۔اور ان کے دلوں میں الفت و محبت ڈال کر اتفاق سے آراستہ کیا۔

پھر ایک حدیث شریف پڑھی۔

اِنَّ اَحَبَّکُمْ اِلَی اللّٰهِ الَّذِیْنَ یَاْلِفُوْنَ وَ یُؤْلَفُوْنَ فَالْمُؤْمِنُ اٰلِفٌ مَاْلُوْفٌ

ترجمہ: آپ لوگوں میں اللہ کریم کو وہ لوگ پیارے لگتے ہیں جو لوگوں سے الفت کرتے ہیں۔اور پھر لوگ بھی ان سے الفت کرنے لگ جاتے ہیں۔

پس مومن کامل (یعنی ولی اللہ) جملہ لوگوں کا ہمدرد اور محب ہوگا۔جس کی وجہ سے پھر وہ ہر دلعزیز اور محبوب خلائق بن جائے گا۔

عرض کی گئی کہ حضور یہ واقعی لوگوں کی بد نصیبی ہے۔تو ارشاد فرمایا! الحمدللہ کہ حق سبحانہ نے مجھے اور تجھے لوگوں کی روٹی کا محتاج نہیں بنایا۔ ہماری روزی اپنی جانب سے ہمیں خود عطا فرما رہا ہے۔انسانوں کو باہمی الفت کرنا، اگر کافر بھی ہو، تو ضروری ہے۔اس حقیر (جامع ملفوظات مولوی رحیم بخش صاحبؒ اجمیری) نے عرض کی پنوں قبیلہ کے لوگ باہم الفت سے رہتے ہیں، تو

ان کے جواب میں فرمایا بے شک ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ شَاءَ اللّٰہُ لَھَدَ النّاسَ جَمِیعاً

ترجمہ: اگر اللہ کریم چاہیں تو سب لوگوں کو ہدایت فرما سکتے ہیں ۔ (لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں)۔

پھر یہ حدیث شریف پڑھی۔

ترجمہ: اگر سب لوگ اکٹھے ہو کر تجھ کو نفع پہنچانا چاہیں تو بغیر امر الٰہی تجھ کو نفع نہیں پہنچا سکتے ۔ اور اگر سب لوگ اکٹھے ہو کر تجھ کو نقصان پہنچانا چاہیں تو بغیر ارادہ الٰہی ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے ۔

ملفوظ نمبر ۲۱

ارشاد فرمایا۔ آپ (یعنی رحیم بخش صاحب) اس وقت خدمت کتابت کی کرتے ہیں، آپ کو تاثیر، خدمت کی زیادہ نظر آتی ہے یا کہ ذکر و اذکار کی۔ میں نے عرض کی کہ حضور خدمت کی تاثیر زیادہ نظر آتی ہے۔ فرمایا سچ کہتے ہو۔ عرض کی کہ حضور، سچ عرض کرتا ہوں کل سے تو بخوبی تاثیرات کی کثرت معلوم ہوتی ہے۔ فرمایا کہ خدمت میں فائدہ زیادہ ہوتا ہے، اور خدمت سے اخلاص کا پتہ چلتا ہے۔ اکابر نے اسی فائدہ کے لیے اپنے شیخ کی خدمت کی رسم مقرر فرمائی ہے۔ پھر امام غزالیؒ کی احیاء العلوم کی تعریف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اس کتاب کے مصنف نے بڑے کمالات حاصل کئے ہیں۔ اور یہ کمالات حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات کی کامل اتباع سے حاصل ہوتے ہیں، اور انہوں نے کیا خوب بیان فرمایا ہے، احیاء العلوم اور مثنوی شریف بڑی پسندیدہ کتابیں ہیں۔ اگرچہ مشائخ نے مثنوی شریف کو افادیت کے اعتبار سے فوقیت دی ہے۔

اصل یہ ہے کہ اس زمانہ میں کسی کو بھی فوقیت نہیں کیونکہ اہل زمانہ نے دونوں کی نظر انداز کر دیا ہے۔ ارشاد فرمایا ہندو بھی آ جائے تو ہماری توجہ سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کا قلب بھی جاری ہو جائے۔ (یاد رکھئے) دل پر زیادہ توجہ رکھنی چاہیے لیکن اس دور کے مشائخ میں یہ بات کم ہے۔ ارشاد فرمایا۔ کہ ریاء سے نجات بہت مشکل ہے کسی کو اس سے نجات نہیں ہاں جس کو حق تعالیٰ محفوظ فرمائے۔ احیاء العلوم کے حاشیہ پر یہ عبارت تحریر شدہ نشان فرمائی۔

عربی عبارت: فَاذَا اجْتَمَعَتِ الصِفَتَانِ فِی الْقَلْبِ فَھُمَا مُتَضَادِتَانِ فَاذَا عَمَلَ عَلٰی وَفقِ مَقْتَضیَ الرِّیَاءِ فَقَدْ قَوی۔ تِلْكَ الصِّفَۃ وَاذَا کَانَ الْعَمَلُ عَلٰی وَفقِ مُقْتَضی التَّقرب فَقَدْ

قوی تِلْكَ الصِفة وَاَحَدھمَا مُھلك وَالاٰخر مُنج۔

ترجمہ: جب دونوں صفتیں (ریاءوخلوص) دل میں جمع ہو جاتی ہیں۔اور جب ریاء کے مطابق عمل کیا جائے تو ریاء کی صفت طاقت ور ہو جاتی ہے اور جب صفت اخلاص اور تقرب الی اللہ کے تقاضے پر عمل کیا جائے تو یہ صفت اخلاص قوی ہوتی ہے۔پس ان دونوں تقاضوں میں ایک ہلاک کرنے والا ہے اور دوسرا نجات دینے والا ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا۔کہ شرعی تکلیفات جو اللہ کریم نے ہم پر لازم فرمائی ہیں ان سے ہمارا اپنا فائدہ ہے۔حالانکہ ان شرعی تکلیفات سے ہم یکسر بیزار ہیں۔اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بچہ سانپ اور آگ کو پکڑتا ہے اور ان کے ماں باپ اس بچے کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں کہ وہ ان کو نہ چھوئے۔لیکن وہ بچہ اپنا فائدہ نہیں جانتا تو وہ نقصان میں مبتلا ہو جاتا ہے۔قرآن حکیم میں گذشتہ واقعات ہمارے نفع کے لیے مولائے کریم نے بیان فرمائے ہیں تا کہ ہم عقل سے کام لے کر ان سے نصیحت حاصل کریں۔اور وہ واقعات ہمارے لیے بطور عبرت کام آئیں۔نیز وضو اور طہارت کے احکام بھی ہمارے نفع کے لیے ہیں اگر ہاتھ پاؤں وغیرہ نہ دھوئیں تو یکسر ہماری حالت بگڑ جائے۔اس کے بعد آپ نے حضرت خواجہ مظہر شہید مرزا جانِ جاناں کا یہ شعر پڑھا۔

خدا در انتظار حمد ما نیست
محمد چشم برراہ ثنا نیست

اور پھر یہ آیت مبارک پڑھی۔اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْن ۔

ترجمہ: اللہ کریم لوگوں کی عبادت سے بے نیاز ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۲

آپ قبلہ قدس سرہ نے مولانا رحیم بخش صاحب اجمیریؒ کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جو فقیر کے ملفوظات جمع کرنے کی خدمت انجام دے رہے ہو اس میں فیضان زیادہ ہے یا ذکر اور اذکار میں فیض زیادہ معلوم ہوتا ہے۔مولوی صاحب نے عرض حضور۔اس کتاب ملفوظاتِ حضور والا میں فیض زیادہ معلوم ہو رہا ہے اس پر قبلہ حضرت صاحب قدس سرہ نے فرمایا! صحیح بول رہے ہو۔مولوی صاحب نے عرض کی حضور صدق دل سے عرض کر رہا ہوں کہ پہلے بھی حضور کی توجہات شریفہ سے فیضان ہو رہا ہے مگر جب سے ملفوظات جمع کرنے کی خدمت میں لگا ہوں تو فیضان بہت ہی زیادہ

محسوس کر رہا ہوں۔ پھر آپ قبلہ قدس سرہ اپنی زبان گوہر فشاں سے فرمانے لگے۔ بے شک اپنے شیخ کی خدمت کرنے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ اس سے ذکر واذکار کی پابندی کی جائے کیونکہ خدمت پیر میں مرید کا اخلاص ظاہر ہوتا ہے۔ اور تحفے، تحائف اور نذرانہ و مال وغیرہ دینے سے مریدوں کو دلی فوائد (قلبی فیوضات) حاصل ہوتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۲۳

میاں جی صاحب (مولوی غلام حسن صاحبؒ پونگر ڈیرہ اسمٰعیل خان والے) کو مراقبہ قوس میں توجہ فرمانے کے بعد آں حضور قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ دنیاداری کرنا اور حصولِ طریقت اختیار کرنا، ان کا باہمی گٹھ جوڑ نہیں ہوسکتا۔ اور ان ہر دو کا آپس میں تعلق نہایت مشکل ہے جیسے مولانا رومؒ نے فرمایا۔ ؎

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محالست و جنوں

ملفوظ نمبر ۲۴

بعد از نماز ظہر یہ غلام رحیم بخش محفل شریف میں حاضر ہوا، تو آپ فرمانے لگے ایک مرد خراسانی لوگوں کو کہتا پھرتا تھا کہ یہ لوگ یعنی فقیر اور فقیر کے سارے متعلقی احباب کافر ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ نور کو قدیم کہتے ہیں۔ جب فقیر کی مجلس میں حاضر ہوا تو فقیر نے اس کو تفسیر حسینی کی یہ عبارت تفسیر (متعلقہ آیت مبارک مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ) پڑھ کر سنائی اور کہا کہ ہم انوار کو قدیم نہیں کہتے۔ جونہی فقیر سے یہ سنا، تو پھر نہیں بول سکا۔ اور چلا گیا۔

ملفوظ نمبر ۲۵

آپ نے فرمایا میں نے ایک شخص کو کہا کہ طریقت فرض ہے اور اس کی فرضیت کو میں نے آیات شریفہ آیۃ تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا اور یہ آیت توکل وَتَوَكَّلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ اور علی ھذاالقیاس اور آیتیں بھی اس کو سنا کر طریقت کی فرضیت کو ثابت کیا۔ اور پھر فرمایا کہ کتاب منہاج العابدین تصنیف حضرت امام محمد بن محمد غزالی میں بھی امام صاحب نے طریقت کی فرضیت کو ثابت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ طریقت کا معاملہ یعنی پیر پکڑ کر اس سے توجہات لینا اور اس کی صحبت شریف میں بیٹھنے سے باطنی عبادت حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ

باطنی عبادت دل سے تعلق رکھتی ہے جس کا حاصل کرنا تجھ پر واجب ہے کیونکہ توکل، تسلیم، رضا، صبر، توبہ، اخلاص، انابت، زہد، قناعت، ورع ہے۔ اور آخری مقامات سلوک وتصوف مقام رضا ہے، جو سب مقامات باطنی سے بلند ترین مقام ہے۔ یہ سب مقامات جو سلوک سے متعلق ہیں اسی عبادت باطنی کا ثمرہ ہیں۔ اور پھر آگے امام صاحب موصوف قدس اللہ روحہ فرماتے ہیں کہ تو جان لے اور ضرور جان لے کہ بدن کا پاک رکھنا، جسم وبدن سے عبادت کرنا۔ یہ تو عبادت کی محض ایک جز ہے اور ننانوے اجزا عبادت کے تو دل کی عبادت میں رکھے ہوئے ہیں۔ اور تجھ پر واجب ہے کہ تو ان مقامات کے جو اس عبادتِ دل کا ثمرہ ہیں۔ اور جن کا بیان پہلے گذر چکا ہے (یعنی توکل وغیرہ) ان مقامات کے اضداد (یعنی مخالفین) کو بھی جان لے جب تو ان مقامات مذکورہ کے مخالفین جیسے کبر، ریا، حسد، بغض، کینہ، عجب ہیں۔ اور دنیاوی امیدوں کو بڑھانے وغیرہ کو جان لے گا تو، تو ان سے پرہیز کرے گا۔ اور وہ کام کرے گا جو عبادت حقہ کے لائق ہوں گے۔ یعنی اپنے شیخ کی خدمت اور صحبت شریف میں رہ کر اس کی توجہات شریفہ سے فیض اندوز ہونے لگے گا۔ اور پھر تجھ میں اللہ کریم کے فضل وکرم سے اور اپنے شیخ اور جملہ مشائخ سلسلہ عالیہ کے باطنی اور روحانی توجہات شریفہ ونظرات منیفہ کے طفیل وہ مقامات مذکورہ جن کا حصول فرض بتایا گیا ہے، تجھ کو حاصل ہو جائیں گے، اور تو عبادت باطنی کے اعلیٰ مقامات پر فائز ہو جائے گا۔ ان مقامات کی فرضیت قرآن مجید سے بھی ثابت ہے جیسے کہ آیت کریمہ میں اللہ کریم فرماتے ہیں۔

آیت: وَاشْکُرُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ۔

ترجمہ: اللہ کریم کا شکریہ ادا کرو، اگر تم اللہ تعالیٰ کی سچی عبادت کرنا چاہتے ہو۔

اور دوسری جگہ فرمان ہوا ہے۔

آیت: وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُکَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

ترجمہ: صبر کرو مگر صبر نہیں کر سکتے لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق سے۔

اسی طرح ایک اور جگہ پر فرمایا۔ یعنی ہر چیز سے منہ موڑ لے اور اسی ذات پاک کے ساتھ تعلق جوڑے۔ اسی طرح کئی اور آیات شریفہ بھی وارد ہیں۔

جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج بیت اللہ شریف وغیرہ میں احکام شریفہ وارد ہیں جس طرح ان احکامات کو فرض یقین کرنا ضروری ہے اس طرح ان کے ترک کرنے کو بھی گناہ کبیرہ تصور کرنا

بھی فرض ہے کیونکہ حکم دینے والا جس طرح ایک ہے، اسی طرح کتاب یعنی قرآن حکیم بھی ایک ہے۔ دونوں قسم کی آیات من جانب اللہ ہیں اور قرآن حکیم میں ثابت ہیں۔ تم ان فرائض سے یکسر غفلت میں کیوں آ گئے ہو کہ تم ان کے نام سے بھی واقف نہیں ہو۔ خدا جانے تم کس کے فتویٰ پر عمل پیرا ہو۔

جس نے دین کو اپنا ذریعہ بنا رکھا ہو۔ اور نیکی کو بدی اور بدی کو نیکی قرار دے لیا ہو اور وہ علوم جن کو خدا تعالیٰ نے حکمت اور نور و ہدایت نام دے رکھا ہے تو نے ان کو کلیۃً مہمل اور بے فائدہ یقین کر لیا ہو اور اپنی تمام تر کوشش کو مال حرام کے حاصل کرنے میں مرکوز کر دی ہو۔

قرآن کریم میں اللہ پاک فرماتا ہے۔

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیبیاں اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں۔ اور وہ تجارت جس میں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو۔ اور وہ گھر جس کو تم پسند کرتے ہو۔ وہ تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں، تو تم منتظر رہو، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیج دیں اور اللہ تعالیٰ بے حکمی کرنے والے لوگوں کو اپنے مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، تفسیر مظہریؒ میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ محبت سے مراد محبت طبعی ہے۔ اس طرح سے کہ انسان کی طبیعت، شریعت کے تابع ہو جائے۔ جمیع احکام میں خواہ وہ اوامر ہوں یا مناہی۔ اور یہ حالت اس وقت ہوتی ہے جب کہ طبیعت، شریعت کے بالکل تابع ہو جائے۔ اس کے بعد قاضی صاحب مرحوم اس کا نتیجہ نکالتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

عبارت تفسیر مظہریؒ: قلت وجد ان حلاوة الایمان عبارة عن الاستلذاذبه کما یستلذ الرجل بالشهوات الطبعیة و ذالك کمال الایمان ولایکتسب ذالك الا من مصاحبة ارباب القلوب الصافیة و النفوس الزاکیة وما ذکر من الاحادیث یوجب افتراض من خدمة المشائخ رضی الله تعالیٰ عنهم اجمعین۔

ترجمہ: (میں کہتا ہوں) کہ ایمان کی حلاوت کا معنی یہ ہے کہ آدمی ذکر و عبادت میں ایسی لذت پائے جیسا کہ خواہشات نفسانیہ کی تکمیل کی وقت پاتا ہے اور یہ کمال ایمان تب تک حاصل نہیں ہوسکتا۔ سوائے اس کے کہ ان صاحبان کی صحبت اختیار کرے جن کے دل صاف اور نفس پاک

ہوں اور یہ آیت شریف و جملہ مذکورہ احادیث، مشائخ کرام کی خدمت میں رہ کر تصوف کے حاصل کرنے کی فرضیت کو ثابت کرتی ہیں۔ اللہ کریم ان سب سے راضی ہو۔

اور قاضی صاحب موصوف فرماتے ہیں۔

قَلَّ مَنْ یتنحلص مِنه ۔۔۔۔۔ الی آخرہ۔ اس پر جناب قاضی ثناء اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو قاضی بیضاویؒ نے قلیل فرمایا ہے، وہ طائفہ صوفیاء کرام ہیں۔ اور آگے تفسیر مدارک کی عبارت نقل فرماتے ہیں کہ علامہ نسفی صاحب تفسیر المدارک فرماتے ہیں۔

عبارت تفسیر المدارک: ھذا الایۃ ۔ تنعی علی الناس ماھم علیہ من رخاوۃ عقد الدین و اضطراب حبل الیقین اذ لا تجد من اورع الناس من یستحب دینہ علی الاباء والابناء والاموال وحظوظ الدنیا۔

ترجمہ: مصنف المدارک فرماتے ہیں کہ آیت شریف ان لوگوں کی روش پر سوگ مناتی ہے جن کے معاملات دینیہ کمزور اور ڈھیلے ہوں اور ان کے یقین میں خلل ہو، کیونکہ سب سے زیادہ پرہیز گار بھی ایسا نہ ملے گا جو اپنے دین کو اپنی اولاد اور اموال وحظوظ دنیویہ پر ترجیح دیتا ہو۔

پھر آگے تفسیر مدارک کی عبارت میں قاضی ثناء اللہ صاحب جوڑ لگاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔ قلتُ الا من عصمہ اللّٰہ تعالیٰ و اعطاہ معرفتہ (یعنی میں کہتا ہوں) مگر وہ لوگ جن کو اللہ کریم نے ان سب دینی کمزوریوں سے محفوظ رکھا ہو۔ اور انہیں اپنی ذات پاک کی سچی معرفت عطا فرمائی ہو۔ وہ، امن میں ہیں۔ اور اضطراب وغیرہ سے بچے ہوئے ہیں۔ فقط

آپ قدس سرہ نے فرمایا۔ صاحب عرفان تو زبان حال سے یوں نغمہ سرا رہتا ہے۔

رُباعی

آنکس کہ ترا شناخت جاں راچہ کند
فرزند و عیال و خانماں راچہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دوجہاں راچہ کند

پھر آگے حضورؒ نے مولانا فقر اللہ صاحب شکارپوری کی مطالب عدیدہ کی عبارت، تصوف کی فرضیت اور وجوب میں پیش فرمائی۔

اردو ترجمہ عبارت: مطلب دوسرا یہ ہے کہ کیا یہ طریقہ حق تعالیٰ تک رسائی کا ذریعہ ہے یا نہیں۔ اور کیا یہ طریقہ فرض ہے یا نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ معرفت یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کی پہچان فرض ہے اور جس چیز پہ معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہو وہ بھی فرض ہی ہوگی۔ پس معلوم ہوا کہ طریقت کا حصول فرض ہے کیونکہ اسی طریق صوفیاء کرام سے ہی یہ معرفت حقیقی حاصل ہوتی ہے کیونکہ معرفت الٰہی دو وجوہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کی پہچان عقل اور دلائل عقلیہ کے ذریعے حاصل کرے، یہ طریقہ علماءِ ظواہر کا ہے۔ اور دوسری وجہ یہ کہ اپنے نفس کو علائق جسمانیہ اور خواہشات نفسانیہ اور بری صفتوں اور اخلاق ردیّہ سے یکسر پاک کر کے اللہ کریم کی ذات کی جانب اپنے دل و جان اور جملہ اعضاء اور جوارح سے حسب قاعدۃ الاسلام یعنی کتاب وسنت اور اجماع امت کی تعلیم کے مطابق متوجہ ہو جائے تو جو معرفت اس توجہ سے حاصل ہوگی، وہ کشفی اور شہودی ہوگی جیسے خواجہ بزرگ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ روحہ نے فرمایا ہے کہ اس توجہ الی اللہ کلیۃً سے استدلالی بدیہی ہو جاتا ہے۔ اور نظری معاملہ کشفی ہو جاتا ہے۔

اور یہ حقیقی معرفت ہے کہ اللہ کریم کی پہچان میں کسی دلائل اور عقل وقیاس کی حاجت نہ رہے۔ اور اللہ کریم کو ایسا پہچانے، گویا کہ اسی ہی کی ذات پاک سارے جہانوں پر حاوی ہے۔ اور اس کو بعینہٖ جیسے اپنی دل کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔ تو ایسی معرفت بغیر مرشد کی صحبت کے حاصل نہیں ہو سکتی کہ اس کی توجہ شریف کے ذریعے طالب کے لطائف قلبیہ، روحیہ، سریہ، خفیہ اور اخفائیہ مصفٰی ہوتے ہیں۔ اور اس کا نفس پاک وصاف ہو جاتا ہے تو تب اس کو طاعات اور عبادات الٰہیہ میں موجب کتاب وسنت واجماعِ امت پختگی حاصل ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طریقت کا حصول فرض ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۶

بندہ عاجز یعنی (مولانا رحیم بخش صاحبؒ) ایک روز مجلس شریف اور محفل منیف میں حاضر ہوا تو زبان گوہر فشان سے آپ قدس سرہ فرمانے لگے کہ ملا محمد صادق کشمیری کے چند سوالوں کے جواب دینا بہت ضروری ہیں جو اس نے اس بلند رتبہ جماعت صوفیاء کرام اور مقتدایان طریقت پر کئے ہیں اور ان کے ان سوالوں کا جواب دینا، خصوصاً اس دور میں جو پر فتن و پر آشوب ہے ضروریاتِ دین سے ہے۔ ارشاد فرمایا۔ یہ مندرجہ ذیل سوالات اگرچہ عناد اور دشمنی کی بنا پر کئے

گئے ہیں لیکن بہت ہی ممکن ہے کہ کسی سعادت مند کو یہ جوابات فائدہ دیں۔ اور وہ صراط مستقیم پر آ جائے۔ اور اللہ والوں کی پیروی کرتے ہوئے ان کے نقش قدم پر چل کر اس کا باطن نورِ معرفت سے منور ہو جائے اور کتاب وسنت پر چلنا اس کی جبلت بن جائے۔

سوال اول: کیا وجہ ہے کہ اولیاء متقدمین سے خوارق وکرامات ظاہر ہوئیں اور اس زمانہ کے بزرگوں سے کم اور قلیل؟

جواب: اگر اس کا مطلب یہ ہے اس وقت کوئی ولی نہیں، کیونکہ خوارق وکرامات کا ظہور کم ہے جیسا کہ ظاہر عبارت سے ظاہر ہوتا ہے تو العیاذ باللہ یہ خیال منجملہ شیطانی تسویلات سے ہے کیونکہ کرامات کا ظہور نہ ارکان ولایت سے ہے اور نہ شرائط ولایت، برخلاف معجزہ کے، کہ وہ شرطِ نبوت ہے۔ بے شک کرامات کا ظہور اؤلیاء اللہ سے مشہور ومعروف ہے مگر حقیقت یہ ہے فضیلت کا دارومدار قربِ الٰہی پر ہے، جو اقرب ہے وہ افضل ہے۔ فضیلت کا دارومدار خوارق وکرامات کی قلت اور کثرت پرنہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بعد کے اؤلیاءِ کرام سے خوارق وکرامات اس قدر ظاہر ہوئیں کہ صحابہؓ سے ان کے عشرِ عشیر بھی ظاہر نہیں ہوئیں، حالانکہ رتبہ کے اعتبار سے افضل ترین ولی، ادنی ترین صحابی کے درجے کو نہیں پا سکتا۔ لہٰذا ظہورِ خوارق وکرامات کو مدارِ فضیلت قرار دینا کم نظری اور قصورِ استعداد کی دلیل ہے۔ اس باب میں دارومدار تقلید پر منحصر ہے۔ جس قدر نبوت ورسالت کی تقلید زیادہ ہوگی، اس قدر قرب ربانی زیادہ ہوگا، اور نبوت ورسالت کے فیوضات کی قبولیت اور استعداد بھی زیادہ ہوگی۔ چونکہ صحابہ کرامؓ میں تقلیدِ رسالت زیادہ ہے اس لیے امت کا کوئی بھی فرد ان کے درجہ کو نہیں پا سکتا۔

اور غور فرماؤ کہ حضرت صدیق اکبرؓ میں تقلیدی شان دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں بے مثال اور بے نظیر تھی۔ جس کی وجہ سے بعد رسول اللہ ﷺ وہ خلیفہ ہوئے۔ اور وہ اول الخلفاء الراشدین المہدیین تھے اور حضور سرور کائنات ﷺ کی امت میں بعد رسول ﷺ افضل الناس بالتحقیق تھے۔ جیسا کہ تاریخ الخلفاء للسیوطی میں امام سیوطی فرماتے ہیں۔

فارسی عبارت: استعداد تقلیدی شان غالب بود۔ بر قوت نظری ایشان، صدیق اکبرؓ بواسطہ قوت استعدادی ایشاں وتقلیدی در صدیق نبی اصلا محتاج نگشت۔

ترجمہ: صحابہ کرام میں قوتِ نظری پر تقلیدی شان غالب تھی چونکہ قوتِ استعدادی اور شانِ تقلیدی

(حضرت صدیق اکبر) بوجہ اتم رکھتے تھے۔اس لیے رسالت کی تصدیق میں ذرہ بھر بھی سوچ اور تامل کے محتاج نہ ہوئے۔

پھر کرشمہ خداوندی دیکھئے کہ ابو جہل لعین معجزات قاہرہ اور آیات باہرہ بے شمار دیکھنے کے باوجود، اسی استعدادِ تقلیدی کے فقدان اور محرومی کی وجہ سے بد بخت ہوا اور دولت ایمانی اور اسلامی سے محروم رہا۔اور فی النار والسقر ہوا۔حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ایسے ازلی بد بختوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

وَاِن یَرَوا کلَّ ایةٍ لَّا یؤمِنوُا بِھَا۔۔۔۔تا۔۔۔۔۔اَسَاطِیرُ الْاَوَّ لِین۔

ترجمہ: یعنی اگر وہ مشرکین ہر قسم کی کھلی نشانیاں بھی دیکھیں۔تب بھی وہ ایمان نہیں لائیں گے بلکہ الٹا کہیں گے کہ پہلے گذرے ہوئے لوگوں کی یہ کہاوتیں ہیں۔

پھر اور غور فرمائیے کہ اؤلیاء متقدمین میں سے باوجود طویل العمری چند کرامات کا ظہور ہوا ہے۔حضرت سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے دس کرامتیں بھی منقول نہیں۔

حق سبحانہ تعالیٰ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَینَا مُوْ سیٰ تِسْعَ اٰیاتٍ بِیِّنَاتٍ۔

ترجمہ: ہم نے بلاشبہ موسیٰ علیہ السلام کو نو عدد کھلی آیات (نشانیاں یا معجزات) عطاء فرمائے۔

اس زمانہ کے اؤلیاء کرام کے متعلق کیسے ثابت ہوا کہ ان سے کرامات کا ظہور نہیں ہوا۔

حقیقت یہ ہے کہ اؤلیاء کرام قدیم زمانہ کے ہوں یا اس دور کے ہر ہر ساعت ان سے کرامات کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ کمال استقامت شریعتِ غراء اور اتباعِ سنتِ بیضا جس کے متعلق حضور سرور کائنات ﷺ فرماتے ہیں: ارق من الشعر واحد من السیف پر چلنا کرامات در کرامات ہے دشمن جانے یا نہ جانے۔

خورشید نہ مجرم از کسے بینا نیست

سوال دوم: مکاشفات میں القاءِ شیطانی دخیل ہوتا ہے یا نہیں، اگر شیطانی القاء، دخیل ہوتا ہے تو اس کی تمیز کیسے ہو سکتی ہے۔اگر دخیل نہیں ہوتا، تو پھر مکاشفات میں غلطی کیوں ہوتی ہے؟

جواب: القاءِ شیطانی سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔جب حضرات انبیاء کرام کے حق میں متحقق ہو سکتی ہے تو اؤلیاءِ کرام کے حق میں بطرق اولیٰ متحقق ہو سکتی ہے۔طالبِ سلوک بے چارہ کی زیادہ سے زیادہ

یہ فرق ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوت والتسلیمات کے حق میں منجانب اللہ متنبہ اور خبر دار کر دینا ضروری ہوتا ہے اور اَولیا کرام رضوان اللہ علیہم کے حق میں یہ نہیں، کیونکہ نبی متبوع اور ولی تابع ہے۔اس کے الہام اور کشف کے لیے معیار صحت اولاً تو نصوص شرعیہ ہیں جن کے ذریعہ حق و باطل کی تمیز ہوتی ہے۔ جو کشف موافق ہوگا وہ مقبول ہوگا اور جو مخالف ہوگا وہ مردود ہوگا۔لیکن وہ امور جن میں شریعت ساکت اور خاموش ہے یعنی نہ شریعت اثبات کرتی ہے نہ نفی تو ان حالات میں تمیز بہت مشکل ہے۔ ہاں سالک اپنی فراست اور نورِ بصیرت سے خود فیصلہ کر سکتا ہے چونکہ الہام،ظنی ہے ایسی صورت میں تمیز نہ کر سکنا،منصبِ ولایت میں قصور اور نقص لازم نہیں کرتا، کیونکہ نبی کی اتباع دونوں جہان میں نجات کا کفیل ہے اور وہ امور جن میں شریعت خاموش ہے۔وہ ازقسم امورِ زائدہ ہیں،اور شریعت میں ہم امورِ زائدہ کے مکلّف نہیں۔

القاءِ شیطانی کے متعلق تحقیق اور حقیقت یہ ہے کہ غلط کشف القاء شیطانی میں منحصر نہیں بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قوت متخیلہ (خیالی قوت) غیر صحیح صورت کو ایسی طرح دکھاتی ہے کہ جہاں شیطانی القاء کی قطعی گنجائش نہیں ہوسکتی جیسے کسی کو خواب ہیں حضور ﷺ کی زیارت ہوتی ہے۔ اور ایسے احکام ارشاد فرماتے ہیں جو شریعت کے احکام کے خلاف ہوتے ہیں۔(مثلاً یہ کہ حضور ﷺ فرمائیں: معاذ اللہ نماز معاف،روزہ معاف،حلال وحرام کی تمیز معاف،) تو شیطانی القاء نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ علماءِ حدیث کے متعلق راجح اور مختار قول یہی ہے کہ حضور پاک ﷺ کی صورت شریف میں شیطان متمثل نہیں ہوسکتا۔ جیسے کہ حدیث مَنْ رَانِیْ فَقَدْ رَای الْحَق اِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِصُوْرَتِیْ میں ہے۔ایسی صورت میں تمام کارفرمائیاں قوتِ متخیلہ کی ہیں۔

سوال سوم: خوارق اور تاثیرات جیسے کہ ایک ولی سے ظاہر ہوتی ہیں ایسے ہی ایک مکار اور شعبدہ باز سے بھی ظاہر ہوسکتی ہیں۔ پھر ان کرامات کے ذریعے صرف ولی کو غیر ولی سے کیسے جدا کیا جاسکے گا۔اور سالک مبتدی راہ سلوک کے لیے تو اور بھی مشکل ہے۔کرامت اور استدراج میں فرق کیسے معلوم ہوگا؟

جواب: ولی اور مدعی میں فرق واضح ہے۔اگر سالک کو اس کی صحبت میں محبت کی زیادتی اور اضافہ، اور جمعیت وطمانیت کی دولت میسر آجائے تو ولی ہے اگر اس کے برخلاف اثر ظاہر ہو تو مدعی ہے، صاحب کرامت نہیں بلکہ صاحب استدراج ہے جیسے جوگی وغیرہ،اہل عقل اور مالکانِ نظر و بصیرت

کے لیے تو یہ تمیز آسان ہے، ہاں عوام کالانعام ایسی چیزوں سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سالک راہ ہدیٰ، ولی اور مدعی میں کھلا فرق محسوس کر سکتا ہے۔

(اس کے بعد آپ حضور خاموش ہو گئے، قدس سرہ)

ملفوظ نمبر ۲۷

پھر اسی روز فرمایا۔ جو ہماری مجلس صبح ہوئی تھی اور فرقہ وہابیہ ملحدہ کے جوابات فقیر نے بیان کئے بہتر ہے کہ اب اُس کلام کو ان معارف کے بیان پر ختم کیا جائے، جو حضرت خواجہ محمد پارسا صاحبؒ کی کتاب تحقیقات میں مفصل درج ہیں چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ تَخَلَّقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ یعنی اپنے آپ میں صفات الٰہیہ پیدا کرو۔ یہ حدیث بابِ تصوف میں جا بجا بیان کی جاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اولیا اللہ کو ایسی صفات حاصل ہو جائیں جو واجب تعالیٰ کی صفات سے مناسبت رکھتی ہوں۔ ان صفات میں شرکت صرف رسمی ہوتی ہے، نہ کہ معنوی یا حقیقی کہ اولیاء اللہ کو ان صفات کا حامل حقیقی طور تصور کیا جائے، کیونکہ ایسا ہو جانا از قسمِ محالات و مستلزم قلب حقائق ہے۔ پھر حضرت صاحبؒ آگے فرماتے ہیں کہ

۱: مثلاً ایک صفت مالک ہے۔ اس کا معنی حسب مرضی تصرف کرنا ہے۔ جب سالک اپنے نفس پر تصرف حاصل کر لیتا ہے اور نفس اس کے لیے رام و مطیع ہو جاتا ہے، تو ایسا سالک دوسروں کے نفوس میں بھی تصرف کی قوت حاصل کر لیتا ہے جب یہ حالت اس میں راسخ ہو جاتی ہے تو ایسے شخص کو متصرف کی صفت سے موصوف کہتے ہیں۔

۲: مثلاً ایک اور صفت واجب تعالیٰ کی سمیع ہے۔ اس کا معنی سننے والا جب سالک مولا کریم کی طلب میں راستہ طے کرتا ہے تو ہر سچی بات کو ہر ایک سے سنتا اور قبول کرتا ہے، تو اس وقت ایسے پاکباز کی یہ حالت ہوتی ہے کہ غیبی اسرار اور لاریبی حقائق کو دل کے کانوں سے سنتا ہے اس حالت میں وہ سمیع کی صفت سے موسوم ہو جاتا ہے۔

۳: اسی طرح ایک صفت بصیر کی ہے۔ اس کے معنی بینا اور دیکھنے والے کے ہیں۔ جب سالک بصیرتِ قلبی کی بینائی اور نور فراست سے اپنے جملہ عیبوں کو اور دوسروں کے کمالات کو دیکھتا ہے تو سب کو اپنے سے بہتر جاننے لگتا ہے۔ اور اس کو ایسی بصیرت حاصل ہو جاتی ہے جو کچھ کرتا ہے اس کی، اس میں حق تعالیٰ کی مرضی ہی ملحوظ و مقصود ہوتی ہے۔ تو ایسی حالت میں وہ صفت بصیر سے

موصوف ہو جاتا ہے۔

۴: اسی طرح ایک صفت حق تعالیٰ کی مُحیی ہے۔اس کا معنی زندہ کرنا ہے۔جب سالک ایک متروکہ سنت کا احیاء کرتا ہے اور ترک کی ہوئی سنت کو پھر سے زندہ کرتا ہے یعنی اس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ اور اس کے کمال عمل سے دوسرے بھی اس سنت پر عمل کرنے لگ جاتے ہیں تو گویا اس سالک یا شخص نے مردہ سنت کو زندہ کیا تو اس وقت وہ صفت محیی سے متصف ہو جاتا ہے۔

۵: اسی طرح ایک صفت حق سالک مُمیت ہے۔اس کے معنی مار ڈالنا ہے۔جب سالک راہ حق میں بدعات ومحدثات کی جگہ سنن نبویہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ وسلام وتحیۃ کو اپنا کر، رواج پذیر ہو جاتا ہے اور بدعات ومحدثات وغیرہ کی جڑ کاٹ کر ان کی بیخ کنی کرتا ہے۔تو اس وقت وہ صفت ممیت کے ساتھ موصوف ہو جاتا ہے۔

علیٰ ھذاالقیاس، عوام تَخَلَّقُوْا کے معنی دوسرے رنگ میں بیان کرتے ہیں۔یہ خود گمراہ ہیں اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔ لامحالہ ضلالت وگمراہی میں ڈوب جاتے ہیں۔ایسے لوگ احیاء کی صفت سے احیاء جسدی مراد لیتے ہیں۔اور اولیاء اللہ کو جسمانی احیاء اور غیبی امور پر تصرف اور قبضہ وغیرہ مراد لیتے ہیں، اور ایسے ہی دوسرے فاسد خیالات کا اس کے متعلق اظہار کرتے ہیں۔خداوند تعالیٰ کا قول مبارک ہے۔اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (یعنی بہت سی بدگمانیاں گناہ بن جاتی ہیں)۔نیز احیاء واماتت میں خوارق عادات اور کرامات منحصر نہیں، بلکہ وہ الہامی علوم اور معارف ہیں جن کا منجانب اللہ تعالیٰ ورود ہوتا ہے، جو کہ بلند ترین کرامات ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں غور کرو۔ اور آنکھیں کھول کر دیکھو کہ یہ تمام علوم ومعارف موسلا دھار بارش کی طرح کہاں سے برس رہے ہیں۔یہ سب عظیم ترین معجزات نبوی علی صاحبہا الصلوات والتحیہ سے ہے کہ جن میں سے ایک بھی علوم شرعیہ کے بال برابر مخالف نہیں۔پھر آگے فرماتے ہیں یہ خصوصیات انہی کشفی علوم کی صحت کی دلیل ہیں۔ حضرت مجدد صاحبؒ کے بارے میں خواجہ بیرنگؒ نے فرمایا ہے کہ، علوم شماہمہ صحیح است۔یعنی تمہارے سب علم صحیح ہیں۔

ملفوظ نمبر ۲۸

حضرت مولانا رحیم بخش صاحب اجمیریؒ فرماتے ہیں کہ پیر دستگیر حضرت حاجی صاحب

قبلہؒ نے دو پہر سے پہلے اس فقیر کو طلب فرما کر مراقبہ دائرہ اقربیت کا سبق عطا فرمایا اور اسی مقام میں اپنی توجہ مبارک سے بھی مشرف فرمایا۔ پھر دعا فرمائی اور مبارک باد بھی دی۔ میں نے دل میں الحمدللہ پڑھی، کیونکہ توجہ مبارک میں بے حد انوار و تجلیات نے فقیر کو گھیر لیا تھا، اور فقیر کا تمام جسم بالکل شل ہو گیا، اور بے حد فیض جاری ہوا۔

پھر ظہر کے وقت آپ قدس سرہ نے قبل از وضو فرمایا فقیر نے جو تجھے اجازت دے کر روانہ کیا تھا۔ فقیر کا مطلب یہ تھا کہ اگر کوئی تجھ سے بیعت کرنا چاہے تو تو اس کو بیعت کر کے ذکر اللہ اللہ اللہ سکھائے، کیونکہ زندگی پر بھروسہ نہیں ہے اور دنیا کو چھوڑ جانا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۹

مولانا رحیم بخشؒ نے فرمایا کہ ایک روز ملا ہیبت اخوندزادہ کو طلب فرمایا (ملا صاحب موصوف آں حضور قبلہ قدس سرہ کے اکمل خلفاء عظام میں سے تھے) اور ان کو حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوۃ وسلام وتحیہ، میں توجہ عنایت فرمائی اس توجہ شریف سے ان پر جذبہ طاری ہو گیا، تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ عجب عطاءِ الٰہی جل شانہ ہے کہ حقیقت محمدیہ میں بھی جذبہ طاری ہو گیا ہے۔ پھر بعد تقسیم لنگر خانقاہ عالیہ، دوبارہ اخوندزادہ صاحب موصوف کو طلب فرمایا۔ اور اس دفعہ ان کو طریقہ قادریہ شریفؒ میں توجہ عطا فرمائی جس سے اُن کو پہلے سے زیادہ جذبہ طاری ہو گیا۔ تو ارشاد ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں توجہ نہ تھی بلکہ حضور ﷺ کا مواجہہ شریف ہی کافی تھا۔ بعد ازیں توجہ بصورت خفیہ شروع ہوئی۔ توجہ بصورتِ ظاہریہ اور اعلانیہ تو حضرت امام ربانی محبوب رحمانی مجدد الف ثانیؒ کا خاص معمول ہے۔

اور ارشاد فرمایا کہ ملا سمند وغیرہ جو جذبہ پر اعتراض اور جذبے کا انکار کرتے ہیں ملا ہیبت اخوندزادہ کو دیکھیں، جو کہ فاضل اور جید عالم ہے۔ اس پر بھی جذبہ طاری ہو گیا ہے، ہر سلسلہ میں تاثیرات ہیں، خواہ کامل ہو یا ناقص۔ جس طریقہ کا مرید اور غلام ہو، وہ تاثیر سے خالی نہیں ہوتا اور اپنے سر مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ہمارا اسلام ہے، سب سلسلے برحق ہیں، کیونکہ انجام کار سب کی منزل مقصود ایک ہے لیکن یہ فرق ضرور ہے کہ بندگان حق جل شانہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو صاحب تصرف ہیں، یہ صاحبان جب کسی گنہ گار کو ہاتھ لگا دیتے ہیں تو وہ اللہ کے فضل و کرم سے گناہ سے رک جاتا ہے۔ اور جب کسی مریض کو شفا یابی کے لیے کچھ دم کر دیتے ہیں تو وہ بفضلِ خدا

شفایاب ہو جاتا ہے۔ مگر کامل تصرف والا درویش وہ ہوتا ہے کہ جس کو تصرف، طریقہ شریفہ کی نسبت کے ذریعے حاصل ہو۔ ایسے صاحب تصرف کی دعا مردود نہیں ہوتی۔ اور دوسرا وہ جو بصورت درویشی لوگوں کو اوراد و ظائف بتلاتا ہے، ایسوں کا اصل مقصد تسخیر خلق ہوتا ہے، مگر یہ نسبتِ شریفہ سے خالی ہوتے ہیں۔ یہ ہرگز درویش اور طالب خدا نہیں ہوتے خاص کر اس زمانہ میں حالت یکسر بدل گئی ہے۔ درویشی اور علم شریعت کو دنیا کے حصول کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ذکرِ حق جل شانہ اور علم شریعت کا حصول محض اللہ کریم کی رضا جوئی۔ اور اظہارِ بندگی کی خاطر ہو۔ اور کسی قسم کی کوئی دنیاوی غرض نہ ہو۔ اس کے باوجود بھی اگر اللہ کریم کسی کو یا اس کو دنیاوی عزت بھی عطا کر دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ہم تو اپنے طالبانِ حق تعالیٰ کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت کے ذریعے ماسوی اللہ اور مالداروں کیساتھ رل مل بیٹھنے سے منع کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرات نقشبندیہؒ کے نزدیک فناء فی اللہ کا مطلب اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا ہونا ہے۔ اور علامتِ عدم گرفتاری دل کی یہ ہے کہ دل ماسوا حق تعالیٰ کے سب چیزوں کو بھلا دے اور اللہ کے سوا سب چیزوں کو بھلا دینے کو خواجگان نقشبندیہؒ کے نزدیک اس کو فناء قلب سے تعبیر کرتے ہیں۔ جو راہ سلوک میں ہمارا (حضرات نقشبندیہ کا) پہلا قدم ہے۔

مولانا روم فرماتے ہیں۔

ہیچ کس را تا نہ گردد او فناء
نیست رہ در بارگاہ کبریاء

ملفوظ نمبر ۳۰

ارشاد فرمایا۔ اس زمانہ میں لوگ کمال اس کو سمجھتے ہیں کہ روٹی، مال اور جاہ ہو۔ مگر ہمارے حضرات اس کو کچھ بھی اہمیت نہیں دیتے، بلکہ ہمارے حضرات فقیری کا کمال نسبت میں تصور کرتے ہیں۔ اس وقت کے فقیر گانا بجانا اور رقص و سرود کو فقیری تصور کئے ہوئے ہیں۔ مگر ہمارے حضرات اس کے بجائے ادا نماز باوّل اوقات، اجتناب از بدعات اور امور مسنونہ و مستحب کی ادائیگی کی پابندی کرتے ہیں۔ اور دن رات ذکر و مراقبہ میں اپنے اوقات گذارتے ہیں کیونکہ انہی امور سے سکون اور جمعیت قلب نصیب ہوتے ہیں جو زندگانی کی نہایت متمنا ہے۔ اَلصَّلوٰۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْن (الحدیث) اس کی دلیل ہے اور ارحنیْ یَا بِلال (الحدیث) اس کی شاہد ہے۔

اور قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (الحدیث) اس کی رمز ہے۔ سبحان اللہ۔

اگر نماز نہ ہوتی تو چہرہ مقصود سے نقاب کشائی کون کرتا۔ اور مشتاقوں کے بیمار دلوں کا مداوا کون کرتا۔ ہم جیسے بے ہمتوں کو وصلِ عریاں نصیب نہ ہوتا۔

ملفوظ نمبر ۳۱

ہفتہ کے روز ارشاد فرمایا۔ کتابوں سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ بھی بڑی مضبوط سند ہے کہ ظالم و معاند کا شکوہ جائز ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۲

بروز جمعرات مشکوۃ شریف کی اس حدیث شریف مَنْ تَفَارَقَ عَنِ الْجَمَاعَۃِ۔۔۔الخ کی تشریح فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اس طریقہ شریفہ میں بیعت کرنے کے بعد اس طریقہ شریفہ سے نکل جانا (معاذ اللہ) بہت مشکل امر ہے۔ کیونکہ اگر کوئی بیعت کرنے کے بعد اس طریقہ سے نکل جائے تو وہ خراب اور پریشان ہوتا ہے، کیونکہ حضرت خواجہ نقشبند صاحبؒ فرماتے ہیں، کہ میرا طریقہ شریفہ کتاب اللہ تعالیٰ اور سنت رسول اللہ تعالیٰ ﷺ پر چلنے کا نام ہے جو اس طریقہ سے روگردانی کرتا ہے تو وہ گویا کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کو چھوڑتا ہے۔ تو اس کو اس دنیا میں خطرات و اضطرابات اور پریشانیاں گھیر لیتی ہیں، اور آخرت میں اس کو سلبِ ایمان کا بھی خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اللہ کریم اس فقیر کو اور فقیر کے دوستوں کو اور سب برادران طریقت کو محفوظ فرمائے۔

ملفوظ نمبر ۳۳

بروز دوشنبہ ۳ ماہ رجب ۱۲۷۲ھ کو حضور والا نے اس احقر (مولانا رحیم بخش صاحبؒ) اور میاں جی صاحب (مولوی غلام حسن صاحبؒ پونگر) دونوں کو صبح کے حلقۂ مجلس و ذکر و مراقبہ کے بعد طلب فرمایا۔ اور مراقبہ اسم الظاہر میں توجہ فرمائی۔ الحمد للہ بے حد فیضان جاری ہوا، اور لطیفہ نفسی کو کمال اضمحلال حاصل ہوا۔ اور ساتھ ہی لطیفہ قلبی میں بے حد وسعت حاصل ہوئی۔ توجہ سے فراغت کے بعد فرمایا کہ ہندوؤں کو مطابق شرع شریف کو بظاہر برا کہنا چاہیے، کیونکہ یہ توحید سے خالی ہیں۔ مگر دل میں اپنے آپ کو ان سے بھی بدتر جاننا چاہیے۔

کلمہ: لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا بار بار ورد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تجدید

ایمان ہو اور تجدید ایمان بار بار اس کلمہ شریف کے تکرار سے کرنا چاہیے کہ مبادا کوئی ایسی نازیبا حرکت قلب و جوارح سے صادر ہو جائے کہ کفر میں پڑ جائیں۔ جیسے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

نَحنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِيَاءِ نخاف الْكُفرَ وَاَنْتُم تَخَافُونَ الْمَعَاصِی

ترجمہ: ہم انبیاء کا گروہ کفر سے ڈرتے ہیں۔ اور تم لوگ گناہوں سے ڈرتے ہو۔

ملفوظ نمبر ۳۴

ارشاد فرمایا۔ وہ پیر خراب ہوتا ہے جو مریدوں سے دولت کی آرزو رکھے۔ اگر کوئی مرید پیر کی خواہش کے بغیر اپنے پیر کو کوئی چیز نذر کرے، تو پیر واپس نہ کرے، بلکہ اس کو فتوحاتِ غیبی سمجھے۔ اور فقراء و درویشانِ کرام جو اپنے پیر کی خدمت میں یا اپنے پیر کے آستان مبارک پر مقیم رہتے ہیں اور اللہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور مراقبہِ فیض کرتے ہیں، علاوہ ازیں علم سلوک و تعلیم باطنی سیکھتے ہیں، تو ان فتوحات غیبی کو ان سب کے اخراجات پر پیر صرف کرے تاکہ واردین اور زائرین وغیرہ کی کفالت بوجہ احسن ہو۔

ملفوظ نمبر ۳۵

ارشاد فرمایا۔ یہ میری خانقاہ بیع وشرا کی جگہ نہیں، بلکہ نماز پنج گانہ با جماعت، روزہ، تلاوت اور جائے اذکار و مراقبہ ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۶

ارشاد فرمایا۔ ہماری مثال بیمار چوپایوں کی طرح ہے کہ ان کا مالک ان کا علاج معالجہ کرتا ہے تو وہ اس سے دور بھاگتے ہیں۔ ہم بھی اپنے علاج جو اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ عظام علیہم السلام کے توسط سے مقرر فرمایا ہے، سے دور بھاگتے ہیں۔ اور قبول وتسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ تمام خرابیاں شیطان لعین اور نفس پر کیں، کی چال بازیاں اور حیلہ سازیاں ہیں۔

ملفوظ نمبر ۳۷

طریقہ نقشبندیہ عالیہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس طریقہ عالیہ میں فقر دو قسموں پر مشتمل ہے۔ پہلا جذبہ ہے جو خاص عطیہ الٰہی جل شانہ ہے اور یہ اختیاری نہیں ہے۔ دوسرا سلوک ہے۔ اور یہ عمل سے عبارت ہے۔ یہ بھی توفیق الٰہی جل شانہ سے ہے، ہمارے بزرگوں کا یہ معمول ہے کہ یہ طالبان حق کو پہلے پہل اپنی توجہات شدیدہ سے سلوک طے کراتے

ہیں۔ جن مریدان کو جذبہ طاری ہو جاتا ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص عنایت ہے۔ جو پیر اس جذبہ کو اپنی جانب سے سمجھے، تو وہ مشرک ہے اور علماءِ سوء کے زمرہ میں شمار کیا جائے گا جو شیطان سے بھی برا ہے۔ اور جن مریدان کو عمل اور مجاہدہ سے ترقی اور درجات قرب حاصل ہوتا ہے، تو یہ بھی دراصل وہی معاملہ ہے، مگر پیر کا سینہ بابِ رحمت ہے، اور پیر کی توجہ قلبی سے مرید کا کام انجام کو پہنچتا ہے اس لیے پیر منشاء حق تعالیٰ اور مقصود سببی کی حیثیت سے نعمت عظیم ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۸

آپ نے ارشاد فرمایا۔ شیخ الاسلام (حضرت عبداللہ انصاری شیخ ہرات رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ایک کرامات فروش ہوتا ہے۔ اور ایک کرامات خر (یعنی خریدنے والا)

۱: کرامات فروش وہ ہے جو لوگوں پر اپنی کرامات کے ذریعے اپنی پیری جنوائے اور منوائے اور کرامات دکھانے پر زور لگائے۔ یہ پیر مغرور ہے۔

۲: کرامات خر وہ ہے جو کرامات کو لوگوں پر ظاہر ہونے کی خواہش رکھتا ہے یا اس سے کرامات طلب کی جاتیں ہوں۔ یہ کتا ہے۔

لٰہذا کرامات فروش اور کرامات خر دونوں فقر سے عاری ہیں۔ کیونکہ فقر کی حقیقت و اصلیت کرامات نہیں ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ کرامات کی طلب رکھنا، فرعونی کا دعویٰ کرنے کی خواہش ہے، اور کشف کی طلب کرنا، خدائی کا دعویٰ کرنے کی خواہش ہے۔ یعنی پہلی حالت لوگوں میں زور اور رعونت سے بزرگی کو منوانے کے مترادف ہے اور دوسری حالت لوگوں میں اپنے علم اور غیب دانی سے لوگوں کو مرعوب اور مرغوب کرنے کے مترادف ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۹

آپؒ نے فرمایا۔ اس طریقہ عالیہ کا مجاز اور خلیفہ جب توجہات نہیں دیتا اور حلقہ نہیں کرتا، اور طریقہ کے اعمال و افعال کو عملاً جاری نہیں کرتا، تو وہ خراب ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اجازت یافتہ کو لازم ہے کہ اشاعتِ سلسلہ عالیہ میں کوشاں رہے۔

ملفوظ نمبر ۴۰

آپؒ نے فرمایا۔ اس طرح فقر میں علم ظاہری رکھنا شرط نہیں ہے۔ یہ طریقہ عالیہ انعکاسی اور ظلی ہے۔ جیسے کہ آفتاب کے پرتو سے میوہ جات پختگی پاتے ہیں۔ اگرچہ آفتاب اور

میوہ جات دونوں کو ایک دوسرے کے تعلقِ اثر کا علم نہیں ہوتا۔ اسی طرح مرید اور پیر کو توجہ کی تاثیر اور اس کی سرایت ہونے کا علم، شرط اور ضروری نہیں ہے۔ اگر توجہ مرشد نے مرید پر اثر کیا، یا مرید توجہ مرشد سے موثر ہوا تو بہتر ہے وگرنہ کوئی مضائقہ نہیں ہے، کیونکہ اپنے وقت پر یہ رنگ اور اثر پیدا ہو کر رہے گا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

ملفوظ نمبر ۴۱

ارشاد فرمایا۔ جس وقت فقیر نے ملا نظام الدینؒ صاحب کو طریقہ عالیہ کی اجازت دی تو مولوی شیر محمد صاحبؒ نے کہا کہ دیکھو۔ نظام الدین بھی پیر ہو گیا۔ فقیر اس کلام سے جو مولوی شیر محمد صاحب نے کہی بہت خفا ہوا، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے۔ اگر اللہ کریم ایک فاسق کو مسند ارشاد پر بٹھا دے اور اسی سے یہ کام فیض و رشد کرائے تو کس کی مجال ہے کہ کوئی کلام کر سکے۔ کیونکہ تمام ملک اللہ کریم کے تصرف اور دستِ قدرت میں ہے۔ اگر وہی اللہ تعالیٰ کسی گرے ہوئے مرد یا عورت کو درجہ کمال عطا فرما دے، تو وہ قادر مطلق ہے۔ سبحانہ وتعالیٰ عما شانہ۔

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

ملفوظ نمبر ۴۲

آپؒ نے فرمایا۔ ملا پال محمد کا نفس بڑا ہے، اور اسی طرح ملا سید نور کا نفس بھی۔ دونوں ہی بڑے مرتاض اور نیک اشخاص ہیں، مگر باوجود اس حالت کے اپنے جیسا دنیا میں کسی کو نہیں سمجھتے۔ ہاں ایک وقت تھا کہ فقیر کے نفس کی یہی حالت تھی۔ اس وقت کوئی فقیر اور عالم میری نظر میں نہیں جچتا تھا۔ میرا قصہ کچھ یوں ہے کہ فقیر نے اول اپنی والدہ مبارک کے چچا علی بیگ صاحب سے اجازت ذکر شریف حاصل کی تھی۔ موصوف مجھے فرمایا کرتے کہ تم صاحبِ احوال ہو، چونکہ ابتدائی حال تھا، مجھے بھی کوئی زیادہ پتہ نہ تھا، لیکن اتنی خبر ضرور ہوتی تھی کہ مجھ کو جذبہ یا شورشِ قلب بہت ہے، تو اس حالت اور مستی وغیرہ کی کیفیت میں فقیر نے کافی شہروں اور ملکوں کے سفر کئے اور دورانِ سفر علماء و فقراء سے ملاقاتوں کا شرف بھی حاصل ہوا۔ چونکہ فقیر میں جوش و خروش متواتر قائم تھا اور فقیر اس خیال پر پختہ رہا کہ بس پیری اور فقیری یہی ہے کہ مردہ کو زندہ کر دیا جائے، اور زندہ کو مردہ، اور کافروں، فرنگیوں کی فوجوں کی صفیں ہی صفیں پل بھر میں بھگا دی جائیں۔ یا اگر فقیر کو یہاں

سے بخارا پہنچنا ہے تو فوراً پہنچ جائے، اور پھر وہاں سے دہلی پہنچ جائے۔ اور اسی طرح کے کام فقیر کے اپنے ہی اختیار میں ہوں۔ لیکن اپنے حضرت پیرومرشد قدس اللہ روحہ کے قربان جاؤں، جونہی ان کی غلامی کا شرف نصیب ہوا، تو میرے یہ سب سابقہ احوال ختم ہو گئے۔ اور بحمد اللہ اطمینان اور سکونِ قلب نصیب ہوا۔ اور طریقہ مجددیہ کا فیض جو جہالت و نکارت (یعنی سالک کا ماسوی اللہ سے بے خبر ہو جانا، اور اللہ پاک کی ذات کا اسکے دل اور سارے وجود کو ایسا گھیر لینا کہ سالک کو نہ جان کی خبر رہے اور نہ جہان کی، اس حالت کو فناء فی اللہ اور بقاء باللہ کہتے ہیں) ہے، حاصل ہوا۔ اور اس کے بعد آہستہ آہستہ استقامت نصیب ہوئی اور طبیعت نے قرار پکڑا۔ اور پھر حضراتِ عظام کی کتابوں کے مطالعہ سے فقیر کو بے حد فیض حاصل ہوا۔ بالخصوص طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کے سلوک کی حقیقت معلوم ہوئی۔ اگر حضرت پیرومرشدؒ کی نظرِ شفقت وعطوفت اور کتابوں کا مطالعہ نہ ہوتا، تو فقیر طریقہ شریفہ سے دست بردار ہو جاتا۔ الحمد للہ۔ فقیر کو اللہ کریم نے اس طریقہ میں کمال استقامت ارزانی فرمائی۔ فالحَمدُ لِلّٰہ ثُم الحَمد لِلّٰہ

ملفوظ نمبر ۴۳

آپؒ نے ارشاد فرمایا۔ سید طیب شاہ نے عرض کی کہ حضور مجھے خلوت کی اجازت دی جائے۔ تو فقیر نے کہا کہ شاہ صاحب۔ اس طریقہ عالیہ میں خلوت در انجمن ہے اور یہ کافی ہے۔ اس پر شاہ صاحب نے پھر عرض کی کہ مجھے دوست احباب تھوڑا کھانے کو کہتے ہیں۔ تو فقیر نے کہا شاہ صاحب اس طریقہ شریفہ میں یہ نہیں ہے بلکہ سیر ہو کر کھاؤ، اور ذکر سے ہضم کرو۔ ریاضات و مجاہدات دوسرے طریقوں قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ میں ہیں۔ اس طریقہ عالیہ میں تو شریعت پر عمل پیرا ہونا، اور تمام غیر شرعی امور سے پرہیز کرنا۔ اور پھر اپنے پیرومرشد کے ساتھ مضبوط رابطہ رکھنا۔ یہ ایک بڑا مجاہدہ اور شرف ہے، کیونکہ اس طریقہ شریفہ کی ابتداء حضرت صدیق اکبرؓ سے ہوتی ہے جن کے حق میں حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

مَافضل اِبی بَکر بِکثرتِ الصَّوم وَلَا بِکثرتِ الصَّلوٰۃِ وَلٰکِنْ بِشَیءٍ وقرَ فِیْ قَلْبِہٖ

ترجمہ: ابوبکر صدیقؓ کی فضیلت کی وجہ نہ تو کثرتِ روزہ داری سے ہے اور نہ کثرتِ نماز سے بلکہ ان کی فضیلت اس چیز سے تھی۔ جس نے ان کے قلب شریف میں آشیانہ بنایا ہوا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق کے دل میں جس چیز نے آشیانہ بنایا ہوا تھا۔ وہ حضور ﷺ کے

ساتھ کمال رابطہ اور محبت تھی اور اس کمال رابطے کا بیان الفاظ میں نہیں آ سکتا۔ کیونکہ یہ ایک باطنی چیز ہے، جو حال سے تعلق رکھتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۴۴

ایک درویش فرماتے ہیں۔ ایک روز مجھے بارگاہ رب العزت میں مناجات کی اجازت ملی۔ اوپر سے ہاتف نے آواز دی کہ میری جناب میں کیا تحفہ لائے ہو۔ وہ درویش کہتا ہے کہ جوں ہی آواز آئی۔ خالصتاً لوجہ اللہ اور اللہ پاک کی رضا جوئی کے لیے جو اعمال میں نے کئے تھے وہ مجھے یاد آئے کہ میں بارگاہ رب العزت میں وہ اعمال پیش کروں۔ جونہی یہ خیال میرے دل میں آیا تو اللہ کی پاک کی جنابِ کبریائی سے مجھے معاذ انٹ ملی کہ او مسکین! یہ تو جنابِ کبریا ہے یہ اعمال جن کا تجھے خیال دل میں آیا ہے ان کی میری جناب میں کوئی وقعت نہیں، میری جناب کے لائق تحفہ تو آہِ سرد اور زار وقطار رونا ہے۔ اور اس جناب کے لائق ہدیہ سینے سے ھَیْــی ھَیْــی کا نکلنا اور دلِ پُر درد ہے۔ اور بے شوق و اشتیاق عبادات اور اعمال کی کچھ بھی قدر نہیں۔

آپؒ نے فرمایا۔ صد ہزار علم سے ایک ذرہ خالص عمل کا بہتر ہے۔ اور صد ہزار عمل سے ایک ذرہ اخلاص کا بہتر ہے اور صد ہزار اخلاص سے ایک ذرہ عشق کا بہتر ہے اور صد ہزار شوق و عشق سے ایک ذرہ درد کا بہتر ہے۔ پھر آخیر میں یہ آیات پڑھیں: لَآاِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّی كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْن۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْل۔

ملفوظ نمبر ۴۵

آپؒ نے فرمایا۔ ان ابیات کو روزانہ پڑھا کرو۔ جو ان اشعار و ابیات کو روزانہ صدقِ دل سے پڑھا کرے گا۔ تو بے حد تاثیرات ملاحظہ فرمائے گا۔

بے لطف تو من قرار نتوانم کرد
احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر برتنم زبان شود ہر موئی
یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

ملفوظ نمبر ۴۶

ایک بار حضرت مولانا رحیم بخشؒ صاحب کو جب کہ وہ روٹی کم کھاتے تھے، فرمایا۔ مولانا

کھانا نہ بہت کھاؤ نہ تھوڑا۔ یعنی میانہ خوری اپنی عادت بناؤ کہ حضرت شاہؒ صاحب کو حضرت مرزا صاحبؒ نے فرمایا کہ کھانا بہت کھایا کرو اور اسے ذکر سے ہضم کرو۔

ملفوظ نمبر ۴۷

آپؒ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا میں اپنی رضا کا فنا کرنا بے حد مشکل کام ہے، پھر فرمایا کہ خورد و نوش اور لباس و پوشاک کی ضرورت انبیاء علیہم السلام کو بھی پیش آتی تھی۔ پھر فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی جب ایک بار اپنے خلیفے سید امیر کلال صاحب کے ہاں تشریف لے جا رہے تھے۔ تو آپ کا گذر بخارا کے محلّہ قصر ہندواں میں ہوا۔ تو وہاں پر گھوڑی ٹھہرا کر بحالتِ مراقبہ واستغراق آپ کے منہ مبارک سے نکلا۔ ازیں محلّہ بوئے ولی می آید۔ یعنی اسی محلّہ سے ایک ولی اللہ کی خوشبو آ رہی ہے۔ پھر اسی حالت جذب واستغراق میں فرمایا کہ قریب است کہ ایں محلّہ قصرِ ہندواں، قصرِ عارفاں گردد۔ یعنی کہ قریب ہے کہ یہ قصرِ ہندواں قصرِ عارفان ہو جائے گا۔ اور اسی قصرِ عارفان کے نام سے موسوم ہوگا۔ چنانچہ اس کے چھ ماہ بعد حضور حضرات خواجہ نقشبند غریب نواز قدس سرہ پیدا ہوئے۔ اور انہی کی برکت اور ولایت سے وہی محلّہ قصرِ ہندوان، قصرِ عارفان کے نام سے موسوم ہوا، جو مدت دراز تک اسی نام سے مشہور و معروف تھا۔

آپؒ نے فرمایا۔ حضرت شاہ نقشبند قدس اللہ سرہ بہت بے تکلف تھے۔ اپنے گھر کے لیے جلانے کی لکڑیاں اپنی پیٹھ پر لاتے تھے۔ ایک دن گوشت بازار سے لا رہے تھے، تو حضرت خواجہ علاؤالدین عطارؒ نے اُن سے گوشت لے کر ان کی خانقاہ شریف تک پہنچایا۔ جب گوشت پک گیا اور کھانا تیار ہوا تو حضرت خواجہ علاؤالدین کو فرمایا۔ آؤ اکٹھے کھانا کھائیں، تو وہ کھانا آپ دونوں نے باہم مل کر کھایا۔ اس باہم کھانے کی برکت سے وہ درجہ ولایت سے مشرف ہوئے اور حضرت خواجہ نقشبند صاحبؒ نے اُن کو خلافت کا اہل سمجھ کر کو خلافت مرحمت فرمائی۔ خلافت عطا کرنے کی برکت سے حضرت خواجہ علاؤالدینؒ سے وہ فیض جاری ہوا کہ ساری دنیا کو منور کر دیا۔

آپؒ نے فرمایا۔ جب حضرت خواجہ نقشبند صاحب قدس اللہ روحہ پیدا ہوئے۔ تو حضرت خواجہ محمد سماسیؒ نے حضرت سید امیر کلال صاحبؒ کے سپرد کیا اور فرمایا۔ ایں فرزند ما است و تربیت ایشاں بذمہ شما لازم است۔ یعنی یہ میرے فرزند ہیں اور ان کی تربیت آپ کے ذمہ لازم ہے۔ اور حضرت خواجہ نقشبند صاحب کو حضرت خواجہ محمد سماسیؒ سے نسبتِ فرزندی اس طرح تھی کہ

جب پہلی بار آپ کا محلّہ قصرِ ہندواں بخارا میں گذر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس محلّہ سے ایک ولی اللہ کی خوشبو آ رہی ہے۔ اس وقت خواجہ نقشبند بطنِ مادر میں تھے۔ اور جب چھ ماہ بعد پھر اپنے خلیفے سید امیر کلال کے ہاں تشریف لے گئے۔ تو فرمایا کہ وہ خوشبو زیادہ ہوگئی ہے۔ شاید وہ بزرگ اس دنیا میں تشریف لے آئے ہیں۔ اور یہ فرما کر محلّہ قصر ہندواں سے حضرت سید امیر کلال صاحب کی خانقاہ میں تشریف لے گئے۔ دوسرے تیسرے روز حضرت خواجہ نقشبندؒ کے والدِ بزرگوار حضرت خواجہ نقشبند صاحب کو جھولی میں اٹھائے ہوئے حضرت خواجہ محمد بابا سماسیؒ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ کی نظر جونہی حضرت خواجہ نقشبند پر پڑی، تو فرمانے لگے، یہی وہ بزرگ ہیں جن کی خوشبو فقیر کو چھ ماہ سے آ رہی تھی۔ خواجہ بابا محمد سماسیؒ نے حضرتِ نقشبند کو ان کے والدِ بزرگوار کی جھولی سے اٹھا کر اپنی جھولی میں لٹا دیا، اور فارسی میں تین بار فرمایا۔

کہ ما ایشاں را در فرزندی خود قبول کردیم۔ یعنی میں نے ان کو فرزندی میں قبول فرمایا۔

اور اس وقت کامل توجہ مرحمت فرمائی۔ یعنی جو کچھ باطنی نسبت دینی تھی۔ وہ اسی وقت دے دی۔ اور بعد میں سید امیر کلال صاحبؒ کے ذمہ لگایا کہ ان کی تربیت آپ کے ذمہ ہے، فقیر بوڑھا ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم۔ کہ یہ طفل شیر خوار مجھ کو دیکھ سکے گا یا نہیں اس لیے ان کی تربیت آپ کے ذمہ لگاتا ہوں۔ آپ ان کی تربیت میں ایک دقیقہ بھی فرو گذاشت نہ کریں۔

حضرت سید امیر کلال صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے عرض کی، حضور! امتثال امرِ شیخ واجب ہے۔ انشاء اللہ العزیز تعمیل امر کرتے ہوئے تربیت میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

ملفوظ نمبر ۴۸

آپؒ نے فرمایا۔ حضرت شاہ صاحب غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یَا اللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیمُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِینَ۔ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ۔ کا وظیفہ کرے گا۔ اس کو دولت ظاہری اور باطنی دونوں نصیب ہوگی۔ پھر فرمایا فضل علی طبیب کو فقیر نے اس ختم کا وظیفہ بتایا تھا۔ اس موقہ پر میاں جی صاحبؒ بولے کہ دولتِ باطنی کا نصیب ہونا، تو ڈھکی چھپی بات ہے، مگر ظاہری دولت سے تو اب وہ مالا مال ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے بالکل مفلس تھا۔

ملفوظ نمبر ۴۹

ایک بار فرمایا۔ اس وقت اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں فقیر کے پاس تین پہلوان ہیں۔ ایک ملا عثمان جی (یعنی قطب زماں حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی صاحب قبلہؒ) اور دوسرے میاں جی (یعنی استاد الکل حضرت مولوی غلام حسن صاحب پونگر ڈیروی) اور تیسرے مولوی شیر محمد کلاچی والے۔ ایک بار مولوی شیر محمد کلاچی والے نے بوقتِ رخصت تجدیدِ بیعت کی التماس کی جو منظور ہوئی اور انہیں تجدیدِ بیعت فرمایا۔ بیعت فرماتے وقت ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا۔ جو کچھ فقیر پڑھتا جائے فقیر کے ساتھ دل میں پڑھتے جاؤ۔ تو حضور نے پہلے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ وَمَلَائِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْبَعْثُ بَعْدَ الْمَوْتِ۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ کَمَا ھُوَ بِجَمِیْعِ اَسْمَائِہٖ وَصِفَاتِہٖ وَقَبِلْتُ جَمِیْعَ اَحْکَامِہٖ۔ یہ پڑھ کر پھر پڑھا: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ اور پھر اس کے بعد پڑھا: رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیًّا وَّ رَسُوْلًا۔ اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ۔

پھر مولوی صاحب موصوف کے حق میں رجوع الی اللہ اور اذواق و اشواق الٰہیہ اور مدام ذکر و مراقبہ و رابطہ حضرات مشائخ کرام رضوان اللہ علیہم کے نصیب ہونے کی دعائیں مانگ کر انہیں رخصت فرمایا۔

ملفوظ نمبر ۵۰

روز چہار شنبہ ۱۹/ ماہ رجب المرجب ۱۲۷۳ ہجری المقدس، نماز فجر کے وقت میاں جی صاحب اور مولوی شیر محمد صاحب دونوں کی عدم موجودگی میں (کیوں کہ ان میں سے ایک حضور کی امامت کیا کرتا تھا) آں جناب نے خود نمازِ فجر کی امامت فرمائی، اور پہلی رکعت میں سورہ قاف اور دوسری رکعت میں چند آیات مبارکہ سورہ منافقوں کی پڑھیں۔ چونکہ حضور بفضل اللہ و کرمہ، عظیم الشان قاری تھے۔ بصرہ اور عراق میں قرآن کریم کے علم قرأت کی سند حاصل کی تھی۔ چنانچہ حضور کی امامت کرنے سے مقتدیوں کو بے حد حظ اور دوران نماز و قرأت مقتدیوں کے دل گویا کہ نہیں تھے، اور سب پر محویت طاری رہی۔ اثنائے قرأت میں بعض کو بے اختیار، اس قدر جذبہ نے گھیر لیا کہ صف میں گر پڑتے اور تڑپتے رہے تھے۔ جب نمازِ فجر سے فارغ ہو کر آپ "تسبیح خانہ تشریف

لائے۔ تو مولوی شیر محمد صاحب اور میاں جی دونوں کو مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ آپ کہاں گئے تھے، کہ نماز میں غیر حاضر تھے، فقیر کو خود امامت کرنا پڑی۔ فقیر اب امامت کرنے کی توفیق نہیں رکھتا۔ آپ صاحبان نے برا کیا۔ نماز با جماعت سے بھی محروم رہے اور امامت سے بھی۔

ملفوظ نمبر ۵۱

آپؒ نے فرمایا۔ روٹی دو طرح سے کمائی جاتی ہے۔ ایک طریقہ تو روٹی کمانے کا حرفت کے ذریعہ ہے اور دوسرا طریقہ توکل ہے اور یہ بہت مشکل کام ہے۔

ملفوظ نمبر ۵۲

آپؒ نے فرمایا ایک شخص کو جس نے عرض کی کہ حضور! مجھ پر نسیان غالب ہے۔ ارشاد فرمایا کہ فکر مت کرو۔ اور نسیان کے غلبہ کرنے سے اندیشہ مت کرو، کیونکہ سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی کا ایک خادم جو ایک مدت سے حضرت شیخ میں خدمت میں رہ رہا تھا۔ ایک دن شیخ قدس سرہ سے اس خادم کا نام بھول گیا، تو خادم نے عرض کی کہ حضور۔ میرا نام جناب عالی کو کیوں بھول گیا ہے۔ حالانکہ بندہ عرصہ دراز سے حضور کی خدمت میں ہے، تو حضرت شیخ نے اس خادم کو فرمایا کہ ناراض مت ہو، کیونکہ فقیر کا باطن حق تعالیٰ کی ذات پاک کی یاد میں اس قدر مشغول ہے کہ ماسوی اللہ سب فقیر سے بھول گئے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۵۳

آپؒ نے فرمایا۔ اس ضمن میں کہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تو کون ہے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی، حضور میں عائشہ ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کون سی عائشہ، تو بی بی عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا کہ حضور، میں تو آپ کی بی بی ہوں۔ حضور نے پھر فرمایا۔ کون سی بی بی، اور کیسی بی بی۔ تو حضرت صدیقہؓ نے عرض کی۔ حضور آپ کی بی بی حمیرا ہوں، تو حضور نے پھر فرمایا کون سی حمیرا۔ تو پھر حضرت صدیقہؓ نے عرض کی حضور حضرت صدیق اکبر کی بیٹی۔ تب حضور ﷺ نے جا کر پہچانا اور پہچان کر فرمانے لگے۔ بجز حق تعالیٰ کے میرا دوسرا صدیق کون ہو سکتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۵۴

آپؒ نے فرمایا۔ میرے پیر و مرشد قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ آدم بنوریؒ نے

اپنے طریقے میں تین سوتیرہ مقام پر ذکر کرنا وضع فرمایا۔ اور اپنے آپ کو حضرت امام ربانی قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس سے زیادہ سمجھنے لگے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہ نے ان کی جانب توجہ فرمائی اور ان سے نسبتِ قلبی و باطنی چھین لی تو وہ بالکل خالی کے خالی رہ گئے۔ پھر حضرت خواجہ آدم بنوری حرمین شریفین گئے۔ اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک روضہ شریف سے نکالا اور ان سے ہاتھ ملایا۔ وہاں پر بھی حضرت خواجہ محمد معصومؒ صاحب کی روحانیت شریف حاضر ہوئی اور ان کو نسبت سے پھر خالی کر دیا اور نسبتِ باطنی چھین لی۔ حضرت خواجہ حاجی صاحب نے یہ فرما کر فرمایا کہ مجاز (خلیفہ) کو چاہیے کہ وہ بہت احتیاط سے ہر قدم اٹھائے اور اپنے آپ کو ہرگز کامل و مکمل تصور نہ کرے اور اپنے آپ کو اپنے پیر سے ہرگز زیادہ نہ جانے۔

ملفوظ نمبر ۵۵

روز پنجشنبہ پنجم ماہ جمادی الاول ۱۲۷۳ھ کو اپنی زبان درفشاں سے ارشاد فرمایا، کہ فقیر کو اللہ تعالیٰ نے ایسی جگہ میں رہنا قلم تقدیر سے لکھا ہے جہاں فقراء بہت رہتے ہیں۔ اور فقیر نے ہر ایک کے مریدوں کا ایک ایک حصہ اپنے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل کر کے مرید کیا ہے۔ مثلاً ملا جان محمد صاحب جو کہ قوم شیرانیوں کے پیر ہیں۔ تقریباً ۱۲ ہزار قوم شیرانی ان کے مرید ہیں۔ فقیر نے ان کے مریدوں کو بھی مرید کیا، اور طریقہ عالیہ میں داخل کیا۔ دوسرے فقیر محمد رضا صاحبؒ ڈیرہ اسمٰعیل خان والوں سے بھی مرید بانٹے اور ان کو اپنے طریقہ میں داخل کیا۔ اسی طرح ملا گل حبیب سفید ریش بزرگ جو درابن کلاں میں رہتے ہیں۔ ان سے بھی فقیر نے بہت سارے مریدوں کو اپنے طریقہ عالیہ میں داخل کر کے مرید کیا۔ اسی طرح میاں غلام محی الدین قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں کو بھی مرید کیا۔ اور حضرت میاں سلیمان صاحب تونسوی تگھڑ والوں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی فقیر نے بہت سارے مرید بانٹے اور انہیں اپنے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل کیا۔ باوجودیکہ ان سب مریدوں نے اپنے سابقہ پیروں کے پاس سالہا سال گزارے، کسی نے دس سال اور کسی نے بیس سال مگر نسبتِ باطنی سے خالی تھے۔ جب فقیر کے پاس آئے تو نسبت شریف حضراتِ نقشبندیہ مجددیہ سے مالا مال ہوئے۔ اور خلعتِ خلافت سے سرفراز ہو کر ہزار ہا خلق اللہ کو رنگین فرما دیا۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

ملفوظ نمبر ۵۶

آپؒ نے فرمایا۔ ترکِ دنیا یہ نہیں کہ برہنہ ہو کر لنگوٹی باندھ لے اور اپنی دھونی رچالے، بلکہ ترکِ دنیا یہ ہے کہ کپڑے اچھے پہنے اور کھانا اچھا کھائے اور جو کچھ اللہ کریم کی جانب سے بغیر کسب وصول ہو، لوگوں کو کھلائے اور جمع نہ کرے اور ماسوی اللہ کی ہر چیز سے منہ موڑ لے۔

ملفوظ نمبر ۵۷

آپؒ نے فرمایا۔ جب اخوندزادہ قاضی عبدالرحیم ولد ملا قاضی محمد صدیق درابن والے جو کہ علم فقہ اور علم اصول کے ماہر تھے۔ اور حدود علاقہ دامان میں استاذ الکل کا درجہ رکھتے تھے۔ فقیر سے بیعت ہو گئے۔ تو ملا بسیا شیرانی نے قاضی صاحب موصوف کو کہا کہ تم آباؤ اجداد سے اسقدر صاحب التعظیم وتکریم تھے، تم بھی حاجی صاحبؒ سے بیعت کر کے داخلِ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ ہو گئے۔ تو ملا بسیا مذکور کو اخوندزادہ عبدالرحیم نے جواب دیا، ملا بسیا! ایسا مت کہو کیونکہ میں جب سے حضرت حاجی صاحبؒ سے بیعت ہوا ہوں مجھے مسلمانی کا پتہ اب چلا ہے۔ جب اخوندزادہ صاحب رخصت لے کر گھر گئے۔ پیچھے سے انہی ملا بسیا کو ذکر قلبی نے ایسا گھیرا کہ مجذوب ہو کر کبھی اِدھر گرتے اور کبھی اُدھر، بالکل بے اختیار تھے۔ آخر لاچار ہو کر فقیر کے پاس آ کر بیعت ہو گئے،

ملا مہدی نے حضرت قبلہؒ پر اعتراضات کئے تھے وہ آپ قبلہ کو سنائے گئے جو مندرجہ ذیل تھے۔

پہلا اعتراض: حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے اپنے دانت سونے کے تاروں سے باندھے ہوئے ہیں۔ اور یہ شریعت میں حرام ہے۔

دوسرا اعتراض: حضرت حاجی صاحب قبلہؒ، کھانا علیحدہ کھاتے ہیں، اپنے ساتھیوں کے ساتھ اکٹھا کھانا مسنون ہے۔

تیسرا اعتراض: حضرت حاجی صاحب قبلہؒ بڑے بیش قیمت لباس پہنتے ہیں اور لذیذ کھانے کھاتے ہیں۔ یہ بھی ناجائز ہے۔

جب حضرت قبلہؒ نے اعتراضات سنے تو ان کے جوابات لکھنے کا امر فرمایا۔ چنانچہ امتثالِ امر کرتے ہوئے وہ سوالات تین معہ جوابات مندرجہ ذیل ہیں۔

جوابِ اعتراض اول: دانتوں کو چاندی کے تاروں سے باندھنا مذاہب اربعہ میں بلا خلاف جائز ہے۔ جب ناک سونے کی لگائی جاسکتی ہے تو دانت بطریقِ اولیٰ سونے کے تاروں سے باندھے

جاسکتے ہیں۔ کیونکہ ناک سونے کی اس واسطے لگائی جاتے ہے کہ بدبوئی نہ کرے اور یہ بدبوئی دانتوں میں زیادہ معلوم ہوتی ہے، کیونکہ ہر وقت تر رہتے ہیں۔ اور دانت ہی تو ہیں جن سے کھانا چبایا جاتا ہے اور پانی پیا جاتا ہے۔ اور سونے کی تاریں بدبو نہ کرنے کے واسطے لگائی جاتی ہیں۔ اور ناک تو ہر وقت تر نہیں رہتی بخلاف دانتوں کے، تو سونے کے تاروں سے جکڑ نا فقہیوں، ماہروں سے پوشیدہ نہیں کہ بلاخلاف جائز ہے۔ جس کو مزید تحقیق کی جستجو ہو وہ فتاویٰ فقہیہ ملاحظہ کرے۔

جوابِ اعتراض دوئم: اگر اکٹھا کھانا مسنون ہے تو علیحدہ کھانا بھی جائز ہے جیسا کہ آیت شریف میں ہے۔

لَیۡسَ عَلَیۡکُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَاۡکُلُوۡا جَمِیۡعًا اَوۡ اَشۡتَاتًا۔

ترجمہ: اے میرے حبیب آپ پر کوئی گناہ نہیں لازم آتا۔ خواہ اکٹھا کھاؤ۔ خواہ علیحدہ کھاؤ۔

جوابِ اعتراض سوم: قاعدہ اصول فقہ یہ ہے کہ اصل شی میں اباحت ہوتی ہے اور حرام کے عارض ہوجانے سے وہ شی حرام ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جو چیز وجہ حلال سے حاصل کی گئی ہو۔ وہ کسی چیز کے عارض ہونے سے حرام نہیں۔ خواہ لباس ہو خواہ خوراک ہو۔ جیسے اللہ کریم نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔

ترجمہ: یعنی کہہ دیجئے! اے میرے محبوب! کہ کس نے حرام کیا ہے لباس ہائے فاخرہ اور طعام ہائے لذیذہ کو یہ تو اللہ کریم نے مومنوں کے لیے خاص فرمائے ہیں۔ اس دنیا میں بھی خاص کر قیامت کے دن کو۔ اور اسی طرح اللہ کریم سب باتیں تفصیل سے بیان فرماتے ہیں، ان لوگوں کے لیے جو سمجھدار ہوں۔

ملفوظ نمبر ۵۸

ملا ئیین نے حزب البحر کے فقرات میں سے کسی ایک فقرہ کے بارے پوچھا۔ تو حضور نے فرمایا کہ میرے حضرت نے مجھے بھی حزب البحر کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مگر میں حزب البحر کا ورد نہیں کرتا۔ میرے حضرت قبلہؒ نے حزب البحر کی زکواۃ بھی ادا فرمائی تھی۔ طریقت میں میری پیروی اختیار کرو۔ اور باقی ورد وظائف کتابوں میں دیکھو اور پڑھو۔ یا جو ورد وظائف کے عامل ہوں ان سے دریافت کرو۔ میں خود نہ عامل ہوں اور نہ کوئی عمل کرتا ہوں میرا وظیفہ بجز ذکر و مراقبہ اور تصور اپنے پیر و مرشد کے اور کچھ نہیں۔

ملفوظ نمبر ۵۹

ملا میر واعظ کو فرمایا کہ کتاب شروع کرنے سے پہلے کچھ نہ کچھ شیرینی بانٹ لینی چاہیے۔ کہ یہ علم کی تعظیم ہے۔ آج کل کے لوگ سب علوم پڑھ لیتے ہیں، مگر انہیں کچھ نہیں آتا۔ آگے دوڑ، پیچھے چوڑ کے مصداق بنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ ایک تو وہ علم کی تعظیم نہیں کرتے اور دوسرا وہ علم کو دنیا کمانے کے لیے پڑھتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۶۰

۱۲۷۲ھ منشی وزیرالدین خان سے نسبتِ باطنی کے متعلق استفسار فرمایا کہ کیا ذکر کرتے ہو۔ اور تفکرات اور وساس قلب میں پڑتے ہیں۔ تو اس نے عرض کی کہ حضور، بحمد اللہ قلب بندہ کا حضور کی توجہ سے جاری ہے اور وسوسے بھی بفضلہٖ تعالیٰ کم ہوگئے ہیں۔ پھر میوہ کشمش (مویز) اور بادام گھر سے طلب فرمائے، اور میاں علی خان کو دیئے۔ فرمایا یہ میرے پیرومرشد غریب نواز کا معمول مبارک ہے، ہر آنے والے کو کچھ دے دیتے از قسم شیرینی اگرچہ دو تین بتاسے بھی ہوتے۔

ملفوظ نمبر ۶۱

فرمایا۔ فقیر کو میرے حضرت نے اپنے مصلّے پر کوئی جھوٹ سے تو نہیں بٹھایا۔ حکام وقت اپنا کام کرتے ہیں اور میں اپنا کام۔ یہ اللہ اللہ بتانا خلق خدا کو، یہ میرے حضرتؒ نے میرے ذمے لگایا۔ اور جن کی سلطنت ہے۔ یہ کام اس سے بدرجہا مشکل ہے۔ سلطنت کیا ہوتی ہے، حکم صادر کرنا اور چور چکار کا پکڑنا۔ اور کسی کے اندر کے چور کو دل سے نکال کر پاک صاف کرنا۔ اور اس کے بجائے اس کے دل پر اللہ اللہ نقش کرا دینا۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔

کشف وکرامات

حضرت حاجی صاحب قبلہ کے کشوف وکرامات کے بیان کرنے سے پہلے ایک مقدمہ تفصیلاً لکھنا ضروری سمجھا گیا تا کہ کشف وکرامت کی حقیقت سمجھ میں آسکے۔اور کشف وکرامت کی اصلیت ، اہمیت اور شرعی علوم میں اس کے مقام کا صحیح تعین ہو سکے۔تا کہ مطالعہ کے وقت معزز ناظرین، بصیرتِ کامل اور اعتقادِ راسخ کے ساتھ استفادہ کرسکیں۔اور یہ خیال نہ کریں کہ یہ علومِ شرعیہ سے خارج یا کوئی اجنبی علم ہے۔فلہٰذا اس تحقیق اور تفصیل کا نام التقدیمات فی حقیقة الکشفِ والکرامات رکھا گیا ہے تا کہ مغالطہ میں نہ پڑیں۔کسی عربی شاعر نے کیا ہے خوب کہا ہے۔

کَمۡ مِنۡ عَآئِبٍ قَوۡلاً صَحِیۡحاً

وَآفَتُـهُ مِـنَ الۡـقَـلۡـبِ السَّقِیۡمِ

ترجمہ: یعنی بہت سے لوگ اپنے غلط خیالات کے سبب صحیح بات کو غلط قرار دیتے ہیں۔

التقديمات فی حقيقة الكشفِ والكرامات

واضح ہو کہ مکاشفہ کا ماخذ اور مادہ کشف سے ہے۔کشف کے معنی کَشَفۡتُ الثَّوۡبَ عَنِ الۡوَجۡهِ یعنی میں نے چہرہ سے کپڑا دور کردیا۔وَیُقَالُ کَشَفَ غَمَّهٗ یعنی اس کا غم دور ہو گیا۔

اس کے حقیقی اور لغوی معنی میں بقدر مشترک حاصل معنی یہ ہے کہ حجاب یعنی پردے کا دور ہو جانا۔اور کسی چیز کا کھل کر بلا پردہ جلوہ گر ہو جانا۔

قرآنی استعمالات اور احادیث میں کشف کا لفظ متعدد مقامات میں موجود ہے اسی لیے مکاشفہ مشتق ہے۔اور حضرات صوفیہ عالیہ کشف اور مکاشفہ کا استعمال بکثرت فرماتے ہیں۔

کشف اور کرامت دونوں خرقِ عادت کی قسم سے ہیں۔جس طرح معجزہ خرقِ عادت ہے اسی طرح یہ بھی خرقِ عادت ہیں، رہی خرقِ عادت تو اس کی حقیقت اپنی جگہ جداگانہ اور مستقل بحث ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں اور نہ ہی مقصود ہے۔

حضرات صوفیہ صافیہ کے نزدیک کشف ایک ماخذِ علمی ہے جس کا مقام وہی ہے جو فقہی احکام میں قیامِ قیاس کا ہے، کیونکہ شریعت اور فقہ میں قیاس، مظہرِ احکام ہے نہ کہ مثبتِ احکام۔اور

اس کا حکم ظنی ہے نہ کہ قطعی۔

اسی طرح کشف بھی مظہرِ احکام ہے نہ کہ مثبتِ احکام اس کے احکام ظنی ہیں نہ کہ قطعی۔ جس طرح فقیہ اپنے اجتہاد میں قیاس سے احکام ثابت کرتا ہے۔ اسی طرح ایک کامل صوفی بھی اپنے احسانی اور عرفانی فن کے ذریعہ اپنے مشاہدات اور وارداتِ قلبی سے تصوف کے احکام ثابت کرتا ہے۔ قیاس و کشف دونوں کے لیے قرآن و سنت کا استشہاد ضروری ہے ورنہ فاسد اور لغو ہوں گے۔

کشف کی صحت پر قرآن و سنت دونوں ناطق ہیں۔ چنانچہ سیدنا خلیل اللہ ابراہیم علیہ السلام کا ملکوت سموات والارض کا کشف اور مشاہدہ۔ اور اسی طرح حدیثِ معراج و اسریٰ میں جب کہ مشرکین مکہ نے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ سے واپسی پر بیت المقدس کی حقیقتِ کذائیہ کے جزوی تفصیلات کا استفسار کیا تو ارشاد فرمایا، فَتَمَثَّلَ بِیُ اور دوسری روایت ہے فَتَجَلّٰی لِی، تو اس سے کشف عیانی بلا پردہ ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے وقت دونوں حضرات کے وجود مقدس جسد عنصری کے ساتھ زمین پر اور مشرکین محفل میں موجود تھے۔ حجاب اٹھا دیئے گئے اور حقائقِ مطلوبہ بلا حجاب سامنے جلوہ گر ہو گئے۔

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ، حجۃ اللہ البالغہ میں احسان کے مباحث میں حضرت سہل تستریؒ سے وضاحت فرماتے ہوئے ان کا قول نقل کرتے ہیں کہ تجلی کی تین قسمیں ہیں۔

١۔ تجلی ذات، وھی المکاشفۃ

٢۔ تجلی صفات وذات، وھی مواضع النور

٣۔ تجلی حکم الذات

دوسری قسم جو تجلی صفات و ذات ہے جس کو حضرت شاہ صاحب "مواضع النور" سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تجلی دو قسم کی ہے۔ قسمِ اول میں صاحبِ تجلی مخلوق کے افعال کا اسباب سے کلیۃً صرفِ نظر کر کے مشاہدہ کرتا ہے۔ اور قسمِ دوم میں صاحبِ تجلی اپنے حواس کو دنیا کے علائق اور رشتوں سے ختم کر کے اور توڑ کر مواضع نور جو عبارت ہیں آشباح مثالیہ نورانیہ سے ان کا مشاہدہ کرتا ہے۔ حجۃ اللہ البالغہ صفحہ نمبر ۹۴ جلد ۲

ذاتِ الٰہیہ کے لا متناہی شیونات ہیں اور ذات نبوت و رسالت کے بھی کروڑوں شیونات ہیں، جو مقتبس ہیں ذات الٰہی کے شیونات سے۔ تو ذاتِ رسالت کے ان باطنی شیونات سے میں ایک شان کشف اور مشاہدہ بھی ہے۔ جو اشیاء غیبیہ مثالیہ نورانیہ کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ جو بالکل حقیقتِ واقعہ کے مطابق ہوتا ہے، کسی کامل ولی اللہ پر اس کا منکشف ہو جانا کوئی بعید از امکان نہیں۔ مومن کا رویا اس کی بیّن دلیل ہے۔ اس کا انکار سراسر عناد، کور چشمی اور ہٹ دھرمی ہے۔ آنکھیں بند کرنے سے تو حقائق نہیں جھٹلائے جاسکتے۔

مزید براں یہ کہ تلاوت کتاب اللہ کے قاری مسلسل آج تک اور تعلیم کتاب و حکمت کے وارث ہر زمانہ میں موجود ہیں۔ اگر موجود ہونے کا انکار ہو تو صرف آنحضرت ﷺ کے ان روحانی واردات کا ہو جو اصل سرمایہ رسالت ہیں۔ حاشا و کلّا!

اوّلیاء کاملین اس سرمایہ کے وارث ہیں اور اس نعمتِ عظمیٰ سے جو کبریت احمر (زر خالص) ہے، ان کو وافر حصہ نصیب ہوتا ہے۔ اس کا انکار دراصل کمالات و شیونات حضرت رسالت مآب ﷺ کا انکار ہے۔

شیخ الاسلام عبداللہ انصاری ہرویؒ نے اپنی کتاب منازل السائرین میں اس کی بڑی وضاحت فرمائی ہے۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنی کتاب مکاشفات الغیبیہ میں کتاب موصوف کی پوری عبارت درج فرمائی ہے۔ اور پھر کمال تو یہ ہے کہ ہمارے حضرت خواجہ حاجی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ملفوظ مبارک جو حضرت مولانا محمد عادل صاحبؒ نے جواہر ملفوظات میں درج فرمایا ہے اس کے دیکھنے سے فقیر کو جو کمال خوشی اس بابت میں حاصل ہوئی۔ اس کا کیا بیان کروں۔ سبحان اللہ۔ غلامانِ مجددیہ اور خواجگانِ نقشبندیہ کے کمالات اور فیوضات بلا نہایت کسی سچے اور عقیدت مند مرید کو دوسروں کا دریوزہ گر نہیں بننے دیتے۔ سچ فرمایا ہے! شعر

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند

کہ برَند از رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

خواجگان نقشبندیہ کے قربان جایئے کہ وہ مختصر راستے سے اپنے طالب اور مرید کو بہت جلدی منزل مقصود یعنی حق پاک عز اسمہ تک پہنچا دیتے ہیں۔

حضرت خواجہ حاجی صاحبؒ قبلہ کا ملفوظ جس میں انہوں نے حضرت امام ربانی مجدد

الف ثانی کی کتاب مکاشفات غیبیہ کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا۔

اردو ترجمہ عبارت: فرمایا کہ طریقت کے وہ لوگ جو نادانِ طریقت ہیں۔ وہ کشفِ قبور اور کشفِ قلوب اور دیگر کشفیات کو کمال جانتے ہیں حالانکہ یہ امور صوفیہ صافیہ کے نزدیک معتبر نہیں۔ امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ نے اپنی کتاب مکاشفات الغیبیہ میں شیخ الاسلام عبداللہ انصاری کی کتاب منازل السائرین کی عبارت یوں نقل کی ہے کہ جو کچھ مجھے تجربہ سے ثابت ہوا ہے، کہ صاحبِ عرفان حضرت جل وعلا کے یہاں صالح اور غیر صالح کی تمیز یہ ہے کہ جو لوگ صاحبِ استعداد ہیں اور واصل باللہ اور مشغول بکارِ حق ہیں۔ وہ مقام جمع پر فائز ہیں اور ان کو فراستِ ایمانیہ حاصل ہے لیکن جو لوگ مرتاض ریاضت کش ہیں، بھوک اور خلوت سے باطن کی صفائی چاہتے ہیں۔ وہ حقیقت میں واصل باللہ نہیں ہوتے تو ان کی فراست صورت کا کشف ہوتا ہے۔ اور غیبی خبریں دینی ہوتی ہیں۔ وہ حقیقت میں مخلوق سے وابستہ ہوتے ہیں اور حق تعالیٰ سے محجوب ہوتے ہیں اور صاحبانِ معرفت پر جو کچھ منجانب اللہ وارد ہوتے ہیں۔ وہ سب کا سب اللہ تعالیٰ طرف سے ہوتا ہے (جو یقیناً حقیقت پر مبنی ہوتا ہے) اور جو لوگ حق تعالیٰ سے منقطع اور دنیا سے وابستہ ہوتے ہیں تو ان کے دل مخلوق کی غیبی خبریں جانتا ہوتا ہے، اور لوگ بھی انہی کی عظمت کرتے ہیں۔ اور انہی سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اور ان کو ولی اللہ سمجھتے ہیں اور وہ اہل معرفت کو بدنام کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں! اگر یہ لوگ ولی ہوتے تو ہمیں مخلوق کے غیبی حالات کی خبریں دیتے، جب وہ مخلوق کی غیبی خبریں نہیں بتاسکتے تو خدائی خبریں کیسے بتاسکتے ہیں۔ اور حقیقت میں وہ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی ذات کے لیے مخصوص کیا ہوا ہوتا ہے اور وہ ماسوی سے بے نیاز ہوتے ہیں۔ اور ان کشفیات کی اللہ کے ہاں کچھ وقعت نہیں۔ کیونکہ ان سفلی کشفیات میں مسلمان، عیسائی، یہودی اور دیگر باطل فرقے سب برابر کے شریک ہوتے ہیں تو ان کشفیات کی اللہ پاک کے ہاں کیا وقعت ہوسکتی ہے، اللہ پاک نے اپنے خاص بندوں کو اپنے لیے خاص کیا ہوتا ہے اور ان کی آنکھیں دنیا و مافیہا سے بند ہوتی ہیں۔ جواہر ملفوظات صفحہ ۱۲۹

نیز خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری کا ملفوظ مبارک اسی جواہر ملفوظات میں ہے، وہ فرماتے ہیں۔ ''کرامات طلبی دعویٰ فرعونیست و کشف طلبی دعویٰ خدائی است'' یعنی کرامات کا طلب گار فقیر نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ دعویٰ فرعونی ہے اور اسی طرح کشف کی طلب گاری خدائی دعویٰ ہے۔

اس کا مقصد ہے کہ ایک صوفی صافی کشف و کرامات کو مقصود سمجھ کر طلب نہیں کرتا، کیونکہ کشف کی طلب فرعونیت ہے۔

جیسے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہافَاتِ بِایَةٍ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْن اور اسی طرح کشف کو مطلوب بنانا گویا خدائی دعویٰ کرنا ہے کیونکہ یہ اختیار نہیں ہو سکتے۔ بلکہ فضلِ الٰہی اور رب العزت کی مشیت اور ارادہ پر موقوف ہے، ولی کامل کے ارادہ اور اختیار کو اس میں ذرہ بھر بھی دخل نہیں۔

لَا مَدْخل وَلَا تَاثِیْرلِارَادَتِہٖ وَاِحْتِیاط فِیْھِمَا اَلْبتة کَمَا قَالَ العَلّامَةُ النَّابلَسِی

بلکہ جس طرح سورج کی شعاعیں سورج کے بغیر اختیار و ارادہ ضوفگن ہوتی ہیں۔ اسی طرح ایک مقرب بارگاہِ صمدیت سے بھی یہ کرامات اور مکشوفات ضوفگن ہوتے ہیں۔

کرامت اوّل

جب حضرت قدس سرہ دہلی سے خلیفہ مجاز ہوئے تو حضرت کلاں قدس سرہ وروحہ نے اپنے ایک عقیدت مند ملا جلال اچکزئی کی معیت میں روانہ کیا جو سوداگر تھا۔ جب بہاولپور آئے تو حکومت کے ٹیکس والوں نے آ گھیرا، حضرت حاجی صاحب قدس سرہ سامان کے پاس بیٹھے تھے، اس نے آتے ہی دعا کی عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ ہمارے سوداگر کے ساتھ رعایت کرو تو دعا کرتا ہوں۔ اس نے کہا میرے اختیار میں ہے۔ آپ نے دعا فرمائی تو اس نے محصول چونگی کل گیارہ روپے لگائی۔ حالانکہ محصول چونگی پانچ صد سے کم نہ تھی۔

کرامت دوم، سوم

ملا نور اخوندزادہ کہتے ہیں کہ جب ہم امان اللہ کے گھر سے روانہ ہوئے تو امان اللہ اور اس کا بھائی ملا عبداللہ ہمارے ساتھ گیا ملا امان اللہ نے اس کو ہر چند منع کیا لیکن وہ نہ مانا۔ ملا امان اللہ نے اسے بددعا کہ تم ضرور واپس آؤ گے۔ جب راستہ میں رات گزاری تو اس نے رونا شروع کیا۔ سبب پوچھا تو کہا کہ قندھار کا رخ کرتا ہوں تو نابینا، جب ہرات کا رخ کرتا ہوں تو بینا ہو جاتا ہوں۔ ہمارے میزبان نے پر تکلف کھانا پکایا لیکن اس نے کچھ نہ کھایا۔ جب حضرت صاحب کو علم ہوا تو فرمایا کہ میری ہم سفری سے منع کرتا ہے۔ اسی وقت اس کے سینہ پر تین بار بسم اللہ پڑھ کر ہاتھ پھیرا سب تکلیف ختم ہو گئی، گریہ وزاری بھی نہ رہی اور نورِ چشم بھی واپس آ گیا۔ بخیر

وعافیت خراسان پہنچ گئے۔ ہرات کے راستہ میں ملا عبداللہ، حضرت صاحبؒ سے الجھ پڑا۔ اور مسئلہ بیان کیا کہ جنابت کے لیے تیمم جائز نہیں گو برف باری بھی ہو جب رات کو کھانا کھانے لگے تو حضرت صاحبؒ نے فرمایا زیادہ نہ کھاؤ بیمار ہو جاؤ گے مگر اس نے خوب کھایا، جب رات ہوئی تو وہ بیمار ہو گیا اور ناپاک بھی ہو گیا۔

دو امر میں مخالفت کی دو تکلیفوں میں ہی مبتلا ہوا اور اسی حالت میں اس کو اونٹ پر سوار کیا، خراسان تک بیماری اور ناپاکی میں بدستور رہا۔

کرامت چہارم

ملا سید نور صاحب کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت صاحب دریائے سندھ کے کنارے پر تشریف فرما تھے تو آدمی مشکیں لے کر پانی لایا کرتے تھے، ایک دن میں نے پانی لانے کا فیصلہ کیا۔ جب حضرت صاحب کو پتہ چلا تو منع فرمایا لیکن میرا پختہ ارادہ تھا کہ جاؤں گا، فرمایا۔ مبادا کیچڑ میں پھنس جاؤ۔ مگر میں نہ رکا اور مشک اٹھا کر چلا گیا، پھر منع فرمایا۔ مگر میں نہ مانا۔ مشک بھر کر لا رہا تھا کہ اچانک دلدل میں پھنس گیا۔ بڑی مشکل کے بعد دلدل سے نکلا اور واپس آیا۔

کرامت پنجم

ایک سال آپ خراسان تشریف لے جا رہے تھے۔ کیسغر پہاڑ کی وادیوں میں خیمہ زن ہوئے۔ حضرت کے ایک مخلص گل خان نے اپنا خیمہ عین وسط میں لگایا۔ دوسروں نے کنارے پر، حضرت نے فرمایا یہاں خیمہ نہ لگاؤ، کنارے پر لگاؤ۔ پہاڑ سے پانی آ کر تمہارا خیمہ معہ اسباب غرق کر دے گا، انہوں نے کہا۔ موسم خشک سالی کا ہے اور آسمان بھی صاف ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ پانی آ جائے۔ رات کے وقت پانی آ گیا شور و غل مچا تو معلوم ہوا کہ ملک گل خان مصیبت میں مبتلا ہے، سب نے دوڑ کر اسے معہ سامان واسباب مشکل بچایا۔ اور سب نے ملامت کی۔

کرامت ششم

موجودہ افغانستان جاتے ہوئے ژوب کی سربلندی تک جب پہنچ گئے تو اترائی میں پانی کا نام ونشان بھی نہ تھا ایک ساتھی کو پانی کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑایا۔ لیکن کوئی نشان نہ ملا، حیران تھے کہ کیا ہو گا۔ خود حضرت کی پیش روئی میں ہم چل پڑے آگے جا کر عرض کی کہ حضور یہ راستہ تو نہیں۔ فرمایا ہم پانی کے لیے جا رہے ہیں۔ ابھی تھوڑے آگے ہی گئے تو وادی میں زوردار

سیلاب آ گیا ہمارا گمان تھا کہ بڑی مخلوق آباد ہو جائے گی جب دوسرے دن شتربان اونٹ چرا کر واپس آئے تو بتایا کہ سیلاب کا نام و نشان نہ تھا۔

کرامت ہفتم

ایک بار قبلہ حاجی صاحبؒ کی بستی چیری کے قریب ایک ظالم کافر نے پیوندوں کے مال مویشی زبردستی پکڑ لئے ان روتے پیٹتے ہوؤں کو حضرت قدس سرہ نے وعظ و نصیحت فرمائی لیکن پیوندوں سے خلاف ورزیاں ہوئیں تو حاجی صاحب قبلہؒ بڑی شفقت سے اٹھے اور نہایت التجاء وزاری سے دعا فرمائی۔ اور کفار کی طرف متوجہ ہوئے کچھ وقفہ کے بعد مال و مویشی واپس آ گئے۔ صرف اونٹ کا ایک بچہ رہ گیا، حضرت نے فرمایا انشاء اللہ امید ہے کہ وہ بھی آ جائے گا۔ چنانچہ ان کے قلعہ سے بھاگ کر وہ بچہ بھی آ گیا۔

کرامت ہشتم

اخوندزادہ سید نور فرماتے ہیں کہ ایک بار یہ فقیر اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قندھاریؒ کے ساتھ دہلی کے سفر میں تھا، ہمارے رفقاء میں گنڈھیر نام قوم کا ہری پال تھا۔ چنانچہ ہمارے سفر کے دوران گنڈھیر کا اونٹ ایک ایسی مرض میں مبتلا ہو گیا جس کا اٹھنا بیٹھنا محال تھا۔ گنڈھیر نامبردہ شخص نے فقیر سے کہا کہ میں جتنا کتنا اونٹ کو آواز دیتا ہوں اور مارتا ہوں کہ اٹھ کھڑا ہو۔ مگر یہ ایسی سخت بیماری میں مبتلا ہے کہ اس کے بچنے کی امید نہیں، بنا براں اگر تمہاری مرضی ہو تو تم میرے اونٹ کا خیال کرو۔ میں کوئی اونٹوں کا سمجھدار لاتا ہوں جو اونٹ کو داغ دے۔ میں نے نامبردہ گنڈھیر کو کہا کہ کہیں نہ جاؤ اور سب سے پہلے اپنے اونٹ کے واسطے صحت کی دعا حضور قبلہؒ سے کراؤ۔ انشاء اللہ اونٹ ٹھیک ہو جائے گا۔ جونہی مذکورہ شخص نے حضور سے اپنے اونٹ کی صحت کی دعا کرائی تو واپس اونٹ کے پاس آ کر جونہی اونٹ کو آواز دی اونٹ صحیح سلامت اٹھ کھڑا ہوا اور گھاس چرنے لگا جیسے کہ اسے کوئی مرض بھی نہ ہو۔ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ

کرامت نہم

ایک بار جب ہمارے حضرت قبلہ قلبی روحی فداہ دہلی شریف سے روانہ ہوئے تو چناب کنارے، ایک قریہ واقع ہے جس کا نام واسو آستانہ تھا۔ جہاں پر مولوی نور محمدؒ چیلا رہتے تھے، جو علاقے میں بڑے نامی گرامی تھے۔ حضور کا ارادہ مبارک مولوی نور محمدؒ مذکور کے ہاں شب باشی کا

تھا۔اور مولوی نور محمدؒ مذکور گھر پر موجود نہیں تھے۔ جب حضورؒ، واسو آستانہ تشریف لائے تو مولوی نور محمد کے بیٹے مولوی برخوردار نے اپنے والد کو حضور قبلہ کی واسو، آمد اور جلد آنے کا خط بھیجا۔ مولوی نور محمدؒ نے واپس خط اپنے فرزند کو بھیجا کہ میرا آنا نہیں ہو سکتا کیونکہ مجھے کفار نابکار اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں۔اور ایک سے دوسری جگہ جانے کی چھٹی نہیں دیتے۔ جب نور محمد کا خط اس کے فرزند برخوردار کو ملا تو حضورؒ نے پوچھا کہ مولوی نور محمد نے خط میں کیا لکھا ہے۔ چنانچہ خط کا جواب پڑھ کر سنایا تو فوراً حضرت صاحبؒ فرمانے لگے کہ مولوی نور محمد جھوٹ بولتا ہے۔ وہ ابھی یہاں پہنچ آئے گا، تھوڑی دیر گذری کہ مولوی نور محمد پہنچ گیا۔اور آ کر حضور قبلہؒ کے قدم بوس ہوا حضورؒ نے مولوی نور محمد سے فرمایا تم نے اپنے نہ آنے کے بارے میں اپنے فرزند کو چٹھی لکھی تھی پھر تم کیوں آ گئے۔ مولوی نور محمدؒ نے عرض کی قبلہ بے شک بندہ نے اپنے فرزند کو چٹھی لکھی تھی مگر جب حیدر آباد آیا۔ تو میں نے خواب دیکھا کہ آن جنابؒ نے میرے منہ پر طمانچہ مارا اور فرمایا میں تمہارے پاس آیا ہوں اور تم لیے جا رہے ہو، جونہی خواب سے بیدار ہوا تو انگریز کافر کو جواب دے کر حضور کے پاس پہنچ گیا ہوں۔اور نور محمد کا خواب سچا تھا کہ ملا شیر محمد اور ہم سب رفقاء نے مولوی مذکور کے چہرہ پر حضورؒ کے طمانچہ کا اثر دیکھا۔

کرامت دہم

ملا سید نور اخندزادہ بیان کرتے ہیں کہ بندہ کو بیعت ہونے سے پہلے ہمیشہ یہ وسوسہ رہتا تھا کہ حضور ختم خواجگان پڑھتے ہیں اور اس میں کلمہ یَارَفِیْعَ الدَّرَجَاتِ ہمیشہ پڑھا کرتے ہیں، چاہیے تو یہ تھا کہ آپ یَارَافِعَ الدَّرَجَاتِ پڑھتے۔ کیونکہ یَارَافِعَ الدَّرَجَاتِ صیغہ اسم فاعل کا ہے اور یَارَفِیْعَ الدَّرَجَاتِ صیغہ صفت مشبہ کا ہے۔ یہ بندہ کے دل کا خطرہ تھا جو بسبب حیا و ادب حضور قبلہ کے بندہ زبان پر نہ لاتا تھا۔ چنانچہ ایک وقت ایسا تھا کہ حضور قبلہ خود اس کی تشریح فرمانے لگے۔اور فرمایا: یَارَفِیْعَ الدَّرَجَاتِ کا لفظ فقیر نے اپنے پیر و مرشد کی زبانی سنا، جس کی وجہ سے فقیر کو یہ کلمہ ختم خواجگان رضوان اللہ علیہم میں پڑھنے کو جی چاہا۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میرے حضرات کا تعامل اسی کلمہ پر ہے۔اور دوسری دلیل یہ ہے کہ صیغہ صفت مشبہ کا ہے جس میں کلمہ یَارَافِعَ الدَّرَجَاتِ سے مبالغہ زیادہ ہے۔اور تیسری دلیل یہ ہے کہ یہی کلمہ قرآن مجید میں سورۃ زمر پارہ ۲۴ میں رَفِیْعَ الدَّرَجَاتِ ذُوالْعَرْشِ آیا ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل پنجم

یہ فصل: مکتوباتِ شریفہ اور اسماء گرامی خلفائے عظام کے بیان میں ہے

پیش لفظ

حضرت قبلہ حاجی صاحب قدس سرہ کے فیوضات عالیہ کے ضمن میں آپ کے مکتوبات شریفہ کا ذکر بہت ضروری ہے، کیونکہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بلکہ جملہ طرقِ صوفیائے کرام میں مکتوبات شریفہ بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ خصوصاً امام ربانی قیوم زمانی حضرت مجدد الف ثانی قدسنا اللہ بسرہ السامی کے مکتوبات شریفہ کے بعد تمام مشہور سلاسل، نقشبندیہ مجددیہ، قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، میں مکاتیب ملتے ہیں۔ فیضان اور افادیت کے اعتبار سے ان کو ذریعہ رشد و ہدایت اور ابلاغ و اشاعتِ اسلام اختیار کر کے اس کو عام کر دینا علاوہ خصوصی افادیت کے ایک سنت سنیہ علی صاحبہا الف الف التحیہ کا احیاء بھی ہے۔

سلاطینِ عالم کو ۹ھ میں آنحضرت ﷺ کے مکاتیب گرامی اس غرض کے حامل ہیں۔ نیز بذریعہ مکاتیبِ اولیاء کرام اپنے غائبین خلفاء اور مریدین کو ترقی مقامات سے بھی بہرہ ور فرماتے رہا کرتے تھے۔ اس سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اس کے بعد سنتِ مشائخ کرام بھی رہی ہے کہ رشد و ہدایت کے سلسلہ کو بذریعہ مکتوبات جاری رکھا جائے۔

اَلْمَکْتُوْبَاتُ نِصْفُ الْمُلَاقَاتِ

یوں تو ہمارے حضرت حاجی صاحب قبلہؒ کے مکتوبات شریفہ کا ذخیرہ کافی تعداد میں محفوظ ہے اور علیحدہ جلد کا تقاضا کرتے ہیں۔ اور یہ مجموعہ اتنی ضخامت کا حامل نہیں ہو سکتا، لہٰذا بطور نمونہ سات مکتوب شریفہ کو بصورت تلخیص و اختصار درج مجموعہ کیا جاتا ہے۔ جو معرفت سے بھرپور ہیں اور جن میں چند خلفائے گرامی کے اسمائے مبارکہ بھی درج ہیں۔ اور جن پر کاربند رہنا شیطان کے شر اور زمانے کے فتنوں سے محفوظ رہنے اور اپنے عقائد کو بطور جماعت حقہ اہل سنت والجماعت رکھنے کے لیے ازبس ضروری ہیں۔

فَھُوَ اللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْہِ التکلان وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

پہلا مکتوب حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین ورب المغربین وسیلتنا الی اللہ الاحد الباری، حضرت حاجی مولانا دوست محمد صاحب قندھاری نور اللہ مرقدہ المنیف و برد اللہ مضجعہ الشریف نے تعمیل ارشاد مرشدزادہ حضرت شاہ محمد مظہر مجددیؒ اور تحدیث بنعمۃ اللہ کے طور پر تحریر فرمایا ہے، جو درج ذیل ہے۔

مکتوب اول

دربیان احوال خلفائے کرام (جو حضرت حاجی صاحب) کے حین حیات میں خلافت سے سرفراز ہوئے یعنی مرجع خلائق وہادی بندگان ہوئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَام عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ الصْطَفٰی اَمَّابَعْد

کمترین وکہترین نیازمندان روسیاہ بدفعال و بےعمل و بےکردار فقیر لاشے دوست محمد جو حاجی کے نام سے مشہور ہے کان اللہ لہ عوضا کل شیء بجناب، خدام، ذوی المجد والاحترام، ذات قدسی صفات، معدن اسرار الہی، مخزن انوار نامتناہی، ہادی گمراہان بوادی غوایت، حامی عاکفان، نادی ہدایت، قطب جہاں، ساقی شراب اذواق الہی، فیض انوار حضور وآ گاہی، زبدۃ العارفین، عمدۃ الواصلین، وارث الانبیاؑ والمرسلین، المستغنی عن توصیف الواصفین۔ شعر

لَا یُدْرِكُ الْوَاصِفُ الْمطْرِی خَصَآئِصه

وَاِن یَك سَابِقًا فِیْ كُلِّ مَا وَصَفَا

ترجمہ شعر

آپ کے اوصاف حسنہ کس زباں سے ہوں بیاں

وہ جو ہیں اوروں میں، آپ میں ہیں سب عیاں

حضرتیم صاحب والا مناقب مولانا وقبلتنا وسیلتنا الی اللہ المجید حضرت شاہ احمد سعید صاحب (ان پر میرے دل وجان قربان ہوں) لازالت شموس فیوضہ ساطعہ وقمور برکاتہ علینا وعلی جمیع المسترشدین الی یوم الدین، سنت نبویہ خیر الانام (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کے مطابق تحائف کی ترسیل کے بعد، بصد عجز وانکسار جو خاص شیوہ غلامانِ خاکسار ہے، بزبان ادب عرض گزار ہوں کہ جو سرفراز نامہ عنبر شمامہ حضور پرنور مخدوم زادہ، سعادت و

سادہ، جامع کمالات ظاہریہ و باطنیہ، حمید خصال، نیکو سیر حضرت حافظ محمد مظہر صاحبؒ نے اس عاجز کے اپنے حالات اور ان غلاموں کے حالات زندگی کے متعلق استفسار فرماتے ہوئے ارسال فرمایا ہے، جو اس عاجز مسکین کے ذریعے طریقہ عالیہ میں داخل ہو کر مستقیم الاحوال ہو کر مشرف باجازت ہوئے ہیں اور جو سلسلہ عالیہ کی اشاعت اور ترویج میں مشغول ہیں فقیر کے بر وقت روانگی خراسان موصول ہوا۔ خوشی بر خوشی حاصل ہوئی۔

بوسیدم و بر مردمک دیدہ نہادم

چوما اور سر آنکھوں پر رکھا۔ بندہ اگر چہ اس کا اہل تو نہیں، مگر تحدیث بنعمۃ اللہ کے طور پر وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ جو واردات و فیوضات آنحضرت قلبی و روحی فداہ کے سینہ گنجینہ، معارف اور قلب مبارک، سے اس کمینہ خادمان کو نصیب ہوئے ہیں۔ اظہارِ شکر نعمت الٰہی کرتے ہوئے اور سرمایہ سعادتِ ابدی تصور کرتے ہوئے حسب امتثال فرمان حضرت صاحبزادہ عالیشان کچھ اپنے اور اپنے احباب کے حالات اگر چہ اس سراسر ننگ و عار کے لیے باعث شرم و عار ہیں۔ سپرد قلم کرتا ہوں اور تفصیل وار، خدمت سراپا برکت میں پیش کرتا ہوں۔

اولاً عرض یہ ہے کہ جب پہلی بار یہ عاجز حضور سے رخصت ہو کر اپنے وطن آیا تو اپنے کو یہ تصور کرتا تھا کہ انسانیت سے نکال کر حیوانیت کے زمرہ میں داخل کر دیا۔ اپنے اور حیوانات میں کچھ فرق محسوس نہ کرتا تھا۔ پھر آنحضورؒ اس بے مایہ کو اپنی توجہات سے نباتیت میں لے آئے کہ اپنے آپ کو گیاہ و نباتات جانتا تھا۔ کچھ مدت یہی حالت رہی۔ اس کے بعد حضور اس فقیر کو جمادیت میں لے آئے کہ اپنے آپ کو پتھروں جیسا بے حس و حرکت جانتا تھا۔ اور اب تو حالت یہ ہے جماد بھی نہیں ہوں۔ لا شے محض اور جماد صرف اپنے آپ کو دیکھتا ہوں اور محی و ممیت و مرید و علیم و سمیع و بصیر و محرک و متکلم وہی ذات پاک جل شانہ نظر آتی ہے۔ اپنے اور ماسوی اللہ کے وجود کا فقیر کو نام و نشان تک بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ دل میں نہ حرکت ہے نہ ذکر، نہ دل میں کوئی گرمی محسوس ہوتی ہے اور نہ اب کوئی ہمت رہی ہے، مگر توجہ بفضلہٖ تعالے خود بخود ہے۔

ترجمہ شعر و رباعی (فارسی): عشق آیا اور میرے وجود میں خون کی طرح جاری ہو گیا۔ یہاں تک کہ مجھے خالی کر کے دوست کو سما دیا۔ میرے وجود کے سب اجزاء پر دوست قابض ہو گیا۔ میں برائے نام ہوں، جو کچھ میرے اندر ہے دوست ہی دوست ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اب آں حضور کی برکت سے اسلامِ حقیقی سے مشرف ہوا ہوں۔
اقربیت ومعیت ومحبت وغیرہ مقامات عالیہ مجددیہ میں تمیز کرنا مشکل تھی۔ اور جب آخری مقام لاتعین پر پہنچا، تو تمیز اچھی طرح آ گئی اور حضور شاہ صاحب قبلہ کی توجہ سے حلقہ میں بے حد فیوضات اور تاثیرات پائی جاتی ہیں۔

رباعی فارسی

بے لطف تو من قرار نتوانم کرد
احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر بر تن من زبان شود ہر موئی
یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

ترجمہ: آپ کی عنایت کے بغیر مجھے کوئی سکون میسر نہیں اور نہ ہی آپ کے کرم شمار کر سکتا ہوں۔ اگر میرے جسم کے تمام بالوں کو زبان نصیب ہو جائے، تو ہزار میں سے ایک کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ احباب کا یہ حال ہے کہ چند احباب نے ہر طرف سے مایوس ہو کر فقیر کی جانب رجوع کیا۔ بحمد اللہ، فائدہ ہوا۔ جو درج ذیل ہیں۔

ا۔ سید حیدر شاہ صاحبؒ

جو کوچی ہیں اور جلیل القدر عالم ہیں۔ ہر فن میں مہارت رکھتے ہیں۔ چند سال کسبِ سلوک کیا، خلعتِ خلافت سے مشرف ہو کر ترویج طریقہ شریفہ میں مشغول ہیں۔

۲۔ سید مہتر موسیٰ شاہ صاحبؒ

جو سید حیدر شاہ کے ماموں ہیں۔ پہلے انڈ قوم کے شیخ جو مشہور بہ حاجی صاحب تھے، سے بیعت بھی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تو فقیر کی جانب رجوع کیا۔

۳۔ ملا دوران اخوند قندھاریؒ

ملا راز محمد قندھاری، ملا مراد اخوند سلمہ اللہ تعالیٰ، ملا شیر محمد کلاچی، ملا امان اللہ ہراتی ان سب حضرات نے میاں خواجہ سلیمان تونسوی سے بیعت کی تھی۔ ان کی صحبت میں سالہا سال رہنے کے باوجود بھی اپنے باطن کو نسبتِ باطنی سے خالی پایا۔ تو ان سے مایوس ہو کر تجدیدِ بیعت کی اور مقاماتِ سلوک مجددیہ، بالا کمال و التکمیل طے کر کے خلعتِ خلافت سے مشرف ہو کر

ترویج طریقہ شریفہ میں مشغول ہیں۔

۴۔ ملا رحیم بخش اجمیریؒ

جو ہندوستان اور عرب کے مشہور شیخ احمد عرب عباس سے بیعت ہوتے ہوئے، بھی فقیر کے پاس آئے اور تجدیدِ بیعت کی اور صاحبِ مقامات عالیہ ہو کر خلافتِ عظمٰی اور نعمتِ کبریٰ سے مشرف ہوئے۔ ان کی سکونت فقیر کے پاس ہی ہے۔

۵۔ مولوی غلام حسنؒ ڈیرہ اسمٰعیل خان والے

جو کہ استاد کل ہیں، ظاہری علوم میں یکتائے روزگار ہیں، فقیر سے بیعت ہوئے۔

۶۔ مولوی عبدالوہابؒ اور ملا قطار اخوندزادہ کسیغریؒ

دونوں سال سالہا میاں خواجہ سلیمان صاحب سنگھڑ والوں کی صحبت میں گزارنے کے بعد فقیر سے تجدیدِ بیعت کر کے خلعتِ خلافت سے مشرف ہو کر خلق اللہ کو اپنے حلقہ ذکر و مراقبہ سے منور کر رہے ہیں۔

۷۔ ملا سمور اخوندزادہؒ

جو بڑے عالم، فاضل اور فقیہہ کامل ہیں۔ مقاماتِ طریقت کسب کر کے خلافت سے مشرف ہوئے اور خلق خدا کو مستفیض فرمارہے ہیں۔ یہ صاحب طرفہ تماشہ تھے۔ ایک دنبہ بلخی بڑا سری پاؤں سمیت کھا جاتے تھے۔ اور اس پر چند سیر انگور اور میواجات بھی تناول فرماتے تھے۔ تب بھی سیر نہیں ہوتے تھے۔ اور اتنا کثیر کھانے کے باوجود بھی عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے تھے، فقیر کے پاس امتحان لینے کے طور پر آئے تھے کہ اگر اس فقیر کے تھوڑے سے کھانے پر بندہ سیر ہو گیا۔ تو بیعت کروں گا۔ چنانچہ فقیر کے پاس جب آئے تو فقیر نے چند ٹکڑے گوشت کے اور شوربا اور تین روٹیاں نہایت باریک ان کے آگے رکھیں۔ چنانچہ کھانا ابھی باقی تھا کہ وہ سیر ہو گئے، اور یہی واقعہ ان کے طریقہ عالیہ میں داخل ہونے کا سبب بن گیا۔

اور اسی طرح ان کے بیٹے ملا میر باز اخوندزادہ جو عالم کامل تھے۔ پہل جب فقیر کے پاس آئے۔ تو طریقہ میں داخل ہونا چاہا فقیر نے اسے کہا کہ تم مردنسواری (یعنی تمباکو کھانے کے عادی) فقیر تمہیں بیعت نہیں کرتا۔ جب تم تمباکو کھانے سے باز ہو گے تب تمہیں طریقہ میں داخل کروں گا۔ جب واپس گھر کو گئے، تو بفضل خدا تیسرے دن ان کو جذبات و واردات اور تجلیات

نے آن گھیرا۔ یہاں تک کہ اپنے کئے پر پشیماں ہو کر فقیر سے بیعت ہوئے۔ اور صاحبِ مقامات عالیہ مجددیہ بنے۔ خلعتِ خلافت سے مشرف ہو کر اپنے ملک و وطن میں ایک خانقاہ کی بناء بھی انھوں نے ڈالی، جو کہ علاقہ مُقرٗ موجودہ افغانستان میں ہے۔ اور ہزار ہا اشخاص کو اپنے فیوضات سے مالا مال کیا۔ اور صدہا کو خلافت سے نوازا۔ ان کے وجود مسعود سے بے حساب فیض خلق خدا کو پہنچ رہا ہے۔

۸۔ خان اخوندزادہؒ۔ ۹۔ ملا جانان اخوندزادہؒ۔ ۱۰۔ ملا گل اخوندزادہؒ

ملا گل اخوندزادہؒ کا حال یہ ہے کہ اپنے آباؤ اجداد سے صاحبِ کمال ہیں۔ اپنے علاقہ کے فقراء پر پھرتے رہے کہ کوئی صاحبِ کمال ملے تو اس کی بیعت کریں۔ اسی خیال میں ادھر ادھر پھرتے رہے کہ ایک دن خواب دیکھا کہ ان کے بڑے دادا جی صاحب جن کا نام ملا شاہوار اخوند تھا، جو میاں عمر چوگنی والے کے مرید تھے۔ وہ ان کو فرما رہے ہیں کہ جاؤ، حضرت حاجی صاحبؒ قبلہ کی بیعت فرماؤ اس وقت چونکہ قلادہ منصب قضا وفتویٰ حاکم کلاں خان امیر عالم حدود خراسان کی طرف سے ان کی گردن میں پڑا ہوا تھا۔ فقیر نے ملا مذکور کو بیعت کرنے سے انکار کیا کہ جب تک یہ منصبِ قضا اور مولویت ترک نہ کرو گے۔ تم کو طریقہ عالیہ میں داخل نہیں کروں گا۔ جب فقیر نے اس کو بیعت کرنے سے انکار کیا تو وہ خان صاحب موصوف کے پاس جا کر استعفٰی منصبِ قضا کی دے آئے۔ اور قضائیت اور ملائیت دونوں کو مکمل ترک کر کے فقیر کے پاس پھر آئے۔ تو فقیر نے ان کو داخلِ طریقہ عالیہ شریفہ کیا۔ کئی سال اذکار اور افکارِ الٰہیہ میں مصروف رہ کر جملہ مقاماتِ سلوک طے کر کے خلعتِ خلافت سے مشرف ہوئے۔ اور طریقہ عالیہ کی اشاعت میں مصروف رہے۔ بارک اللہ فی عمرہ۔ اور خان اخوندزادہ نے دو جگہوں سے بیعت کی تھی۔ مگر اپنے آپ کو نسبتِ شریفہ مجددیہ سے خالی پا کر فقیر کی جانب رجوع کیا، اور فقیر سے بیعت ہوئے۔ چند سال کے بعد فقیر نے ان کو بھی شرفِ اجازت سے مشرف فرمایا۔ آگے اشاعتِ طریقہ عالیہ اور تکمیل طالبان کے کام میں مشغول ہیں۔

۱۱۔ مولوی محمد جاناں اخوندزادہؒ

علاقہ مرغہ کے رہنے والے ہیں اور بڑے بزرگ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب قاضی یار محمد صاحب اخوندزادہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ جامع العلوم متداولہ ہیں۔ اور علمِ

تصوف میں بے نظیر ہیں فقیر کی جانب رجوع کیا اور طریقہ عالیہ میں داخل ہو گئے۔ کئی سال کسبِ سلوک کرنے کے بعد خلافت سے مشرف ہوئے۔ الحمدللہ کہ انہوں نے ہزارہا اشخاص کو بیعت کر کے داخل طریقہ فرمایا ہے، جہاں ان کے نور سے منور ہے۔ ساتھ ہی ساتھ صاحبِ کشف صحیح ہیں۔ اور احوال عجیبہ کے مالک ہیں۔ فقیر کو بہت پیارے لگتے ہیں کہ جامع جمیع علوم وفنون ہیں اور ساتھ ہی فقیر کے ساتھ بھی ان کو کمال محبت ہے۔

۱۲۔ ملا دوران اخوندزادہؒ۔ ۱۳۔ ملا راز محمد قندھاریؒ

ملا دوران اخوندزادہؒ علاقہ غنڈاں کے باشندے ہیں، جنہوں نے محمد سعید اخوندزادہ صاحبؒ سے بیعت کی تھی۔ ان سے چند سال کسبِ طریقت بھی کی۔ مگر کیفیت باطنی سے خالی تھے۔ آخر ان کے سابقہ پیر صاحب کی اجازت سے فقیر کے پاس آئے۔ اور بیعت کی، اور اجازت وخلافت کے بعد اشاعتِ طریقہ میں مصروف ہیں۔ اور ملا راز محمد صاحب قندھاریؒ، پیر کی تلاش میں ہندوستان، دکن اور خراساں ہر طرف پھیرتے رہے۔ مگر ان کو کوئی پیر نہ ملا، نہ کہیں سے ان کی تسکین کا سامان بہم پہنچا۔ آخر فقیر کے پاس آئے، اور بیعت کی۔ کسبِ طریقت میں شروع ہوئے تو بحمد اللہ سبحانہ، حالاتِ عجیبہ اور تاثیراتِ غریبہ ان کو حاصل ہوئے اور شرف اجازت وخلافت سے مشرف ہو کر پہلے بلخ گئے۔ اور پھر بخارا اور آخر میں سمرقند پہنچے۔ بفضل ایزدمتعال سمرقند میں ان کو شہرت تمام حاصل ہوئی۔ ہزاروں مرید ہوئے، اور وہاں پر ان کو قبولیت تامہ حاصل ہوئی کہ مرجع خلائق بن گئے تھے۔ چند دن ہوئے فقیر کی ملاقات کیلئے آئے تھے۔ اور جب رخصت لے کر واپس قندھار جانے لگے تو بمشیت ایزدی جل شانہ راستے ہی میں حدود غزنین (غزنی) میں بیمار ہوئے اور وصال فرما گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن

۱۴۔ حاجی ملا شہباز اخوندزادہؒ۔ ۱۵۔ ملا اسلام اخوند فقہیہؒ

دونوں اطراف خراساں کے رہنے والے ہیں۔ فقیر سے بیعت ہوئے۔ اور کسبِ طریقت کر کے مشرف با اجازت وخلافت ہوئے ہیں، اور اشاعتِ طریقہ شریفہ میں مشغول ہیں۔

۱۶۔ ملا مراد خان اخوندزادہؒ

یہ صاحب حدود خراساں، رتیج کے علاقے کے باشندے ہیں۔ چند سال کتبِ سلوک میاں خواجہ سلیمان صاحبؒ سے پڑھیں۔ مگر نسبتِ باطنی سے خالی رہے۔ تو فقیر کے پاس آ کر

بیعت ہوئے۔ اور کسبِ طریقت میں مشغول ہیں۔ بحمد اللہ عجب حالات اور تاثیرات کے مالک ہیں۔ شرف اجازت سے مشرف ہوئے اور اشاعتِ طریقہ شریفہ میں مشغول ہیں۔

۱۷۔ مولوی محمد عادلؒ

یہ صاحب علاقہ ژوب (موجودہ بلوچستان) کے رہنے والے ہیں۔ عالم بے بدل اور فاضل اکمل ہیں۔ صاحبِ تصنیف ہیں۔ فقیر کے پاس ان کے آنے کی پہلے پہل وجہ یہ ہے کہ وہ چند لوگوں کے ساتھ فقیر کے پاس آئے۔ مرحبا اور ملاقات کے بعد فقیر نے پوچھا، کہاں سے آئے ہو، تو بولنے لگے کہ بحث و مباحثہ کرنے آیا ہوں۔ فقیر نے پوچھا۔ بحث و مباحثہ فقیر کے ساتھ کس مسئلہ میں کرو گے۔ کہا کہ آپ نے جو اپنے مریدوں کو ژوب بھیجا ہے اور خلافت سے سرفراز فرمایا ہے۔ وہ سب بے علم ہیں اور بے علم، جاہل کو خلافت دینی جائز نہیں۔ تو فقیر نے پوچھا۔ یہ بتاؤ کہ علم حاصل کرنا کیا حصولِ طریقت میں شرط ہے؟ کہا! ہاں۔ فقیر نے کہا، یہ تم غلط کہتے ہو۔ علم شرائط اعمال ہے نہ کہ فیاضات ربانی۔ انہوں نے کہا حصولِ طریقت بغیر علم جائز نہیں۔ فقیر نے کہا یہ بتاؤ حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت عیسیٰ اور ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ علیہم السلام نے کسی سے علم حاصل کیا۔ اس نے کہا، خداوند کریم سے۔ فقیر نے پوچھا کہ مولوی صاحب۔ وہ خداوند کریم جس ذات پاک نے ان بزرگوں، پیغمبران دین علیہم السلام کو اپنی جانب سے علم عطا فرمایا (یعنی علم لدنی) کیا وہ اب میرے خلفاء کو کہ جن کو تم جاہل کہتے ہو۔ اپنی جناب عالی سے علم عطاء نہیں کرسکتا؟ حالانکہ اس کی صفت ہے کہ وہ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ہے یعنی وہ ہر حال میں ایک ہی طرح ہے اور ایک ہی طرح کی قدرت کا مالک ہے تو کیا وہ بغیر درس و تدریس اور کسی سے علم پڑھے بغیر اپنی جناب عالیٰ سے علم عطا فرمانے پر قادر نہیں۔ پھر فقیر نے کہا۔ تم کہو گے کہ تم نے جو مثالیں پیش کی ہیں وہ تو سب انبیاء و مرسلین کی ہیں۔ فقیر تم کو نبی کریم ﷺ کی امت کے ایسے بزرگوں کے نام بتاتا ہے جو بالکل ناخواندہ اور اُمی ہو گزرے ہیں۔ مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب عالی سے بے پایاں علم (یعنی علم لدنی) عطاء فرمایا تھا۔ جیسے حضرت اویس قرنی، حضرت خواجہ ابوسعود سندی، حضرت خواجہ احرار، شیخ احمد نامقی اور شیخ برکہ وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، یہ سب حضرات وہ بزرگ ہو گزرے کہ جن کو اللہ کریم نے بغیر رسمی علم پڑھے اپنی جناب عالیٰ سے علم عطا فرما کر درجہ کمال کو پہنچایا ہے۔ اور بھی فقیر نے بہت سارے بزرگوں کے نام مولوی صاحب

موصوف کے آگے ذکر کئے جو درجہ کمال کو علم ظاہری حاصل کئے بغیر پہنچے تھے۔

خلاصہ کلام، وقتِ اشراق سے نماز ظہر تک یہ مولوی صاحب انکار پر اصرار ہی کرتے رہے۔ آخر فقیر نے ان کی جانب قلبی توجہ پھیری اور کہا کہ اے کاکڑ! قابو رہنا۔ اگر تم نے اس فقیر کو لاجواب کیا تو اپنی خانقاہ چھوڑ کر تمہاری شاگردی اختیار کروں گا۔ ورنہ تم کو فقیر کے آگے دست بستہ باادب بیٹھ کر فقیر کا مرید بننا پڑے گا۔ بس فقیر کا یہ کہنا تھا کہ مولوی صاحبؒ موصوف پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اور زبان میں لکنت آ گئی کہ زبان سے لفظ صحیح نہیں نکل سکتا تھا۔ جب مولوی صاحب کی یہ حالت ہوئی۔ تو فقیر کے آگے دست بستہ ہو کر باادب بیٹھ گئے۔ اور فرمایا کہ حضرت قبلہ! بندہ کو معاف فرماؤ۔ اور ساتھ ہی بیعت فرماؤ، بندہ نے اس قدر جو بحث مباحثہ آں جناب کے ساتھ کیا تو آں جناب کے امتحان کے لیے کیا کہ کیا آنحضرت عالم ہیں یا نہیں۔ اب جب آنحضور کا حال بندہ کو معلوم ہو گیا ہے۔ براہ عنایت بندہ کو مرید بھی بناؤ اور بیعت فرماؤ۔ اور اس طرح سے مولانا مذکور سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے تو بڑے ذوق شوق سے بیعت کر کے اذکار الٰہیہ اور مراقبات ومقامات عالیہ کے حصول میں مصروف رہے۔ آخر الامر شرفِ اجازت اور خلافت سے مشرف ہو کر بے حد لوگوں کو داخل طریقہ فرمایا۔ اور اسی کام میں مشغول ہیں۔ فالحمد للّٰہ علی ذلک۔

۱۸۔ ملا کاکیؒ

پوندہ اور قوم کے کوچی ہیں۔ بچپن ہی میں فقیر کے پاس آئے اور بیعت کی۔ اور ذکر و مراقبہ میں مصروف ہو گئے۔ مقاماتِ عالیہ نقشبندیہ بالا کمال و التکمیل حاصل کر کے صاحب حالات عجیبہ ہیں۔ اور ساتھ ہی کشفِ عیانی کے مالک ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت اور دیدار اُن کو اکثر حاصل ہوتا رہتا ہے۔ جب بھی مراقبہ میں بیٹھتے ہیں۔ گویا حضور ﷺ کی مجلس شریف میں بیٹھتے ہیں اور ان کو جمال با کمال نبی کریم ﷺ حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ مولانا بے حد مرتاض اور ریاضت کش تھے۔ شرفِ اجازت سے مشرف ہوئے، اور کفار سے لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ نور اللہ مرقدہ۔

۱۹۔ ملا میاں خوندزادہؒ

فقیر سے بیعت ہوئے، مقاماتِ عالیہ سلوک نقشبندیہ مجددیہ حاصل کر کے شرف اجازت و خلافت سے مشرف ہوئے۔ صاحبِ کرامات عالیہ تھے۔ یہاں تک کہ پرندوں کی

زبانیں اور بولیاں جانتے تھے، اور پتھروں سے ہمکلام رہتے تھے، کچھ عرصہ قبل وفات پا گئے ہیں۔

۲۰۔ ملا اعظم پوندہؒ

فقیر سے ابتداء میں بیعت ہوئے۔ اور سلوک حاصل کر کے اجازت سے مشرف ہوئے۔ اس قدر استغراق ان پر غالب رہتا کہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا کرتے۔ ادراک صحیح اور کشف قلوب رکھتے ہیں۔ فقیر سے اجازت حاصل کر کے اذکار اور افکار الٰہیہ میں مشغول ہیں۔ ساتھ ہی اشاعتِ طریقہ عالیہ میں مصروف ہیں۔

۲۱۔ ملا حاجی یار محمدؒ

قوم کے بختیار ہیں۔ بہت سارے مشائخ زمانہ کے پاس پھرتے رہے ہیں۔ آخر تکمیل سلوک کے لیے فقیر کے پاس آئے۔ بڑے عالم اور عامل ہیں۔ اور معمر ہیں، نوے سال سے اوپر ان کی عمر ہے۔ اجازت طریقہ شریفہ سے مشرف ہوئے۔

۲۲۔ مولوی خان محمد اخوندزادہؒ

فقیہ جید ہیں۔ پہلے مشائخ ذاکریوں سے پھر فقیر کے پاس آ کر بیعت کی کیونکہ نسبت سے خالی تھے۔ سلوکِ طریقہ مجددیہ کی تکمیل کی اور شرف اجازت سے مشرف ہوئے۔

۲۳۔ ملا مہربان اخوندزادہؒ

فقیر سے بیعت ہوئے اور کسبِ طریقت کر کے اجازت سے مشرف ہوئے اشاعتِ طریقہ شریفہ میں مشغول ہیں۔

۲۴۔ ملا غازی اخوندزادہؒ

ابتداء ہی میں فقیر کی بیعت ہوئے۔ کمالاتِ عالیہ کے مالک ہیں۔ کسب طریقت بالاکمال و التکمیل طے کر کے اجازت حاصل کی۔ اور خانقاہ ترکئی میں سکونت رکھتے ہیں۔

۲۵۔ ملا دین محمد اخوندزادہؒ۔ ۲۶۔ ملا الیاس اخوندزادہؒ۔ ۲۷۔ ملا پیر محمد اخوندزادہؒ

۲۸۔ ملا میر احمد اخوندزادہؒ۔ ۲۹۔ ملا سید موسیٰؒ

یہ سب حضرات علاقہ پشین اور موجودہ افغانستان کے رہنے والے ہیں۔ فقیر سے بیعت ہوئے ہیں اور کسبِ طریقت کر کے اذکار و افکار الٰہیہ میں مصروف ہیں۔ صاحب اذواق و مواجید اور انجذاب ہیں۔ فقیر سے مجاز ہو کر اشاعتِ طریقہ شریفہ میں مصروف ہیں۔

۳۰۔ ملا خیر اللہ اخوندزادہؒ

ملا امان اللہ کے بڑے بھائی ہیں، علاقہ غنڈاں (افغانستان) کے رہنے والے ہیں۔

۳۱۔ ملا سیف اللہ فقیہہؒ

یہ بھی غنڈان (افغانستان) کے رہنے والے ہیں۔ فقیر سے بیعت ہو کر کسبِ طریقت کر کے شرف اجازت سے مشرف ہوئے ہیں۔

۳۲۔ ملا سعید اخوند فقیہہ خراسانیؒ ۔ ۳۳۔ ملا حاجی محمد یوسف ناصر ۔ ۳۴۔ ملا محمد میرؒ

یہ سب حضرات افغانستان کے رہنے والے ہیں فقیر سے بیعت ہوئے اور کسب طریقت اور تکمیل سلوک حضراتِ مجددیہ رضوان اللہ علیہم کر کے خلعتِ خلافت سے مشرف ہو کر اشاعتِ طریقہ عالیہ میں مصروف ہیں۔

۳۵۔ ملا ہیبت اخوندزادہ فقیہہؒ ۔ ۳۶۔ ملا میر ملک شیرانیؒ

یہ دونوں صاحبان اکٹھے فقیر کے پاس آئے اور بیعت کی۔ تین دنوں تک تو ان کو حرکتِ قلبی کا بروقت ذکر اسم ذات کا کچھ بھی پتہ نہیں چلتا تھا۔ فقیر سے رخصت ہو کر گھر گئے۔ الحمد للہ سبحانہ۔ ملا ہیبت صاحب پر اس قدر جذبہ طاری ہوا کہ ہر طرف تڑپتے تڑپتے گر جاتے اور لوٹ پوٹ ہونے لگتے۔ اور ہائے ہائے کے نعرے مارتے۔ اور ایسی حالت میں اپنے آپ سے بالکل بے خبر ہو جاتے تھے۔ فقیر جب افغانستان سے واپسی پر کسیغر پہاڑ پہنچا تو یہ دونوں صاحبان فقیر کے استقبال کے لیے اپنے گھروں سے آئے۔ ملا ہیبت موصوف جذبے کی حالت میں مست و مدہوش تھا اور نہایت بے آرام یہاں تک کے نماز بھی اطمینان اور آرام سے نہیں پڑھ سکتا تھا۔ اور نماز میں حرکت کرتا رہتا۔

آخر فقیر نے اس کو کہا کہ ملا صاحب! نماز تو کم از کم آرام سے پڑھو۔ مگر ملا موصوف نے معذرت ظاہر کی اور کہا کہ حضور! میرے اختیار میں نہیں۔ ملا میر ملک جو اس کا رفیق تھا، رُو کر کہنے لگا۔ حضور ہم دونوں اکٹھے آئے تھے۔ ملا ہیبت صاحب کے احوال تو یہ ہو گئے ہیں اور میں اب تک خالی کا خالی ہوں۔ اور بے حد رو رو کر عرض کرنے لگا کہ للہ اس عاجز پر بھی کرم فرمائیں کہ خداوند کریم مجھے بھی اس قسم کا حال عطا فرمائے۔ اور بار بار التجاء اور زاری کر کے فقیر کو اس نے بیحد تنگ کیا۔ آخر فقیر کو جوش آ گیا۔ اور دعا کی کہ اے میرے اللہ۔ اس ملا اور اس کے سب فرزندان

اور اہل خانہ کو اپنی جناب عالی! اسے جذبات اور واردات سے مالا مال فرما۔ بس بحمد اللہ سبحانہ۔ فقیر کی دعا رنگ لائی اور ملا میر ملک مذکور اور اس کے فرزند اور اس کے اہل خانہ وغیرہ سب کے سب مجذوب ہوئے۔ فقیر اپنے حضرات کے قربان جائے، یہ سب میرے حضرت کے سینہ گنجینہ معارف کے اثرات اور توجہات کے مظاہر ہیں۔ ورنہ من آنم کہ من دانم، یہ فقیر تو کمترین خلائق ہے۔ فی الجملہ ملا ہیبت مذکور کسب سلوک اور تکمیل طریقت کر کے خلعت خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اور اشاعت طریقہ شریفہ میں مصروف ہیں یہاں تک کہ ہزاروں رہزنوں کو توبہ تائب کیا۔

۳۷۔ ملا ھاتی کسیغریؒ

یہ پہلے خلیفہ ملا تمر خاں سے بیعت تھے۔ اور ان سے کئی سال کسب سلوک طے کیا۔ مگر اپنے شیخ مذکور کی وفات کے بعد فقیر کے ہاتھ پر تجدیدِ بیعت کی، کسب سلوک کیا۔ اور تکمیل کو پہنچے تو فقیر نے ان کو اجازت وخلافت دی۔ اشاعت طریقہ میں مصروف ہیں۔

۳۸۔ ملا ولی محمد اخوند فقیہہ کسیغریؒ۔ ۳۹۔ مولوی معز الدین صاحبؒ سکنہ کوہی بہارہ۔

۴۰۔ قاضی میاں عبدالغفار صاحب اخوند زادہؒ

ملا ولی محمد اور مولوی معز الدین اولاً حضرت خواجہ سلیمان سنگھڑ والوں سے طریقہ چشتیہ میں بیعت تھے۔ مگر اپنے آپ کو نسبت سے خالی پا کر فقیر کے پاس آئے۔ اور بیعت ہوئے۔ فقیر نے ان کو سلوک حضرات نقشبند طے کرایا۔ شرف اجازت سے مشرف ہوئے۔ اشاعت طریقہ شریفہ میں سرگرم ہیں۔

۴۱۔ میاں عبدالغفار اخوند زادہ چودھواں والےؒ

یہ پہلے فقیر محمد رضا صاحب زکوڑی سے بیعت تھے۔ ان سے کسبِ طریقت کئی سال کرنے کے باوجود نسبت شریف حضرات نقشبندیہ سے خالی تھے۔ فقیر کے پاس آئے اور بیعت ہوئے۔ اور کسبِ سلوک حضرات نقشبندیہ مجددیہ کی تکمیل کی۔ فقیر نے ان کو خلافت دی، اور وہ بفضلہٖ تعالیٰ اشاعت طریقہ میں لگ گئے، یہاں تک کہ چند لوگوں کو طریقہ عالیہ میں داخل بھی کیا ہے۔ کچھ عرصہ قبل وفات پا گئے ہیں۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

۴۲۔ میاں غلام محمد چودھویں والےؒ

اٹھارہ سال خواجہ سلیمان صاحب سانگھڑ والوں کی خدمت میں رہے اور بارہ سال

میاں عبدالوہاب چودھوان والے کی خدمت میں، مگر نسبت شریف سے خالی تھے۔آخر فقیر کی جانب رجوع کیا اور تجدیدِ بیعت کی۔فقیر نے ان کو سلوک حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ طے کرایا اور خلافت دی، الحمدللہ۔انوار اور آثارِ عجیبہ کے مالک ہیں، اشاعت طریقہ میں سرگرم ہیں۔

۴۳۔مولوی شیر محمد کلاچی والےؒ

پانچ سال تک مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اوران سے کسبِ طریقت کرتے رہے۔پھر خواجہ سلیمان صاحب تونسویؒ سے بیعت ہوئے، اور پانچ سال ان کی صحبت میں رہ کر نسبت شریف سے خالی رہے۔آخر بڑی سوچ و بچار کے بعد فقیر کے پاس آئے۔اور رو دیئے اور رو رو کر کہا۔حضور میں تو بہت سے بزرگوں کے پاس گیا ہوں۔اور بہت سے بزرگوں کی صحبت بھی حاصل کی ہے۔مگر اپنے باطن میں کچھ بھی نہیں دیکھتا۔للہ! بندہ پر رحم و کرم کی نگاہ فرمائیں۔آخر مجبوراً فقیر نے انھیں طریقہ میں داخل کر لیا۔اور فقیر سے بیعت ہوئے۔فقیر نے ان کا باطنی کام دائرہ حقیقہ کعبہ ربانی تک پہنچایا اور خلعتِ خلافت سے مشرف ہوئے اور اشاعتِ طریقہ عالیہ میں لگ گئے۔ہزاروں مرید ہوئے یہاں تک کہ پھر انہوں نے (ملک جھنگ) شہر واسو آستانہ میں ایک خانقاہ بھی تیار کرائی اور وہاں پر اپنے مریدین کے ساتھ اشاعتِ طریقہ میں سرگرم ہیں۔

۴۴۔مولوی غلام حسن صاحب

ڈیرہ اسمٰعیل خان کے باشندے ہیں۔استادالکل ہیں۔جامع المعقول والمنقول جید عالم جامع الفروع والاصول ہیں۔پہلے پہل وہ مولانا غلام محی الدین صاحب قصوری سے بیعت ہوئے، چونکہ جہلِ نسبت اور عدم یافت کی حالت ان پر غالب تھی۔یہاں تک کہ حرارتِ قلبی اور حرکت قلبی کا بھی ان کو پتہ نہیں چلتا تھا۔آخر فقیر کے پاس آئے اور تجدید بیعت کی۔فقیر نے ان کو حلقہ ذکر و مراقبہ میں بٹھایا۔جب گذشتہ سال فقیر کا شہر قصور میں گذر ہوا۔تو حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب سے ملاقات ہوئی۔حضرت موصوف نے مولوی غلام حسن مذکور کا حال دریافت فرمایا، اور ساتھ ہی فرمایا، کہ ان پر جہل نسبت غالب ہے۔وہ آپ کے حلقہ میں بیٹھے رہتے ہیں۔آپ ان کو زبردست توجہات سے نوازیں تا کہ ان کا جہل علم سے تبدیل ہو جائے۔چنانچہ سفرِ پنجاب اور دہلی سے واپسی پر فقیر نے ان کو خصوصی توجہات دیئے۔الحمدللہ میرے حضرت کے

برکت سے ان کا جہل علم سے بدل گیا۔ اور سلوک مجددیہ ولایتِ کبریٰ تک طے کرایا۔ فقیر نے ان کو اجازت اور خلافت دی۔ بحمد اللہ سبحانہ، درس تدریس کے سلسلے میں لگے ہوئے ہیں۔ کثر اللّٰہ امثالھم۔

۴۵۔ مولوی عبدالرحیم اخوندزادہ مرحومؒ

درابن کے رہنے والے ہیں۔ علماء متبحرین اور فضلائے محققین سے ہو گزرے ہیں۔ خاص کر علم فقہ میں تو بے نظیر بلکہ ضرب المثل تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر فقہ شریف کی ساری کتابیں دھو ڈالی جائیں، تو بندہ سب کتابیں اپنی یاد سے نئے سرے سے لکھ دے گا۔ فقیر سے بیعت کی چند سال کسبِ طریقت کر کے احوال عجیبہ کے مالک بنے۔ کشفِ صحیح اور ادراکِ کامل سے متصف ہوئے۔ سلوک حضرات خواجگان کو تکمیل تک پہنچا کر اجازت اور خلافت حاصل کی۔ کچھ عرصہ ہوا کہ اس دار فانی سے دار جاودانی کو رحلت فرما گئے ہیں۔ خدا اُن پر رحم کرے۔

۴۶۔ مولوی میں عبدالغفار اخوندزادہؒ

یہ بھی موضع درابن کے رہنے والے ہیں اور مولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم کے بھائی ہیں۔ اپنے بھائی کی طرح علم فقہ اور اصول میں ماہر ہیں۔ بالخصوص علم میراث میں ان کا ثانی نہیں۔ کسبِ سلوک کر کے اجازت وخلافت سے مشرف ہوئے۔ درس وتدریس میں مشغول ہیں۔

۴۷۔ حضرت میاں ملا عثمان صاحبؒ اخوند فقیہہ لونی والہ

فقیر کے سب کام از قسمِ تدریس وامامتِ نماز اور مکاتیب کی کتابت سب ان کے ذمہ ہیں، فقیر سے بیعت کی اور سلوک مجددیہ کمالاتِ رسالت تک جب انہوں نے پہنچائی تو فقیر نے ان کو اجازت اور خلافت دی۔ ذکر ومراقبہ اور فقیر کی خدمت میں مصروف ہیں۔ فقیر کے بے حد محب ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ۔

۴۸۔ میاں عبداللہؒ

علاقہ چناب کے رہنے والے ہیں۔ کئی سال سید محمد حسینی رحمتہ اللہ علیہ سے کسبِ سلوک کرتے رہتے ان کی وفات کے بعد فقیر کی جانب رجوع کیا اور بیعت ہو گئے۔ اذکار اور افکار الٰہیہ میں مشغول ہوئے۔ مقاماتِ مجددیہ کی تکمیل کے بعد شرفِ اجازت سے مشرف ہوئے۔ ترویج طریقہ شریف میں مصروف ہیں۔

۴۹۔ فقیر میاں عالم خانؒ

ضلع کوہاٹ کے رہنے والے ہیں۔ فقیر کے ہاتھ پر بیعت کر کے مقاماتِ مجددیہ کی تکمیل کی۔ اور شرف اجازت سے مشرف ہوئے۔

۵۰۔ مولوی میر واعظؒ

قوم کے داوڑ ہیں۔ ضلع بنوں کے رہنے والے ہیں۔ فاضلِ کامل اور عالمِ جامع المعقول والمنقول ہیں۔ ہر فن میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ سلوکِ مجددیہ کو دائرہ کمالاتِ رسالت تک پہنچا کر شرفِ اجازت سے مشرف ہوئے۔ حالاتِ عجیبہ کے مالک ہیں۔ ہزاروں اشخاص کو طریقہ نقشبندیہ میں داخل کیا ہے اور سینکڑوں کو خلافت اور اجازت طریقہ سے مشرف فرمایا ہے۔ بارک اللہ فی عمرہ۔

۵۱۔ شیخ انسانؒ

شہر گمل کے رہنے والے ہیں۔ آباؤ اجداد سے صاحبِ کمال گھرانے کے فرد ہیں۔ پہلے اپنے ماموں، جو حاجی صاحب کے لقب سے مشہور تھے، مرید تھے ان کی وفات کے بعد فقیر کی جانب رجوع کیا اور بیعت ہو گئے، مقامات سلوک مجددیہ طے کر کے اجازت سے مشرف ہوئے۔

۵۲۔ ملا امان اللہؒ

پہلے مولوی جان محمد صاحب قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ پھر حضرت خواجہ سلیمان صاحب سے کسبِ طریقت کرتے رہے۔ مگر باوجود اس دوڑ دھوپ کے جو انہوں نے بزرگوں اور مشائخِ وقت کی خدمت میں کی اپنے باطن کو نسبتِ بزرگان سے خالی پایا۔ آخر فقیر کی جانب رجوع کیا۔ اور ان کا فقیر کے پاس آنا اس طرح ہوا کہ ملا فیض محمد نیازی جو ملا پال محمد کے لقب سے مشہور ہیں۔ اور حضرات کے خلفاء سے ہیں۔ ان کا خط سفارشی لے کر فقیر کے پاس آئے۔ جس میں لکھا تھا کہ انھیں طریقہ میں داخل کیا جائے مگر فقیر نے منظور نہ کیا۔ تو ملا غازی صاحب کو جو ان کے دوستوں میں سے ہیں اور فقیر کے خلیفہ ہیں۔ بطور سفارش فقیر کے پاس لائے۔ ملا موصوف نے عرض کی کہ حضور یہ ملا صاحبؒ میرے دوستوں میں سے ہیں اور بڑے نیک شخص ہیں اور بڑی دوڑ دھوپ کر کے بھی یہ نسبت سے خالی ہیں۔ اُن کو بیعت کر کے انکے قلب پر ذکر اسم ذات کے تلقین کی۔ جب دوسری بار فقیر خراساں پہنچا تو امیر کابل کا اعداء دین کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ

ہوا۔اور لشکر فقیر کی خانقاہ کے قریب علاقہ میں اکٹھا ہونا شروع ہوا۔تو فقیر کا یہی ارادہ ہوا کہ اس لشکر میں شریک ہو جائے۔شاید اللہ کریم فقیر کو درجہ شہادت سے ہمکنار کر دے۔

اسی خیال سے فقیر نے ملا غازی صاحب کو اجازت اور خلافت مطلقہ دی اور اسے فقیر کے پیچھے خانقاہ سنبھالنے کی اور مریدین اور خلفاء کو ان کی پیروی کرنے اور فقیر کے بعد ان سے توجہات لینے کی تاکید کی۔ان دنوں ملا امان اللہ مذکور بھی فقیر کے پاس ہی مقیم تھا۔جب اس واقع کا ملا موصوف کو پتہ چلا تو بوقت روانگی سب احباب کرام اور خلفائے عظام سے رخصت لے کر فقیر جب گھوڑی پر سوار ہونے لگا تو ملا امان اللہؒ نے فقیر کی گھوڑی کا لگام مضبوط پکڑ لیا۔فقیر نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو، کہا۔حضور جیسے ملا غازی کو اجازت مرحمت فرمائی ہے۔بندہ بھی اجازت اور خلافت کا امیدوار ہے،فقیر نے کہا۔ملا صاحب تم نے ابھی سلوک نقشبندیہ مجددیہ تکمیل تک نہیں پہنچایا۔فقیر تم کو اجازت و خلافت کیسے دے۔فقیر کی بے حد زجرو توبیخ کے باوجود ملا موصوف نہ مانے اور گھوڑی کی لگام مضبوط پکڑے رہے۔آخر فقیر نے پیچھا چھڑانے کی خاطر جوش میں آ کر کہا کہ جاؤ فقیر کی جانب سے طریقہ نقشبندیہ کی اجازت ہے۔اب تو میرا پیچھا چھوڑ دو۔مگر وہ پھر بھی لگام کو مضبوط پکڑے رہا۔فقیر نے پوچھا ،اب کیوں نہیں چھوڑتے ۔ملا موصوف نے کہا،حضور مہربانی فرما کر بندہ کو چاروں طریقوں (نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ،سہروردیہ) میں اجازت مرحمت فرماؤ۔فقیر نے کہا ملا! تو بڑا احمق ہے،ایسی باتیں کرتے ہو۔ہر چند فقیر نے اسے سمجھایا،مگر وہ نہیں سمجھا۔اور گھوڑی کی لگام مضبوط پکڑے رکھی۔وہ وقت عصر کا تھا اور فقیر کو لشکر میں شریک ہونے کی دیر ہو رہی تھی۔اس غرض سے کہ کسی طریقے سے اس سے جی چھڑالوں۔فقیر نے کہا۔اچھا جاؤ تم کا چاروں طریقوں کی اجازت ہے جب فقیر کی زبان سے چاروں طریقوں کی اجازت سنی تو آہستہ سے لگام چھوڑ دی، جب فقیر جنگ کے معالے سے فارغ ہو کر واپس خانقاہ کو پہنچا۔ملا موصوفؒ خانقاہ ہی میں مقیم تھا۔فقیر نے اسے بلا کر بطور نصیحت کہا کہ ملا صاحب ! جو بات اجازت اور خلافت کے بارے میں ہوئی تھی وہ آپ کو مبارک ہو کہ تم حضرات کے مجازین اور خلفاء کی فہرست میں آ گئے ہو،مگر سلوک ناتمام کردہ ہے خیال اور احتیاط سے کام لو کہ کہیں طریقہ بدنام نہ ہو جائے۔

ملا مذکور کو فقیر نے بے حد سمجھایا۔اور ساتھ ہی فقیر نے اس کو رسائلِ تصوف کو مطالعہ میں رکھنے کی تاکید کی۔ملا موصوف بولا کہ حضور دعا توجہ اور نظر شفقت سے بندہ کو محروم نہ رکھیں۔تو انشاء

اللہ سب خیر ہوگی۔ کئی سال گذرے کہ وہ موجودہ افغانستان کے صوبہ ہرات کو رخصت ہوئے۔ اور وہیں رہنے لگے ہیں۔ سنا ہے وہیں پر انہوں نے خانقاہ کی بنیاد بھی رکھی ہے۔ اور ہزاروں لوگ صوبہ ہرات علاقہ غور کے ان کے مرید ہو گئے ہیں۔ اور بعض کو انہوں نے خلافت بھی دی ہے۔ قربان حضرت کے جاؤں۔ یہ بھی ملا موصوف کے بارہ میں بات تحقیق کو پہنچی ہے کہ بفضل خدا اور ببرکات حضرات ملا موصوف کے توجہات میں تاثیر قویہ ہیں کہ اس کے مرید جذبات اور واردات الٰہیہ سے سرشار ہیں۔ اور ان کے اس وقت بھی تیرہ خلفاء ایسے ہیں جو فقیر کو معلوم ہیں اور اس علاقے کے باشندے ہیں اور بفضلِ خدا سب صاحبِ کمال ہیں۔ مخلوق خدا کو ان سے بے حد فیض پہنچ رہا ہے۔

فہرست اسماء خلفاء کرام حضرت ملا امان اللہ ہراتی رضی اللہ عنہ

۱۔ سیادت پناہ و معارف آگاہ حافظ ملا عبد الخالق علاقہ امنہ کے رہنے والے ہیں۔

۲۔ سیادت پناہ قاضی ملا رسول اخوند جو علاقہ صدرہ کے رہنے والے ہیں۔

۳۔ غلام اخوند شہر ہرات کے رہنے والے ہیں۔

۴۔ عطا محمد اخوند شہر ہرات کے باشندے ہیں۔

۵۔ ملا جہان سکنہ گلستان۔

۶۔ ملا شہسوار اخوند عرب سکنہ زند۔

۷۔ ملا دین محمد سکنہ بکوا۔

۸۔ قاضی ملا نور محمد صادق سکنہ ولایت قیصار۔

۹۔ فیض محمد سکنہ فراہ۔

۱۰۔ ملا الف اخوند ولایت گورزنگ کے رہنے والے ہیں۔

۱۱۔ ملا جلال اخوند جو انہی کے خلیفہ اور ان کے خادم خاص ہیں۔

۱۲۔ ملا محمد رسول ولایت ساغر کے باشندے ہیں۔

۱۳۔ ملا یٰسین صاحب جونجور کے رہنے والے ہیں جو کہ ولایت فرا میں مشہور شہر ہے۔

ملا یٰسین کی کرامات میں سے ایک یہ کرامت ہے کہ ایک مولوی آیا۔ اور اس نے کہا کہ تم ناخواندہ ہو، ناخواندہ ہو کر فقیری کا دعویٰ کرتے ہو۔ پیری کے لیے علم شرط ہے۔ اور تو اُمی ہے

(ناخواندہ) ملاٹیین نے کہا کہ پیری اور فقیری عطاءِ الٰہی ہے۔ علم رسمی (ظاہری) سے یہ نعمت حاصل نہیں ہوسکتی۔ بلکہ یہ انعام الٰہی ہے۔ اگر ناخواندہ پر بھی وہ احسان اور انعام فرمائے تو اس کی رحمت سے دور نہیں۔ اس مولوی نے کہا کہ تم میں کون سی برکت ہے کہ جس کی بنا پر فقیری کا دعویٰ کرتے ہو۔ ملاٹیین کو جوش آ گیا۔ اور ایک بچہ تین ماہ کا جو پنگھوڑے میں جھول رہا تھا۔ اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ او بچے! پڑھ لا الہ الا اللہ۔ چنانچہ ملا صاحبؒ کے اشارہ فرماتے ہی بچے نے زبان فصیح سے پڑھا لا الہ الا اللہ تین چار بار کلمہ شریف دہراتا رہا۔ یہ کرامت مولوی صاحب دیکھ کر فوراً طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا طوق گردن میں ڈالتے ہوئے ملاٹیین کی بیعت ہو گیا۔

بقیہ حالاتِ خلفاء حضرت حاجی صاحبؒ۔ دوسری عرض یہ ہے کہ ابتداء میں اس حلقہ بگوش کے حلقہ ذکر و مراقبہ میں جذبات اور آہ و نعرہ اور گریہ و خندہ اور قہقہہ و بے خودی اور غیبت سے استغراق اور بے تابیاں بے حد معلوم ہوتی تھیں۔ حتیٰ کہ بعض اوقات جو کبھی پچاس اور کبھی سو اشخاص جو حلقہ میں بیٹھے ہوتے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے اور بے حد مغلوب الحال ہوتے تھے۔ مگر اب وہ حالت نہیں رہی۔ ان احوال کی جگہ استغراق اور محویت حضور اور آگاہی نے لے لی اور بعض لوگ فقیر کے احباب میں ایسے بھی ہیں جن کو یہ حالت نماز میں پیش آتی ہے اور بعض ایسے ہیں، کہ نماز کی تکبیر تحریمہ پڑھتے ہی ان کو یہ حالت ہو جاتی ہے اور بے ہوش قیام کی حالت میں کھڑے ہی کھڑے رہتے ہیں یہاں تک کہ نماز کا وقت گزر جاتا ہے۔ اور پھر مردوں کی طرح زمین پر گر پڑتے ہیں۔ بعضوں کی یہ حالت رکوع میں ہو جاتی ہے اور بعضوں کو سجدہ اور التحیات میں۔ اور بعض تو نماز کے وقت گذر جانے کے بعد ہوش میں آ جاتے ہیں۔ بعضوں کی حالت ذکر میں اور بعضوں کی حالت مراقبہ میں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ ان کو اپنا جسم اور بدن مثل گھر کے یا بڑے پہاڑ کی مانند نظر آتا ہے۔ اور بعض ساری زمین کو اپنے وجود سے پُر دیکھتے ہیں۔ اور بعض کو اپنا جسم اتنا لمبا نظر آتا ہے کہ آسمان تک یا آسمان سے بھی اوپر تک ان کو اپنا سر پہنچا دکھائی دیتا ہے۔ اور بعض کو بغیر اپنے وجود کے دوسری کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ اور بعض کو ہر کہیں اللہ ہی اللہ کی ذات نظر آتی ہے اور ہر چیز حق نظر آتی ہے بلکہ اپنے وجود کے بال بال سے انہیں حق بھی سنائی دیتا ہے۔ مگر زبان سے کچھ کہہ نہیں سکتے۔ یہ حالات بعضوں پر تو بہت مدت تک طاری رہتے ہیں اور بعضوں پر تھوڑی مدت کے لیے طاری رہتے ہیں۔ اور بعضے کشوف ناسوتیہ اور بعضے کشوف ملکوتیہ سے ہمکنار

ہوتے ہیں۔اور بعض پر تو بھوک ایسی غالب ہوتی ہے کہ کسی چیز سے بھی سیر نہیں ہوتے، اگر چہ وہ ۵ من پختہ گندم بھی کھا جائیں تو بھی سیر نہیں ہوتے۔ میں اپنے حضرات کے قربان جاؤں یہ کیسے احوال ہیں۔اور کس کس مقام پر پیش آتے ہیں۔ خاص کر یہ احوال مولوی میر باز صاحب، ملا دوراں صاحب، مولوی محمد عادل صاحب، مولوی محمد جاناں صاحب، ملا خان محمد صاحب، ملا امان اللہ صاحب، ملا ہبیت اخوند زادہ اور مولوی شیر محمد صاحب کے حلقہ میں یہ حالات، جذبات و آہ ونعرہ ونالہ اور اضطرابات و بےخودی وغیبت اور محویت بے حد ہوتے ہیں۔

یہی تو وجہ ہے کہ اس زمانے کے علماء اور مشائخ نے ایسے حالات نہ دیکھے نہ سنے ہیں۔ اس لیے وہ ہم عاجزوں کے ساتھ کینہ اور حسد رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں ہدایت دے۔ یہ تھوڑا سا حال فقیر نے اپنا اور اپنے مریدان اور خلفاء کا حضور کو بالتفصیل لکھا ہے تا کہ زیادہ حال لکھنے سے حضور اُکتا نہ جائیں۔ یہ سب تو حضور ہی کے سینہ بے کینہ کے فیوضات اور برکات ہیں۔ یہ بے عمل اور بدکار کیا چیز ہے کہ اپنے آپ کو بیچ میں شمار کرے۔

اشعار

بے لطف تو من شمار نہ نتوانم کرد

احسان ترا شمار نتوانم کرد

ترجمہ: آپ کی عنایت بغیر مجھے کوئی سکون نہیں۔ آپ کے احسان شمار سے بالاتر ہیں۔

گر برتن من زبان شود ہر موئے

یک شکر تو ہزار نتوانم کرد

ترجمہ: اگر میرے جسم کے تمام بالوں کو زبان مل جائے پھر بھی ہزاروں میں ایک کا بھی شکر ادا نہ کر سکوں۔

رباعی

او بجز نائی و ما بے نی نہ ایم

وی دمے بے ما و ما بے وی نہ ایم

ترجمہ: وہ ذات پاک نَی (بانسری) کے بنانے والا ہے اور میں مثل نَی ہوں۔ وہ ہر دم میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں۔

نی کہ ہر دم نغمہ آرائی کند
فی الحقیقت از دے نائی کند

ترجمہ: مرلی (بانسری) جو ہر وقت ایک نغمہ پیش کرتی ہی رہتی ہے۔ حقیقت میں اپنے بنانے والے کو یاد کرتی ہے۔

نیا وردم از خانہ چیزے نخست
تو دادی ہمہ چیز و من چیز تست

ترجمہ: میں اپنے گھر سے کوئی چیز نہیں لایا۔ سب چیزیں آپ نے عنایت فرمائی ہیں اور میں آپ کی چیز ہوں۔

مکتوب دوم

اس بارے میں کہ زیارتِ حضور سرور کائنات ﷺ روئے شریعت مطہرہ واجب السنت اور مستحب ہے اور اس بارہ میں جو احادیث آئی ہیں۔ ان کا بیان اور ساتھ ہی حیات انبیاء کا اثبات اپنی اپنی قبروں میں اس جسم خاکی کے ساتھ اور بیان اثبات استمداد اور توسل و وسیلہ حضور سرور عالم ﷺ اور اولیائے کرام اور صالحین عظام کو بنانا بطور اجمال بیان کیا گیا ہے۔

ملا حیدر شاہ صاحب کو بعد از سلام مسنون مطالعہ ہو کہ زیارت سید المرسلین ﷺ کے واجب اور سنت اور مستحب ہونے اور اصحاب کرام اور سلف صالحین کا اس عظیم سعادت کے حصول کے لیے عزم کرنے اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ التسلیمات کا قبروں میں اپنے جسم عنصری کے ساتھ زندہ رہنے اور آنخضرت ﷺ اور اولیاء و صالحین سے استمداد کرنے اور ان کو اللہ پاک کی جانب میں وسیلہ بنانے میں مختصراً تحریر کیا جاتا ہے۔ اللہ کریم آں جناب کو ان سب مسائل کو اپنے اعتقاد بنانے میں اور ساتھ ان پر عمل کی توفیق بخشے۔

خلاصہ عرض یہ ہے کہ سید المرسلین ﷺ کی زیارتِ مبارک سلف صالحین سے ثابت ہے اور اس پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے کہ زیارت حضور سرور کائنات ﷺ بہترین سنت اور موکدہ ترین مستحب ہے۔ قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں، کہ زیارت سید المرسلین ﷺ اجماع امت سے ثابت ہے، ساتھ ہی مرغوب اور پسندیدہ فضیلت اور سعادت ہے یہاں تک کہ بعض مالکی علمائے کرام جو امام مالکؒ کے مذہب پر ہیں وہ تو اس کے وجوب کے قائل ہیں اور اکثر علماء کا اجماع ہے

کہ حج کی ادائیگی کے بعد زیارت مبارک حضور سرور کائنات ﷺ سنتِ مؤکدہ ہے۔

قاضی حسین رحمۃ اللہ علیہ جو مشہور شافعی علماء میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ حاجی کو حج سے فراغت کے بعد چاہیے کہ ملتزم میں رکے اور دعا مانگے اور اس کے بعد زیارت مبارک سے سعادت افروز ہو۔ اور قاضی ابی طالب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج اور عمرہ سے فراغت کے بعد آنحضرت ﷺ کی زیارت کا قصد کرے۔ اور حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ، امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حاجی کے لیے احسن طریقہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ سے آغاز کرے اور مناسک حج ادا بجالائے اور اس کے بعد مدینہ منورہ جائے اور آنحضرت ﷺ کی زیارتِ مبارک واجبات کے بعد افضل ترین مستحبات سے ہے۔ اور مذاہب اربعہ کے علمائے کرام نے زیارت کو حج پر مقدم کرنے کی تصریح کی ہے اور سلف میں سے بعض نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ حاجیوں کا راستہ اگرچہ مدینہ منورہ پر بھی نہ آئے تب بھی اس کے لیے مدینہ منورہ سے پہل کرنا لازمی ہے اور قاضی تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضور ﷺ کی زیارت مبارک کی فضیلت اور اس کا موجب قرب وثواب ہونے کو اصول اربعہ سے ثابت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اولاً اثبات فضیلت زیارت مبارک قرآن کریم کی اس آیت شریفہ سے ثابت ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُاللّٰه ۔۔۔۔الی آخرہٖ

یہ آیت شریف درگاہ اقدس رسالت پناہ ﷺ میں حاضر ہونا ثابت کرتی ہے۔ اور ساتھ ہی حضور ﷺ کی زیارت شریف کی حاضری کا شوق دلاتی ہے۔ اور حضور کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر اپنے لیے بخشش اور گناہوں سے مغفرت مانگنے پر دلالت کرتی ہے اور ساتھ ہی اس آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے لیے حیات اور ممات دونوں حالتوں میں اپنی امت کے لیے بخشش مانگنا برابر و یکساں ہے اور ساتھ ہی تمام علماء نے اس آیت شریفہ سے حیات اور ممات دونوں حالتوں میں اپنی امت کے لیے گناہوں کی مغفرت مانگنا، یکساں اور برابر سمجھا ہے۔ اور فرمایا اس ذات شریف کا اپنی امت کے لیے مغفرت مانگنے کا سلسلہ تا قیامت منقطع نہیں ہوا اور ساتھ ہی انہوں نے کہا ہے کہ آدابِ زیارت سے ہے کہ یہ آیت پڑھ کر طلبِ استغفار کرے۔ اور ایک عرابی کی حکایت اس باب میں مشہور اور معروف ہے اور جس کو اُن تمام علمائے کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ جنہوں نے مناسکِ حج پر تصانیف لکھی ہیں۔ جیسا کہ محمد بن حرب

ہلالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حضور ﷺ کی قبر مبارک کے متوازی اور مقابل بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک اعرابی آیا اور زیارت کی، اور قبر شریف پر عرض کی کہ یا خیر الرسل، حق تعالیٰ نے آپ کی ذات شریف پر سچی کتاب نازل فرمائی ہے اور اس میں وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰه ۔۔۔ الی آخرہٖ اسی طرح میں بھی آپ کے پاس اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور آپ کی شفاعت کا طلب گار بن کر آیا ہوں اور رویا اور یہ شعر پڑھے۔

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ

فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعَ وَالْاَكَمُ

ترجمہ: اے وہ بہترین خلائق جس کا جسم مبارک اس زمین میں ہے۔ جو سب زمینوں سے افضل اور سب ٹیلوں سے اعلیٰ ہے۔

نَفْسِىْ فِدَاكَ بِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُه

فِيْهِ الْعِفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

ترجمہ: میری جان قربان ہو اس قبر پر، جس میں آپ کی ذات شریف آرام پذیر ہے۔ اسی میں پاکی ہے اور اسی میں جود اور سخا ہے۔

یہ اشعار پڑھے۔ اور رونے کی حالت میں وہ اعرابی جب واپس ہوا تو میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اس اعرابی کو تلاش کرو اور اسے خوشخبری دے کر کہو کہ اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت پر اس کی مغفرت فرمائی ہے۔ اور اسکو بخش دیا ہے۔

حافظ ابو عبداللہ رحمتہ اللہ علیہ نے مصباح العلوم میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ آں سرور ﷺ کے دفن مبارک کو تین دن گزرتے تھے کہ ایک اعرابی آیا اور وہ بے اختیار ہو کر حضور ﷺ کی قبر پر گرا۔ اور جب تھوڑا ہوش میں آیا تو عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ جو کچھ آپ نے خدائے تعالیٰ سے سنا وہ ہم نے آپ سے سنا اور جو کچھ آپ نے خدائے تعالیٰ سے یاد کیا وہ ہم نے آپ سے یاد کیا اور اس میں سے جو آپ پر اتاری گئی ہیں۔ ایک یہ آیت مبارکہ ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰه ۔۔۔ الی آخرہٖ تو میں نے بھی اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور بخشش طلب فرمائیں، تو اُس وقت قبر شریف سے ندا آئی، قَدْ غَفَرَكَ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی زیارت کے ثبوت میں بہت احادیث آئی ہیں، جو تفصیل وار بیان کی جاتی ہیں،

پہلی حدیث: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔

دوسری حدیث: مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ۔

ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

تیسری حدیث: مَنْ جَاءَ نِیْ زَائِراً لَا تَعْمَلُه حَاجَة اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حقا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ شَفِیْعاً لَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

ترجمہ: جو میرے پاس زیارت کی غرض سے آئے تو اس کا حق ہے میرے اوپر کہ اس کی شفاعت قیامت کے دن کروں گا۔

چوتھی حدیث: مَنْ حَجَّ فَزَارَ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔

ترجمہ: جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا کہ اس نے زندگی میں میری زیارت کی۔

پانچویں حدیث: مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔

ترجمہ: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے میرے ساتھ جفا کی۔

چھٹی حدیث: مَنْ زَارَنِیْ اِلَی الْمَدِیْنَةِ کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَشَهِیْدًا۔

ترجمہ: جس نے مدینہ آکر میری زیارت کی میں اس کا شفیع اور گواہ رہوں گا۔

ساتویں حدیث: مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّداً کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ، بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔

ترجمہ: جس نے قصداً میری زیارت کی تو روز قیامت وہ میری ہمسائیگی میں رہے گا۔ جو حرمین شریفین میں سے ایک میں مرگیا، اللہ تعالیٰ اسے روزِ قیامت امان پانے والوں میں اٹھائے گا۔

آٹھویں حدیث: مَنْ حَجَّ حَجَّةَ الْاِسْلَامِ وَزَارَقَبْرِیْ وَغَزَا غَزْوَةً وَصَلّٰی فِیْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ لَمْ یَسْئَلْهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِیْمَا افْتَرَضَ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: جس نے اسلام کا رکن حج ادا کیا اور میری قبر کی زیارت کی اور اللہ کے راستے میں لڑا اور بیت المقدس میں نماز ادا کی تو اللہ تعالیٰ اس سے جملہ فرائض کی بابت نہیں پوچھے گا۔

نویں حدیث: مَنْ حَجَّ اِلَی مَکَّۃَ ثُمَّ قَصَدُنِیْ فِیْ مَسْجِد کُتِبَتْ لَہٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَان۔

ترجمہ: جس نے مکہ میں جا کر حج کیا اور میری زیارت شریف کے لیے میری مسجد آیا۔ اس کے لیے دو حجوں کا ثواب لکھا گیا۔

دسویں حدیث: مَنْ زَارَنِیْ مَیِّتًا کَاَنَّمَا زَارَنِیْ حَیًّا وَمَنْ زَارَقَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

ترجمہ: جس نے میری زیارت میری وفات کے بعد کی گویا اس نے میری زیارت میری زندگی ہی میں کی۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہے۔

گیارہویں حدیث: عَنْ عَلِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ مَنْ زَارَ قَبرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ لَمْ یَزُرْقَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔

ترجمہ: حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جس نے میری قبر شریف کی زیارت نہ کی، اس نے میری ساتھ جفا کی۔

بارہویں حدیث: عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سُئِلَ الرَّسُوْلُ ﷺ الدَّرَجَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَالْوَسِیْلَۃَ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ زَارَ قَبْرُ الرَّسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ کَانَ فِیْ جِوَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ۔

ترجمہ: حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے لیے اللہ پاک سے درجہ رفیع مانگا تو اس کے لیے روز قیامت آپ کی شفاعت حلال ہوگی اور جس نے آنحضور ﷺ کی قبر شریف کی زیارت کی وہ حضور کی ہمسائیگی میں آ گیا۔

نصوص قرآنیہ جو حیات انبیاء اور شہداء فی سبیل اللہ کو ثابت کرتی ہیں ان کے بعد وہ احادیث جو حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے ثبوت میں ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حدیث ہے کہ جس کو ابو علی نے ثقہ راویوں کے ذریعہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں کہ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ۔

ترجمہ: انبیاء علیہ السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔

حدیث شریف جو خاص کر آنسرور کائنات ﷺ کی حیات شریفہ کو ثابت کرتی ہے۔ یہ حدیث

ہے۔مَامِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّاللّٰهُ عَلَى رُوْحِيْ اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَام ۔رواہ البخاری

ترجمہ: جوشخص مجھ پر سلام پڑھتا ہے، میرا جسم زندہ ہوتا ہے اور میں اس کا سلام واپس لوٹاتا ہوں۔ یعنی اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

تیرہویں حدیث: مَامِنْ اَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّاللّٰهُ عَلَى رُوْحِيْ اَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَام ۔

ترجمہ: اس کو احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ جوشخص مجھ پر سلام پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو پھر لوٹا دیتے ہیں اس پر سلام لوٹاتا ہوں یعنی میں اسکے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

چوہویں حدیث: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه مَنْ صَلَّ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ اِلَّا رَدَّاللّٰه عَلَى رُوْحِيْ رَددتُ عَلَيْهِ وَمَنْ صَلَّ عَلَيَّ فِيْ مَكَان اَخر بَلَّغُوْنِيْه ۔

ترجمہ: جس نے میری قبر پر صلوت وسلام پڑھا اللہ تعالیٰ میرے روح کو لوٹا دیتے ہیں اور میں خود اس کا جواب دیتا ہوں۔ اور جو کسی اور جگہ سے میرے اوپر صلوت وسلام پڑھتا ہے فرشتے اس کا صلوت وسلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

پندرہویں حدیث: عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَه مَا مِنْ عَبْدٍ يَسَلِّم عَلَيَّ اِلَّا وَكَل اللّٰهُ بِهَا مَلَكاً يُبَلِّغنِي وَكَفَى لَهٗ اَجر آخِرَتِهٖ وَدُنْيَاه وَكُنْتُ لَهٗ شَهِيْداً وَشَفِيْعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ: جوشخص بھی صلوۃ وسلام پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا صلوۃ وسلام پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا صلوۃ وسلام فرشتے کے ذریعے مجھے پہنچاتا ہے اور اس کو دنیا اور آخرت میں اجر ملے گا۔ اور میں قیامت میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں۔

سولہویں حدیث: کتاب عاقبت میں ہے۔ عَنْ عَائِشَة مَا مِنْ رَجُلٍ يَزُوْرُ قَبرَ اَخِيْهِ فَيَجْلِسُ عِنْدَه اِلَّااِسْتَاْنَسَ بِهٖ حَتّٰى يَقُوْمَ ۔

ترجمہ: جوشخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے۔ اور پھر اس کے نزدیک بیٹھ جاتا ہے تو اس کا بھائی اس کے کھڑے ہونے تک اس کے ساتھ مانوس ہو جاتا ہے۔

وضاحت: کتاب عاقبت میں جو روایت حضرت عائشہ صدیقہ سے لی گئی ہے۔ وہ حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب کے قلم مبارک سے تحریر شدہ ہے۔ مگر جو کتاب مکتوبات حضرت حاجی صاحب جس کو حافظ محمد نصر اللہ خان خاکوانی ملتانی نے چھپوائی ہے اور جس کا مقدمہ مولوی عطاء محمد صاحب چودھوان والوں نے لکھا ہے۔ اس میں انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت کتاب

بدور السافرہ سے لی ہے۔ ۱۲ حضرت خواجہ محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ۔

اور ابن ابی الدنیا حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے جانے پہچانے کے قبر کے پاس سے گزرے تو وہ اسے پہچان لیتا ہے۔ اور اگر وہ اس پر سلام ڈالے تو وہ اس کا جواب دیتا ہے۔

سید شہنوی فرماتے ہیں کہ اس بارے میں احادیث بہت ہیں ماٗزری توثیق عری الایمان میں سلیمان بن سحیم سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا، تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! یہ لوگ جو آپ کی زیارت کو آتے ہیں اور صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں، کیا آپ سنتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا، ہاں سنتا ہوں اور اس کا جواب بھی لوٹاتا ہوں۔

ابن نجار حضرت ابراہیم بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سال میں نے حج کیا اور سید المرسلین ﷺ کی زیارت شریف کے لیے مدینہ منورہ گیا۔ اور جب قبر شریف پر پہنچا تو سلام عرض کیا فی الفور میں نے حضور کی قبر شریف سے آواز سنی وعلیک السلام۔

اس قسم کے واقعات اور امثال صلحائے امت سے بہت منقول ہیں۔ اور انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی حیاتِ مبارکہ اپنی قبروں میں علماء کرام کے نزدیک متفقہ طور پر ثابت ہے۔ اور وصال شریف کے بعد نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اور اسی طرح انبیاءِ کرام اپنی قبروں میں زندہ جاوید ہیں۔ اور ان کی زندگی شہداء کی زندگی سے کامل تر ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ تو سید الشہداء ہیں۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ عِلْمِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَعِلْمِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔

ترجمہ: میری وفات کے بعد میرا علم ایسا ہے، جیسے حیات میں تھا۔

ابو یعلی معتبر راویوں کے ذریعے حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث: قَالَ النبیُّ ﷺ اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِهِمْ یُصَلُّوْن۔

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سب انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔

بیہقی فرماتے ہیں کہ اس بابت احادیث صحیحہ بہت شاہد ہیں۔ ابو مصور بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سب محققین وعلمائے متکلمین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضور ﷺ بعد وفات شریف کے زندہ جاوید ہیں اور اپنی قبر شریف میں امت کے عبادتوں اور نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں۔

اور یہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارک قبروں میں ہرگز بوسیدہ نہیں ہوتے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت شریف سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جس زیارت سے رب العلمین کا قرب حاصل ہوتا ہو تو پھر اس قرب سے دوسرا کونسا قرب اولیٰ اور اکمل ہوسکتا ہے۔

اور آیات شریفہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ اور مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ۔ حضور ﷺ کی زیارت شریف سے رب العالمین کے قرب حاصل ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور حضور ﷺ کی زیارت شریف حضور کے وفات فرما جانے کے بعد حضور ﷺ کی زیارت کرنی اور ان کی ملازمت میں رہنے کے برابر ہے جیسے کہ پیچھے جو احادیث انبیاء علیہم السلام میں گذر چکی ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے اور حیات انبیاء میں ایک حدیث یہ بھی ہے۔

حدیث: مَنْ حَجَّ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ۔

ترجمہ: جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

حضور ﷺ پر جفا سے مراد حضور کی بے ادبی کرنا ہے اور حضور ﷺ کی ذات شریف سے بے پرواہی کرنے کا بے حد وبال ہے اور حضور کی زیارت کو ترک کرنا موجب تفرقہ باطن ہے۔ جو اس حقیر کے نزدیک گناہ کبیرہ ہے۔

اور ان لوگوں کا اللہ پاک کے نزدیک کیا درجہ ہوگا جو حضور کی زیارت کا انکار کرتے ہیں۔ اور جو اصلاً زیارت کا انکار کرتے ہیں۔ ان پر اللہ پاک کی جانب سے پھٹکار ہی پھٹکار ہے۔ العیاذ باللہ، خدا اس برے اعتقاد سے پناہ میں رکھے۔ جس وقت زیارت مبارکہ کی سعادت حاصل ہو، حیا اور عزت و وقار کے ساتھ ہدیہ سلام پیش کرے اور کہے۔ السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا نبی الکریم و رحمۃ اللہ و برکاتہ، السلام علیک یا خاتم النبیین، السلام علیک یا ابا بکر صدیق رضی اللہ عنک۔

اور حضور ﷺ کی زیارت شریف کی خاطر دور دراز علاقوں سے سفر اختیار کرنا اور اس سفر کے لیے اسباب اور زاد راہ وغیرہ کی تیاری ایک سعادت عظمیٰ ہے جو اصحاب کرام اور سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس قسم کی زیارت بے حد ثابت ہے۔ منجملہ ان حکایات کے ایک حکایت حضرت بلال موذنؓ کی ہے۔ جو حضور ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد شام چلے گئے تھے اور پھر اڑھائی تین سال بعد حضرت امیر عمرؓ کے خلافت کے دور میں حضور کی زیارت کے لیے

مدینہ منورہ تشریف لائے۔ ابن عساکر حضرت ابی درداء سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت بلال۔ آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں کہ اے بلال! یہ کیا جفا ہے کہ میری زیارت کو نہیں آتے۔ حضرت بلال خواب سے بیدار ہوتے ہی اونٹنی پر سوار ہوئے اور مدینہ شریف کو روانہ ہوئے جب قبر شریف پر پہنچے تو رونے لگے اور اپنے چہرہ کو خاکِ پاک سے آلودہ کیا اور حضرات حسن اور حسینؓ دونوں کو حجرے سے باہر آتے دیکھا تو ان سے بغل گیر ہوئے اور سر اور چہرے کو بوسے دیتے رہے۔ حضرت بی بی فاطمۃ الزہراء انہی دنوں وصال فرما گئی تھیں۔ لوگوں نے خواہش ظاہر کی کہ حضرت بلال اذان سنائیں۔ حضرت بلال نے فرمایا۔ اگر حسنین غریب النواز حکم دیں تو اذان کہوں گا۔ اور حضرت بلال نے حضور ﷺ کے بعد کبھی اذان نہیں پڑھی تھی۔

ایک مرتبہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور کے بعد اذان دینے کی خواہش ظاہر تو حضرت بلال نے کہا۔ اے ابا بکر! آپ نے مجھے اپنے زر دولت سے خریدا اور راہ خدا میں آزاد کیا تھا، کیا اس وقت تم نے مجھے اپنے لیے خریدا تھا، حضرت ابوبکر نے فرمایا نہیں۔ میں نے تمہیں خدا کے لیے آزاد کیا تھا۔ حضرت بلال بولے جب آپ نے مجھے خدا کے لیے آزاد فرمایا ہے تو اب مجھے اتنی طاقت نہیں کہ حضور ﷺ کے بعد اذان دے سکوں۔

الغرض حضرت امام حسن اور امام حسینؓ کے فرمانے پر مسجد نبوی کے کنارے جہاں حضور ﷺ کے زمانہ میں اذان دینے کھڑے ہوتے تھے، کھڑے ہوئے اور جب اللہ اکبر پکار کر پڑھا تو اس قدر شور و غوغا اٹھا کہ سارا مدینہ حرکت اور جنبش میں آ گیا اور جب اشھد ان لا الہ الا اللہ پڑھا تو لوگوں کی حرکت اور جنبش سے سارے شہر مدینہ پر زلزلہ اور کھڑ کھڑاٹ چھا گئی اور جب اشھد ان محمد رسول اللہ پڑھا تو قیامت پھوٹ پڑی، جوانوں، بوڑھوں، چھوٹوں، بڑوں میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو شہر مدینہ سے باہر نہ نکلا ہو اور زار زار نہ رویا ہو۔ واقعہ رحلت نئے سرے سے تازہ ہو گیا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے اندر سے باہر صحن مسجد کو جو نکلے تو حضرت بلال کو اذان پڑھتے سنا تو فرمانے لگے کہ اے بلال اذان بند کرو کہ لوگوں کے جگر پھٹتے ہیں۔

خلاصہ کلام حضرت بلال نے اذان، غلبہ محبت اور فرطِ اشتیاق سے پوری نہیں فرمائی اور منبر شریف سے نیچے اتر آئے۔ اسی طرح کتاب غنیۃ الطالبین میں بھی مذکور ہے۔

روایت ہے کہ جب امیر المومنین حضرت عمرؓ نے ملک شام فتح کیا اور بیت المقدس

کے باشندوں کے ساتھ مصالحت کی، کعب احبارؓ حاضر ہوئے اور مشرف با اسلام ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے شام سے واپسی کا ارادہ فرمایا تو حضرت کعب سے فرمایا، کیا تمہاری خواہش ہے کہ ہمارے ساتھ مدینہ منورہ اور سید الانبیاء ﷺ کے روضہ اقدس پر چلو۔ بے شک میں یہ کام ضرور کروں گا۔

مدینہ منورہ مطہرہ میں داخل ہونے کے بعد پہلا کام جو حضرت امیر عمرؓ نے کیا وہ صلوٰۃ وسلام کا کام تھا۔ عبد الرزاق صحیح اسناد کے ساتھ روایت کرتے ہیں جب بھی ابن عمر سفر سے واپس مدینہ منورہ تشریف لاتے تو سب سے پہلے قبر مبارک آنحضرت ﷺ پر حاضری دیتے اور کہتے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَااَبَا بَکْرٍ یَااَبَتَاہ ۔نیز موطا امام مالک میں یہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عمر کے غلام نافع سے پوچھا۔ کیا آپ نے حضرت ابن عمرؓ کو نبی کریم ﷺ کی قبر شریف پر یہ کہتے ہوئے کھڑے دیکھا ہے، السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی۔ حضرت نافع نے کہا، ہاں ایسا ہی۔

مسند ابی حنیفہ میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ طریقہ یہ ہے کہ قبر شریف نبوی کے پاس آئیں قبلہ شریف کی جانب پشت کر کے قبر شریف کی جانب رخ کر کے کہیں ۔السلام علیک یا ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اور سید الرسل ﷺ کی حرمت اور عزت کے طفیل توسل اور شفاعت چاہنا اور جناب نبی کریم ﷺ سے طلب مدد اور اعانت کرنا فعل انبیاء کرام علیہم السلام اور عادت سلف وخلف صالحین ہے نبی کریم ﷺ کہ لباس جسمانی جلوہ گر ہونے سے پہلے اور اس حیات دنیوی اور عالم برزخ اور میدان قیامت میں بھی جب انبیائے مرسل کو رائے اور دم مارنے کی مجال اور طاقت نہ ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں دروازہ شفاعت کا افتتاح ہوگا تو اگلوں اور پچھلوں سب کو رحمتوں کے سمندر اور رحمتوں کے انوارات میں داخل فرمائیں گے۔

جناب سرور کائنات ﷺ سے طلب امداد کے متعلق احادیث اور آثار ہر چہار مذاہب میں بالاتصال وارد ہیں۔ پس سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ کیفیات بابرکات سے جو وسیلہ پکڑا وہ انسانیت اور دائرہ خلقت کے پیدائش کے بعد واقعہ ہے۔ اس بارہ میں جو احادیث واخبار وارد ہیں ان میں ایک حدیث بھی ہے جو حضرت عمرؓ سے مروی ہے اور علمائے حدیث نے اس حدیث کو صحیح ٹھہرایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطاءِ اجتہادی سرزد ہوئی اور اس خطا سے توبہ اور معافی کے لیے حضرت آدم علیہ السلام نے اس طرح دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ تَغْفِرَلِی ۔

ترجمہ: اے اللہ حضور ﷺ کے طفیل مجھے بخش دے۔

درگارہ الٰہی سے حکم آیا کہ اے آدم تو نے حضرت محمد ﷺ کو کیسے پہچانا۔ جب ک ابھی تک میں نے جوہر روحانی کو صدف جسمانی میں وارد بھی نہیں کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی۔ اے اللہ تو ہی جانتا ہے کہ جس روز تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور روح علوی کو میرے قلب بشری میں پھونکا تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا، تو میں نے عرش کے پردوں پر لکھا پایا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ میں نے اسی دن معلوم کرلیا کہ وہ تیرے بندوں میں ایک ایسی ہستی ہے جو سب مخلوق میں آپ کو محبوب ترین ہے۔

تب اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ فرمان آیا۔ اے آدم جب تو نے میرے دربار میں ان کو وسیلہ مغفرت پیش کیا تو میں نے تیرے گناہ بخش دیئے۔ اے آدم! اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ فرماتا اور بعض روایات میں ہے کہ حضرت آدم صفی اللہ نے درگاہ رب العزت سے جو کلمات سیکھے اور جو ان کی توبہ اور مغفرت کا باعث بنے اور جن پر آیت کریمہ فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ الخ ناطق ہے۔ جو کلمے رب کی جناب سے آدم علیہ السلام کو سکھائے گئے۔ وہ کلمے یہ تھے۔ اِلٰهِی بَحُرْمَتُ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاغْفِرْلِیْ۔

ترجمہ: اے اللہ! حضور ﷺ اور ان کی آل کے طفیل میں مجھے بخش دے۔

امام سبکی فرماتے ہیں کہ جب اعمال صالحہ کو وسیلہ پیش کرنا جائز ہے اور درگاہ الٰہی میں یہ توسل مقبول اور مستجاب ہے، تو پیغمبر خدا ﷺ جو اللہ پاک کے محبّ اور محبوب ہیں ان کو وسیلہ شفاعت اور ذریعہ سفارش ٹھہرانا تو بطریق اولیٰ واعلیٰ جائز ہوگا۔ صاحب قصیدہ بردہ فرماتے ہیں۔

یَآ اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ

سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے محرم عالی شان! مصیبت میں پھنسے ہوئے کے لیے سوائے آپ کے اور کوئی جائے پناہ نہیں۔

ثانیاً۔ یہ کہ جو سفارشیں اور شفاعتیں آں حضور ﷺ کی جناب میں پیش کی گئیں وہ، حدِ شمار سے باہر ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک ضریر البصر (نابینا) آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور

عرض کی یارسول اللہ ! دعا فرمایئے کہ خداوند کریم مجھے خیر و عافیت نصیب فرمائے۔ حضور ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ اگر تم بینائی چاہتے ہو تو دعا کرتا ہوں کہ تم کو بینائی نصیب ہو۔ اور اگر آخرت کے اجر کے طلب گار ہو تو صبر کرو تا کہ تمہیں آخرت میں اجر ملے اور یہ تمہارے لیے بہتر ہو گا۔ اس شخص نابینا نے عرض کی۔ یارسول اللہ دعا فرمایئے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ وضو کرو۔ اور یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ نَبِیُّ الرَّحْمَةِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّی فِیۡ حَاجَتِیۡ هٰذِهٖ لِیَقْضِی لِیۡ حَاجَتِیۡ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ لِیۡ ۔

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور آپ کے نبی برحق محمد ﷺ جو رحمت والے نبی ہیں، آپ کی جناب میں وسیلہ لاتا ہوں۔ اے اللہ تو اپنے نبی برحق کا وسیلہ منظور فرما اور میری حاجت پوری فرما۔

امام ترمذی فرماتے ہیں۔ یہ حدیث صحیح غریب ہے اور امام بیہقی نے اس حدیث کو صحیح ٹھہرایا ہے۔ اور آخر میں یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں۔ فقام وقد برء البصر ۔

ترجمہ: یعنی وہ نابینا ایسی حالت میں اٹھا کہ اس کی بینائی ٹھیک ہو گئی تھی۔

حاجت مندوں کا سید کائنات ﷺ کے جناب میں وسیلہ پیش کرنا مثلاً فراخی رزق، حصول اولاد، نزول بارش اور رہن سہن میں کشادگی کے لیے توسل اور استمداد اور اسی طرح کے دوسرے واقعات بہت ہیں۔

ثالثاً۔ وفات کے بعد آنحضور ﷺ کی ذات بابرکات کا وسیلہ بنانے کے بارے میں بے شمار احادیث وارد ہیں۔ چنانچہ معجم کبیر میں طبرانی عثمان بن حنیف رحمتہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص تھا جس کی حاجت حضرت عثمان بن عفانؓ پوری نہیں فرما رہے تھے۔ وہ شخص حضرت عثمان بن حنیف کے پاس گیا اور اس نے اپنی حاجت کے متعلق عرض کیا کہ حضرت عثمان امیر المومنین میری حاجت پوری نہیں فرما رہے ہیں، کیا کروں۔ حضرت بن حنیف نے اسے کہا وضو کرو۔ اور مسجد جا کر دو رکعت نماز ادا کر کے یہ دعا مانگو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیۡ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّیۡ لِیَقْضِیَ لِیۡ حَاجَتِیۡ۔

مولا کریم کی جناب میں اپنی حاجت عرض کر انشاء اللہ پوری ہوگی۔ چنانچہ وہ آدمی چلا گیا اور حضرت عثمان بن حنیف کے فرمان کے مطابق عمل کیا اور اس کے بعد حضرت امیر المومنین عثمان بن عفانؓ کے دروازے پر حاضر ہوا۔ دربان اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے امیر عثمانؓ کے پاس لے گیا۔ حضرت امیر عثمانؓ نے اسے نشستِ خاص پر بٹھایا اور اس کی حاجت روائی فرما کر فرمایا۔ جب تم کو حاجت پیش آئے مجھے بتاؤ تاکہ تمہاری حاجت پوری کی جائے۔ وہ آدمی خوش وخرم حضرت عثمان کے پاس سے اٹھ کر حضرت عثمان بن حنیف کے پاس آیا اور کہا۔ جزاک اللہ خیر الجزاء آپ ہی نے مجھے حضرت امیر عثمانؓ سے ملنے کی ایسی تجویز بتائی کہ میں ان سے مل بھی سکا اور انھوں نے میری حاجت بھی پوری کر دی۔ ورنہ اس سے پہلے وہ میری جانب کچھ بھی توجہ نہیں کرتے تھے۔ حضرت عثمان بن حنیفؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! میں نے اس کو اور تو کچھ بھی نہیں کہا بجز اس کے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ ایک نابینا شخص ان کے پاس آیا اور آپ سے اپنی بینائی کی شکایت کی۔ اور مذکورہ تمام حدیث بالتفصیل بیان کی پس میں نے اس حدیث پر قیاس کیا کہ آنحضرت ﷺ کا وسیلہ پکڑنا، حاجت روائی کا موجب اور حصول مقصد کا سبب ہے۔

قاضی عیاض مالکیؒ شفاء میں یہ واقعہ لائے ہیں کہ ابو جعفر منصور اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان مسجد نبوی میں مناظرہ ہوا۔ شاید ابو جعفر نے دوران سخن میں اپنی آواز بلند کی، امام مالک رحمہ اللہ نے ابو جعفر منصور کو کہا کہ اے امیر المومنین پیغمبر خدا ﷺ کی مسجد میں آواز کیوں بلند کرتے ہو، حالانکہ حق تعالیٰ اپنی کتاب میں ادب سکھاتے ہیں اور قول باری تعالیٰ تلاوت کیا۔

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ ۔

ترجمہ: یعنی اپنی آواز نبی کریم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔

اور دوسرے گروہ کی مدح میں فرماتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۔

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آزمایا ہے اور ان کے دلوں کو تقویٰ سے بھر دیا۔

وفات کے بعد پیغمبر ﷺ کی عزت کا وہی حکم ہے جو آپ کی حالت حیات میں تھا۔ خلیفہ ابو جعفر منصور پر امام مالکؒ کی بات کا بہت اثر ہوا یہاں تک کہ ابو جعفر پر گریہ طاری ہوا خضوع اور مسکنت میں ڈوبا ہوا ابو جعفر بولا۔ اے ابو عبد اللہ دعا کے وقت میں قبلہ کی طرف توجہ

کروں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف اپنا منہ کروں۔ حضرت امام مالک نے فرمایا۔ اے ابو جعفر تم کیوں رسول اللہ ﷺ سے روگردانی کرتے ہو جب کہ اللہ جل شانہ، کے ہاں وہ تمہارا اور تمہارے باپ آدم صفی اللہ کا وسیلہ اور ذریعہ بنے ہیں۔ پیغمبر ﷺ کی طرف منہ کرو اور اس سے طلب شفاعت کرو تا کہ وہ تمہاری شفاعت کریں۔

معلوم رہے کہ آنحضرت ﷺ کی طرف متوجہ ہونے اور آپ کی جناب میں دعا مانگنے اور انتہائی ادب اور احترام اور بے حد خضوع وخشوع ملحوظ رکھنے کی استحباب کا بیان آداب زیارت کے باب میں ذکر کیا جائے گا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد کی قبر کے بیان میں اس بابت ذکر بھی ہوا تھا کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ کی قبر میں داخل ہو کر یہ دعا کی۔

اِلٰهِیْ بِحَقِّ نَبِیِّكَ وَالْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ ۔

ترجمہ: الٰہی! تو فاطمہ کو اپنے نبی اور جو انبیاء کہ اس سے پہلے گذرے ہیں ان سب کے طفیل بخش۔

اس حدیث شریف سے دو حالتوں میں وسیلہ پکڑنا ثابت ہو رہا ہے۔ پہلا آنحضرت ﷺ کا حالت حیات میں وسیلہ پکڑنا۔ دوسرا انبیاء علیہم الصلوٰت والتسلیمات کا ان کی وفات کے بعد وسیلہ کرنا۔ یہ دو قسم کے وسیلے پکڑنے اس حدیث شریف سے ثابت ہو رہے ہیں۔

پس مخفی نہ رہے کہ جب انبیاء علیہم اکمل الصلوات وافضل التحیات کا وسیلہ کرنا وفات کے بعد جائز ٹھہرا تو سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ پکڑنا بطریق اولیٰ واکمل جائز ہو گا۔ بلکہ اگر اس حدیث شریف کو اولیاء اللہ کا وسیلہ ان کی وفات کے بعد پکڑنے پر قیاس کیا جائے تو بھی درست و جائز ہوگا۔ مگر چونکہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم الصلوات والتسلیمات کے توسل پر خصوصی دلیل مطلوب تھی تو اس مدعا اور مقصد پر یہ واقعہ بالخصوص دال ہے۔

ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ صحیح سند کے ساتھ یہ واقعہ لائے ہیں کہ حضرت امیر عمرؓ کے زمانہ میں قحط پڑا تو ایک شخص نے حضور ﷺ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ اپنی امت کیلئے بارش کی دعا فرمائیں، کیونکہ وہ ہلاک ہو گئی ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اس کو اپنی زیارت فیض بشارت سے مشرف کیا اور فرمایا کہ عمر رضی اللہ عنہ کو خوشخبری دے دو کہ بارش ہو گی۔ اور اس طرح وسیلہ پیش کرنا آنحضرت ﷺ کے ذریعہ سے گویا اپنی حاجت برلانے کے لیے بارگاہ الٰہی سے آنحضور ﷺ حالتِ حیات میں دعا کروانے کے مترادف ہے، چانچہ آنحضرت ﷺ کی حالت

حیات اس طرح کا واقعہ پیش آیا جو اس عبارت سے ظاہر ہے۔

یَا مُحَمَّدُ اِنِّی تَوَجَّهتُ بِكَ اِلَی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ لِیَقْضٰی لِیْ ۔

ترجمہ: اے محمد ﷺ میں آپ کے طفیل اپنے رب کی طرف اپنی حاجت کے متعلق متوجہ ہوتا ہوں۔ اے اللہ! میری حاجت پوری فرما۔

یہ عبارت حالت حیات میں وسیلہ پکڑنے پر دلالت کرتی ہے۔

جوزی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ اہل مدینہ پر شدید قحط پڑا، تو حضرت عائشہؓ کے پاس شکایت لے گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جاؤ اور اس کی ایک کھڑکی آسمان کی جانب کھول دو تا کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو چنانچہ اہل مدینہ نے ایسا ہی کیا۔ پھر بہت بارش ہوئی اور اسی طرح سے ایک سائل کا سوال کرنا کہ اَسْئَلُكَ مُرَافِقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ۔ ترجمہ: میں سوال کرتا ہوں کہ آپ اپنے پروردگار سے درخواست فرمائیں اور سفارش کریں وہ آنحضور کی رفاقت میں مجھے جنت عطا فرمائیں۔ نیز یہ روایت بھی اس قبیل کے واقعات سے ہے۔

رابعاً۔ سرور انبیاء ﷺ کا توسل جو آپ کی شفاعت کے وسیلے میدان قیامت میں ہوگی۔ یہ شفاعت احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور علماء کا اجماع اس پر منعقد ہے۔

صالحین کا جناب نبی کریم ﷺ کے ساتھ درجہ بدرجہ ربط و تعلق کے لحاظ سے وسیلہ پکڑنے کے باب میں احادیث و آثار آئی ہیں۔ منجملہ ان کے حدیث ہے کہ حضرت امیر عمرؓ نے حضرت عباسؓ کو طلب بارش کے لیے وسیلہ ٹھہرایا اور اس حدیث سے اس امر کا بخوبی اثبات ہوتا ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ جب قحط سالی ہوتی اور بارش بالکل منقطع ہو جاتی تو حضرت امیر عمرؓ طلب بارش کے لیے بارگاہ الٰہی میں آپ کے چچا حضرت عباسؓ کو وسیلہ پیش فرماتے۔ اور دعا فرماتے کہ الٰہی اس سے قبل جب قحط ہوتا تو ہم تیرے پیغمبر کو وسیلہ پکڑتے اور تو پانی نازل فرماتا اور اب ہم تیرے پیغمبر کے چچا کو وسیلہ پکڑتے ہیں پس ہم کو بارش عنایت فرما۔

ایک اور روایت حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت امیر عمرؓ فرماتے ہیں، خداوند! ہم تیرے پیغمبر کے چچا کے ذریعہ بارش طلب کرتے ہیں۔ اور ایک بڈھے پیر و مرشد

کے ذریعہ اور وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں۔ اور حضرت عباس دعا فرماتے اور دعا میں یوں عرض کرتے۔ خداوند یہ قوم تیرے پیغمبر علیہ الصلواۃ والسلام کے ساتھ قرابت ونسبت کی وجہ سے میری طرف متوجہ ہوئی ہے۔ پس میرے مالک مجھے توان کے آگے شرمندہ نہ کر اور اسی بارہ میں حضرت عباس بن عتبہ بن ابی لہب فرماتے ہیں۔ شعر

بِعَمِّی سَقَا اللّٰہُ الْحِجَازَ وَاَھْلَه

عَشِیَة یَسْتَسْقٰی بِشَیْبَة عَمِّی

ترجمہ: میرے ایک بوڑھے چچا کے ذریعے اللہ کریم نے جملہ خط حجاز کے رہنے والوں کو سیراب کیا۔

سنیل مطالب فوز مآرب کتاب میں ہے کہ سرور انبیاء ﷺ کے اپنے مرقد منور محتاجوں اور مسکینوں کی حاجات برلانے کے متعلق بے حد احادیث اور آثار آئی ہیں۔

محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے میرے باپ کے پاس اسی (۸۰) دینار امانت رکھے اور خود جہاد پر چلا گیا۔ اور اسے اجازت دے گیا کہ اگر اس کو ضرورت پڑے تو وہ خرچ کرسکتا ہے۔ جب وہ شخص جہاد سے واپس آیا۔ اور اپنی رکھی ہوئی امانت میرے باپ سے طلب کی۔ میرے والد صاحب آگے بیان فرماتے ہیں کہ میں اس رقم کو ادا کرنے سے قاصر تھا تو اس شخص سے کہا کہ کل آنا تجھے رقم ادا کردوں گا۔ وہ شخص واپس چلا گیا۔ اور محمد بن المنکدر فرماتے ہیں میرے باپ نے وہ رات مسجد میں گزاری۔ وہ ساری رات کبھی حضور پاک ﷺ کی جانب اور کبھی منبر کے عین مقابل استغاثہ اور استمداد کرتا رہا۔ اور بارگاہ الٰہی میں فریاد کرتا رہا۔ اچانک تاریکی میں ایک شخص نمودار ہوا۔ اور ۸۰ دینار کی تھیلی میرے باپ کو دی۔ صبح وہی تھیلی میرے باپ نے امانت رکھنے والے شخص کو دے دی اور قرض کی زحمت اور تکلیف سے چھٹکارا حاصل کیا۔

امام ابوبکر بن مقری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں، طبرانی اور ابوشیخ تینوں حرمِ نبوی ﷺ میں تھے کہ وہ دو روز گزر گئے کہ ہم نے نہ کچھ کھایا اور نہ کچھ پیا آخرالامر ہم پر بھوک نے غلبہ کیا اور بھوک سے تنگ آ گئے پس عشاء کے وقت ہم قبر شریف کے پاس آئے اور فریاد کی۔ یارسول اللہ !الجوع، یعنی اے اللہ کے پیغمبر ہم تو بھوکے ہیں اور یہ کلمہ کہہ کر ہم واپس چلے گئے مجھ کو اور ابوشیخ

کو نیند آ گئی۔اور طبرانی کسی چیز کے انتظار میں بیٹھ گیا۔اچانک ایک علوی شخص آیا اور آ کر دروازہ کھٹکھٹایا اور اس کے ساتھ دو غلام تھے۔جس کے ہاتھوں میں طعام کھجور اور روٹیوں بھرے زنبیل تھے۔اور ہمیں کھلائے اور جو کچھ ہم سے بچ گیا۔وہ بھی ہمارے سامنے رکھ دیا اور اس نے کہا کہ بھائیو! آپ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے ہماری شکایت کی تو حضور ﷺ مجھ کو خواب میں ملے اور فرمایا۔جلدی کرو، مہمانوں کو کھانا کھلاؤ۔اس لیے میں یہ سب چیزیں آپ لوگوں کے پاس لا رہا ہوں۔

ابن الجلا فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے شہر مدینہ کو آیا۔اور وہاں پر مجھے ایک، دو فاقے گزارنے پڑے۔چنانچہ میں نے قبر شریف کے پاس کھڑے ہو کو عرض کی۔

اَنَا ضَیْفُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔اے پیغمبر ﷺ میں آپ کا مہمان ہوں۔

میں یہ کہہ کر سو گیا۔چنانچہ نیند میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔اور حضرت ابی بکر صدیقؓ آپ کے دائیں اور حضرت عمرؓ آپ کے پاس تھے۔اور حضرت علیؓ آپ کے سامنے تھے۔حضرت علی مجھے فرماتے ہیں کہ اٹھ کھڑے ہو کر پیغمبر خدا ﷺ تشریف لائے ہیں۔چنانچہ میں اٹھا، اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔آپ نے ایک روٹی مجھے دی۔میں نے نصف روٹی کھائی ہی تھی کہ میں جاگ پڑا اور نصف باقی میرے ہاتھ میں تھی۔

احمد بن محمد صوفی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں۔میں تین ماہ تک جنگلوں میں پھرتا رہا اور پھر میں مریض ہو گیا، میرے بدن کا چمڑا بھی پھٹ چکا تھا آں سرور ﷺ کو دیکھا اور آپ کے دو ساتھیوں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ کے حضور دعا و سلام عرض کیا، ور سو گیا۔میں نے عرض کیا۔یا رسول اللہ میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا۔ہاتھ کھول اور چند درہم میرے ہاتھ میں رکھ دیئے اور میں بیدار ہو گیا اور بازار گیا فطیری روٹی اور فالودہ خرید کر کھایا اور پھر جنگل چلا گیا۔

اس طرح کے واقعات اور حکایات بے حد و بیشمار ہیں۔صاحب قصیدہ بردہ شیخ محمد بوصیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حَاشَاہُ اَنْ یَحرِمَ الرَّاجِی مَکَارِمَہٗ

اَوْ یَرْجِعَ الجَارُ مِنْہُ غَیْرَ محتَرَمِ

ترجمہ: معاذ اللہ ! آپ کے اوصاف حسنہ اور اخلاق حمیدہ سے امید رکھنے والا نا امید نہیں ہوتا اور کوئی پڑوسی آپ کے فیوضات و برکات اور مکارم اخلاق سے بے بہرہ نہیں ہوا۔

کجا مساوات شنیدہ دیدہ را

جاننا چاہیے کہ حدیث شریف میں آیا ہے اَوّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُورِیْ۔ اور دوسری شریف میں آیا ہے اَنَا مِنْ نُورِ اللّٰہِ۔ ہر گاہ حق سبحانہ وتبارک وتعالیٰ تمام مخلوقات اور کائنات کو حضور ﷺ کے نور مبارک سے پیدا فرمایا۔ پس حضور ﷺ جملہ موجودات اور جملہ خلائق کے اصل ٹھہرے۔ فَکُلّ اَصْلٍ وَفَرْعٍ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ مَبْدَ آہ ناطق ہے۔

اس واسطے تمام علمائے محققین نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ آنخضرت ﷺ تمام مخلوقات اور موجودات کے لیے بھیجے گئے اور حضور ﷺ کی بعثت نہ صرف جن وانس اور ملائکہ پر منحصر ہے بلکہ آنحضور ﷺ کل عالم حتیٰ کہ نباتات و جمادات کے لیے بھی رسول و پیغمبر ہیں۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

مکتوب سوم

بنام مولانا محمد عادل صاحبؒ۔ عقائد اہل سنت والجماعت اور سلوک طریقہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ علیہم کے بیان میں۔

اخوی اعزی ارشدی مولوی محمد عادل صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

از جانب فقیر حقیر لاشی دوست محمد بعد از سلام مسنون، اور اشتیاق ملاقات مشحون مطالعہ فرمائیں۔ الحمد للہ کہ تادم تحریر ہذا کو ماہ صفر المظفر کی بیسویں تاریخ ہے، فقیر اپنے سب درویشوں سمیت خیریت سے ہے۔ اور آپ بھائی کے لیے بارگاہ الٰہی سے خیریت اور استقامت شریعت محمدی ﷺ کا خواہاں و جویاں ہوں۔

خلاصۃ الکلام آنکہ پیران عظام پر لازم ہے کہ مریدوں کو اپنے عقائد کے مطابق اعتقاد اہل سنت والجماعت رکھنے کی تلقین کریں۔ اور اپنے بزرگوں کے رویے سے ان کو آگاہ کریں۔

پس آپ بھائی کو کچھ بیان عقائد اہل سنت والجماعت کے تحریر کیے جاتے ہیں تو جان لیجئے کہ تو پیدا کیا ہوا ہے۔ اور کوئی تمہارے پیدا کرنے والا ہے۔ اور تمہارا پیدا کرنے والا سارے

جہان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور جو کچھ کہ سارے جہان میں ہے وہ اسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور سارے جہاں کو پیدا کرنے والی ایک ہی ذات ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور وہ ذات پاک ہمیشہ رہنے والی ہے اور ہمیشہ سے رہتی چلی آئی ہے۔ اور اس ذات پاک کے وجود کی نہ کوئی ابتداء ہے اور نہ کوئی انتہاء۔ وہ ذات پاک ازل سے ابد تک واجب الوجود ہے۔ اس ذات پر نیستی کا اطلاق ہو ہی نہیں سکتا اور وہ ذات پاک قائم و دائم ہے۔ اور وہ کسی کا محتاج نہیں اور ساری چیزیں اسی کی محتاج ہیں۔ اور اس کا قیام اپنی ذات سے ہے، اور سب چیزوں کا قیام اسی ذات پاک کے ذریعہ ہے۔ اور وہ نہ مکانی ہے نہ زمانی، بلکہ دونوں سے پاک ہے۔ اور نہ جسم ہے نہ جسمانی اور نہ اس کی مانند کوئی ہے اور نہ وہ کسی چیز کی مانند ہے۔ نہ اس کی کوئی صورت ہے کہ بیان کی جا سکے، وہ بے مثل و بے مثال ہے۔ اور نہ کسی چونی اور چگونگی کا اطلاق اس پر ہو سکتا ہے۔ اور اس ذات پاک کے متعلق جتنا خیال دوڑائیں اور عقل چلائیں۔ وہ اس کے بھی ورے (تصورِ انسانی سے بالا) ہے۔ نہ کوئی عقل اس تک پہنچ سکتی ہے اور نہ کوئی وہم۔ کیونکہ یہ سب صفات ان چیزوں کی ہیں جو کسی کی پیدا کی ہوئی ہوں۔ اور بڑے ہونے اور چھوٹے ہونے کا اطلاق اس ذات پاک پر نہیں ہو سکتا اور نہ ہی وہ کسی جگہ پر جائے گیر ہے اور نہ جائے پذیر۔ اور جان لیجئے کہ جو کچھ کہ جہان میں ہے اور وہ سب عرش کے نیچے ہے اور عرش اس کی قدرت سے اس کے مسخر ہے۔ اور وہ سب مخلوقات کے صفات سے پاک ہے۔ اِس جہان میں اس ذات پاک پر بغیر دیکھے ایمان لانا فرض ہے۔ اور اُس جہان میں بلاشبہ سب کو اس کا دیدار نصیب ہوگا۔ اور وہ ذات پاک جیسے کہ اِس جہان میں بے مثل و بے مثال ہے اُس جہان میں بھی ہے۔ یہ سب عقائد، اہل سنت والجماعۃ کے ہیں۔ ان عقائد کے مطابق ایمان رکھنا فرض ہے۔

اے بھائی! جب سالکِ راہِ حقیقت وطریقت اہل السنت والجماعت کے عقائد کے مطابق اپنے عقائد رکھ لے۔ تو اس کو ذکر میں مشغول ہو جانا چاہیے اور ریاضات و مجاہدات پر کمر بستہ ہو جائے تاکہ اس کو تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہو جائے۔ تاکہ اس کے اخلاقِ رذیلہ اوصافِ حمیدہ سے تبدیل ہو جائیں، اور دنیا اور اہل دنیا کی محبت اس کے دل سے نکل جائے۔ اور اس کو صبر و توکل اور رضا جیسے بلند مقامات حاصل ہو جائیں۔ اس طرح سے کہ وہ اپنے اعتقاد کے مطابق یہ اوصاف عالمِ مثال میں اپنے اندر مشاہدہ کرنے لگے۔ اور اپنے آپ کو بشری آلائش سے

پاک وصاف دیکھنے لگ جائے۔جب وہ بصیرتِ قلبی سے یہ احوال اپنے اندر محسوس کرنے لگ جائے۔تو اس کو سیر آفاقی حاصل ہو جاتی ہے۔اور عالم امر کے پانچوں لطیفوں کے سیر وسلوک جدا جدا ہے۔اسی طرح ان لطائف کے انوار بھی جدا جدا ہیں، چنانچہ لطیفہ ءقلب کا نور زرد ہے، لطیفہ ء روح کا نور سرخ ہے، لطیفہ ءسر کا نور سفید ہے، لطیفہ ء خفی کا نور سیاہ ہے اور لطیفہ ء اخفیٰ کا نور سبز ہے۔ اور عالم خلق کے لطائف کے وہی انوار ہیں جو عالم امر کے لطائف کے ہیں۔البتہ عالمِ خلق کے لطائف میں لطیفہ نفس کا نور ابلق ہے یعنی نور بے کیف۔جیسے کہ حضرت امیر خسرو سے بادشاہ نے پوچھا کہ اے خسرو ابلق رنگ کا موتی کہیں موتیوں میں مل سکتا ہے، اگر ہے تو کہاں۔تو حضرت امیر خسروؒ نے فوراً یہ شعر پڑھا۔

در ابلق کسے کم دید موجود
مگر اشکِ بتانِ سرمہ آلود

یعنی کسی نے ابلق رنگ کا موتی کہیں نہیں دیکھا۔اگر دیکھنا چاہو تو معشوق کی سرمہ آلود آنکھوں کے آنسوؤں کو دیکھ۔کہ یہ ابلق رنگ کا موتی ہے۔

حضرت شیخ رکن الدین علاؤ الدولہ سمنانیؒ نے ساتوں لطائف کے انوار علیحدہ علیحدہ بتائے ہیں جو کہ ہمارے حضرات کے مقرر کردہ انوارات سے مختلف ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ لطیفہ قلبیہ کا نور خاکی ہے، لطیفہ ء نفس کا نور صاف نیلا، لطیفہ ءقلب کا نور خالص سرخ، لطیفہ ء روح کا نور خالص پیلا، اور لطیفہ ءسر کا نور خالص سفید اور لطیفہ ء اخفی کا نور خالص سبز ہے۔جو سالک اپنی قوت متخیلہ (تصور) میں یہ امور غیبیہ حظ کرنے لگے۔اور اس تجلیات ذاتیہ کے پرتو سے اپنے باطن میں لطف اور حظ آنے لگے۔تو اس وقت اسے چاہیے کہ ذکر اور مراقبہ وتلاوت قرآن مجید اور نماز پنج وقتہ پر پابندی اور مدام توبہ استغفار کے سوا دوسرے کام میں ہرگز مشغول نہ ہوا۔اور درود شریف بہت پڑھے۔اپنے مولا کریم کی عبادت میں شب و روز لگا رہے، کسی دوسری جانب التفات نہ کرے کیونکہ مولا کریم نے بندے کو اپنی عبادت اور بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔بندے سے مقصود بندگی ہے اور انوار وتجلیات کوئی مقصودی چیز نہیں۔

اس لیے تو حضرت شیخ شبلیؒ نے تجلیات اور انوار کو مولا کریم اور بندے کے درمیان حجاب سے تعبیر کیا ہے۔اور ان چیزوں کو خیال پرستوں کا مقام کہا ہے۔حضرت زین الدین قدس

سرہ فرماتے ہیں کہ جو پیر اپنے واقعات مریدوں پر ظاہر کرتا ہے۔ وہ ریاکار اور مکار ہے۔ البتہ وہ چیزیں جو مرید کو ادب سکھائیں اور مریدوں کے تربیت کیلئے ضروری ہیں تاکہ مرید ادب سیکھیں۔

اور یاد رہے کہ جو لوگ انوار نہ دیکھتے ہوں۔ ان کا درجہ انوار دیکھنے والوں سے کم نہیں۔ البتہ جن مریدوں کا یقین کمزور اور حالات باطنی ضعیف ہوں۔ ان کے لیے حالات اور واقعات اور مکشوفات کا دیکھنا ضروری ہے۔ تاکہ ان کا یقین کامل ہو جائے اور اپنے پیر پر پختہ اعتقاد رکھنے والوں کے لیے یہ چیزیں ضروری نہیں۔ فقط۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْهَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّاب۔

مکتوب چہارم

سوالات کے جواب میں اور سلوک وتصوف شیخ کامل مکمل سے حاصل کرنے کے بیان میں وغیرہ ذالک

الحمد للّٰہ وَسلام علی عِبادہ الّذین اصطفیٰ

بنام اخوی اعزی ارشدی ملا میر واعظ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

از جانب فقیر حقیر لاشی دوست محمد جو کہ حاجی صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔

بعد از اسلام مسنون اور دعوات ترقی درجات مشحون مطالعہ فرمائیں کہ الحمد للہ یہاں پر اللہ کریم کے فضل و کرم سے ہر طرح سے خیریت ہے۔ اور بارگاہ الٰہی سے آں عزیز کی صحت اور سلامتی اور استقامت شرعی مدام مطلوب ہے۔ خلاصہ مکتوب یہ ہے کہ بھائی جان کو معلوم رہے کہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے مطابق اپنے عقائد رکھنے اور احکام شرعیہ فرض، واجب، سنت اور مستحب وغیرہ ذالک پر پابند رہنے اور حرام و مکروہ اور مشتبہ اشیاء سے پرہیز کرنے کے بعد ہر شخص پر لازم ہے۔ کہ وہ اپنے اوقات عزیزہ چندروزہ کو طاعات اور عبادات ظاہری اور باطنی سے آباد اور شاد رکھے۔ اور تصیفہ قلب و تزکیہ نفس حاصل کرنے پر کوشاں رہے، کیونکہ اعمالِ شریعت و طریقت اور حقیقت کا مقصد ہی پاکی نفس اور صفائی دل حاصل کرنا ہے اور جب تک دل صاف اور نفس پاک نہ ہو جائے اس وقت تک ایمان حقیقی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ایمان حقیقی اسی سے وابستہ ہے۔ اور دل کی سلامتی کا مقصد یہ ہے کہ اس کے دل میں سوائے اللہ کریم کے دوسری کوئی چیز نہ کھٹکے، نہ دل کسی دوسری چیز کی طرف متوجہ ہو۔ اگر فرض کرو اس کو ہزار سال کی عمر بھی عطا ہو جائے تب بھی

ایک لمحہ اور لحظہ کے لیے ماسوی اللہ پاک کے اس کے دل پر دوسری کوئی چیز نہ گزر سکے۔ اسی کو فناء لطیفہ قلبی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور یہ سلوک نقشبندیہ مجددیہ میں پہلا قدم ہے۔

بھائی جان! طالب مولا کو اس قدر توجہ اور مراقبہ میں کوشش کرنی چاہیے کہ یہاں تک اس کا عروج ہو کہ وہ ہر سانس اور ہر لمحہ اپنے آپ کو مولا کریم کی جناب میں دیکھنے لگے۔ اور بجز اللہ تعالیٰ کے دیدار کے اسے دوسری کوئی طلب نہ رہے۔ اور یہ شہود اور حضور تب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ دونوں جہاں اس کی نظر سے چھپ جائیں۔ اور اس کو بجز مولا کریم کی ذات پاک کے اور کچھ نظر نہ آئے۔ اس کا دل جو کہ حقیقت جامعہ ہے، مشاغل دنیاوی اور لذات فانیہ سے خلاصی حاصل کر لے۔ اور یہ ارفع اور اعلیٰ مقام تب ہی حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اوقات اور لمحات حیاتِ مستعار کی اس قدر نگرانی کرے کہ اس کے ملکہء دل پر اللہ پاک کے ماسوی اور کسی چیز کا گذر نہ ہو۔ اور جمعیت باطنی اور حضور اس کا ملکہء دل بن جائے۔ یہ ہے حقیقتِ فناءِ قلبی۔

بھائی جان! اس زمانہ آخر میں لوگ سلوک ناتمام کردہ۔ اور اس مبارک راستے یعنی راہِ سلوک کے نشیب و فرار سے ناواقف یہاں تک کہ نہ ان کو فناء و بقا مصطلح مشائخ کرام کا پتہ چلتا ہے۔ محض اپنی پیرزادگی اور صاحبزادگی کی بناء پر اپنی دکانِ فقر کی رونق بنائے ہوئے ہیں۔ اور اپنے آپ کو بزرگ اور ولی سمجھ کر لوگوں میں ڈینگیں مارتے ہیں کہ میں بزرگ اور میرے جیسا ولی کوئی نہیں۔ ٹونے، ٹوٹکے، منتر اور اسما بلا تمیز پکا کر اپنے دعوئ فقر پر زور دیتے ہیں۔ خواہ وہ جنوں کو مسخر کریں یا شیطان کو ان کی محض غرض دنیا اکٹھی کرنا ہوتی ہے۔ اور عوام الناس بھی ان کے نرغے میں آجاتے ہیں۔ حالانکہ نہ وہ جھوٹ سے پرہیز کرتے ہیں اور نہ گلہ گوئی سے۔ بہتان طرازی ان کا شیوہ ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ان کا مدام کام اپنے آپ کو اونچا دکھانا اور دوسروں کو نیچا دکھانا اور اپنے آپ کو سب سے بالاتر اور بزرگ بنانا ہوتا ہے۔ اپنے آباؤ اجداد کی بزرگی پر فخر کرتے ہیں۔

خداوند کریم ایسے پیرزادوں اور صاحبزادوں سے بچائے۔ معاذ اللہ۔ طریقت یہ نہیں جو وہ کر رہے ہیں جیسے کہ شیخ سعدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ شعر

کیں مدعیان در طلبش بے خبر انند
کا نرا کہ خبر شد، خبرش باز نیاید

یعنی یہ غلط مدعی لوگ جو کہ راہ سلوک وطریقت و بزرگی کی ڈینگیں مارتے پھرتے ہیں۔ وہ حقیقت میں بے خبر ہیں اور جن کو راہ سلوک میں مولا کریم کے دیدار پرانور کی طلب ہوتی ہے۔اس کے منہ پر مہر سکوت لگ جاتی ہے۔

بھائی جان! کبرائے دین اور روندہ ءراہ یقین سب طریقوں کے خواہ طریقہ نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، یا سہروردیہ اور اسی طرح دیگر چار طریقوں کے امام خواہ شطاریہ ہو خواہ مداریہ یا کبرویہ یا قلندریہ ہو سب اس بات پر متفق ہیں اور ساتھ ہی چاروں مذاہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی بھی متفق ہیں کہ اس راہ سلوک میں کشفیات اور تصرفات اور خرق عادات کی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ پانی پر چلنا تو مچھلیوں کا کام ہے۔اور ہوا میں اڑنا پرندوں کا، اور غیبی خبریں دینا کاہنوں اور جادوگروں کا کام ہے۔ اور یہ ایک لحہ میں مشرق سے مغرب تک پہنچنا شیطان کا کام ہے۔ یہ سب کام کچھ بھی نہیں اور ان کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔

حقیقت میں کرامت بزرگان دین کی نزدیک یہ ہے کہ انسان کا ظاہر شریعت، حضور سرور کائنات ﷺ کی سنت اور متابعت سے آراستہ ہو۔ اور باطن حق تعالیٰ کے حضور میں مستغرق ہو۔ اور دل غیر اللہ کی محبت سے خالی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے ذکر اور مراقبہ میں اس طرح محو ہو کہ اس کو اپنے اور کل کائنات کے افعال وصفات کلی و جزئی نظر نہ آئیں۔ اصل بات یہ ہے اور باقی سب لغو اور ہیچ ہے۔ اللہ اکبر

ہاں! اگر اللہ کریم کبھی سالک پر پوشیدہ راز ظاہر فرمائیں۔ اور اس کو تصرف کرنے کی طاقت بخشے، اور واقعات ماضیہ اور مستقبلہ کا پتہ لگ بھی جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ حتی المقدور اُن کو پوشیدہ رکھے نہ یہ کہ پوشیدہ راز ظاہر کرنے لگے اور اپنی بزرگی کا سکہ جمائے۔

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ سب انبیاء علیہم الصلوات والسلام پر اظہار معجزات فرض ہیں۔ اسی طرح اولیاء اللہ رضوان اللہ علیہم پر کرامتوں کا چھپانا فرض ہے اور دوسرے بزرگ نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام کو مولا کریم کی تنبیہ یہ کہ ان پر وحی کا آنا بند کردے۔ اور اولیاء اللہ کو مولا کریم کی جانب سے تنبیہ یہ ہے کہ وہ اپنی کرامتیں ظاہر کرنے لگیں۔ اور مومنوں کو مولا کریم کی تنبیہ یہ ہے کہ ان سے طاعات اور عبادات الٰہیہ میں کمی واقع ہونے لگے۔

مکتوب پنجم

ضروری نصائح اور مقامات سلوک کے بیان میں

اخوی اعزی ارشدی ملا راز محمد صاحب۔

اَوۡصَله اللّٰه تعالے اِلیَ اقصیَ الُمراتب وَسَلمه اللّٰه تعالیٰ منَ الحَوادثِ وَالنّوائِب ۔

از جانب فقیر حقیر لاشی دوست محمد جو کہ حاجی صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ بعد از سلام مسنون، اور دعا گوئے بے حد مطالعہ فرمائیں۔

الحمد للہ! یہ فقیر بمعہ درویشان تا تاریخ ۱۷/ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۹ھ شکر منعم حقیقی جل شانہ، بجا لاتا ہے۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ ہر طرح سے خیریت ہے۔ آنجناب کی صحت و عافیت اور استقامت شریعت وطریعت وحقیقت بارگاہ الٰہی سے خواہاں و جویاں ہوں اور استقامت شریعت و حقیقت وطریقت کا حاصل ہو جانا کرامت کے حصول سے بالاتر ہے۔ اللہ کریم ورحیم، آں عزیز کو نصیب فرمائے۔ آمین۔ جو مکتوب محبت بھرا دستی مجمع فضائل و کمالات اور منبع محامد نوالات مقبول بارگاہ الصمد مولانا فتح محمد صاحب بھیجا تھا، وہ پہنچ گیا ہے۔ حالات مافیہا سے آگاہی ہوئی۔

خلاصۃ الجواب آنکہ! بھائی جان! فقیر کی آرزو یہ ہے کہ اپنی چند روزہ زندگی کے اوقات کے حسب رضائی مولا کریم جل شانہ کے گزاریں اور اپنے اوقات عزیزہ جن کا نعم البدل نہیں مل سکتا، فضول میں ضائع نہ فرمائیں اور ساری کوشش یہ کریں کہ اپنے ظاہر کو شریعت کے مطابق ڈھالیں۔ اور باطن ہر وقت ذکر وفکر حق تعالیٰ میں مصروف رہے اور مدام توجہ الی اللہ اور عاجزی اور انکساری آپ کا لائحہ عمل رہے۔ یہ اشیاء سب اسباب قبولیت بارگاہ رب العزت جل شانہ کی ہیں۔ اور دونوں جہان کی فلاح اور نجات اسی پر منحصر ہے۔ اور دین و دنیا کے سب کام اور ظاہر و باطن کے سب امور بوسیلہ جلیلہ اپنے پیران عظام کے جناب الٰہی کے سپرد کریں۔ اور یاد رکھیں! کہ دین و دنیا کے سب کام، اور ظاہر باطن کے سب امور میں توکل بر مولا حقیقی کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

اور یاد رکھیں! کہ سب کاموں کو تقدیر الٰہی سے جاننا، اور جو بھی واقعہ درپیش ہو۔ اس کو رب العزت جل شانہ، کے سپرد کرنا، اور لوگوں کے ساتھ مقابلہ اور مباحثہ سے پرہیز کرنا۔ اور ان کی خطاؤں اور غلطیوں سے درگزر کرنا، اور کسی کو بھی برائی سے یاد نہ کرنا یہ سب وہ کام ہیں جو رب

العزت جل شانہ، کی رضامندی کا باعث ہیں اور یہ اوصاف رب العزت جل شانہ کی قبولیت کی علامت ہیں ۔کیونکہ اہل اللہ جو بھی دیکھتے ہیں اور جو بھی سنتے ہیں ۔ان کی نظر مدام مولا کریم جل شانہ کی جانب ہوتی ہے۔اور اشخاص جو کہ تعینات ہیں ان سے ان کی نظر بالا کام کرتی ہے۔اور برا کہنے والے کے ساتھ احسان سے پیش آتے ہیں اور برائی کا بدلہ نیکی سے دیتے ہیں۔اور ان کی غلطیاں معاف کر دیتے ہیں ۔ جو ہمارے ساتھ برائی سے پیش آئے ۔اس کو خداوند کریم خوش رکھے۔ یہ اللہ والوں کا مقولہ ہوتا ہے۔

اور مقامات سلوک نقشبندیہ مجددیہ بالتفصیل عرض کرتا ہوں جو یہ ہیں۔

۱۔	توبہ	۲۔	انابت
۳۔	صبر	۴۔	قناعت
۵۔	زہد	۶۔	توکل
۷۔	؟	۸۔	خوف
۹۔	رجا	۱۰۔	تسلیم ورضا

ان دس مقامات کے ساتھ متصف ہونا، اور کشف و کرامات اور خوارق عادات کاموں کو بے اعتبار جاننا۔اپنے اور ماسوی سے ناامید رہنا۔فقیر و فاقہ کو نعمتِ عظمیٰ جاننا اور مریدوں کے اموال کا طمع نہ رکھنا ، اور اپنے آپ کو لوگوں میں مقبول ہونے یا نہ ہونے میں خوش اور فکر مند نہ ہونا۔ دولت مندی اور دولت مندوں سے بچ کے رہنا۔ اور جو کچھ میسر ہو اس کو فقراء پر تقسیم کرتے رہنا، اور علماء و فقراء کی تن دہی سے خدمت کرنا، اور نفس و شیطان کے شر سے مرتے دم تک ہوشیار رہنا۔اپنے آپ کو تمام مخلوق سے حقیر جاننا۔شعر

ہر کجا ایں نیتی افزوں تر است
کار حق راکار گاہ آن سر است

ترجمہ: یعنی جس شخص میں انکساری اور فروتنی زیادہ تر ہے۔اللہ کریم کی بارگاہ عظمت میں اس آدمی کا سرِ نیاز زیادہ مقبول ہے۔

اے برادر! ہر وقت مولا کریم جل شانہ کی جانب خلا میں ملا میں جس حال میں بھی ہوں متوجہ رہیں، رزق کی طلب کے لیے پریشان نہ ہوں۔ کہ اللہ کریم کی جانب سے رزق مقدر ہے۔

ہمارے بڑے پیرانِ عظام نے فرمایا ہے! آج کل درویشی لقمہ فروشی سے ہے جو کہ حقیقت میں دین فروشی ہے۔ ایسی درویشی جو لقمہ فروشی ہو، سے اللہ کریم ہمیں معاف رکھے۔ پہلے مسلمانی درست کریں۔ بعد میں درویشی کو۔

پس اے برادر! طالب حق جل شانہ کو چاہیے کہ وہ علم لدنی کی طلب، اور سنت صوفیہ کرام کے حصول کے لیے پوری کوشش کریں۔ ان کا حصول نعمتِ کبریٰ ہے۔ اور صاحبِ دل شخص کو شیخ کامل مکمل ڈھونڈنا نہایت ضروری ہے۔ اگر اس قسم کا عزیز اس کو میسر آ جائے کہ جس کی صحبت مبارک میں نسبت جذبی حاصل ہوتی ہو۔ اور اس کی صحبت شریف میں آ کر لوگ فیض و برکات سے مالا مال ہو کر جا رہے ہوں۔ اور اس کی صحبت مبارک میں بیٹھنے سے نسبت حضور و آگاہی ملکہ دل بن جائے تو ایسی شخصیت عظیم کو جان سے بھی زیادہ عزیز اور قیمتی سمجھیں۔

ہاں! ایسے شخص کو ہرگز شیخ کامل نہ سمجھیں۔ جو دلوں کی حالت بتا دے یا اڑ کر ایک شہر سے دوسرے شہر پہنچ جائے۔ یا پانی کے اوپر چلے وغیرہ وغیرہ، اور ساتھ ہی ایسی عادات اس میں ظاہر ہوں، جو انسانی عادات کی ضد ہیں۔ یہ حالتیں اور یہ عادتیں تو عاملین، جوگی، برہمن، جن وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ یاد رکھیں اور ضرور یاد رکھیں کہ ولایت، استقامتِ شریعتِ غرا و اتباع سنتِ بیضاء اور کمال تقویٰ پر منحصر ہے۔

مکتوب ششم

بنام خلیفہ عظیم القدر ملا میر واعظ صاحب

در بیان وجوب تقلید شخصی اور فضائل و کمالات حضرت امام اعظم چراغ و آفتاب امت محمدیہ ﷺ حضرت امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی الحنفیؒ

عربی زبان

الحمد للّٰہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد، فالسلام المسنون والدعاء المشحون من الفقیر الحقیر لا شئی دوست محمد المعروف بالحاجی کان اللّٰہ لہ عوضا عن کل شئی علی اخی الشریف العزیز ملا میر واعظ صاحب سلمہ اللّٰہ عن حوادث الزمان والنوائب ان احوال ھذا المکان من کل الوجود قرین نحمد اللّٰہ سبحانہ والمسئول من اللّٰہ تعالے سلامتکم وعافیتکم و ثباتکم علی الشریعۃ

والطریقة والحقیقة فانها فوق الکرامة ویرحم اللّٰه عبدًا قال امینا۔

فاعلم یا اخی! قد ظهرت و بدعت فی هذا الزمان فرقة وهابیة تسمی انفسها بالمحدثین بسبب خبث الباطن و فساد العقیدة طال لسانها فی ذم امامنا حضرت نعمان بن ثابت الکوفی امام المفسرین و المحدثین وانکرت من اجتهاد الائمة المجتهدین المتقدمین والمتاخرین وحصر المذاهب الاربعة وقد اتفق علی حصرهم علماء السلف الصالحین ۔ فصار حصرهم ثابت بانعقاد الاجماع۔ ابین بعون اللّٰه تعالیٰ شمة من مناقب الامام الاعظم الموصوف ونبذةً من دلائل حصر المذاهب الاربعة رغماً لانف المخاصمین الطاغین فی شان الائمة المجتهدین۔ فاقول و باللّٰه التوفیق وهو خیر رفیق من الکتاب المستطاب المسند الامام الاعظم اعنی حضرت نعمان بن ثابت الکوفی رحمة اللّٰه تعالی علیه المعروف فی الافاق بمسند الخوارزمی۔ الباب الاول فی ذکر شی من فضآئله التی تفردبهااجماعًا فنقول و باللّٰه التوفیق مناقبه ، وفضائله کالحصی لا تعد ولا تحصی ولایمکن ان یستقصی لکن الفضائل التی تخص و تفردبها ولم یشارکه اجماعًامن بعده فیها یمکن احصاءها وضبطها فی عشرة انواع۔

الاول، فی الاخبار و الاثار المرویة فی مدحه دون صدح من بعده۔

الثانی، فی انه ولد فی زمان الصحابة والقرن الذی شهد له رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم بالخیریة دون من بعده۔

الثالث، فی انه روی عن اصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه واله وسلم دون من بعده۔

الرابع، فی تبرُّزِهٖ فی عهد التابعین للفتوی دون من بعده۔

الخامس، فی انه تلمذ و استفاد من اربعة آلاف من التابعین و غیرهم دون من بعده۔

السادس، فی روایته من الکبار من التابعین و علماء المسلمین دون من بعده۔

السابع فی انه اتفق له من الاصحاب العظماء المجتهدین مالم یتفق لاحد من

بعده۔

الثامن فی انه اول من استنبط الاحکام واسس قواعدالا جتها د و بالغ فی الاحکام دو ن من بعده۔

التاسع انه لم یقبل العطایاعن الخلفاء البرایابل افضل من کسبه علی جماعة الفقهاء دو ن من بعده۔

العاشر فی دفاته و شهادته بسبب تورعه عن الدنیا و جاههادون من بعده۔

امـا الاول: فقداخبرنی الصدر الکبیر شرف الدین احمد بن مئوید بن موفق ابن احمد المکی قال الشیخ الزاهد محمد بن اسحق السراجی الخوارزمی اخبرنا ابو حفص عمر بن احمد الکراسی اخبرنا الا ما م ابو الفضل محمد بن حسن الناصحی حدثناابو القاسم بن طاهرالبصری حدثناابو یو سف احمد بن محمد الواعظ فی رباط ابراهیم بن ادهم حدثناابوعبد اللّٰه محمد بن نصر الوراق قال اخبرنا ابو عبد اللّٰه المامون بن احمد بن خالد حدثنا ابو علی بن احمدبن علی الحنفی حدثنا فضیل بن موسٰی السینائی عن محمد بن عمروعن ابی سلمة عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم یکون فی امتی رجل یقال له ابو حنیفه هو سراج امتی یوم القیامه ۔وعن ابی سلمة عن ابی هریرة عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم انه قال ان فی امتی رجلا۔وفی حدیث القصری یکون فی امتی رجل اسمه نعمان و کنیته ابو حنیفه هو سراج امتی هو سراج امتی۔عن ابان بن ابی عیاش عن انس بن مالك قال قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم سیاتی من بعدی رجل یقال له نعمان بن ثابت ویکنی ابا حنیفه لیحیین دین اللّٰه وسنتی علی یدیه۔ عن نافع عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالی عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و آله وسلم یظهرمن بعدی رجل یعرف بابی حنیفة یحیی اللّٰه سنتی علی یدیه۔ عن عبد اللّٰه بن مغفل قال سمعت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللّٰه تعالی عنه یقول الاانبئکم من کوفان من بلد تکم اومن کو فتکم هذه یکنی بابی حنیفةقد ملئی قلبه ایمانا وعلما ء وحکماء وسیهلك به قوم فی آخرالزمان الغالب علیهم التنافر یقال

لهم النبانیه کما هلکت الروافضة بابی بکر و عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما۔ عن سعید عن الضحاك عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال یطلع بعد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بدر علی جمیع خراسان یکنی ابی حنیفة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه۔ حدثنا الحسن بن اسمعیل بن الحسن عن ابی عبد الرحمن عن الزهار قال شهدتُ حمادًا وجاء ه ابو حنیفةفقال له حماد یا ابا حنیفه انت نعمان بن ثابت الذی ذکرلنا ابراهیم قال سقی اللّٰہ زمانا یکون فیه رجل یقال له نعمان یکنی ابی حنیفه یحیی احکام اللّٰہ تعالی رسوله و تجری بعده ابدًا ما بقی الا سلام ولا یهلك من اتخذ ها وعمل بها فان انت لقیته فاقراه منی السلام۔ عن کعب الا حبار قال انی لا جدا سامی العلماء واهل علم مکتوب بصفاتهم وانسابهم اهل زمان زمان وانی لا جداسم رجل یقال له نعمان بن ثابت یکنی ابا حنیفة واجد له شانا عظیمافی العلم والفقه والعبادةو الحکمة والزهادة قدساد اهل زمانه من اهل العلم فمن تبعه اهتدی و هوبدرهم یعیش مغبوطا ویموت شهیدًا۔ عن عبد الله بن المبارك قال اخبرنی ابن لهیعةقال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فی کل قرن امتی سابقون وابو حنیفه سابق هذه الامة۔ قال سمعت الا مام الشافعی یقول انی لا تبرك بابی حنیفة وا جئی الی قبره فاسئال اللّٰہ الحاجةعند قبره فما تبعد عنی حتی تنقضی وانشدنی الصد رالکبیرشرف الدین احمد بن المئویدالمکی الخوارزمی قال انشدنی الصدرالعلامة صدرالا ئمة ابو المئوید موفق احمد المکی لنفسه۔ اشعار

رسول اللّٰہ قال سراج دینی وامتی الهدلة ابو حنیفة
غدابعد الصحابة فی الفتاوٰی لا حمد فی شریعته خلیفه
سدی دیباج فتیاه اجتهاد و نحمته من الرحمن خیفه

اما النوع الثانی: من مناقبه وفضائله التی لم یشارك فیها من بعده من ارباب المذاهب انه ولد فی زمن الصحابة علی ما انباء نی المعمر رشید المدین الی آخر الا سناد قال سمعت مزاجم بن داود بن علیة عن ابیه قال ولد ابو حنیفة سنة احدی و ستین ومات سنة مائة و خمسین وهذ ا القول تفردبه الحسن الخلال فاما

الـقـول الـمشهـو رانـه ولـد ثـمـا نين من الهجرة الى اخرالاسناد۔ وعن ابی سعد قال سـمـعـت الـواقدی يقول سمعت حماد بن حنيفة يقول ولد ابی سنة ثمانين و هكذا اخر جه الحافظ ابو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الصفار فی مسنده وقال ای ابو حـنيـفة تـوفی فی ايامی عبد اللّٰه بن جعفر بن ابی طالب وابو امامه الباهلی وواثلة بن اسقع ، وعمر بن حريث وعبد اللّٰه ابن ابی اوفی و جماعة من الصحابة يقول اضعف عبـا داللّٰـه محمد العربی الخوارزمی فثبت بهذا انه ولد فی زمن اصحاب رسول اللّٰه صـلی اللّٰه عليه وسلم وهو مـن اهـل الـقرن الذی شهد لهم رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسـلـم بـالخيرية و وصفه بالعدالة فان اصحاب الحديث احتلفوا فمنهم من جعل ابا حـنيـفـه مـن الـقـر ن الثانی وقد اجمعوا ان ولادته كانت فی القرن الاول واجتهد فی الـقـرن الـثـانـی۔ انشدنی صدر الائمه ابو المويد الموفق بن احمد المكی الخوارزمی لنفسه

عدامذهب النعمان خير المذاهب   هـكـذالقمر الوضاح خيرالكواكب

تـفـقـه فـی خير القرون مع التقی   فـمـذهـبـه لا شك خيـر الـمذاهب

واما الـنـو ع الثالث: من مناقبه و فضايله التی لم يشاركه فيها من بعده انه روی عـن اصـحـاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم فان العلماء اتفقوا علی ذالك و ان احتـلـفـوا فی عدهم فمنهم من قال انهم ستة رجال وامرائة ومنهم من قال خمسه وامرائة و منهم من قال سبعة وامرائة۔

واما الـنـو ع الـرابـع :من مناقبه وفضائله التی تفرد بها ولم يشارك فيها من بـعـده انـه اجتهـد وافتـی فـی زمن التابعين رحمه اللّٰه عليهم اجمعين۔ وقال صاحب الـدرالـمـختار و شارحه الطحطاوی والفقه ذرعه عبد اللّٰه بن مسعود رضی اللّٰه تعالٰی عنه وسقاه علقمة وحصده ابراهيم النخعی وداسه حماد وطحنه ابو حنيفه وعجّنه ابو يـوسف وخبّزه مـحـمـد وسـائـر الـنـاس يـا كـلـون مـن خبـرهم وقد نظم بعضهم فقال۔اشعار

الفقه ذرع ابن مسعود علقمه   حـاصـده ثـم ابـراهيـم داس

نعمان طاحنه یعقوب عاجنه محمد خابز و الا کل الناس

وقد ظهر علمه بتصانیفه کالجامعین و الزیادات النوادر حتی قیل انه صنف فی العلوم الدینیة تسما ئة و تسعة و تسعین کتابا و من تلامذته الشافعی رضی اللّٰه تعالٰی عنه ولقد انصف الشافعی حیث قال من ارادالفقه فلیزم اصحاب ابی حنیفةؒ فان المعانی قد تیسرت لهم و تزوج محمد بام الشافعی و فوض الیه کتبه و ماله فصار الشافعی فقیها وقال الشافی و اللّٰه ماصرت فقیها الا بکتب محمد بن الحسن وقال اسمعیل بن ابی رجاء رأیت محمدا فی المنام فقلت ما فعل اللّٰه بك قال غفرلی قال لو اردت ان اعذ بك ما جعلت هذاالعلم فیك فقلت له این ابو یوسف قال فو قنا بدرجتین قلت فابو حنیفة قال هیها ت دالك فی اعلی علین۔ و کیف وقد صلی الفجر بوضوء العشاء اربعین سنةو حج خمساد و خمسین حجة ورأی ربه فی المنام مائة مرة،ولها قصه مشهورة وفی الحجة الاخیرةاستاذن حجبة الکعبة بالد خول لیلا فقام بین العمودین علی رجله الیمنی و وضع الیسری علی ظهرها حتی ختم نصف القرآن ثم رکع و سجد ثم قام علی رجله الیسری و وضع الیمنی علے ظهر ها حتی ختم القرآن فلما سلم بکی و ناجی ربه ما عبد ك هذاالعبد الصعیف حق عبادتك لکن عرفك حق معرفتك فهب نقصان خدمته لکمال معرفته فهتف هاتف من جانب البیت یا ابا حنیفة قد عرفتنا حق المعرفته و خدمتنا فاحسنت الخدمته و قدغفر نالك و لمن اتبعك و من کان علی مذهبك الی یوم القیامة۔وقیل لابی حنیفة بم بلغت ما بلغت قال ما بخلت بالا فادة و ما استنکفت عن الا ستفاده۔ قال مسافربن کرام من جعل ابا حنیفه بینه و بین اللّٰه رجوت ان لا یخاف وقال فیه ۔اشعار

حسبی من الخیرات هما اعددته

یوم القیامه فی رضی الرحمان

دین النبی محمد خیر الوری

ثم اعتقاد ی مذهب النعمان

وعنه علیه الصلوات و السلام ان آدم افتخربی و انا افتخربرجل من امتی

اسمه نعمان و کنیته ابو حنیفه هو سراج امتی و عنه الصلوات و السلام ان سائرانبیاء یفتخرون بی و انا افتخر بابی حنیفه من اجبه فقد اجنی و من ابغضه فقد بعضنی کذا فی التقدمه شرح مقدمة ابی اللیث۔

والحاصل ان ابا حنیفة نعمان من اعظم معجزات المصطفی بعد القرآن وحسبك من مناقبه اشتهار مذهبه ما قال قولا الا اخذبه امام من الا ئمه الاعلام وقد جعل اللّٰه الحکم لا صحابه واتباعه من زمنه الی هذه الا یا م الی ان یحکم بمذهبه عیسی علیه الصلوة والسلام ۔ وهذا یدل علی امرعظیم اختص به من بین سائر العلماء العظام کیف لا وهو کالصدیق رضی اللّٰه عنه له اجروهواجر من دون الفقهه والّفه وفرع احکامه علی الا صول العظام الی یوم الحشر و القیام وقد اتبعه علی مذهبه کثیر من الا ولیاء الکرام ممن اتصف بثبات المجاهدة و رکض فی میدان المشاهدة کا براهیم بن ادهم و شقیق البلخی و معروف الکرخی وابی یزید البسطامی وفضیل بن عیاض و د اء و دالطائی وابی حامد اللفاف وخلف بن ایوب و عبد اللّٰه بن المبارك و وکیع بن الجراح وابی الوراق وغیرهم ممن لایحضی له عدة یستقصی فلو وجد وافیه شبهة مااتبعوه ولا اقتدوابه ولا وافقوه۔ وقال الا ستاذ ابو القاسم القشیری فی رسالة مع صلابتفی مذهبه وتقدمه فی هذه الطریقه۔ سمعت الا ستاذ ابا علی الدقاق یقول انااخذت هذه الطریقة من ابی القاسم النصرابادی قال ابو القاسم انا اخذتها من الشبلی وهواخذ هامن السری المسقطی وهومن معروف الکرخی وهو من داود الطائی وهواخذالعلم والطریقه من ابی حنیفة وکل منهم اثنی علیه واقربفضله فعجبالك یا اخی لم یکن أسوة حسنة فی هولاء السادات الکبار اکانوامتهمین فی هذا الاقراروالافتخار وهم ائمة هذه الطریقة وارباب الشریعة والحقیقة من بعدهم فی هذا الامر فلم تبع و کل من خالف ما اعتمده مردود و مبتدع وبالجملة فلیس ا بوحنیف فی زهد ه و ورعه وعبادته وعلمه وفهمه بشارك۔

ترجمہ اردو

بعد از الحمد والصلوات فقیر حقیر لاشئ دوست محمد جو کہ حاجی صاحب کے نام سے مشہور

ہیں۔ اللہ کریم اس کی سب لغزشیں معاف فرمائیں، کی جانب سے میرے عزیز اور شریف بھائی ملا میر واعظ صاحب ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ کریم آپ کو جملہ مصائب زمان اور حوادث دوران سے محفوظ اور سلامت رکھتے ہوئے، عرض ہے کہ یہاں کے احوال، بفضل قادر متعال جل شانہ، بالخیر والسلامت قرین ہیں۔ اور بارگاہ الٰہی سے آں عزیز کی مدام سلامتی اور عافیت اور استقامت شرعی اور طریقت وحقیقت کے نصیب ہونے کے لیے ہردم دعا گوہوں، کیونکہ استقامت شریعت اور طریقت وحقیقت اگر بندہ کو صحیح معنوں میں نصیب ہو جائے، تو یہ لاکھ کرامتوں کے ظہور سے بالاتر ہے۔ آں عزیز نے سنا ہوگا یہ مقولہ کہ الا ستقامۃ فوق الکرامۃ۔ بھائی جان! آج کل کے زمانہ میں ایک فرقہ ظاہر ہوا ہے جن کو وہابیہ فرقہ کہتے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے اوپر نام محدثین یا اہلحدیث رکھا ہوا ہے۔ اور وہ اپنے خبث باطن اور خراب عقیدے کی بنا پر ہمارے حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت کوفی جو کہ امام المفسرین والمحدثین ہیں، پر زبان درازی کرتے ہیں۔ اور آئمہ مجتہدین متقدمین اور متاخرین کے اجتہاد اور تقلید مذاہب اربعہ یعنی چاروں مذاہب کی تقلید کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ سب علمائے سلف صالحین نے مذاہب اربعہ کی تقلید پر اتفاق کیا ہے اور مذاہب اربعہ کی تقلید کو از روئے اجماع ثابت کیا ہے۔ اور اب یہ فقیر آنعزیز کو کچھ مناقب اور فضائل حضرت امام اعظم صاحب موصوف کے بیان کرتا ہے۔ جو ایک سمندر بے کنار کا ایک قطرہ ہے۔ اور ساتھ ہی گمراہ مخاصمین کے مقابلہ میں کچھ دلائل بھی بیان کرتا ہوں اور سب توفیق اللہ کریم کی جانب سے ہیں اور وہ اچھے سے اچھے ساتھی ہیں۔

بھائی جان! مسند امام اعظم جس کو امام خوارزمی نے لکھا ہے۔ تو اس میں امام اعظم صاحب کے فضائل وکمالات درج کئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم صاحب کے کمالات اور فضائل اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے مگر وہ فضائل اور کمالات کہ جس میں وہ منفرد ہیں اور کوئی دوسرا امام ان فضائل وکمالات میں ان کا شریک نہیں وہ دس قسم کے ہیں۔ پہلی قسم وہ فضائل ہیں کہ بے حساب اخبار اور آثار جو ان کی مدح میں بیان کئے گئے ہیں وہ دوسرے امام کی مدح میں نہیں ہوئے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ وہ اصحاب کرام کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور اس قرن میں پیدا ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ نے جس کی خیریت کی بشارت دی ہے۔ تیری قسم یہ بڑی فضیلت ہے کہ انہوں نے خود رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرام سے روایت کی ہے اس فضیلت میں حضرت

امام اعظم صاحب کہ سوا دوسرے امام شریک نہیں ۔ چوتھی قسم فضیلت ہے کہ وہ تابعین کے زمانہ میں فتویٰ دینے لگے جو دوسرے اماموں کے حصہ میں نہیں آئی ۔ پانچویں قسم ان کی یہ فضیلت ہے کہ اُنھوں نے چار ہزار تابعین سے روایت بھی کی ہے اور ان کو اس قدر کثیر تعداد تابعین سے شرف تلمذ اور شاگردی حاصل ہوئی جو دوسرے اماموں کے حصے میں نہیں آئی ۔ چھٹی قسم یہ فضیلت ہے کہ امام صاحب موصوف نے کبار تابعین اور علماء مسلمین سے روایت کی ہے جو دوسرے اماموں کے حصہ میں نہیں آئی ۔ ساتویں قسم ان کی یہ فضیلت ہے کہ ان کے شاگردوں اور اصحاب میں وہ صاحبان شامل ہوئے ۔ جو خود بڑے مجتہدین سے تھے ۔ اور یہ شرف دوسرے اماموں کو حاصل نہیں ہوا ۔ آٹھویں قسم یہ فضیلت ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے احکام مستنبط کئے اور اجتہاد کے قواعد کی بنیاد رکھی ۔ نویں قسم ان کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ انھوں نے حکام وقت کے خلیفوں کے تحفے تحائف اور عطیے منظور نہیں فرماتے بلکہ اپنے کسب سے اپنا معاش چلاتے رہے بخلاف ان کے بعد کے اماموں کے ۔ دسویں فضیلت یہ ہے کہ کمال ورع اور تقوی کی وجہ سے ان کی وفات شہادت کے ذریعے ہوئی اور وہ شہید فوت ہوئے بخلاف دوسرے اماموں کے ۔

پس پہلی فضیلت کے متعلق امام خوارزمی اپنے مسند میں اپنے معنعن روایت کے ذریعے حضرت ابی سلمہ حضرت بو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں ایک شخص ہوں گے ۔ ان کا نام ابوحنیفہ ہوگا جو قیامت کے دن میری امت کے چراغ ہوں گے ۔ اور حدیث قصریٰ میں حضرت ابی سلمہ، حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں ۔ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام نعمان ہوگا اور ان کی کنیت ابوحنیفہ ہوگی ۔ وہ میری امت کے چراغ ہوں گے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ الفاظ تین بار دہرائے ۔ ابان بن عیاش حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ایک آدمی آئے گا ۔ اس کا نام نعمان بن ثابت ہوگا اور کنیت اس کی ابی حنیفہ ہوگی ۔ اللہ کریم اس کے ذریعے میرے دین اور میری سنت کو زندہ کرے گا ۔ حضرت نافع حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد ایک شخص آئے گا جو ابی حنیفہ کے نام سے مشہور ہوگا ۔ اللہ کریم میری سنت کو ان کے ذریعے زندہ کرے گا ۔ حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب سے سنا کہ کیا میں آپ لوگوں

کو نہ بتاؤں کہ تمہارے اس شہر کوفہ میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو ابی حنیفہ کے نام سے مشہور ہوگا۔ اس کا دل ایمان اور علم و حکمت سے بھرا ہوگا اور اس کے ذریعے ایک ایسی قوم ہلاک ہوئی جس پر نفرت غالب ہوگی جس کو بنانیہ کہیں گے جیسے کہ رافضی لوگ حضرات شیخین ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ سے انکار کر کے ہلاک ہو گئے۔ حضرت ضحاک، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سارے خراسان پر چودھویں رات کے چاند کی مانند ایک شخص ظاہر ہوگا جس کی کنیت ابی حنیفہ ہوگی۔ خوارزمی آگے فرماتے ہیں کہ ایک معنعن روایت کے ذریعے مجھ تک پہنچی ہے کہ زہار فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام حماد جو کہ حضرت امام اعظم صاحب کے استاد تھے کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت امام ابی حنیفہ آ گئے، حضرت امام کو دیکھ کر حضرت حماد رضی اللہ عنہ بولے۔ اے ابی حنیفہ تو وہ نعمان بن ثابت ہے جس کا ذکر ہمارے آگے ابراہیم نے کیا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا۔ جس میں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام نعمان ہوگا۔ وہ اللہ پاک اور اسے رسول کریم کے احکام زندہ کرے گا اور وہ صاحب المذہب ہوگا۔ جب تک اسلام باقی رہے گا اس کا مذہب چلتا رہے گا۔ جن لوگوں نے اس کی باتوں پر عمل کیا وہ کبھی ہلاک نہ ہوں گے۔ اگر تم ان کو ملو تو میرا اسلام ان کو کہنا۔ اور کعب احبار فرماتے ہیں کہ مجھے ہر زمانے کے علماء کے اور اہل علم کے نام اور صفتیں اور نسب معلوم ہیں اور میں ان میں ایک ایسے آدمی کا نام جانتا ہوں جن کا نام نعمان ہوگا اور کنیت ان کی ابی حنیفہ ہوگی وہ علم، فقہ، عبادت، زہد اور حکمت میں شان عظیم رکھتے ہوں گے اور اپنے زمانے کے سردار ہوں گے جن لوگوں نے ان کی اتباع کی وہ ہدایت پا گیا۔ اور جو لوگ اس کے منکر ہوں گے وہ گمراہ ہوں گے۔ وہ اپنے زمانے میں چودھویں رات کے چاند کے مثل ہو گا۔ لوگ اس کے ساتھ رشک کریں گے۔ اور وہ شہید ہوں گے۔ حضرت عبداللہ بن المبارک، ابن لہیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت کے ہر زمانہ میں سابقوں ہوں گے اور اس امت کے سابق ابو حنیفہ ہوں گے اور عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی صاحب سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں حضرت امام اعظم ابی حنیفہ کے مزار مبارک سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ جب کبھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے۔ تو میں ان کی قبر شریف پر اللہ پاک کی جناب سے ان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں اور میری حاجت فوراً پوری ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ حضرت امام شافعیؒ جب کبھی حضرت امام اعظم صاحب کی زیارت کے لیے جاتے تو دو رکعات

نفل برائے ایصال ثواب حضرت امام اعظم کے لیے ادا فرماتے اور ان رکعات میں رفع یدین نہ کرتے۔ کسی نے پوچھا کہ حضور آپ کے مذہب میں تو رفع یدین ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ بے شک میرے مذہب میں رفع یدین ہے اور میں اس کا قائل بھی ہوں اور عامل بھی۔ مگر ادباً لِصَاحِبِ هَـذَا الْقَبْرِ الشَرِيف ۔ میں نے اس قبر شریف میں سوئی ہوئی بزرگ ہستی کا ادب کیا ہے، کیونکہ ان کے مذہب میں رفع یدین نماز میں جائز نہیں اس لیے میں نے نماز میں رفع یدین نہیں کیا۔ بات کہاں سے کہاں جا نکلی اب اپنے اصل مقصد کی جانب لوٹ آئیں۔ شرف الدین احمد بن المؤید المکی الخوارزمی فرماتے ہیں کہ اماموں کے سردار ابوالمؤید موفق احمد نے حضرت امام اعظمؒ کے حق میں یہ اشعار پڑھ کر سنائے۔ اشعار

رسو ل اللّٰــه قــال سراج دينى

وامتــى الهــداه ابــو حــنيــفة

یعنی رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ میرے دین کے چراغ ہیں اور میری امت کو ہدایت کرنے والے ابوحنیفہ ہیں۔

عـذابـعـد الـصـحـابة فى الفتاوى

لا حـمـد فى شـريـعتـه خليفـه

انھوں نے صحابہ کرام کے بعد فتوے دیئے اور وہ حضور ﷺ کی شریعت میں خلیفہ ہیں۔

سبــد ى ديبــاج فتياه اجتهـاد

و نـحـمتــه مـن الرحمن خيفـه

ان کے فتووں کا ریشمی طرہ امتیاز ان کا اجتہاد ہے، اور ان کا دل اللہ پاک کے ڈر سے بھرا ہوا ہے۔

اور دوسری قسم آپ کے مناقب اور فضائل میں جن میں آپ کے بعد کوئی شریک نہیں ارباب مذاہب میں سے کہ بے شک آپ صحابہؓ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ جیسا کہ مجھے خبر دی معمر رشید الدین نے آخر سند تک۔ کہا میں نے سنا مزاحم بن داؤد بن علیہ سے وہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، فرمایا۔ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۶۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں انتقال فرمایا۔ اور قول میں حسن خلال منفرد ہیں لیکن مشہور قول یہ ہے کہ آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، آخر سند تک۔ اور ابی سعید سے ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے واقدی سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے، میں نے حماد بن ابی حنیفہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میرے ابا جان ۸۰ھ میں پیدا

ہوئے۔ اور ایسے ہی حافظ ابوالقاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الصفار نے اپنی مسند میں فرمایا ہے۔ اور حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ میرے زمانے میں حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور ابوامامہ الباہلی اور واثلہ بن اسقع اور عمر بن حریث اور عبداللہ بن ابی اوفی صحابیوں نے وفات پائی۔ محمد عربی خوارزمی فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اصحاب کرام کے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ وہ قرن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس کی خیریت اور نیکی کی شہادت دی ہے۔ اور اس کی عدالت، اور کرامت جیسی صفات حسنہ بیان فرمائے ہیں۔ کیونکہ اصحاب حدیث یعنی ائمہ حدیث کا اس میں اختلاف ہے بعضوں نے ان کو قرن ثانی میں شمار کیا ہے۔ مگر اس بات پر سب متفق ہیں کہ وہ قرن اول میں پیدا ہوئے ہیں اور اجتہاد انہوں نے قرن ثانی میں شروع کیا ہے ابوالمؤید صدر الائمہ موفق بن احمد خوارزمی نے مجھے یہ اشعار امام اعظم صاحب کے حق میں سنائے۔ ترجمہ اشعار یہ ہے کہ حضرت امام کا مذہب سب مذاہب میں بہتر ہے جیسے چاند ستاروں میں انہوں نے خیر القرون میں فقہ کی بنیاد رکھی پس بے شک وشبہ ان کا مذہب سب مذاہب میں سے بہتر ہے۔

اور تیسری قسم کی ان کی وہ بزرگیاں اور مناقب جس میں ان کا کوئی شریک نہیں۔ یہ کہ انھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام سے روایت کی ہے۔ کیونکہ علماء اس بات پر متفق ہیں۔ اگرچہ انھوں نے اصحاب کرام کی تعداد میں اختلاف کیا ہے۔ پس بعضوں نے کہا ہے کہ انھوں نے چھ صحابہ اور ایک صحابیہ عورت سے روایت کی ہے۔ اور بعضوں نے پانچ صحابیوں اور ایک عورت صحابیہ کو مانا ہے۔ اور بعضوں نے سات صحابہ کرام اور ایک صحابیہ عورت کی تصدیق کی ہے۔

اور چوتھی قسم ان کی وہ فضیلتیں اور مناقب ہیں جن میں دوسرا امام ان کا شریک نہیں ہو سکا۔ اور وہ یہ ہیں کہ انھوں نے خیر القرون کے زمانہ تابعین میں ہی فتویٰ دینا اور اجتہاد شروع کیا اور اس بابت درمختار اور اس کی شرح طحطاوی میں ہے کہ علم فقہ کا بیج حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صحابی نے بویا اور حضرت علقمہؒ نے اس کو پانی سے سیراب کیا اور حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فقہ کا فصل کاٹا اور حضرت حماد نے بھوسے سے گندم کے دانوں کو جدا کیا اور حضرت امام ابوحنیفہ نے اس کو پیسا اور امام ابویوسف نے آٹے کو گوندھا اور حضرت امام محمد نے اس کی روٹیاں پکائیں اور سارے

لوگ ان روٹیوں کو کھا رہے ہیں۔ اور اسی بارہ میں کسی نے نظم بھی لکھی ہے یعنی اشعار منظومہ ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ علم فقہ کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بویا۔ اور علقمہ نے اس کو کاٹا۔ اور ابراہیم نخعی نے اس کو روندھا اور حضرت امام اعظم نعمانؒ نے اس کو پیسا۔ اور امام ابو یوسف نے اس کو گوندھا۔ اور امام محمد نے اس کی روٹیاں پکائیں۔ اور سارے لوگ ان روٹیوں کو کھا رہے ہیں اور امام اعظم کا علم حضرت امام محمد کی تصانیف سے ظاہر ہوتا ہے جو امام محمد کی مایہ ناز تصانیف ہیں جن کے نام جامعین، زیادات اور نوادر ہیں۔ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ انھوں نے علوم دینیہ میں نوسو ننانوے کتابیں لکھی ہیں۔ اور ان کا کوئی یہ تھوڑا کمال ہے کہ ان کے شاگردوں میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستیاں بھی ہیں۔ اور امام شافعیؒ نے انصاف کی حد کر دی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جن کو فقہ پڑھنے کا شوق ہو تو وہ امام ابی حنیفہ کے شاگردوں کی طرف رجوع کریں اور حضرت امام محمدؒ نے امام شافعیؒ کی بیوہ ماں کے ساتھ نکاح تھا۔ اور امام شافعی اس وقت چھوٹے بچے تھے اور وہ امام محمد کی زیر تربیت بڑے ہوئے اور ان سے علم پڑھا۔ یہاں تک کہ جب امام محمد فوت ہوئے تو ان کی ساری دولت اور مال اور سارا کتب خانہ امام شافعی کے ورثہ میں آئے جن کے ذریعے امام شافعی فقیہ بنے۔ سبحان اللہ۔ اور اسی بات کو حضرت امام شافعی نے دہرایا کہ مجھے میرے رب کی قسم کہ میں امام محمد صاحب کی کتابوں ہی سے فقیہہ بنا ہوں۔ اگر میرے ہاتھ امام محمد کی کتابیں نہ لگتیں تو میں فقیہہ نہ بنتا اور اسمٰعیل بن ابی رجا فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد کو خواب میں دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ کریم نے آپ کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا۔ تو وہ فرمانے لگے کہ مولا کریم نے مجھے بخش دیا۔ اور ساتھ ہی مولا کریم نے مجھے فرمانے لگے کہ اے محمد اگر میرا ارادہ تمھیں عذاب دینے کا ہوتا تو میں اتنا کثیر علم تجھ کو نہ دیتا۔ پھر میں نے ان سے امام ابو یوسف کے بارے پوچھا کہ ان کے ساتھ مولا پاک کا برتاؤ کیسے تھا۔ وہ فرمانے لگے کہ سبحان اللہ۔ وہ تو مجھ سے بھی دو درجے اوپر ہیں۔ پھر میں نے ان سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے بارہ پوچھا کہ وہ کس حال میں ہیں، تو وہ فرمانے لگے کہ وہ تو سب درجوں سے اوپر والے درجے میں ہیں یعنی (اعلیٰ علیین میں) اور وہ کیوں اعلیٰ علیون میں نہ ہوں جبکہ انھوں نے عشاء کے وضو سے چالیس سال فجر کی نماز پڑھی۔ اور پچپن حج کیے، اور اپنے رب کا دیدار انھیں سو بار نصیب ہوا نیند میں اور اس کا قصہ مشہور ہے۔ اور آخری حج میں انھوں نے بوابوں سے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی تو

انھیں مل گئی تو آپ نے خانہ کعبہ کے اندر دو رکعات نماز پڑھی اسی طرح سے کہ ایک پاؤں پر ٹھہر کر قرآن کریم کے پندرہ سپارے ختم کئے اور پہلی رکعت اس طرح سے ادا کی۔ اور پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے۔ تو دوسرے پاؤں پر ٹھہر کر باقی پندرہ سپارے ختم کئے اور جب دوگانہ ادا کیا۔ تو روتے ہوئے دعاء مانگی کہ الٰہی تیرے اس ضعیف بندے نے تیرا حقِ عبادت ادا نہیں کیا۔ مگر تجھے پہچانا پورا پورا ہے۔ اور تیری حق معرفت اس کو نصیب ہے۔ پس مہربانی فرما کر اس کی عبادت میں جو قصور واقع ہوا ہے وہ اس کی معرفت کے بدلے میں معاف فرما۔ تو بیت اللہ شریف کی ایک جانب سے ہاتف نے آواز دی کہ اے ابی حنیفہ بے شک تو نے ہم کو خوب پہچانا اور تو نے عبادت کا حق ادا کیا ہے پس اس کے بدلے میں ہم تجھے بھی بخشتے ہیں اور جنھوں نے تمہاری اتباع کی۔ اور جنھوں نے آپ کے مذہب کو اختیار کیا قیامت تک میں نے ان سب کو بخشا ہے۔ سبحان اللہ۔ اور امام اعظم صاحب کو کہا گیا کہ آپ کو اس قدر بے حد علم کہاں سے حاصل ہوا تو فرمانے لگے کہ میں نے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں کمی نہیں کی۔ اور نہ کسی سے فائدہ حاصل کرنے کی کوتاہی کی۔ مسافر بن کدام فرماتے ہیں کہ جس نے امام ابوحنیفہ کو اپنے اور اللہ پاک کے درمیان وسیلہ پکڑا وہ جیت گیا۔ اور اسی متعلق انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔

اشعار کا ترجمہ: قیامت کے دن میں اللہ پاک کو راضی کرنے کے لیے جس قدر نیک کاموں کا ذخیرہ تیار کروں۔ اس دن کے واسطے میرے واسطے یہ دو چیزیں کفایت کر جائیں گی۔ حضور پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر موت (۲) اور دوسرا یہ کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ کا مذہب لے کر مروں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام میری ذات پر فخر کریں گے اور میں اپنی امت کے ایک شخص پر جس کا نام نعمان ہوگا اور کنیت ان کی ابوحنیفہ ہوگی، فخر کروں گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سارے انبیاء مجھ پر فخر کرتے ہیں اور میں اپنی امت کے ایک ایسے شخص جس کا نام نعمان ہوگا فخر کروں گا۔ جو مجھ کو دوست جانے گا وہ اس کو بھی دوست جانے گا۔ اور جو مجھ کو برا جانے گا تو اسے بھی برا جانے گا۔ مقدمہ شرح مقدمہ ابی اللیث میں بھی اسی طرح تفصیل بیان کی گئی ہے اور حاصل یہ ٹھہرا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کی ذات قرآن مجید کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سب معجزات میں ایک بڑا معجزہ ہیں ان کی یہ کوئی تھوڑی منقبت ہے کہ چار دانگ عالم میں ان کا مذہب پھیلا۔ ان کا کوئی قول ایسا نہیں جس پر

کسی بڑے امام کا عمل نہ ہواور بالآخر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوات والسلام کا عمل بھی اسی مذہب پر ہوگا۔ یہ ان کی کتنی بڑی خصوصیت ہے اور ساتھ ہی ان کے مذہب کو بڑے بڑے علماء اور صوفیاء کرام نے چنا ہے۔ اور وہ ان کے مذہب پر تھے۔ ابراہیم بن ادھم اور شفیق بلخی، معروف کرخی، ابی یزید بسطامی اور فضیل بن عیاض داؤ دطائی، ابی حامد اللفاف، خلف بن ایوب عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن الجراح اور ابی الوراق جیسی بزرگ ہستیاں اور امام ان کے مذہب پر تھے اور بھی بہت علماء اور بزرگ ہستیاں ان کے مذہب پر تھیں، جن کی تعداد شمار میں نہیں آ سکتی۔ اور اس قدر علماء اور بزرگ ہستیاں جن میں ذرا بھر بھی شبہ دیکھتے، تو نہ انکے تابع ہوتے اور نہ ان کی اقتداء کرتے اور استاذ ابوالقاسم قشیری باوجود ان کے مذہب پر پختگی کے بھی انہوں نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ میں نے اپنے استاد ابا علی دقاق کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے یہ طریقہ ابوالقاسم نصرآبادی سے لیا اور انہوں امام شبلی سے لیا ہے اور انھوں نے معروف کرخی سے اور انہوں داؤ دطائی سے اور داؤد طائی نے علم اور طریقت دونوں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا ہے اور یہ سب ان کی ثناء وصفت اور ان کی فضیلت اور بزرگی کے قائل تھے۔ اے بھائی جان! بہت تعجب کی بات ہے، کیا اتنے بڑے بزرگ حضرت امام اعظم صاحب کی امامت اور فضیلت کے قائل ہونے پر متہم ہو گئے اس اقرار پر، کیا اتنے بڑے بزرگوں کی پیروی ہمارے لیے اسوہ حسنہ نہیں ہے پس یہ معلوم ہوا کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے زہد اور ورع، تقویٰ وعبادت علم اور فہم میں کوئی بھی ان کے شریک نہیں ہوسکا۔ مزید اگر امام اعظم صاحب اور تقلید شخصی کے متعلق معلومات حاصل کرنی ہوں تو مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری مکتوب نمبر۲۲ ملاحظہ فرمائیں جس کو نصر اللہ خان خاکوانی ملتانی نے چھپوایا ہے۔ فقط اللہ بس باقی ہوس۔

مکتوب ہفتم

جو کہ ساتوں لطائف پر اکٹھا ذکر کرنے یا علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے اور کہ ذکر سے مراد کیا ہے۔ اور فرقہ وہابیہ کے اعتقادات سے منع کرنے کے بیان میں ہے۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ اما بعد اللھم انی اعوذبك من ان اشرك بك شیًا و انااعلم بہ و استغفرك لما لا اعلم بہ تبت عنہ و تبرات و رجعت من الکفرو الشرك والکذب والغیبة و النمیمة و البھتان و النفاق و المعاصی

كلها اقول واسلمت بقول لااله الا الله محمد رسول الله ۔ اما بعد !

مولوی صاحب عزیز از جان حقائق ومعارف آگاہ مولوی عبداللہ صاحب خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آمین

اس فقیر حقیر لاشی دوست محمد جو کہ حاجی کے نام سے مشہور ہے کی طرف سے سلام مسنونہ کے بعد دعائے ترقیات دارین مطالعہ فرمائیں۔ الحمدللہ اس جگہ کے حالات اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت اچھے ہیں۔ اور آپ کی سلامتی وعافیت اور استقامت شرعی کے لیے فقیر دعا گو ہے۔ آپ عزیز کی طرف سے بھیجا ہوا محبت بھرا خط پہنچا۔ کوائف مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔ جو جو باتیں آپ نے پوچھی ہیں ہر ایک کا جواب لکھا جاتا ہے۔

۱ : آپ نے پوچھا کہ اسم ذات اللہ اللہ پانچ لطائف پر اکٹھا کیا جائے یا علیحدہ علیحدہ۔

بھائی جان ! اس فقیر کے پیران کبار کا معمول ذکر اسم ذات اللہ اللہ پانچوں لطیفوں پر علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے کا ہے۔ سب لطائف پر اکٹھا ذکر کرنا میرے حضرات کا معمول نہیں۔

۲ : آپ نے یہ بھی پوچھا ہے کہ ذکر اسم ذات لطائف میں اپنے فکر اور توجہ سے جاری ہوتا ہے، یا متواتر لطائف پر خیال رکھنے سے جاری ہوتا ہے۔

بھائی جان ! مقصود بالذات ان ہر دو طریقوں سے اونچا ہے۔ لیکن اس قدر ضرور ہے کہ ابتدائے سلوک میں ذکر اسم ذات ہر لطیفے کے اندر اس وقت جریان کرتا ہے کہ جب سالک، کامل توجہ سے ذکر کرتا رہے۔ اور اس پر مداومت اختیار کر لے تو اس کو حضور دائمی حاصل ہو جاتا ہے۔ اور ماسوی اللہ کے خیالات سے اس کا حضور نہیں ٹوٹتا، کیونکہ اس وقت حضور ملکہ قلب بن جاتا ہے۔ اور سالک رفتہ رفتہ حضور سے بھی بالاتر مقامات تک جا پہنچتا ہے جس کو حدیث شریف میں مرتبہ احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حدیث شریف یہ ہے۔ اَلا حْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ۔ تا آخر۔

بھائی جان ! فقیر نے سنا ہے کہ مولوی غیاث الدین مسائل فرقہ وہابیہ کے معتقد ہیں اور لوگوں کو بھی مسائل بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا لکھا جاتا ہے کہ انھیں سمجھائیں کہ آپ فرقہ وہابیہ سے پرہیز کریں بلکہ دل ہی دل سے اعتقادِ گروہ اسمٰعیلیہ سے بیزار ہو جائیں اور اپنے صحتِ اعتقاد اور اعمال کے لیے کتب ہائے سلف صالحین اہل السنت والجماعۃ (شکر اللہ تعالیٰ کا) ہمارے لیے کافی ہیں ان کو اپنے زیر مطالعہ رکھیں۔ فرقہ وہابیہ اور ان کے رسائل واعتقاد سے بجان و دل بیزار ہو

جائیں۔

اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں اپنے باطن میں اپنے پیران عظام رضی اللہ عنہم کا اثر قوی تر دیکھوں، تو آپ کے لیے لازم ہے کہ جملہ اعتقادی اور عملی مسائل میں اپنے ظاہر و باطن میں اپنے پیران عظام کی متابعت اختیار کریں۔ انشاء اللہ آپ حقیقتِ معرفت پر فائز ہوں گے۔

فقط والسلام خیر ختام

۲۳/ماہ شوال ۱۲۷۹ ہجری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ ششم

یہ فصل: حضرت حاجی صاحبؒ کی طویل علالت شریف، خواجہ محمد عثمان صاحبؒ جی، کو خلعتِ خلافت مرحمت فرما کر اپنا سجادہ نشین بنا کر اپنے مریدین کو ان کے حوالہ کرنے، اس بارے نصیحتیں اور تاکیدیں کرنے اور آنجناب کے وصایائے شریفہ اور تجہیز و تکفین و تدفین کے بیان میں ہے

طویل علالت

الام، اور اسقام، صحت و تندرسی انسان کے توام ہیں۔ آپ قدس سرہ کی عمر مبارک جب اڑسٹھ ۶۸ سال ہوئی تو طبع مبارک ناساز ہوئی۔ علاج و معالجہ کی سنت سنیہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان کے کسی معالج کیجانب رجوع فرمایا۔ دوا سے افاقہ نہ ہوا۔ تو خانقاہ احمد سعیدیہ موسیٰ زئی شریف واپس چلنے کا ارادہ فرمایا۔

مولانا رحیم بخش صاحب اجمیری جو آنجناب کے بڑے خلفاء میں تھے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نے دوسرے روز فرمایا کہ مجھ میں اونٹ پر سواری کی طاقت نہیں رہی۔ مجھے چارپائی پر اٹھا کر لے چلیں۔ ہم مخلصین نے عرض کیا کہ ہم حضور کے لیے ایسی چارپائی بنائیں گے جو بے حد آرام دہ ہوگی۔ چنانچہ حضور بے حد خوش ہوئے اور فرمایا۔ بہت خوب۔

اور پھر فرمایا کہ اس بستی کے لوگ مجھے گمل تک لے چلیں کہ راستہ ہموار ہے۔ جب ہم حضور کو چارپائی پر اٹھا کر لے چلے تو موضع گمل سے تجاوز کر گئے۔ اس وقت ہم مخلصین نے سمجھا کہ حضور کو نیند آ گئی ہے۔ تو معاً آن گل اندام نے رخ انور سے کپڑا اہٹا کر فرمایا کہ یہ کون سی جگہ ہے۔ مجھے چارپائی سے اتار دو کہ ان لوگوں پر بوجھ ہے۔ مولانا رحیم بخش اور بستی کے عقیدت مندوں نے بصد عجز و انکساری عرض کی کہ حضور گنڈی اعظم خان تک ہم یہ خدمت ضرور انجام دیں گے تاکہ حضور کو اونٹ کی سواری سے اذیت نہ پہنچے، لیکن اجازت نہ فرمائی اور شتر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔

ڈیرہ اسمٰعیل خان سے براستہ گنڈی اعظم خان صرف ہم دو خادم ایک حضرت مولانا محمد عثمان جی اور دوسرا خادم رحیم بخش اجمیری، حضرت قبلہ کے ہمراہ تھے۔ اور دیگر مخلصین سواریاں لے کر دوسرے راستہ سے روانہ ہوئے۔ شام کے قریب ہم خانقاہ احمد سعیدیہ موسیٰ زئی شریف پہنچ

گئے۔اسی طرح رمضان المبارک ۱۲۸۴ھ کا مہینہ گذر گیا مگر مرض میں افاقہ نہ ہوا۔

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

کے مصداق عید الفطر کے بعد مرض نے شدت اختیار کی اور بیماری میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہ بیماری کو تیسرا مہینہ تھا۔ اکثر اپنے ایام مرض میں حضور والا صفات قدسی آیات قدس سرہ ابن یمین کی یہ رباعی بار بار پڑھا کرتے تھے۔

مَنگر کہ دل ابن یمین پرُخون شد
بِنگر کہ ازیں سرائے فانی چون شد
مصحف بکف پائے برہِ دیدہ بدوست
باپیک اجل خندہ زنان بیرون شد

ترجمہ: یہ نہ دیکھیں کہ دل ابن یمین کا پرخون ہوا۔ بلکہ یہ یکھیں کہ وہ اس سرائے فانی سے کس حال میں جا رہا ہے۔ قرآن مجید ہاتھ میں لیے ہوئے ایسے حال میں اجل کے پیادوں کے ساتھ خوش خوش ہنستا جا رہا ہے اور آنکھیں یاد میں لگی ہوئی ہیں۔ سبحان اللہ!

مولانا فتح محمد صاحب فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ جن میرا جنازہ اٹھائیں تو میرے جنازے کے آگے آگے یہ عربی رباعی پڑھتے جائیں۔

عربی رباعی یہ ہے۔

وَفَدُتُ اِلَی الْکَرِیْمِ بِغَیْرِ زَادٍ
مِنَ الطَّاعَاتِ وَالْقَلْبِ السَّلِیْمِ
فَحَمْلُ الزَّادِ اَقْبَحُ کُلَّ شَیْءٍ
اِذَا کَانَ الْوَفُوْدُ اِلَی الْکَرِیْمِ

ترجمہ: میں اس سخی ذات کے پاس یعنی رب العزت جل شانہ کی خدمت میں عبادتوں اور قلب سلیم کا توشہ لے کر نہیں جا رہا، بلکہ خالی ہاتھ جا رہا ہوں کیونکہ (اللہ) سخی کے پاس جانا ہو تو توشہ لے جانا بری بات ہے۔

ہمارے قبلہ حضرتؒ نے جو اپنے جنازے کے آگے آگے اس رباعی کے پڑھنے کا حکم صادر فرمایا۔ تو یہ بھی گویا اپنے دادے پیر حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب دہلویؒ کی سنت ادا کرنا

مقصود تھی، کیونکہ انہوں نے بھی اپنے جنازے کے آگے آگے یہ رباعی پڑھنے کی وصیت فرمائی تھی۔ جب بیماری کی شدت نے غلبہ کرلیا۔ اور مرض خطرناک صورت اختیار کر گیا، تو آپ نے انبیاء ومرسلین کی سنت کے مطابق وصیت نامہ تحریر فرمایا۔ وصیت نامہ میں پند ونصائح کے علاوہ تین چیزوں کو پورا کرنے کی اپنے حاضر وغائب مریدین اور مسترشدین کو بطور خاص وصیت فرمائی۔

اور آغاز وصیت نامہ یہ تحریر کرنے کا حکم صادر فرمایا کہ وصیت نامہ کے آغاز میں لکھیں کہ بموجب کلام اللہ شریف كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یعنی ہر نفس نے موت کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے۔ تو وصیت نامہ کے تین اہم امور بیان فرمائے۔

کھلے بندوں اور چھپ کر گویا ہر حالت میں زہد وتقویٰ اپنائیں اور دینی ودنیوی، کوشی اور الم، ان سب امور میں اتفاق واتحاد کا رشتہ ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔ کیونکہ اختلاف تباہی اور بربادی کا سبب ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے برادر طریقت مولانا مولوی محمد عثمانؒ جی کو طرق صوفیاءِ کرام کے نفوذ اور ترویج کے لیے عموماً، اور طریقہ نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ علیہم کے فروغ کے لیے خصوصاً اپنا نائب مناب اور قائم مقام مقرر کیا ہے، لہٰذا جملہ مریدین اور مستفیدین کو لازم ہے کہ وہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ اور مقامات انیقہ مجددیہ کو مولانا صاحب موصوف سے کسب کرنا اپنا فرض جانیں۔ علاوہ ازیں خانقاہ شریف، کتب خانہ اور تمام اسباب متعلقہ خانقاہ شریف جو اس بیماری سے بہت ہی پہلے سالہا سال سے بحالت تندرستی وسلامتی فقیر کے پاس چلے آرہے ہیں اور فقیر کی اپنی ملکیت بلاشرکت غیرے ہیں۔ یہ تمام چیزیں باصحت وتندرستی عقل وہوش وحواس برطریق تولیت مولانا محمد عثمان جیؒ کے حوالہ کرتا ہوں تا کہ خانقاہ شریف کا کاروبار آئندہ کے لیے اچھے طریقے سے انجام پذیر ہو۔ اللہ الرحمان الرحیم جل شانہ اس فقیر کو ثواب جمیل اور اجر جزیل مرحمت فرمائیں۔ آمین یارب العٰلمین۔

چونکہ اس مرض اور تکلیف کے لاحق ہونے سے پہلے حضرت حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ نے بحالت تندرستی وصحت اور سلامتی عقل وحواس سب کاموں اور دنیوی امور میں مولانا سید نور اخندزادہ کو اپنا وصی مقرر کیا تھا۔ تو آپ حضورؒ نے فرمایا میری اس حالت میں اور بعد از موت بھی مولانا موصوف فقیر کے بدستور وصی رہیں گے۔ پس ان کو لازم ہے کہ فقیر کی تکفین اور تدفین کے

بعد فقیر کی وصیت کو اس طرح سے نافذ کریں کہ اول: ایک ہزار روپیہ نقد کلدار فقیر کی طرف سے علماء وصلحا اور فقراء ومساکین کو بطور اسقاط تقسیم کریں۔ دوئم: اور باقی مال میں سے فقیر کی زوجہ مطہرہ کا حق جو موجب حکم شرعی ایک چوتھائی ہوتا ہے، نہایت احتیاط اور حفاظت سے نکال کر ان کے حوالے کریں۔ سوئم: اور جو باقی مال بچے اس کو بمشورہ مولانا محمد عثمان صاحب جی درویشانِ خانقاہ شریف کے نان ونفقہ ولباس وپوشاک پر بہت اچھے طریقے سے خرچ کریں۔ اور افراط وتفریط سے مجتنب رہیں۔ میانہ روی اختیار کریں اور اس فقیر کو حسن خاتمہ وترقی درجات کی دعاؤں میں ہمیشہ ہمیشہ یاد رکھیں۔

جب حضرا یشان قدس سرہ کا مرض حد سے بڑھ گیا تو چاشت کے وقت مولانا محمد عادل صاحب، مولانا غلام حسن صاحب ڈیروی پونگر، ملا سید نور اخوندزادہ، ملا میر واعظ اور دوسرے خدام جو اس وقت حاضر تھے۔ ان کو آپ حضور فرمانے لگے کہ میں اپنی جگہ پر مولانا محمد عثمان جی کو اپنا خلیفہ اور نائب مناب بناتا ہوں تم بھی اس معاملہ پر سوچو اور غور کرو اور اگر وہ اہل نہیں تو تم دوسرے کو مقرر کرو۔ اس پر ہم تمام نے عرض کی کہ حضور، مولانا محمد عثمان جی آپ کے فرمائے ہوئے حکم کے بجالانے کی کمال اہلیت رکھتے ہیں اور اِن میں آں حضورؒ کے منصب کو سنبھالنے کی کمال اہلیت ہے فلہٰذا حضور کا فرمان ہم سب کو منظور ہے۔ اس حکم کی تصدیق وتائید کے بعد آپ حضور نے ایک بیش قیمت اور پر شوکت لباس مولانا محمد عثمان صاحب جی کو پہنا کر سرفراز فرمایا۔

اس کے بعد حضورؒ اور ہم اہالیان مجلس نے مولانا محمد عثمان جی کے حق میں تادیر مراقبہ کیا اور بعد مراقبہ تادیر دعا فرمائی۔ اس کے بعد حضورؒ نے اپنی مہر خاص سے وصیت نامہ کو مزین فرمایا اور وصیت نامہ سے فارغ ہو کر مولانا محمد عثمان جیؒ کے حق میں خلافت واجازت نامہ تحریر فرمانے کا حکم صادر فرمایا جب اجازت وخلافت نامہ تحریر کو چکا، تو اس کو بھی اپنی مہر خاص سے مزین فرمایا۔

(اجازت نامہ باب دوم میں ملاحظہ فرمائیں)

۲۲ شوال المکرم شب کو آنحضور لامع النور قدس سرہ کی مرض میں اضافہ ہو گیا ۲۲ تاریخ علی الصبح مرض نے شدت اختیار کر لی اور خطرناک حالات کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ اس وقت حضورؒ نے حضرت مولانا محمد عثمان جی، ملا سید نور اخندزادہ، مولانا رحیم بخش صاحب اجمیری، ملا میر واعظ صاحب، مولانا استاد مولوی غلام حسن صاحب پونگر ڈیروی، ملا میر عادل صاحب اور مولوی

فتح محمد استرانہ چودھوان والے کو آخری وصیت زبانی فرمائی۔ کہ آپ سب صاحبان کو معلوم رہے، کہ فقیر کو غسل مولانا محمد عثمان جی دیں اور جن صاحبان کو وہ غسل میں شریک کریں۔ یہ ان کی مرضی پر موقوف ہے اور ساتھ ہی کفن بھی فقیر کو مولانا محمد عثمان صاحبؒ دیں اور میرے جنازے کی امامت بھی مولانا محمد عثمان صاحبؒ کریں اور قبر میں بھی فقیر کو وہی اتاریں۔ جن صاحبان کو وہ اس خدمت میں شریک کریں۔ وہ ان کی مرضی پر موقوف ہے۔ سبحان اللہ۔

یہ آخری زبانی وصیت فرمانے کے بعد آں حضور پر حالت استغراق طاری ہوگئی ہم سب جو پاس بیٹھے یہ سمجھے کہ شاید حضور منبع النور قدس سرہ اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے ہیں تو اچانک آنجناب نے اپنی چشم ہائے سرگیں کھولیں اور زبان درفشان سے فرمایا۔ کہ

من در حالت حیات ہستم یا در ممات

ترجمہ: میں زندوں میں ہوں یا مر چکا ہوں۔

ہم سب خادمان نے عرض کی کہ حضور تو حالت حیات میں ہیں بحمد اللہ۔ اس پر پھر آپ کو عالم استغراق طاری ہوگیا۔ پندہ بین منٹ بعد جناب والا نے اپنی چشمان سرمہ گیں کھولیں اور ارشاد فرمایا الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ۔ اس کلمہ کو تین بار تکرار فرمایا۔ اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ مولوی محمد عثمان جی اور آپ تمام حضرات مخلصان محبان فقیر کے ساتھ یہ کلمہ پڑھیں۔ چنانچہ الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ ہم سب بمعیت حضور والا پڑھنے لگے حتی کہ بندائے قولہ تعالیٰ يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّه ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّة---الی آخرہ۔

آں حضور قدس سرہ کی اپنی نسبی اولاد نہ تھی۔ اور سوائے آپ کی ذات مبارک کے آپ کے خویش اقربا میں سے کوئی بھی موجود نہ تھا۔ مگر آں حضور والا شان نے لاکھوں کی تعداد میں روحانی اولاد چھوڑ تھی۔

خصوصاً ان میں سے جناب مولانا محمد عثمان جی قدس سرہ آپ کے بہت ہی پیارے اور معتمد خلیفہ اجل تھے جو ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہے۔ اس قرب و پیار کی بدولت آپؒ نے اپنا سجادہ نشین بھی منتخب کیا۔ اور ساتھ ہی اپنا جملہ مال متروکہ، سب سے زیادہ پیارے کتب خانے اور تسبیح خانے کا آپ کو واحد مالک ٹھہرا کر وصال جانان حقیقی سے سرفراز ہوئے۔

آپ حضورؒ کا وصال پر ملال بمقام موسیٰ زئی شریف وقوع پذیر ہوا۔ خانقاہ احمد سعیدیہ کو

آنجناب کے گل بدن نازنینؒ کے جسد خاکی کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ جس کی بدولت علاقہ دامان کے کوہ ودامن صد رشک چمن بن گئے۔

یخلق مایشاء ویختار

وھو العزیز الغفار

مولانا محمود صاحب شیرازی نے جو کہ ایران کے شہر شیراز کے رہنے والے تھے۔ اور شیراز ایران چھوڑ کر محض دولت فقر کے حصول کے لیے بزمانہ حضرت مولانا خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب دامانی خانقاہ احمد سعیدیہ میں حضرت خواجہ صاحب موصوف کے پاس مقیم تھے۔ ایک قطعہ شعر میں سال ولادت اور سال وصال دونوں ہی بیان فرمائے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

رباعی

جستم از پیر خرد دوش بفرخندہ بیانے

گہرے کش نتواں یافت قرین دردلِ کانے

بجہان آمد و آراست اقلیم جہاں را

(ولادت شریف ۱۲۱۶ھ)

وزجہان رفت بفر سود سل و دید جہانے

(رحلت شریف ۱۲۸۴ھ)

مولانا محمود صاحب شیرازی نے ایک دوسرا قطعہ رباعی بھی لکھا ہے جن سے ولادت شریف اور وصال منیف دونوں نکلتے ہیں درج ذیل ہیں۔

رباعی

شب دو شنبہ و شوال بودبیست و دویم

شد آن سر آمد قطاب سوئے باغ بہشت

بسال رحلت آن دوست محمد کلک

رسید بادل آگاہ بدوست دوست نوشت

خلیفہ اجل حضرت مولانا رحیم بخش صاحب اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ قطعہ تحریر فرمایا ہے۔

رباعی

نسیما چون بگذری مرقد آں دل نوازے
سلام ما رساں آں پاکبازے
بصد اداب عجز و انکساری بگو
نظرے بر ما غلامان مستمندان شاہ بازے

فقط خیر نمط تم الفصل الخامس

قصیدہ بزبان فارسی

از خلیفہ اجل حضرت مولانا رحیم بخش صاحب اجمیری رحمتہ اللہ علیہ

اگر آن سلطان یوسفزئی نماید یک نظر ما را — شوم آزاد بگذارم ہمہ دینار و عقبا را
بسوز سینۂ وصل آنشہ خوبان بود ہردم — زلیخا وار قربانش شوم خاکِ کفِ پا را
بھائے یکدمے صحبت اگر جان را فدا سازم — ادا سازم نہ یک شکرش زبے تعداد حصا را
براہِ نفعِ خدمت اوسر شوریدہ ار بازم — سر موئے نہ پردازم زاحسانہائی اخفا را
بسا منصورہ سان و بایزیدآں شاہِ بسطامی — دواں پیشش بدوش افگندہ اعصا و مصلے را
کسے کش دیدہ باشد مستفیدِ آں امام — برو آساں شود معنی ایں سابق معمارا
اگر شاہے فرود آید زتختِ خود بہ پیشِ او — بیک مجلس بیندازد سمرقند و بخارا را
کلامش مرہم جان و ظلالش رحمتِ رحمان — بیک دیدش کند چوں موم دل آں سنگِ خارا را
خلیفہ خالق کونین و نائب سید الثقلین — مروج دین شہ کونین وہادی راہِ اعمی را
اشاعت بخش و قیومِ طریقت حضرت احمد — مجدد نقشبندآں شہنشاہ دین و تقویٰ را
چنیں حالات عالی باچنیں جذبات وتاثیرات — کے نہ شنید باشد ہم زپیشینان کبریٰ را
بس ای راجی چہ میگوئی ، زمدحِ مصدرِ انوار — کہ ہرگز تو نہ خواہی کرد ، وصفِ آں معلّٰی را
براحت دار یارب ، از برائے نفعِ خلق خویش — بطول عمر و فیضِ عام آں محبوب رعنا را
کہ حضرت دوست محمد حاجی الحرمین درآفاق — لقب مشہور ہست آں مظہرِ آثارِ مولے را

کمینہ عاجزو بندہ غریب ناسزا احقر
رحیما بخش محتاج ، آں شخ دینی و دنیا را

باب دوم

درحالات وواقعات

فریدالعصر، وحیدالزمان، مظہرِ فیضِ رحمان، خواجہ خواجگان
حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان علیہ رحمۃ الرحمان
دامانی قدس سرہ السامی
۱۲۴۴۔۱۳۱۴ھ/ ۲۹۔۱۸۲۸۔۱۸۹۷ء

مُحَمَّدٌ تَاجُ رُسلِ اللّٰهِ قَاطِبَةً
مُحَمَّدٌ صَادِقُ الْاَقْوَالِ وَالْكَلِمِ

مُحَمَّدٌ ثَابِتُ الْمِيْثَاقِ حَافِظُهُ
مُحَمَّدٌ طَيِّبُ الْاَخْلَاقِ وَالشِّيَمِ

صَلّی اللّٰه تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اول

یہ فصل آپؒ کے تعارف وسن ولادت، حصولِ علم، طلبِ شیخ، مرشد کی محبت وخدمت، سلوک سلاسل ثمانیہ، خلعتِ خلافت وغیرہ کے متعلق ہے

آپ کا نام نامی واسم گرامی محتاجِ چنداں تعارف نہیں ۔آفتاب آمد دلیل آفتاب کے مصداق ہیں لیکن بحکم آیہ کریمہ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَانُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ

ترجمہ: اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصے بیان کرتے ہیں ۔جن کے ذریعے سے ہم آپ کے دل کو تقویت دیتے ہیں ۔

اور مقولہ صادقہ عندذِکرُالصَّالِحِیں تَنَزَّلُ الرَّحمۃ

ترجمہ: یعنی نیک لوگوں کی باتیں بیان کرتے وقت اللہ تعالیٰ کی جناب سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں ۔

شعر

فرخندہ باد طالع نازت کہ در ازل !

ببریدہ اند بر قدّ سروت قبائے ناز

آپ کا اسم گرامی

فرید العصر وحید الزمان مظہرِ فیضِ رحمان خواجہ خواجگان حضرت حاجی مولانا محمد عثمان صاحب دامانی قدس سرہ ہے ۔آپ حضرت مولانا محمد موسیٰ جان صاحبؒ کے نورنظر، فرزند ارجمند تھے اور آپ کا نسب چار واسطوں سے قندھار اور اس کے مضافات کے قاضی القضاۃ، قاضی شمس الدین سے ملتا ہے، قاضی صاحب موصوف، مولانا شمس کے نام سے مشہور بین الانام شخصیت تھے، جناب قاضی صاحبؒ، غازی احمد شاہ ابدالیؒ کے دورحکومت میں قاضی القضاۃ کے منصب جلیلہ پر فائز تھے ۔اور آپؒ کی والدہ ماجدہ کا تعلق اُسترانہ (ستوریانی) قبیلہ سے تھا۔

نسب نامہ

آں حضور فیض گنجور کا پورا نسب نامہ یہ ہے ۔حضرت مولانا خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب دامانی قدس سرہ، ابن حضرت مولانا محمد موسیٰ جان صاحبؒ ابن حضرت مولانا احمد جان صاحبؒ ابن

حضرت مولانا عبدالحلیم صاحبؒ ابن حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؒ ابن حضرت مولانا قاضی القضاۃ مولانا شمس الدین صاحب اخوند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین (رحمۃ، واسعۃ دائمۃ ابدا ابدا)

آپ حضرت قاضی صاحبؒ خاندانی طور پر افغانوں کے اس قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جو قبیلہ اپنی سیادت، سخاوت، قیادت اور دینی حمیت وغیرت میں ممتاز مقام کا مالک تھا۔ یعنی آپ درانی افغان تھے اور درانی میں اچکزئی کی ذیلی شاخ حمیدزئی، ابراہیم زئی سے تعلق رکھتے تھے۔

ولادت باسعادت

آنحضور سراپا نور کی ولادت، باسعادت ۱۲۴۴ھ میں قصبہ لونی میں ہوئی۔ قصبہ لونی تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان کے شمال مغرب میں واقع ہے، جو سلسلہ کوہ سلیمان کا دامن ہے اور یہ قصبہ افغانوں کے مشہور قبیلہ گنڈہ پور کا شہر ہے۔ دن اور مہینہ کا صحیح تعین نہیں ہوسکا۔ آں قبلہ کے آباءواجداد میں سے کسی بزرگ نے قندھار سے ہجرت فرما کر برصغیر میں وارد ہو کر قدم مبارک رکھا اور قصبہ لونی کو اپنی اقامت گاہ ہونے کا شرف بخشا۔ آنحضور قبلہؒ کے ننھیال قصبہ لونی کے مقامی باشندے تھے۔ اور علمی اور دینی وجاہت کے مالک اور ممتاز تھے (جیسا کہ آگے آئے گا) کہ آنحضور قبلہ قدس سرہ کے ماموں جان جناب حضرت مولانا نظام الدین صاحبؒ مروجہ دینی علوم میں مہارت تامہ اور ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آنجنابؒ کا ننھیال خاندان نہ صرف دینی اور علمی امتیاز کا ملک تھا بلکہ روحانی اور غیر فانی ذوق کا بھی مالک تھا۔ بالآخر یہی ننھیال خاندان رشتہ فیضان بے پایاں کا باعث اور سبب بنا۔ یعنی اپنے پیرومرشد تک رسائی ہوئی۔ اور پیرومرشد کی نظر کیمیا اثر نے آنحضور کو آفتاب عالمتاب کی طرح، اطراف واکناف میں درخشندہ و تابندہ بنا دیا۔

تعلیم وتربیت

آپ دو بھائی تھے۔ حضرت خواجہ حاجی مولانا محمد عثمان صاحبؒ اور حضرت مولوی احمد سعید صاحب اخوندؒ۔ آنجناب کے والد بزرگوار ان دونوں کو ایسی حالت میں چھوڑ کر راہی عالم بقا ہوئے، کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی عمر تقریباً پانچ، چھ برس بمشکل ہوگی اور آپ کے بھائی تو ابھی دودھ پیتے بچے تھے۔ جب سر سے سایہ پدری اٹھ گیا۔ تو والدہ صاحبہ نے اپنی توجہ ان دو بچوں کی پرورش کے لیے وقف کر دی اور کفالت ماموں صاحبان نے کی، یہاں تک کہ جب آپؒ سن شعور وتمیز کو پہنچے تو ایک دینی مدرسہ میں آپ کو داخل فرمایا گیا۔ اور آپ نے قرآن حکیم اور مروجہ ابتدائی

دینی علوم صرف ،نحو ،اصول فقہ ،فقہ وتفسیر کی کتابیں پڑھیں ۔آنخضور کے چھوٹے بھائی محمد سعید صاحبؒ اپنے ماموں صاحب مولانا نظام الدین صاحبؒ کے زیر سایہ دینی تعلیم میں مشغول ہو گئے آپؒ کے ماموں صاحب کو قوم استرانہ (کھوئی بہارہ جو کہ ایک مشہور استرانہ بستی ہے) کے لوگ قاضی اور مفتی بنا کر لے گئے تھے۔ حسنِ اتفاق سے آنخضورؒ اپنے عزیز بھائی محمد سعید صاحب کو پہننے کے کپڑے دینے کی غرض سے کھوئی بہارہ میں جہاں آپ کے ماموں صاحبؒ موصوف مدرس تھے اور چھوٹے بھائی محمد سعید صاحبؒ ان کے زیرِ سایہ تعلیم حاصل کر رہے تھے ،تشریف لے گئے۔ اس وقت جناب محمد سعید صاحبؒ فارسی کی مشہور کتاب زلیخا مصنفہ مولانا جامیؒ قدس سرہ السامی پڑھتے تھے ،جناب ماموں صاحب موصوف نے (آپؒ سے) پوچھا کہ میرے پیر ومرشد حضرت خواجہ مولانا حاجی دوست محمد صاحب قبلہ غریب نواز قندھاری قدس سرہ جوان دنوں قصبہ چودھوان کے قریب پہاڑ کوہ سلیمان کے دامن میں قیام پذیر ہیں ان کی خیر وعافیت کی خبر ہے کہ نہیں۔ آنجناب نے جواب دیا کہ مجھے کوئی علم نہیں اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ آپ کے پیر ومرشد کون ہیں اور کہاں قیام پذیر ہیں۔ جب آنخضور قبلہؒ واپس ہونے لگے ،تو ماموں صاحب نے فرمایا کہ چودھوان کا قصبہ تمہارے راستے میں ہے اور میرے پیر ومرشد صاحب قبلہؒ اس قصبہ کے قریب ایک کڑی میں تشریف فرما ہیں ۔ان کی خدمت عالیہ میں میرے نیاز مندانہ تسلیمات مسنونہ عرض کریں اور یہ بھی عرض کریں کہ آنجناب قبلہؒ کے درویش جس غرض سے ہمارے پاس آئے تھے۔ وہ کل واپس خدمتِ اقدس میں حاضر ہو جائیں گے۔

کھوئی بہارہ سے واپسی

قصبہ کھوئی بہارہ ،قصبہ چودھوان سے مغرب کی جانب کوہ سلیمان کے دامن میں واقع ہے۔اور یہ شہر استرانہ نام کے افغانی قبیلہ کا شہر ہے۔آپؒ قبلہ فرماتے ہیں جب میں واپس ہوا تو حضرت خواجہ پیر ومرشد مولانا حاجی دوست محمد صاحب قبلہ غریب نواز قندھاری قدس سرہ، کی خدمت اقدس میں ایک راہ چلتے مسافر کی طرح حاضر ہوا۔اور حضور حضرت قبلہ قدس سرہ مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ میرے وہ درویش کس وقت آئیں گے۔تو میں نے جواباً عرض کیا کہ قبلہ ،کل واپس آئیں گے۔ اتنی اسی مختصر گفتگو کے بعد آپ، حضور حضرت قبلہ حاجی صاحب قندھاری قدس سرہ سے رخصت ہو کر تحصیل علم کی خاطر روانہ ہو گیا۔ میری، حضور حضرت خواجہ حاجی

دوست محمد صاحب قندھاری قبلہ کی خدمت میں حاضری کی تاریخ ۹ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ تھی۔

اس انداز گفتگو سے یہ ظاہر کرنا مطلوب ہے کہ اس حاضری کا مقصد صرف پیام رسانی تھی نہ عقیدت وارادت مندی اور زیارت تھی۔ مگر یہ حاضری بھی وہ رنگ لائی کہ دنیا دنگ رہ گئی۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

بیعتِ مرشد

یہ اتفاقی حاضری اس ارشاد نبوی علیہ الصلواۃ والسلام کی زندہ تفسیر بن گئی۔ حدیث شریف میں ہے کہ لَا یَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ۔ یعنی اہل اللہ کا ہم نشین محروم نہیں رہتا۔ یہ اولین نگاہ کیسی تھی۔ یہ فیض بے پایاں کی ایسی نگاہ لطف وکرم تھی جس نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور کندن کو نکھار دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ ولایت، ریاضت وعبادت اور مجاہدہ کا ثمرہ ہے۔ مگر بقول مولانا محمد اسلم صاحب سلمہ کرڈھویؒ (خلیفہ حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجیؒ) کہ نبوت ورسالت کی طرح ولایت بھی ریاضتی اور اکتسابی نہیں۔ بلکہ دونوں وہبی اور غیر اکتسابی ہیں۔ ورنہ اکتساب کے ذریعہ چلہ کش اور عبادت گزار، ولی، غوث اور قطب بن جاتے۔

جب آں قبلہؒ مراجعت فرما کر واپس مدرسہ میں تشریف لائے تو حصول علم کے لیے کوشاں ہو گئے۔ لیکن آپ کا علمِ ظاہری سے دل اچاٹ ہو گیا، ذوق وشوق الٰہیہ نے آں قبلہ کو آلیا، اور ہر وقت اس قدر استغراق کی حالت طاری رہنے لگی کہ کتاب اور مطالعہ یکسر ختم ہو گئے تھے۔ اس وقت آپ ہدایہ جو فقہ حنفی کی ایک مستند کتاب ہے، پڑھتے تھے۔ (آں حضرت والا اپنی اس سرگزشت کو زبان گوہر فشاں سے یوں فرماتے ہیں)۔ فلہٰذا ذوق وشوق الٰہیہ طاری ہو گیا اور ہر وقت استغراق میں رہتا اور مطالعہ کتب سے رک گیا۔ میں اس حالت کے دوران اپنے استاد محترم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا عرض کر دیا اور یہ بھی عرض کر دیا کہ مجھ سے اب تحصیل علم نہیں ہو سکتی۔ محبت الٰہیہ کا بہت غلبہ ہے میں نے مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ کسی اہل اللہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہو جاؤں۔

استاد صاحب نے فرمایا کہ ہدایہ تھوڑی سی باقی ہے کچھ دن توقف کر لیں تاکہ کتاب ختم ہو جائے تو پھر دونوں اکٹھے چلیں گے اور ایک ساتھ ایک ہی شیخ کے دست حق پرست پر بیعت

کریں گے۔ آنحضور نے فرمایا کہ ہدایہ ختم کرنے میں کچھ دیر ہے اور مجھ میں یارائے صبر نہیں، میرا اضطراب حد درجہ بڑھ چکا ہے۔ ہر وقت استغراق اور محویت طاری رہتی ہے میں کل بفضلہٖ تعالیٰ روانہ ہو جاؤں گا۔ ہم دونوں کی یہ گفتگو استاد محترم کے بڑے بھائی جوان کے استاد بھی تھے، سن رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا اگر تمہارا ارادہ فقیری کا راستہ اختیار کرنا حتمی اور یقینی ہے تو بہت مناسب اور موزوں ہے۔ اس ارادہ پر مضبوطی سے قائم رہو۔

آپ قبلہ فرماتے ہیں، میں نے جواب دیا کہ میرے دل کی گہرائیوں سے صرف یہی ایک آواز آرہی ہے کہ حضرت خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قبلہ قندھاریؒ سے بیعت ہو جاؤں۔ اس گفتگو کے بعد سبق اور درس چھوڑ کر بیعت کے ارادہ سے چودھوان کی جانب روانہ ہوا۔ جب موسیٰ زئی شریف کی نہر کے کنارے پہنچا تو نسبت باطنی کا اتنا شدید غلبہ ہوا کہ سارے جسم میں بسبب حرارتِ ذکر سخت گرمی پیدا ہوگئی، جو نا قابل برداشت تھی۔ جونہی نہر پر پہنچا تو کپڑوں سمیت نہر میں کود پڑا اور کافی دیر نہر کے پانی میں بیٹھا رہا تا کہ کچھ ٹھنڈا ہو کر چودھوان تک چلنے کے قابل ہو جاؤں۔ باوجود یہ کہ اس زمانے میں میں اس قدر توانا تھا کہ اگر گرمیوں میں روزہ کیساتھ سارا دن غروب آفتاب تک پیدل سفر کرتا تو گرمی سے دل برداشتہ نہ ہوتا اور نہ پیاس لگتی۔ بالآخر اندراں حال منزل مقصود پر پہنچ ہی گیا۔ عصر کا وقت تھا اور سن جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ تھا، کہ جناب حضرت قبلہ حاجی دوست محمد صاحبؒ قندھاری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قدم بوس ہوتے ہی بیعت کی درخواست کی۔ آپ قبلہ نے انکار فرمایا کہ فقیری اختیار کرنا بہت مشکل کام ہے۔ بندہ نے عرض کی۔ قبلہ میں اس کام کے لئے تیار ہوں۔ پھر حضور نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو پھر اپنے ارادہ پر مستحکم ہو جاؤ۔ چنانچہ مغرب کی نماز کے بعد حضرت قبلہ حاجی صاحب قدس سرہ، نے اس فقیر کو بیعت سے مشرف فرمایا۔

بیعت کے وقت اس فقیر پر عجیب و غریب حالت طاری ہوئی کہ زبان، بیان سے قاصر ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے فقیر ابتدائی مروجہ علوم سے فارغ ہو چکا تھا۔ یعنی فقیر نے علم صرف، نحو، علم العقائد، علم الفقہ واصول اور علم تفسیر اور دیگر ضروری علوم از بر کر لیے تھے۔ اور بیعت کے مشرف ہونے کے بعد قبلہ پیر و مرشد برحق حضرت خواجہ حاجی صاحب قبلہ قدس سرہ سے علم حدیث میں مشکوٰۃ شریف کامل اور صحاح ستہ یعنی صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، جامع

الترمذی، سنن ابوداؤد، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف اور علم اخلاق میں احیاء العلوم کامل، علمِ تفسیر میں معالم التنزیل کامل، علم سیر پورے کا پورا، علم تصوف میں مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد منور الف ثانی قدس سرہ کی تینوں جلدیں اور علاوہ ازیں تصوف کی مستند اور مروج کتابیں بھی کما حقہ، سند اور اجازت کامل کے ساتھ پڑھیں اور میرے پیر و مرشد حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے علم حدیث اور علم قرأت کی سند عرب شریف حرمین شریفین میں اور بصرہ و بغداد شریف کے چیدہ چیدہ مشائخ حدیث و قرأت سے حاصل فرمائی تھیں۔ اور بعد میں میرے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید صاحب مجددی احمدیؒ سے دہلی شریف میں بیعت ہو جانے کے بعد دوران قیام اور درویشی، حدیث شریف کامل پڑھ کر سند حاصل فرمائی تھی۔ حضرت قبلہ شاہ احمد سعید صاحب ہندوستان کے مستند اساتذہ حدیث میں شمار ہوتے تھے۔

آپ قبلہ نے پھر فرمایا کہ ایک روز میرے پیر و مرشد حضرت حاجی صاحب قبلہ نے بندہ کو فرمایا کہ تمہیں وہ روز یاد ہے جب اپنے ماموں جان کا سلام اور پیغام پہنچانے فقیر کے پاس آئے تھے۔ بندہ نے عرض کی جی ہاں، بندہ کو وہ دن اچھی طرح یاد ہے۔ تو حضرت قبلہ نے فرمایا۔ من دراں روز در پیشانی تو انوار مجددیہ جلوہ گر دیدہ ام یعنی فقیر نے اس روز آپ کی پیشانی میں نسبتِ مجددیہ قدس اسرارہ کے انوار جلوہ گر دیکھتے تھے۔ اور یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ شخص ہمارے حضرات کے فیض نسبت سے رنگین و مالا مال ہونے کے لیے میرے پاس آئے گا۔ مگر جب کچھ عرصہ گزرا اور تم نہ آئے تو میں نے یہ سمجھا کہ میرے کشف میں شاید خطا واقع ہوئی ہے، شکر الحمدللہ، کہ تمہاری نوشتہء ازلی رنگ لائی اور تمہیں ہمارے پاس لے آئی۔ کبھی کبھار میرے حضرت پیر و مرشد حاجی صاحب قبلہ، بندہ کو فرماتے۔ تمہارے لیے مناسب ہے کہ حسب ضرورت علم منطق بھی پڑھ لو تو بندہ عرض کرتا کہ بندہ کا دل علم منطق پڑھنا نہیں چاہتا۔ جیسا مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔ اشعار۔

گر باستدلال کارِ دیں بودے
فخر رازیؒ رازدارِ دیں بودے
پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

بندہ کو علم منطق پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب امام فخر الدین رازیؒ اس قدر

معقولی اور منطقی ہونے کے باوجود دین متین کا راز دار نہیں بن سکا تو بندہ کو علم منطق پڑھنے کی کیا ضرورت ہے۔ تو اس کے جواب میں کچھ دنوں کے بعد میرے حضورؑ نے فرمایا کہ سفید ریش یعنی خواجہ خضر علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات فقیر کو فرماتے ہیں کہ، عثمان جی کو علم منطق پڑھنے پر مجبور نہ کرو کیونکہ اس کا مقصود صرف خدائے پاک کا دیدار ہے۔ پھر ارشاد فرمایا مجھے ہر کام میں سفید ریش مشورہ دیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔

میرے پیر و مرشد برحق حضرت خواجہ حاجی صاحب قبلہ کا مقامِ ولایت وقطبیت کتنا بلند اور ارفع واعلیٰ تھا کہ ان کے ہم نشین خواجہ خضر پیغمبر علیہ السلام جیسی ہستیاں تھیں کہ ان کے مشورہ کے بغیر آپ کوئی کام نہ کرتے۔ آپ فرمایا کرتے کہ جب بھی مجھے کوئی امر مشکل درپیش آئے تو خواجہ خضر مشورہ اور تسلی دینے تشریف لے آتے ہیں۔

سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ و لا الٰہ الا اللّٰہ و اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد۔

لہٰذا یہ تمام تفصیلات بیعت کرنے کے متعلق حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ حضرت حاجی محمد عثمان صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائی ہیں جو کہ آنحضور کے حالات و سیرت طیبہ کے بیان، کتاب مجموعہ فوائد عثمانی۔ مطبوعہ مرتبہ حضرت حاجی سید اکبر علی شاہ صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ میں سترہویں ملفوظ مبارک میں درج ہیں۔ (ان تفصیلات کے مطابق) ولادت باسعادت سے بیعت ہونے تک آپ اپنی حیات طیبہ کی کوئی بائیس بہاریں دیکھ چکے تھے۔ یعنی آپ جناب کی عمر بوقت بیعتِ حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قبلہ کل بائیس سال تھی۔ یہ عرصہ سن شعور و تمیز کے بعد تقریباً سارا وقت علوم مروجہ کی تحصیل اور علمی مشاغل میں گذرا۔

خدمتِ مرشد

حاجی الحرمی الشریفین، مقبول رب المشرقین ورب المغربین حضرت خواجہ حاجی مولانا دوست محمد صاحب قبلہ قندھاری قدس اللہ سرہ کے دستِ حق پرست پر بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ قبلہ حاجی مولانا محمد عثمان دامانی قدس سرہ، نے اپنے گھر بار اور اپنے جملہ کاروبار سے منہ موڑ لیا اور ہر ایک تعلق کو توڑ کر صرف ایک ذات بابرکات یعنی اپنے شیخ محترم حضرت قبلہ پیر و مرشد غریب نواز سے تعلق جوڑ لیا۔ جو حقیقی معنوں میں تعلق باللہ کی لاثانی مثال تھی۔

آپ قبلہؒ نے اپنے پیرومرشد کی خدمت کو ہر چیز پر ترجیح دی اور کمربستہ ہو کر شب و روز پیرومرشد کی خدمت میں لگ گئے۔ چنانچہ ۹ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ سے لے کر حضرت پیرومرشد کے وصال شریف (بروز ۲۲ شوال ۱۲۸۴ھ) تک دن رات خدمت کرتے رہے۔

بیعت سے لے کر مسند رشد وارشاد پر رونق افروز ہونے تک کا یہ عرصہ اٹھارہ سال چار ماہ تیرہ دن ہوتے ہیں کہ یہ تمام عرصہ آنحضور قبلہ نے اپنے تمام علائق چھوڑ دیئے اور صرف اپنے پیرومرشد قبلہ خواجہ حاجی صاحب غریب نواز کی خدمت اقدس میں حاضر باش رہے۔ اور آنحضور کی درویشی اختیار کی اور ہر خدمت کو خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ آپ قبلہ نے اپنے پیرومرشد کی نہ صرف حیات مبارک تک بلکہ اپنے پیرومرشد کے وصال شریف کے بعد بھی، اپنے پیرومرشد کی اہلیہ محترمہ کے حیات تک تزویج اور تاہل کی زندگی اختیار نہ فرمائی۔ خیال مبارک یہ تھا کہ بمصداق آئیہ کریمہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ کہ مبادا دنیاوی علائق مانع نہ ہو جائیں۔ اور پیرانی صاحبہ کی خدمت گزاری میں جو کہ اپنی حقیقی والدہ سے بھی مقام ومنزلت میں بڑھ کر ہیں، کوئی کمی واقع نہ ہو جائے۔

حضرت پیرومرشد قدس سرہ کی تمام خدمات، سفر وحضر میں آپ قبلہ انجام دیتے۔ چنانچہ اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی ضروری کام ڈیرہ اسمٰعیل خان میں کرنا ہوتا تو آپ ہی اس خدمت کے انجام دینے میں سعادت سمجھتے اور بصد خوشی آپ صبح کو موسیٰ زئی شریف سے روانہ ہوتے اور خدمت سرانجام کر کے شام تک واپس خدمت عالیہ میں حاضر ہو جاتے اور اکثر وبیشتر یہ خدمات شریفہ آپ کی طویل بیماری میں آپ سرانجام فرماتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آنجناب کی دوائی ختم ہو گئی اور ظہر کی نماز سے پہلے آپ خانقاہ موسیٰ زئی شریف سے روانہ ہوئے اور مغرب کی نماز ڈیرہ اسمٰعیل خان سے باہر چھ میل کے فاصلے پر شہر ٹیکن پر پڑھی اور جب ڈیرہ اسمٰعیل خان شہر پہنچے تو نماز عشاء کا وقت تھا۔ اکثر دکانیں بند ہو گئی تھیں۔ ہندو پنساری جس سے آپ ہمیشہ دوائی لیا کرتے تھے وہ بھی دکان بند کر رہا تھا۔ مگر جونہی آپ پر نظر پڑی فوراً آپ کے ہاتھ سے بوتل لے کر جو دوائیاں درکار تھیں، آپ کو بنا کر دے دیں اور آپ بشتاب انھیں قدموں پر واپس ڈیرہ اسمٰعیل خان سے چل پڑے جب رودلونی (برساتی نالہ) جو ڈیرہ سے بیس میل کے فاصلے پر ہے، پہنچے تو رودلونی کو پانی سے بھرا ہوا پایا جو اتنی تیزی

سے بہہ رہا تھا کہ قدم زمین پر لگنے نہ دیتا۔ اور جس میں اونٹ بھی ڈوب جاتے۔ طبیعت بڑی غمگین ہوئی کیونکہ آپ کا ہمیشہ کا معمول رہا تھا کہ تہجد کے نوافل اپنے پیرو مرشد کے ساتھ ادا فرماتے، پہلے آپ اپنے پیرو مرشد کو وضو کراتے اور پھر دونوں اکٹھے نوافل تہجد ادا فرماتے۔ اس دفعہ بھی آپ کو عجلت تھی کہ نماز تہجد کے لیے اپنے مرشد کو وضو کراؤں اور اُن کے ساتھ اکٹھے نماز تہجد بھی ادا کرلوں۔ چنانچہ بے اختیار رابطہ اپنے حضرت کا پکڑا اور پاؤں رودلونی میں توکل علی اللہ کر کے ڈال دیا تو ساری رودلونی میں چلتے رہے اور پانی ٹخنوں سے اوپر تک اور چھوٹی پنڈلی تک پہنچتا رہا، اس سے اوپر پانی نہ چڑھا۔ یہاں تک کے رودلونی کے پار پہنچ گئے۔ شکر مولا کا بجالائے۔ رات کے بارہ بج رہے تھے، دوڑتے، کہیں تیز تیز چل کر تین بجے رات کے بفضلہٖ تعالیٰ خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف پہنچ گئے۔ تسبیح خانہ کے باہر ٹھہرے ہی تھے کہ آپ کے پیرو مرشد حضرت حاجی صاحب غریب نواز نے اندر سے آواز دی کہ مولوی عثمان جی، کیا آپ ڈیرہ سے آ گئے ہیں، آپ نے لبیک کہہ کر باہر سے عرض کی کہ حضور آ گیا ہوں۔

حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے دروازہ کھولا اور حسب معمول ہائے سابقہ آپ جناب نے اپنے پیرو مرشد کو وضو کرایا اور پھر دونوں نے نماز تہجد اکٹھی ادا کی۔ نماز تہجد سے فارغ ہو کر حضرت حاجی صاحب قبلہ نے آپ کی طرف منہ پھیر کر فرمایا مولوی عثمان جی! کیا سفر خیریت سے گذرا اور جب رودلونی پر آپ پہنچے تو کیا رودلونی بھری بہہ رہی تھی اور آپ نے فقیر کا رابطہ پکڑا اور رودلونی سے پار پہنچ گئے اور جب یہ فرمایا تو حضرت حاجی صاحب قبلہ جوش میں آ گئے اور زبان درافشاں سے فرمانے لگے، قسم ہے اس خدائے ذوالجلال کی کہ فقیر نے تمہارے ساتھ جو کوشش کی ہے اور توجہات دیے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے طفیل آپ میں اتنی برکت رکھی ہے کہ اگر کوہ سلیمان کو توجہ فرماؤ تو وہ بھی آپ کی توجہ کو برداشت نہ کر سکے اور اس میں آگ لگ جائے۔ تم کو ہمارے رابطہ پکڑنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ آپ نے اپنے پیرو مرشد کا ہاتھ پکڑ کر چوما اور آنکھوں سے لگایا اور آپ کے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ نے عرض کی حضور مولا کریم اس بندہ کو ایک منٹ، ایک سیکنڈ بھی آپ حضور کے بغیر زندگی نہ دے کہ میں زندہ ہوں اور آپ سے ایک لمحہ تک بھی دوری برداشت نہیں کی جا سکتی۔ اس وارفتگی اور فدائیت کے قربان کہ موسیٰ زئی شریف سے ڈیرہ کو صبح روانہ ہوتے اور شام کو واپس کام کر کے خانقاہ شریف موسیٰ زئی پہنچ جاتے۔ حالانکہ اس وقت خانقاہ

شریف موسیٰ زئی شریف سے ڈیرہ اسمٰعیل خان تک سفر کی کوئی سہولت نہ تھی۔ اس کی یکطرفہ مسافت تقریباً چالیس، پنتالیس میل ہوتی ہے۔ لیکن آپ کو جذب واشتیاق کے غلبہ اور اس کی وارفتگیوں سے راستے کی تکالیف اور مشکلات کا ذرہ بھر احساس تک نہ ہوتا۔ حافظ شیرازی شاعر نے کیا ہی خوب حسبِ حال شعر کہا ہے۔

شب تار است، دگر وادی ایمن در پیش

دشت وصحرا مددے، خار مغیلاں مددے

محبوب سبحانی حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب دامانی قدس سرہ کی عقیدت مندی اور ارادتِ صادقہ بے پناہ ادب اور محبت وخلوص پر مبنی تھی، آپ قبلہ اس مصرعہ کے مصداق تھے۔

جاں بجاناں دادم، و جاناں خود را یافتم

حضرت پیر و مرشد کی جو خدمات جلیلہ آپ نے انجام دیں وہ کسی دوسرے مرید یا خلیفہ کے حصہ میں نہ آئیں۔ اٹھارہ سال، ہندوستان وخراسان (موجودہ افغانستان) سفروں میں ہم رکاب رہے۔ اگرچہ حضرت حاجی صاحبِ قبلہ کے خداشناس خلفاء کی کمی نہ تھی مثلاً مولانا محمد عادل صاحب کاکڑی، ملاّ سید نور اخوندزادہ، ملاّ میر واعظ اخوندزادہ، ملاّ جانان اخوندزادہ، مولانا غلام حسن پونگرڈیروی اور مولوی فتح محمد چودھوان والے وغیرہم۔ لیکن حضرت حاجی صاحب قبلہ قندھاری کا قلبی تعلق اور روحانی اعتماد اور باطنی رسوخ ہمارے حضرت خواجہ غریب نواز دامانی قدس سرہ سے اس قدر زیادہ تھا کہ علم حدیث وتفسیر اور علم اخلاق وعلم سیر اور علم تصوف کی مخصوص کتابیں خصوصی تربیت کے ساتھ ان کو پڑھائیں۔ اور ساتھ ہی ان کی سند بھی اپنی مہر خاص سے مزین فرما کردی۔ سلوک وتصوف کے تمام مقامات تفصیل وتحقیق کے ساتھ خصوصی عنایت سے طے کرائے اور فیوضات وبرکات سے مالا مال فرمایا اور تمام مشہور سلسلہ ہائے طرق عالیہ میں اجازت مطلقہ عنایت فرما کر خلافت کے بلندترین اعزاز سے معزز ومشرف فرمایا۔

جن سلسلوں میں آپ قبلہ خواجہ دامانی قدس سرہ کو اجازت مطلقہ حاصل ہوئی۔ وہ آٹھ سلاسل معروف ومشہور مندرجہ ذیل ہیں۔ نقشبندیہ مجددیہ شریف، قادریہ شریف، چشتیہ شریف، سہروردیہ شریف، کبرویہ شریف، مداریہ شریف، شطاریہ شریف، قلندریہ شریف۔ ان سب طرق میں اپنی مہر خاص سے مزین اجازت نامہ خوشخط مولانا غلام حسن صاحب پونگرڈیروی کے ہاتھ سے

لکھا ہوا عنایت فرمایا۔

خواجہ غریب نواز دامانی کی مسند نشینی

حضرت قبلہ پیرو مرشدؒ کی کل وقتی خدمات حضرات قبلہ خواجہ دامانی ؒ غریب نواز کے ذمہ تھیں۔ یہاں تک کہ مرض الموت میں بھی اپنے پیرو مرشد کے علاج معالجہ کے لیے اطباء اور معالجین کو لانے کی خدمت بھی آپ کے سپرد تھی۔ اور اس خدمت کے سرانجام دینے میں کوئی بھی غفلت نہ ہونے دی۔ جب بحکم کُلُّ نَفسٍ ذَائِقَةُ المَوت ۔مرض کا غلبہ ہوا اور لحظہ بہ لحظہ مرض میں اضافہ ہوتا گیا اور وقت آخر آ پہنچا تو حضرت قبلہ پیرو مرشد غریب نوازؒ نے آپؒ ہی کو اپنے مسند ارشاد کے لائق سمجھا اور اپنی خلافت کا اہل سمجھ کر آپ کو اپنے سجادہ پر بٹھایا اور اپنا خلیفہ بنایا۔ خانقاہ موسیٰ زئی شریف ، خانقاہ دہلی شریف ، خانقاہ شریف غنڈان افغانستان ،ان تینوں خانقاہوں کا تولیت نامہ اور اجازت نامہ دے کر ان تینوں خانقاہوں کا آپ کو متولی اور سجادہ نشین بنایا۔

تولیت نامہ اور اجازت نامہ

نقل اجازت نامہ عربی

الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطفى۔ اما بعد فلا يخفى على الا نام من الخواص والعوام ان اخى الصالح الجامع الكمالات الظاهرية والباطنية المولوى محمد عثمان صاحب سلمه الرحمن اخذالطريقةالعليةالنقشبندية المجددية المعصومية المظهريةمن هذاالمسكين لاشئى دوست محمدالمشتهرفى الا فاق بالحاجى كان الله له عوضا عن كل شئى۔فتوجهت اليه فى لطيفة القلب والسائر اللطائف عالم الامرفانكشف له انوار ها و اسرارهاو حصل له الجذبات القوية والا نوارالجلية والحضور الجمعيةوالسرور والا ستغفراق الذى هو مقدمة الفناء المستلزم للبقاء ثم توجهت اليه فى لطيفة النفس والقالب فحصل له الاستهلاك والا ضمحلال من الفناء والزوال من العين والا ثر، ثم تو جهت اليه فى مراقبة الاحدية و فى الدوائر الولايات الثلاثة :الصغراء والكبراء والعلياء، فحصل له المناسبةبار بابهامن الا ولياء والانبياء والملاء الا على من الملائكة العظام عليهم الصلوة والسلام ۔

ثم توجهت الیه فی الکمالات الثلاثةو الحقائق السبع و الحب الصرف و الدائرة لاتعین و السیف القاطع، فحصل له بعنایت اللّٰہ بالیمن توجه مشائخ الکبار رضوان اللّٰہ تعالی علیهم اجمعین حظوظ و افرةو حالات متکاثرة متناسبة لکل مقام بالتفصیل التام۔ ثم سلکته ثانیًا علی اول امربانیًا،حتی اتممت تسلیکه مرة اخری، فصار بفضل اللّٰہ تعالی بحرًا ذخارًا ۔ ومع ذلك قد صحبنی سبعة عشرة سنة فی الحضر و السفر وخدمنی خدمات کثیرة جزاه اللّٰہ تعالی عنا خیر الجزآء، فصار ممتازًا فی اصحابی و مختارًافی احبابی، فاجزت له اجازة مطلقةفی الطریقة النقشبندیه المجددیة المعصومیة المظهریة و القادریة و الچشتیة و السهروردیة و الکبرویة و الشطاریة و المداریةو القلندریة و غیر هامن طرق الصوفیة۔

فصار من الخلفاء المجددیةعلیهم الرحمته و التحیة و جعلته جالسًا علی مسند ارشاری بعد انتقالی الی اللّٰہ الهادی۔ و حولت الیه جمیع الاسباب المتعلقة و الزمت بها علی کل من دخل فی طریقتی من الطلاب و المجازین وغیرهم من الاصحاب ان یتبعو اامره ولا یخالفوه من بعدی۔ فیده کیدی، مقبوله مقبولی۔ فطوبی لمن اقتدی به و تاسّی بامره، جعله اللّٰہ تعالی سبحانه للمتقین امامًا، و اخلصه لنفسه سبحانه ولحبیبه محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم ۔ فعلیه ان یروج الطریقة الشریفة ویلقنها لطالبی الحق سبحانه و تعالی ویلقی الا نوار فیهم بتوجهه وصرف همته الیهم واوصی له بدوام الذکرو الفکرو المراقبةو الخلوة و الانزواء و الایاس من الخلق و الرجاء علی الخالق و الصبرو القناعة و التسلیم و الرضاء و التفویض و التوکل و الرضاء بالقضاء و الالتجاء الی اللّٰہ تعالی بتوسل المشائخ الکرام قدسنا اللّٰہ تعالی باسرارهم الاقدس فی حل المشکلات و المعضلات۔ وشرط الاجازة الا ستقامة علی الشریعة المصطفویة و اتباع سنة النبویة علی صاحبها الصلوةو السلام و حب مشائخ الکرام رضوان اللّٰہ علیهم۔ اللهم اجعله عابدً الك وزاهدً الك وشاکرًا لك وعاشقًا لك ومتوکلاً علیك و بارك فی عمره وارشاده وعمله و کن له حافظاً وناصرًا فی الا مور کلها، آمین یارب العلمین بجاه سید المرسلین؛ وصلی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقه

سیدنامحمد واله واصحابه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین۔

وادخلته فی ضمنی کما ادخلنی شیخی وامامی وقدوتی هادی الضلال حافظ القرآن المجید شاه احمد سعید صاحب قدسنی اللّٰه بسره الاقدس فی ضمنه وادخله شیخه المکرم مجدد المائة الثالثةوالعشر نائب خیر البشر(صلی اللّٰه علیه واله وسلم)الشاه عبد اللّٰه المعروف بشاه غلام علی شاه صاحب قدس سره العزیز فقبل من قبل بلا علة ۔وذلك فضل اللّٰه یوتیه من یشاء واللّٰه ذو الفضل العظیم۔

ترجمہ اردو

بعد از حمد وصلوۃ جملہ خاص وعام مریدوں اور منسلکین طریقہ شریفہ پر پوشیدہ نہ رہے کہ میرے بھائی جامع کمالات ظاہری اور باطنی مولانا محمد عثمان صاحب نے فقیر دوست محمد سے جو لوگوں میں حاجی صاحب کے نام پر مشہور ہیں، طریقہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ مظہریہ میں بیعت کی۔ پھر فقیر نے ان کے لطیفہ قلب پر بلکہ عالم امر کے پانچوں لطائف (جو لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سر، لطیفہ خفی اور لطیفہ اخفیٰ ہیں) پر علیحدہ علیحدہ توجہ کی تو ان کو بفضلہٖ تعالیٰ ان لطائف کے انوار واسرار نے ایسا گھیرا کہ ان کو جذبات قویہ اور حضور وجمعیت اور سرور واستغراق ومحویت حاصل ہوئیں اور ببرکات مشائخ وپیران عظام بحمد اللہ فناء فی اللہ اور بقاء باللہ جیسا بلند مقام ان کو حاصل ہوا۔ پھر فقیر نے ان کے لطیفہ نفس پر توجہ کی تو بفضلہٖ تعالیٰ ان کے لطیفہ نفس کو کمال استہلاک اور اضمحلال حاصل ہوا۔ حتیٰ کہ ان کو اپنے وجود کا نام ونشان تک بھی نظر نہ آیا۔

پھر فقیر نے ان کو ولایاتِ ثلاثہ (صغریٰ وکبریٰ اور علیا) کے سب دائروں میں توجہ کی تو ان کو بحمد اللہ اولیاء وانبیاء اور ملائکہ ملاء اعلیٰ کے جملہ مقامات حاصل ہوئے۔ پھر فقیر نے ان کو کمالاتِ ثلاثہ اور حقائقِ سبعہ وحب صرفہ اور دائرہ لاتعین وسیف قاطع میں توجہات کیے تو ببرکات مشائخ کرام اور پیران عظام ہر ایک مقام سے ان کو کامل حصہ نصیب ہوا اور ان کو احوال گوناگوں اور تجلیات بوقلموں حاصل ہوئے۔ پھر فقیر نے ان کو دوبارہ ہر ہر مقام میں توجہاتِ عالیہ سے نوازا۔ پس وہ اللہ کریم کے فضل سے بحرِ ذخار بن گئے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے سفر وحضر میں فقیر کی بے حد خدمات انجام دیں اور فقیر کی سترہ سال صحبت ان کو میسر رہی۔ خداوند کریم ورحیم ان کو جزائے خیر سے نوازے تو فقیر ان کو سلاسل ثمانیة (یعنی آٹھوں طریقوں) طریقہ نقشبندیہ

مجددیہ معصومیہ مظہریہ، طریقہ قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ و شطاریہ و مداریہ و کبرویہ اور قلندریہ) اللہ تعالیٰ ان کے صاحبوں کو رحمتہائے بیشمار مرحمت فرمائے) کی اجازت مطلقہ دیتا ہے۔ پس وہ خلفائے مجددیہ میں ممتاز خلیفہ ہیں اور سب طرق صوفیا کرام میں پیشوائے کامل ہیں جس طریقے پر طالب مولیٰ جل شانہ کو چلانا چاہیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ ان کو مہارت کاملہ حاصل ہے اور وہ میرے بھی خلیفہ ہیں۔ فقیر ان کو خلافت دیتا ہے۔ ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے اور ان کا مقبول میرا مقبول ہے۔ سو خوش ہوں وہ لوگ جن کو ان کی پیروی کامل حاصل ہو اور جن کو ان سے فیضانِ صحبت حاصل ہو اور ان کے لیے مبارک صد مبارک ہو۔ اللہ کریم ان کو پرہیزگاروں کا امام بنائے اور ان کو اللہ کریم اور حبیب پاک ﷺ کا خاص قرب نصیب ہو۔ پس ان پر لازم ہے کہ طریقہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ کو رواج دینے میں کوشش کریں۔ اور طالبان مولا کو توجہات دینے اور نسبت شریفہ ان کے دلوں میں القاء کرنے میں کوشش کریں، اللہ کریم ان کے طفیل طالبان حق کے دلوں کو انوار و تجلیات الٰہیہ سے بھر دیں۔ فقیر ان کو وصیت کرتا ہے کہ دوام ذکر اور مراقبہ اور خلوت اور انزواء اور لوگوں سے ناامیدی اور خالق پر مدام بھروسہ اور صبر و قناعت تسلیم و رضا بالقضا اور تفویض و توکل اور اپنے مشائخ کرام کے توسل سے اپنی ہر مشکل کے لیے التجا کرنے کو۔

اجازت کی شرط استقامت شریعت غراء اور اتباع سنت بیضا ہے اور ساتھ اپنے مشائخ کرام کی محبت اس کی شرط اولین ہے۔ اے اللہ تو ان کو عابد اور زاہد بنا۔ اور اپنی ذات پاک کا سچا عاشق بنا اور ان کو اپنے پر کمال توکل عنایت فرما۔ اور ان کی عمر اور ارشاد میں بے حساب برکت عطا فرما اور ان کے جملہ امور کا آپ کی ذات کفیل ہو اور تو ان کا حافظ اور مددگار ہو۔ آمین یارب العالمین۔

اور فقیر نے ان کو اپنی ضمن میں ایسا داخل کیا ہے جیسا کہ مجھے میرے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے اپنی ضمن میں داخل فرمایا تھا۔ اور ان کو ان کے شیخ شاہ عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی شاہؒ نے داخل فرمایا تھا۔ پس قسام ازل نے ان کا مقسوم ہی عجب مقرر فرمایا ہے۔

ذَلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَشَاءُ ۔وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡم

فحررہ فی ست العشرین من الرمضان المبارک ۱۲۸۴ھ

نمونہ مہر مبارک

حرمین شریفین کی زیارت اور حج

مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہونے کے تین سال بعد تک آنحضور قبلہؒ رُشد و ہدایت کے منصبی فرائض انجام دیتے رہے اور پھر قبلہ عالی کے دل میں حرمین شریفین کی زیارت اور حج مبارک ادا کرنے کا کمال شوق و محبت دامنگیر ہوا۔ چنانچہ تقریباً ۱۲۸۸ھ میں قبلہ عالم حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب جی چند اشخاص سمیت عازم زیارت حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و عظمۃً ہوئے۔

حج بیت اللہ شریف سے فارغ ہو کر عازم زیارت مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور گنبدِ خضراء علی صاحبہا الف الف صلواۃ والثناء ہوئے۔ جب مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہوئے تو رابطہ محبت اور غلبہء شوق اس قدر طاری ہوا کہ در و دیوار سے صورتِ محبوب مشاہدہ ہونے لگی، مدینہ پاک میں کم و بیش گیارہ روز رہے۔ ادب و احترام کا یہ عالم تھا کہ کھانا پینا یکسر ترک کر دیا۔ تا کہ قضاء حاجت کی ضرورت نہ پڑے۔ کیونکہ مدینہ پاک کی مبارک سرزمین پر ہر کہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے ہوئے ہیں۔ جس میں پاک سرزمین کا ہر ذرہ آفتاب عالمتاب سے زیادہ روشن اور اہل نظر کے لیے صد رشک خلد بریں ہے۔ بیت ؎

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنیدؒ و بایزیدؒ ایں جا

ادب کا یہ قرینہ امام دار الہجرت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی سنتِ عشق و محبت کے مطابق تھا۔ امام صاحب جب گھر سے نکلتے تو برہنہ پا، مسجد نبوی تک تشریف لے جاتے کہ مبادا میرا پاؤں اُن ذروں پر نہ آ جائے کہ جن پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک لگے ہوئے ہوں۔ الغرض جب بیت اللہ شریف اور گنبد خضراء کی زیارت شریف سے شادکام و بامراد ہو کر واپس اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی صاحب قبلہ قندھاری قدس سرہ کے آستانہ عالیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف پہنچے تو اپنے پیر و مرشدؒ کے مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہوئے اور (برصغیر) ہندوستان اور افغانستان وغیرہ ممالک کے ہزاروں لوگوں کو داخل طریقہ فرمایا۔

شریعت کی پابندی

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بنیاد ہی شریعتِ مطہرہ کی کمال پابندی اور سنتِ نبویہ کی کامل پیروی پر رکھی گئی ہے۔ سرمو انحراف اور تساہل و غفلت سلسلہ عالیہؒ کے خلاف ہے۔

سلسلہ ہائے تصوف میں تین لفظ بکثرت زبانوں پر دہرائے جاتے ہیں شریعت، طریقت، حقیقت۔ان کی تفسیر میں سینکڑوں صورتیں بیان کی جاتی ہیں مگر حقیقی تفسیر ان کی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات قدسی آیات میں بیان فرمائی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ شریعت غرا کے احکام کی پابندی فکر و استدلال کے ذریعہ، یہ شریعت ہے۔اور عقل و نظر سے آگے شریعت کے احکام کی پابندی ذاتی تجربہ اور قلبی مشاہدہ کے ذریعہ، یہ حقیقت ہے۔اور اس مقام تک پہنچنے کے لیے ریاضات اور مجاہدات کوششیں اور کاوشیں ان سب کا نام طریقت ہے۔

روحانی کمال اور آخری منزلِ صداقت کا واحد معیار اور مقیاس صرف اور صرف شریعت ہے۔اول و آخر یہی مقصود اور مطلوب ہے۔روحانی ترقی اور کمال کا کوئی بھی ایسا مقام اور نہ کوئی ایسی منزل ہے جو تکلیفاتِ شرعیہ سے مستثنیٰ ہو۔انسان جب تک انسان ہے اور اس کے ہوش و حواس باقی ہیں اور جب تک اس کی رگِ حیات میں جنبش باقی ہے اس وقت تک اس پر شریعت کی پابندی فرض ہے۔

ہمارے حضرت قبلہ دامانی قدس سرہ نے شریعت پر کمال پابندی اور سنتِ نبویہ کے کمال اتباع کو اپنا نصیب العین اور دستور زندگی ایسا بنایا کہ کردار و گفتار و نشست و برخاست اور خورد و نوش، وضع و قطع اور لباس وغیرہ غرض زندگی کے ہر شعبہ میں شرعی احکام اور سنت نبویہ کی پابندی اور کامل اتباع کو لازم قرار دیا۔یہاں تک کہ بال بھر بھی انحراف کو حرام سمجھتے اور اس سے تجاوز نہ فرماتے۔خانقاہ شریف میں درویشوں اور عزلت نشینوں کو ہمیشہ نمازِ تہجد، مراقبہ اور ذکرِ الٰہی کی کثرت سے پابندی کی نصیحت فرماتے اور اکثر فرمایا کرتے کہ یادِ الٰہی سے ایک لمحہ کے لیے غفلت نہیں ہونی چاہیے اور اکثر یہ شعر ورد زبان ہوتا۔شعر

ذکر کن ذکر، تا تُرا جان است
پاکی دل ، ز ذکرِ رحمٰن است

انکسار و تواضع

انکسار اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ حضرت والا کے عقید تمندوں اور خدام کی تعداد ہزار در ہزار تھی۔اس کے باوجود آپ فرمایا کرتے کہ میں بزرگی اور پیری کا دعویٰ ہرگز نہیں کرتا۔بلکہ میں تو اپنے پیرو مرشد حضرت قبلہ حاجی صاحب قندھاری قدس سرہ کے مزار پر انوار کا جاروب کش اور

زائرین ووار دین کا خدمت گزار ہوں۔ ایک خراسانی سائل کی چرب زبانی کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ دنیا میں ہماری دولت مندی اور غناء مشہور ہے۔ اور یہ برکت میرے پیرو مرشد کی ہے۔ ورنہ مجھ جیسا مسکین کوئی نہیں۔

توکل علی اللہ اور خود سپاری

مقامات عشرہ جو تصوف کا لب لباب ہیں۔ توبہ، انابت، زہد، صبر، قناعت، توکل، شکر، خوف، تسلیم، رضا۔ یہ مقامات عشرہ حضرت خواجہ دامانی قبلہؒ کو اگرچہ کامل طور پر حاصل تھے مگر ان میں جو مقام توکل علی اللہ ہے، آپ جناب اس کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ باوجود یہ کہ ظاہری طور پر کوئی ذریعہ بھی دنیا کے حصول کا آپ کے پاس نہ تھا اور نہ کوئی دنیاوی اسباب تھے۔ مگر زائرین اور واردین کی کفالت اس کے باوجود آپ حضور کے ذمہ تھی۔ بعض اوقات زائرین اور واردین درویشوں سمیت تعداد چار پانچ سو کے قریب بن جاتی تھی۔ خانقاہ شریف میں مستقل قیام پذیر مردوں اور عورتوں طالبان خدا، اللہ اللہ، اللہ کرنے والوں کی ایک سو بیس اشخاص کے لگ بھگ تعداد تھی۔ ان سب کے جملہ اخراجات کے کفیل ذات خداوندی جل شانہ کے بعد آپ ہی تھے۔ اس قدر ذات خداوندی پر بھروسہ تھا کہ ایک بار خانقاہ شریف کے حجروں کی دیکھ بھال کے لیے تشریف لے گئے تو ایک میزاب (پرنالہ) کے نیچے سرخ مرچ کا ایک پودا ملاحظہ فرمایا جو خوب ہرا بھرا تھا۔ اس پودے کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ پودا کس نے لگایا ہے، لنگر خانہ کے منتظم خادم نے عرض کی کہ حضور یہ پودا میں نے لگایا ہے کہ لنگر خانہ کی ضرورت کے کام آئے گا۔ ارشاد فرمایا۔ میرے حضرتؒ کا لنگر اس کا محتاج نہیں۔ اُسی وقت سنگھولے سے جو آنجناب تکیہ کرنے کے لیے اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے تھے۔ اس پودے کو اکھاڑ پھینکا۔ سبحان اللہ۔

خدا خود میر سامانست ارباب توکل را

مصرعہ بھی زبان مبارک سے پڑھا اور ارشاد فرمایا کہ فقیر کی بسر اوقات توکل بر خدا ہے۔ بعض ظاہر بین اشخاص حضرت کے کثیر اخراجات اور مصارف کو دیکھ کر یہ گمان کرتے کہ یا تو آپ عامل ہیں یا پھر کیمیا گر ہیں۔ حالانکہ نہ تو آپ عامل تھے اور نہ کیمیا گر۔ صرف اور صرف اپنے پیرو مرشد کے ساتھ کمال رابطہ اور محبت آپ حضور کے دل میں موجزن تھی۔ جس کے طفیل آپ کے پاس معرفت بھرا دل مبارک تھا جس سے خلقِ خدا آپ کی ذات گرامی سے مثل مور و ملخ مستفیض و منور ہو رہی

تھی۔ اور ساتھ ہی رحمت الٰہی کی آپ حضور پر وہ موسلا دھار بارش تھی کہ کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ سیم و زر، دین و دنیا کی رونق اور کامیابی و کامرانی و ترقی و خوشحالی اور فیضان الٰہی کا ٹھاٹھیں مارنے والا بحر بیکراں آنحضور کے پاس تھا۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا والٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔

استغناء اور اعراض از ماسواللہ

اہل اللہ کی شان ہی بے نیازی اور استغناء ہے۔ طمع اور لالچ ان میں ذرہ بھر نہیں ہوتی۔ ان کی زندگی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اَلْغِنَاءُ هُوَ غِنَی النَّفْسِ اوکما قال، کی زندہ مثال ہوتی ہے۔ بحمد اللہ یہ شان بے نیازی ہمارے حضرت خواجہ دامانی قبلہؒ میں بدرجہ اتم واکمل موجود تھی۔ حضور کی افتادِ طبع شریف ہی اپنے پیر دستگیر کی توجہاتِ منیف سے ایسی ہی واقع ہوئی تھی کہ اس میں حرص اور لالچ نام کو بھی نہ تھی۔ کیونکہ اہل اللہ کی جبلت اور فطرت ہی میں اللہ کریم نے استغناء بھری ہوتی ہے۔ بس ٹھیک اسی طرح ہمارے حضرت قبلہ دامانی ؒ کا وجود مبارک شانِ استغنائی کی ایک زندہ تفسیر تھی۔ تین واقعات آپؒ کی استغناء کے عرض خدمت کیے جاتے ہیں۔

پہلا واقعہ

ایک سال آپ قبلہ غنڈان (افغانستان) میں موسم گرما گزارنے تشریف فرما تھے۔ وہاں کے قبائل کے مرد و زن سب حاضر خدمت ہوئے اور ان میں سے قوم توخی لٹک خیل خدوزئی نے نہایت عاجزی و زاری سے عرض کی کہ ہم ایک کاریز (چھوٹی نہر) اور اس کی ملحقہ اراضی حضور قبلہ کے لنگر شریف اور خانقاہ مبارک کے لیے ہدیۃً نذر کرتے ہیں جس کی سالانہ آمدنی تخمیناً دس ہزار روپے ہے۔ حضور قبلہ منظور فرمائیں، اور اس بابت بے حد اصرار کیا مگر باوجود اصرار بیشمار اور زاری و گریہ بے کنار اس کاریز مع الاراضی کو منظور نہ فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا۔ فقیر کا سب معاملہ توکل علی اللہ پر ہے۔ اور اسی ذات پاک جل شانہ کے بھروسے اور سہارے پر فقیر لمحات حیاتِ مستعار گزار رہا ہے۔ اور بحمد اللہ وہی ذات، فقیر کے سب کام اور کاروبار لنگر شریف اور میرے حضرت پیر و مرشد کی خانقاہ شریف کے پورے فرما رہی۔ اور یہ شعر بھی پڑھا۔ سبحان اللہ! بیت۔

دوست مارا زر دہد منت نہد
رازق ما رزق بے منت دہد

دوسرا واقعہ

حضرت قبلہ کے احباب مریدین ہندوستان میں سے علاقہ یو۔ پی، میں ایک بی بی صاحبہ تھیں جو حضور کی بے حد غلام اور عقیدت مند تھی اور ایسی صاحب کمال اور صاحب حال بی بی صاحبہ تھیں کہ انہوں نے سب مقامات سلوک نقشبندیہ، مجددیہ حضور کی غائبانہ توجہات شریف کی بدولت طے کیے تھے۔ اور اس کے باوجود وہ بے حد متمول تھی اور اس کے چار پانچ عدد باغات بے حد سر سبز آموں کے تھے اور تقریباً ۴ مربعہ جات زمین کی بھی مالکہ تھی جن کی آمدنی سالانہ تخمیناً ڈیڑھ لاکھ ہوتی تھی اور وہ بے اولاد تھی۔ وہ جب بھی حضور کی خدمت میں خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ میں حاضری سے مشرف ہوتی وہ عرض کرتی کہ حضور میں لاولد ہوں اور مہربانی فرما کر میری یہ ملکیت لنگر شریف کے لیے منظور فرمائیں اور یہ فدویہ، اپنی یہ ملکیت، باغات حضور کی خدمت میں ہدیہ پیش کر کے لنگر کے لیے وقف کرتی ہے۔ حضور منظور فرمائیں۔ اور یاد رہے کہ یہ بی بی صاحبہ علی گڑھ (یو۔ پی) موضع سمیرا جو کہ علی گڑھ شہر سے چھ سات میل پر واقع ہے، کی رہنے والی تھی۔ اس بی بی صاحبہ نے بارہا اصرار کیا، اور خلفاء کرام سے حضور قبلہ سے منظور کروانے کے لیے کہلوایا۔ مگر حضور قبلہ نے باوجود شدت اصرار اور عقیدت بے شمار، بی بی صاحبہ کے مجبوراً منظور فرمایا اور ارشاد فرمایا۔ بی بی صاحبہ یہ سب ملکیت اور باغات وغیرہ فقیر کو منظور ہیں مگر فقیر وہاں پر اپنے پیر و مرشد کی خانقاہ شریف کو چھوڑ کر نہ بیٹھ سکتا ہے اور نہ وہاں پر سکونت اختیار کر سکتا ہے۔

حضور قبلہؒ نے بی بی صاحبہ موصوفہ کا ہدیہ منظور فرمایا اور ساتھ ہی انہیں دو چار مہینوں میں اپنے مقتدر خلیفہ اور عالم اجل اور فاضل و علامہ بے بدل مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت اور اجازت نامہ طرق صوفیہ نقشبندیہ مجددیہ سے سرفراز فرما کر علی گڑھ روانہ فرمایا اور ان کو وہ ساری اراضی اور باغات وقف فرما دیئے۔ اور ان کو وہاں پر خانقاہ بنوا دی۔ اور اس پر بیٹھا کر اس علاقہ کے سارے احباب مریدین و معتقدین کو توجہات دینے پر مامور فرمایا۔ چنانچہ حضرت مولانا محمود شیرازی نے وہاں سمیرا (علی گڑھ) میں سکونت فرمائی اور تادم زیست وہاں پر رہے۔ حتیٰ کہ ان کی قبر شریف بھی سمیرا میں ہے۔ اور ان کی گذران اور سب لنگر کے اخراجات زائرین اور واردین کے اسی ملکیت اور باغات وغیرہ کی آمدنی سے بفضلہ تعالیٰ بطریق اکمل پورے ہوتے رہے۔ زہے سامان بے نیازی! میرے حضرت قبلہ دامانی رحمۃ اللہ علیہ کی۔ سبحان اللہ۔

تیسرا واقعہ

ایک روز حاجی غلام نبی صاحب قوم بابڑ سکنہ چودھواں جو حضور قبلہ کے بعض مریدین سے تھا اور جو لاولد تھا۔ اس کی بیوی اور حاجی صاحب مذکور عمر کے اس حصہ منزل کو پہنچ چکے تھے۔ اور عمر کی ایسی حد آ گئی کہ اولاد کی رہی سہی امید بھی ختم ہو گئی تھی تو انہوں نے سوچا کہ اب اتنی عمر گزرنے پر اولاد نہیں ہوئی تو کوئی ایسا کام کر جائیں تا کہ ہمارے واسطے جو باقیات صالحات سے ہو۔ حاجی صاحب موصوف بڑے متمول اور بڑے زمیندار تھے۔ چنانچہ حاجی صاحب نے ایک عریضہ بابت اپنی جائیداد کی خدمت شریف میں ہدیہ لنگر میں پیش کرنے کے متعلق لکھا جس کا مضمون یہ ہے کہ حضور بندہ لاولد ہے اور چودھواں میں ایک باغ رکھتا ہے اور دو ویل کالا پانی جو نہری ہے اور بارہ مہینے نہر میں جاری ہوتا ہے اور ایک حصہ پن چکی، اور ایک مکان سکونتی چودھواں شہر میں جس کی بڑی حویلی ہے۔ یہ سب آپؒ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور نہایت عاجزی و لجاجت سے قبول فرمائیں، نیز بندہ اور بندہ کی بیوی کو اپنے زمرہ درویشاں میں قبول فرمائیں۔

یہ عریضہ آنحضور قبلہ کی خدمت اقدس میں حضرت کے ایک خلیفہ مکرم نے پیش کیا۔ جب حضور قبلہؒ نے حاجی صاحب مذکور کا عریضہ پڑھا تو اس عریضے کی پشت پر چند سطور اپنی قلم مبارک سے جواباً تحریر فرمائیں کہ جناب من! جو کچھ آپ صاحب نے کمال خلوص اور محبت بے پایاں کی بنا پر تحریر فرمایا ہے۔ اللہ کریم آپ کو اس نیک نیتی اور کمال محبت کا جو آپ اپنے پیران عظام سے رکھتے ہیں۔ جزائے خیر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے۔ فقیر آپ صاحبان کے کمال محبت کو دیکھ کر یہ سارے تحفے منظور کرتا ہے اور منظور کرنے کے بعد ان سب تحائف اور ہدایا کو واپس آپ دونوں میاں، بی بی صاحبان کو ہدیہ کے طور پر بخشتا ہے۔ کیونکہ ان سب تحائف کو فقیر اپنے پاس رکھنے سے معذور ہے۔ فقیر کے پیر و مرشد قدس سرہ کا لنگر شریف صرف اور صرف توکل بر خدا پر چل رہا ہے۔ اور یہ شعر بھی عریضہ کی پشت پر تحریر فرمایا۔

تو چنیں خواہی خدا خواہد چنیں
می دہد حق ، آرزوئے متقیں

باقی رہا آپ کا زمرہ درویشاں میں شامل ہونے کا ارادہ مصمم تو اس کی بابت عرض ہے کہ خانقاہ شریف آپ صاحبان کا گھر ہے جس وقت جی چاہے خانقاہ شریف کے درویشوں کے

ساتھ اوقات بسر کریں۔ انشاء اللہ توجہات اور دعا گوئی سے آپ صاحبان کے حق میں فقیر ہرگز دریغ نہ کرے گا۔ تسلی فرمائیں۔

اتفاقاً چند سیاح، خانقاہ شریف آئے، انہوں نے پہلی ملاقات میں اس بات کا اعتراف کیا کہ اس سے پہلے ایسا دلنواز شخص، ہم نے نہ سنا ہے اور نہ اب تک دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ کسی شاعر نے کیا ہی خوب اس بابت کہا ہے۔

پس بہ ہر دورے ولی کامل است
تا قیامت آزمائش قائم است

حضرت والا کا استغناء علاقے کے اطراف وجوانب میں ہر طرح مشہور تھا۔ مختصر یہ کہ حضرت والا علمی اور عملی کمالات کے اعتبار سے بے پایاں سمندر تھے جو جود وسخا کی ٹھاٹھیں مار رہا ہو اور اس میں ذرہ بھر بھی کمی نہ آئے لیکن مجال کہ زبان مبارک پر کبھی بھی اپنی تعلّی اور برتری جتانے کے متعلق کوئی حرف لائے ہوں۔ یا اس بابت کوئی اشارہ کیا ہو۔

حضرت والا شان بلاشبہ ایک عظیم انسان اور مرد کامل تھے۔ جن سے دور دراز کے رہنے والے ہزاروں لاکھوں لوگ مستفیض ہوئے اور لاکھوں میٹھی ہستیاں اس چشمہ بے بہا سے اپنی تشنگی بجھاتے رہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج اور اشاعت

حضرت والا نے جس خوش اسلوبی اور سلیقہ سے خلافت عظمٰی کے فرائض انجام دیئے۔ دنیا دنگ رہ گئی۔ پنجاب سے گزر کر یہ فیضان دہلی، بمبئی، بنگال، کلکتہ، آسام وغیرہ کے اوطانِ بعیدہ تک پہنچا اور اسی طرح خراسان (افغانستان) میں بھی سلسلہ شریف کی خوب اشاعت ہوئی اور ہزاروں خلفاء اس علاقہ میں مقرر فرمائے، جن سے ہزاروں لوگ مستفیض ہوئے۔

خانقاہ ڈیپ شریف کی تاسیس وتعمیر

آنخضور قبلہ کی مساعی جمیلہ سے علاقہ سون سیکسر میں ڈیپ شریف کے مقام پر ایک جدید خانقاہ شریف کی تاسیس اور تعمیر کرشمہ قدرت تھی۔

(وادی سون) ایک خوشگوار اور پُر بہار علاقہ ہے جس میں قطب شاہی اعوان قوم آباد ہے۔ چونکہ اس قوم کا خمیر اہل اللہ اور اولیاء اللہ کی عقیدت اور ارادت سے اٹھا ہے تو اس قوم اعوان

میں سے محبین ومخلصین اور مریدان وخادمان نے جن میں سے چند ایک خلفاء عظام بھی تھے، کی دلی محبت وعقیدت اور خواہش تھی، کہ یہ کیا ہی خوب خوش قسمتی ونیک بختی ہوتی، کہ آنحضور والا شان ہم غریبان کے قرب میں ہوتے اور جب تڑپ محبت زیادہ ہو جاتی تو ہم اپنے گھروں سے روانہ ہو کر آنحضور والا کی قدم بوسی اور زیارت و دیدار مبارک سے فیض یاب ہوتے رہتے۔ شاید اللہ تعالیٰ کا امر کرم فرما ہو رہا تھا کہ جب حضرت قبلہ دامانی، والی قابل (افغانستان) امیر عبدالرحمٰن کے مظالمِ شبانہ روز سے تنگ آگئے تو آنجناب والا نے پھر افغانستان میں قیام نہ کرنے کی قسم کھائی اور افغانستان جانا چھوڑ دیا، دو سال مسلسل گرمیوں کے بمعہ جملہ اہل وعیال درویشان کرام، موسیٰ زئی شریف اپنی خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ میں قیام پذیر رہے جب خلفاء کرام نے دیکھا کہ آنحضور اور حضور ے جملہ اہل وعیال ودرویشان کرام اور خلفاء عظام کے لیے موسیٰ زئی شریف کی گرمی برداشت کرنا بے حد مشکل امر ہے تو انہوں نے حضور کی خاطر علاقہ سون سیکسر میں مقام ڈیپ شریف منتخب فرمایا۔ کیونکہ یہ مقام ساری وادی سون میں نسبتاً بے حد ٹھنڈی اور ہوادار جگہ ہے۔

جب آنحضور قبلہؒ نے اس مقام پر نزول اجلال فرمایا تو آپ کے بڑے بڑے عمدہ اور نامور خلفاء آپ کے ہمرکاب تھے۔ مثلاً حضرت سید لعل شاہ صاحب قبلہ ہمدانی بلاولی، حضرت مولانا قاضی عبدالرسول صاحب انگوی، حضرت مولانا مولوی نور خان صاحب چکڑالوی، حضرت جناب قاری قمرالدین صاحب کرڈھوی اور دیگر مقدس خلفاء رضوان اللہ علیہم آپ کے ہمراہ تھے۔ قرب وجوار کے خوش نصیب اعوان (وادی سون) سب نے اپنی اپنی خدمات پیش کیں۔

الحمدللہ آنحضور قبلہ کو بھی یہ جگہ بہت پسند آئی اور اس مقام کو اپنی مستقل رہائش کے لئے بے حد پسند فرمایا۔ اور یہاں پر مستقل رہائش موسم گرما میں رکھ لی۔ یہ سن ۱۳۰۳ھ تھا۔ اور یہ مقام شریف آج تک وادی سون سیکسر میں خانقاہ عثمانیہ سراجیہ شریفؒ کے نام سے مشہور ومعروف ہے اور آج ۱۴۳۴ھ تک اسی نام سے مشہور ہے۔ اور ساتھ ہی معلوم رہے کہ موضع کفری اور کرڈھی کے عقیدت مند اور محب مریدوں نے نہ صرف خانقاہ شریف مذکورہ کی تعمیر کے لیے بلکہ اس کے علاوہ خانقاہ شریف میں حضرت والا کے باخدا درویشوں اور حضور کے مال مویشیوں کی چراگاہ کے لیے اور ضروری اخراجات کے لیے دو صد بیگھہ اراضی بمعہ پہاڑوں وغیرہ کے خدمت شریف میں نذر کئے۔ بلکہ اس وادی کے صدر مقام نوشہرہ کے دیگر شہروں کے خوش نصیب وخوش بخت افراد (قوم

اعوان) نے حضور والا کے حضور اپنی ساری خدمات پیش کیں اور چند ہی مہینوں میں ایک عالی شان مسجد شریف اور پندرہ بیس حجرے زائرین، واردین اور اللہ اللہ کرنے والے درویشان کرام کے لئے اور ایک بڑی حویلی معہ چھ، سات کمروں کے حرم سرا کے لیے تیار ہو گئے۔ فالحمدللہ۔
فَجزَاھُمُ اللّٰہ خَیرَ الجَزَاء۔

حضور قبلہ نے وادی سون بمقام ڈیپ شریف کو اپنی خانقاہ اور مستقل قیام گاہ بنانے کے ایک سال بعد مسجد شریف کا سنگ بنیاد رکھا۔ جو تخمیناً ۳۶ فٹ لمبی اور ۲۵ فٹ چوڑی تھی۔ چنانچہ بفضل خداو جملہ مریدین اور محبین باصفا کی شبانہ روز کی محنت و کاوش سے چند یوم میں مسجد شریف تیار ہو گئی۔ مسجد شریف گھڑے ہوئے پختہ پتھروں کی تھی اور چھت پر بڑے موٹے موٹے شہتیر شیشم کی لکڑی کے چڑھے ہوئے تھے اور درمیان میں پانچ ستون تھے اور جب مسجد شریف تیار ہو گئی، تو حضرت قبلہ کے خلیفہ اجل وارشد مولانا محمود شیرازیؒ نے مسجد کا قطعہ تاریخ لکھا۔ جو کم از کم دس اشعار بزبان فارسی پر مشتمل تھا۔ جو دو عدد ملتانی پتھروں پر کندہ تھا جس سے سن تاریخ بنیاد و تعمیر مسجد نکلتی تھی۔ وہ دونوں پتھر مسجد کے شمالی جانب محراب کی دیوار میں نصب تھے۔ گویا ان اشعار سے ۱۳۰۴ھ کی تاریخ نکلتی تھی۔ یہ مسجد شریف بسبب نہایت کہنہ ہونے کے بقضائے الٰہی ۱۳۷۹ھ کو شہید ہو گئی۔

اس مسجد کو اس فقیر حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ نے دوبارہ بمعاونت و امداد ملک حاجی قاسم علی خان (سوڈھی) کے ایک ماہ میں مکمل کیا اور قطعہ تاریخ مصنفہ حضرت مولانا محمود شیرازی والے پتھر بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ میرے قبلہ والد محترم حضرت سید و مرشدی خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ متوفیٰ ۱۳۷۷ھ نے مولانا شیرازی صاحب کے ان کندہ پتھروں کو جوڑ کر سارے اشعار تحریر کر لیے۔ پھر بڑے خوبصورت پتھر پر کندہ کر لیے۔ یہ پتھر محفوظ رکھا ہوا تھا۔

جب ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹۶۱ء کو فقیر نے دوبارہ مسجد شریف کی تعمیر شروع کی تو اپنے والد بزرگوار حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا وہ کندہ پتھر محراب کے دائیں جانب دیوار میں نصب کروا دیا تاکہ قطعہ تاریخ مسجد بھی نمایاں ہو سکے۔ اور میرے والد بزرگوار کی یادگار بھی معلوم ہو سکے۔ جس میں شائقین کی زیارت کے لیے کافی کچھ سامان ہے۔ کیونکہ اس نئے پتھر پر اشعار تاریخی کے علاوہ آگے لاشئی حافظ محمد ابراہیم سجادہ نشین خانقاہ موسیٰ زئی شریف کا اسم گرامی بھی کندہ ہے۔ مسجد

شریف ڈیپ کی تعمیر کا سن ۱۳۰۴ھ ہے اور پتھر مذکور پر بھی ۱۳۰۴ھ مرقوم ہے۔ اشعار یہ ہیں۔

اشعار تاریخی بزبان فارسی

حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

در بناء مسجد شریف خانقاہ سراجیہ ڈیپ شریف ضلع خوشاب (وادی سون سکیسر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست

آخر آمد زپسِ پردہء تقدیر پدید

قطع تاریخ، سنگ بنیاد خانقاہ شریف سون سکیسر و مسجد شریف خانقاہ سراجیہ

دوستیہ عثمانیہ ڈیپ شریف ضلع سرگودھا تحصیل خوشاب

ایں جامع فیض ، جامع عثمانیست | ایں طاق متصرفست آستانیست رفیع
در فردِ بقا خامہء منشی قضا | امضائے ورا بجشت خط توقیع
از درج کمال خواجہ عالم یافت | ایں طاق فلک رواق زیب ترصیع
حاجی بہیں دوست محمد کہ دوتاست | قد فلک اندر برش از وقع وقیع
وصفش چکنم کہ سیرتِ خواجہ ما | برہانِ کمالِ اوست والامر وسیع
بوبکر بصدق و عمر اندر انصاف | عثمان دوم جامع الا لقاب جمیع
بردر گہ او کَـرَّمْـنَـا اللّٰـهُ بِهَـا | در بذل وجود عیبے است شنیع
ایں صومعہ چوں گرفت انجام گرفت | زیں سوی ء لوای ء عزم دولت تشیع
چوں کرد نزول جستم از پیرِ خرد | تاریخ قدوم وے وایں قصر رفیع
او بود در اندیشہ کہ شیرازی گفت | صبحِ نہم شعبان در فصل ربیع

۱۳۰۴ھ

مرتب کنندہ لوح تاریخ: حضرت خواجہ حافظ محمد ابرہیم صاحب قبلہ

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ دوستیہ عثمانیہ سراجیہ

بتاریخ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ مطابق فروری ۱۹۵۵ء

موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

الراقم الحروف: نیکونامے چند فقیر محمد اسماعیل سراجی، مجددی عفی عنہ

حقیقت میں حضرت قبلہ دامانی کے خلفاء کرام کی نظر نکتہ دان نے جو یہ مقام ڈیپ شریف منتخب فرمایا تو یہ اس لیے کہ یہ مقام ساری وادی سون سکیسر میں ایک تو بہت ٹھنڈی جگہ ہے، جہاں ہوا کسی وقت بھی بند نہیں ہوتی۔ کیونکہ اوپر سے درہ ڈیپ شریف ہے جس سے تھوڑی ہوا بھی دو پہاڑوں کے مابین سے گزر کر شپا شپ آ کر لگتی ہے۔ اس ہوا کا نشانہ مقام ڈیپ ہی ہوتا ہے۔ ویسے تو ساری وادی سون ٹھنڈی اور ہوا دار جگہ ہے اور اس پر طرہ یہ کہ وادی نہایت خوبصورت، پیاری اور دل آویز ہے۔ اس مقام ڈیپ شریف کی امتیازی شان ہے کہ یہاں پر صاف اور شفاف پانی کی بہتات ہے۔ پھر قدرتی آبشاریں بھی ہیں اور سبزہ زار بھی اور سلسلہ شریف کے معمولات کے لیے انتہائی موزوں اور مناسب جگہ ہے۔ آبادی کے شوروشغب سے دور ہے۔ مراقبہ اور ذکر کے لیے اس سے اچھا ماحول کہیں میسر نہیں آ سکتا۔ ایسی خاموشی اور سکوت کا عالم ہے کہ گویا ہر ذرہ اور اس جگہ کا ہر ہر پتھر ذکر الٰہی جل شانہ میں محو و مدہوش ہے۔ اس قدرتی مناسبت کو دیکھ کر اُن عاشقان اور فدایان پاک طینت (قبلہ خواجہ دامانیؒ) کی نظر انتخاب پر ہر ایک کو حیرت اور استعجاب گھیر لیتا ہے۔ اور یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آفرین صد آفرین ہو۔ ان متوالوں کی بصیرت قلبی پر جنھوں نے ایسی جگہ کا انتخاب فرمایا۔

سلسلہ شریف کے معمولات کے لیے یہ مقام جس قدر مناسبت معنوی رکھتا ہے۔ وہ ساری وادی سون میں اور جگہ میسر نہیں ہو سکتا۔ فَسُبْحَانَ الَّذِیْ مَنْ خلقَ النَّاسَ بِقَدْرِ

اس طرح سے یہ مبارک ٹکڑا خطہ زمین، سالکین و زائرینِ واردین، تشنگانِ فیوضات و تجلیات حضور خواجہ دامانی قدس سرہ کا مرکز بن گیا۔ اور احباب زائرین اور تشنگانِ وحدت یہاں پر آ کر شادکام ہونے لگ گئے۔

نیز ۱۳۰۴ھ میں سرمستان بادیہ توحید یعنی عاشقان حضور خواجہ دامانیؒ کی کمال سعی اور کوشش سے ایک سال کیا بلکہ چار ہی مہینوں (وادی سون کے تمام علاقہ اور کفری، کورڈھی، انگہ، اچھالی کے شہروں میں) میں آواز حق گونج گئی اور طالبانِ حق جوق در جوق آنے لگے۔ مگر جو شاہانہ

بہار خانقاہ ڈیپ شریف نے حضور خواجہ دامانی کے فرزند ارجمند، لخت جگر، نور نظر و خلیفہ مجاز، نائب مناب حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین صاحب قدس سرہ کے زمانہ میں دیکھی تھی۔ ایسی بہار نہ آج تک پھر چشم فلک کج رفتار نے دیکھی اور نہ ساکنان روئے زمین نے دیکھی یا سنی ہوگی۔

ازاں بعد حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی قلندرِ دامانی سجادہ نشین خانقاہ موسیٰ زئی شریف نے اس خوبصورت علاقہ کو شرف بخشا اور کافی عرصہ خانقاہ سراجیہ عثمانیہ میں آنے والے واردین وزائرین فیضانِ نقشبندیہ سے مستفید فرمایا۔ ۱۹۵۷ء کو آپؒ کے وصال رب ذوالجلال کے بعد اسی سال جون و جولائی کے مہینوں میں ڈیپ شریف کو حضرت خواجہ علامہ الحاج مولانا محمد اسماعیل سراجی مجددیؒ نے قدوم میمنت لزوم کا شرف بخشا، تو محبت وعشقِ الٰہی کی بہار آ گئی۔ جب حضرت والا موسم گرما میں خانقاہ سراجیہ ڈیپ شریف (وادی سون سکیسر اندر پہاڑ ضلع خوشاب میں) بمعہ اپنے سب اہل وعیال یہاں آ کر مقیم ہوتے تو تب جا کر دیکھنے کہ، شنیدہ کے بود مانند دیدہ، کا صحیح اطلاق ایسی جگہ، اور ایسی پر رونق بہاروں پر ہوتا ہے۔ خانقاہ شریف کے پہلے مکانات اور حجرے وغیرہ زمین بوس ہو چکے تھے۔ تو یہ ان انفاس شریفہ اور بارگاہ قدس کے محرم رازوں کی لمحات حیات طیبہ کی برکات تھیں کہ پھر وہیں بہاریں اور اسی طرح بلبلان پاک طینت اور نیک نیت مخلص مریدوں کے اخلاص اور کمال محبت کی بدولت سب مکانات متعلقہ خانقاہ شریف، حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ نے حضرات والا شان کی توجہات شریفہ کی بدولت گھر کی حرم سرائے کی ایک بڑی حویلی تیار کرائی اور ایک تسبیح خانہ شریف کہ جس میں حضرات والا شان پیرومرشد حضرت خواجہ دامانی و خواجہ سراج الاولیاء اور حضرت خواجہ محمد ابراہیم کی کچہری مبارک روزانہ لگا کرتے تھی اور تشنگان عرفان، سرچشمہ معرفت سے اپنی پیاس بجھاتے تھے۔ از سرنو تعمیر کیا گیا اور اس کے بعد بحمد اللہ ۱۹۶۱ء مئی کے مہینے میں مسجد شریف عثمانی از سرنو مکمل گئی۔ اور حویلی حرم سرا میں بفضلہٖ تعالیٰ چھ کمرے اور ایک بڑا دالان پختہ تراشے ہوئے پتھروں کا ۱۹۸۲ء میں پایہ تکمیل کو پہنچائے گئے۔ ایک مکان معہ دالان باہر صاحبزادگان صاحبان کی بیرونی رہائش کے لیے اور ایک (شیڈ) موٹر کار ٹھہرانے کا کمرہ۔ یہ سب مکان بسعی جمیلہ وکوشش بے پایاں جناب حاجی محمد منظور صاحب سکنہ چٹہ اور دیگر پیر بھائیان صاحب سکنہ چٹہ واستاد مستری غلام دین صاحب اور حاجی شیر زمان صاحب اور حاجی منظور صاحب کے والد بزرگوار اور بابا فقیر غلام محمد صاحب

المعروف بہ گلن (غلن) فقیر صاحب مرحوم سکنہ غفری المعروف بہ کفری و جناب صوبیدار احمد خاں صاحب اور ملک شیر محمد صاحب قوم امدالان کرڈھی کی محنت شاقہ اور شب و روز کی دوڑ دھوپ سے اس طرح از سرنو یہ خانقاہ شریف عثمانیہ سراجیہ بمقام ڈیپ شریف تکمیل کو پہنچی۔ جس کے دس مکانات قابل گذران نہایت عمدہ پختہ تلک عشرۃ کاملۃ کو پہنچے۔ الحمد للہ عزّ وجلّ خانقاہ ڈیپ شریف کی بہاریں حضرت خواجہ محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا کی توجہات اور محبتوں کے سبب جوں کی توں ہیں۔ روزانہ بیسیوں لوگ حضرات نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کے فیض سے بہرہ ور ہو رہے ہیں۔

این سعادت بزورِ بازو نیست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل دوم

یہ فصل: ملفوظات شریفہ، جواہر پارے، وظائف، عبارات عجیبہ اور نصائح کے متعلق ہے۔ وماذلک علی اللہ بعزیز

اہل اللہ جو کہ بفضلہٖ تعالیٰ مقبولان بارگاہ صمدیت ہوتے ہیں، ان کا فیضان تو ہر لحظہ اور ہر گھڑی ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ ان کا وجود مسعود سراپا برکت خداوندی اور سراسر مخلوق کی سعادتمندی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ یہ بزرگان دین بفضلہٖ تعالیٰ اہل صحو ہوتے ہیں اور جملہ کمالات الٰہیہ اور کمالاتِ انبیاء کا مظہر ہوتے ہیں وہ اس منصبِ جلیل پر جب منجانب اللہ فائز ہوتے ہیں، وہ دراصل قطب ارشاد ہوتے ہیں۔ ان کی ہر نظر، ہر ادا اور ان کے منہ مبارک سے نکلے ہوئے پیارے بول گم گشتگانِ راہِ ہدایت اور اسیران پنجہ نفس امارہ ونفس ضلات کے لیے کیمیاء اور اکسیر کا کام کرتے ہیں۔ ان کے پیارے پیارے میٹھے میٹھے بول گرانمایہ موتی ہوتے ہیں اور ان کی نظر لعلِ بدخشانی ہوتی ہے، جس راہ بھٹکے پر پڑتی ہے اسے صراط مستقیم پر لا کھڑا کر کے متبع شریعت غرا اور پیرو کارِ سنت بیضاء بناتی ہے۔ وہ جب اپنی مجالس اور محافل شریفہ میں معارف الٰہیہ بیان کرتے ہیں تو ہمنشینانِ محفل شریف کی بسا اوقات ضمیر اور دل کی دنیا آناً فاناً پلٹ جاتی ہے۔ تو بے اختیار زبان سے یہ شعر سرزد ہو جاتا ہے۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

اس وقت انسان ایمانِ حقیقی اور اسلامِ تحقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ جس طرح ان حضرات کے ذواتِ عالیہ اور نفوسِ قدسیہ کیمیا اثر ہوتے ہیں، اسی طرح ان کے پاکیزہ انفاس بھی اپنے اندر بے پناہ تاثیر لیے ہوتے ہیں۔ بس ان کی ایک نظر بیمارانِ معاصی کے لیے دواء اور گم گشتگانِ راہِ ہدایت کے لیے شفاء ہوتی ہے۔

ہمیشہ زمانہ قدیم سے یہ سلسلہ جاری ہے کہ عقیدت مندوں نے ان ارشادات و تصریحات کو اپنی ذاتی یادداشتوں کے لیے محفوظ فرمایا ہے۔ پھر وہی یادداشتیں ایک قیمتی سرمایہ بن

گئیں اور ان یادداشتوں نے گمراہان وادی ضلالت کے لیے روشنی کے مینار کا کام کیا۔ یہ کام غیر مشروع اور بدعت وضلالت نہیں بلکہ سنتِ سُنیہ ہے جیسے حضرت عبداللہ بن عمر کا الصادقۃ، اور وہب بن منبہ کا صحیفہ اور حضرت سیدنا ومولانا شیر خدا امیر المومنین علی المرتضی کا صحیفہ جن کا ذکر صحاح ستہ وغیرہ میں آیا ہے، ان کی بنیاد ہے۔ اس محنت سے رشد وہدایت کا ایک بہت بڑا سرمایہ وجود میں آ گیا۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہمارے حضرت والا قدس سرہ کے ارشادات عالیہ کے چند فرمودات ہدیہ قارئین کیے جاتے ہیں ورنہ ستر (۷۰) سالہ رشد وہدایت کی ہمہ وقتی حیاتِ طیبہ سے ان چند ملفوظات شریفہ کی جو مجموعہ فوائد عثمانی مرتبہ جناب خلیفہ ارشد مولانا حضرت سید اکبر علی شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں کل سڑسٹھ ۶۷ ملفوظات کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔ مگر الحمدللہ یہ بھی غنیمت ہیں اور شکر و امتنان سے سب سلسلہ عالیہ کے متوسلین کی گردنیں گرانبار ہیں۔ آنجناب کی یہ کوشش بسا غنیمت ہے اور مَالَایُدْرِكُ كُلُّهُ لَایُتْرَكُ كُلُّهُ کے مصداق ہیں۔ ان کی اس کوشش کو مولا کریم قبول ومنظور فرمائے فَجَزَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَنْ جَمِيعِ الْمُتَوَسِّلِينَ وَالْمُحِبِّينَ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ وَاَسْكَنَهٗ فِى جَنَّةِ الْمَاوٰى ۔

فلہٰذا آنحضور فیض گنجور خواجہ دامانی قبلہ قدس سرہ کے چند ایک ملفوظاتِ مبارکہ ہدیہ ناظرین کیے جاتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۱

ارشاد فرمایا، فقیری کے وہ کمالات جو بزرگوں نے کتابوں میں لکھے ہیں اس زمانہ میں نایاب ہیں۔ ہر شخص اپنے حوصلہ اور ہمت کے مطابق کوشاں ہے۔ یہ بھی غنیمت ہے مگر اب جن نام نہاد پیروں نے پیری مریدی کی دکان سجا رکھی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے پیروں سے بچائے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دستے نباید داد دست

اور فرمایا روز بروز جاہل پیروں کی کثرت ہو رہی ہے، بس فقیری کا نام باقی ہے، حقیقتِ فقر کہاں۔

ملفوظ نمبر ۲

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوبات شریف کے درس میں ارشاد فرمایا کہ برصغیر (پاک وہند) کی سرزمین کو یہ شرف اور فضیلت حاصل ہے کہ وہاں کا جاہل بھی یہاں کے

عقلمندوں سے زیادہ استعداد رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرحد اور آزاد علاقہ کے لوگ ہندوستان کو تحصیل علم کے لیے جاتے ہیں اور قلیل مدت میں با کمال ہو کر واپس آتے ہیں۔

ملفوظ نمبر ۳

ارشاد فرمایا: توفیق باندازہ ہمت ہے ازل سے

حضرت خواجہ حاجی صاحب قبلہ قندھاری قدس سرہ نے سلوک مجددیہ کے تمام مقامات کو تفصیلاً اور دیگر تمام سلسلوں کے سلوک کو صرف ایک سال دو ماہ پانچ دن میں مکمل فرمایا تھا۔

ملفوظ نمبر ۴

ارشاد فرمایا، ایک دن حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے بندہ کو قرآن مجید عنایت فرمایا۔ عاجز نے عرض کی کہ حضور والا شروع بھی کرائیں، تو حضرت قبلہ نے بندہ کو قرآن مجید شروع کرایا اور اسی طرح تین بار اتفاق ہوا اور ہر بار حصولِ برکت کے لیے بندہ نے حضور والا سے قرآن مجید شروع کیا۔ مگر قرآن مجید کے حضور سے پڑھنے کے اسرار فقیر پر کچھ بھی ظاہر نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ حضور قبلہ وصال فرما گئے، اس کے بعد جب فقیر کو حج مبارک کی سعادت حاصل ہوئی تو واپسی پر عدن کی بندرگاہ پر اچانک مقطعات ومتشابہاتِ قرآنی کے اسرار بندہ پر منکشف ہوئے، سبحان اللہ، حضور کی توجہ مبارک کے قربان جاؤں! چونکہ آپ قبلہ مقبول الٰہی تھے۔ آپ کی توجہ خالی نہیں جاسکتی تھی اور ایک دن آخر رنگ لائی۔ كُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا۔

ملفوظ نمبر ۵

مکتوبات معصومیہ شریف کے سبق کے اثناء عرض کیا گیا کہ قبلہ! طریقہ شریفہ میں دار ومدار پیر ومرشد کی صحبت پر موقوف ہے تو ہمیں یہ نعمت خانگی مجبوریوں یا کمال محبت سے محرومی کے باعث میسر نہیں ہو سکتی۔ مگر ایسے با کمال ہستیوں کی بھی خاصی تعداد ملتی ہے جنھوں نے اپنے شیخ کی دائمی صحبت بھی اختیار نہ کی اور ایک مدت قلیل اپنے شیخ کی صحبت اختیار کرنے پر بھی وہ صاحب کمال ہو گئے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ صحبت اپنے شیخ کی ضروری ہے اور ترکِ صحبت مخل اور مضر ہے۔ مگر ارباب تصوف کا ارشاد ہے کہ جو دس روز شیخ کی صحبت میں رہتا ہے وہ واردین میں سے ہے اور جو شخص صحبت شیخ میں ایک ماہ رہتا ہے، وہ زائرین میں سے ہے اور جو شخص اپنے آپ کو اپنے شیخ کے حوالے کرتا ہے (ایسا جیسا کہ مردہ نہلانے والے

کے ہاتھ میں ہوتا ہے) وہ شخص مریدین میں سے ہے۔

ملفوظ نمبر ۲

ارشاد فرمایا، کہ لوگ مال و دولت کے حصول کے لیے کیسی کیسی تکلیفیں اور رنج و مشقت برداشت کرتے ہیں۔ نصاریٰ کی نوکری، تجارت، کاشتکاری، مزدوری اور طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتے ہیں اور رزق کمانے کے پیشے اختیار کرتے ہیں۔ ان سب کا آخری مقصد روٹی کمانا ہے اور اہل اللہ جو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے باکمال حضرات ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہی ہے کہ وہ طالبانِ خدا اور درویشانِ باصفا کو دلی مقصود پانے کے لیے قسم قسم کی ریاضتوں اور مجاہدوں کی تلقین کرتے ہیں۔ شب بیداری، عبادت کی تاکید، گوشہ نشینی، کثرتِ ذکر، قلتِ طعام، قلتِ کلام، دوام ذکر بر لطائف (لطائف جمع لطیفہ کی ہے) اور لطیفہ اس رگ کو کہتے ہیں جو انسانی وجود میں حرکت کر رہی ہو یعنی رگ متحرک۔ اور یہ متحرک رگیں انسانی وجود میں دس ہیں۔ لطیفہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سرّ، لطیفہ خفی، لطیفہ اخفیٰ، نفس، آب، باد، نار، خاک۔ اور ان سب کا مقام سینہ انسانی میں علیحدہ علیحدہ جگہوں پر ہے لطیفہ نفس کا مقام وسط پیشانی میں ہے۔ اور لطیفہ سلطان الاذکار کا مقام وسط سر میں تالو پر ہے۔ اس لطیفہ پر جب طالب ذکر کرتا ہے تو سارے وجود انسانی میں ذکر الٰہی سرایت کر جاتا ہے۔ اس لطیفہ کی جو رگ کہ وسط سر میں ہے یہ رگ جامع الشرائین ہے۔ یعنی سب حرکت کرنے والی رگیں جو انسانی وجود میں تین سو ساٹھ ہیں۔ ان سب رگوں کا جوڑ وسط سر میں ہے تو اس رگ تالو والی پر ذکر کرتے وقت انسان اپنے سارے جسم کے ہر ذرہ ذرہ کا خیال کرے کہ میرے جسم کا ہر ذرہ و ہر بال ذکر کر رہا ہے۔ اور اس مشق کے کرنے سے پھر بفضلِ خدائے ذوالجلال و ببرکات پیران کبارؒ سارے جسم انسانی میں ذکر الٰہی سرایت کر کے اثر پذیر ہو جاتا ہے، یعنی نفی اثبات، تہلیل لسانی، اور مراقبات (مراقبہ احدیت سے تا مراقبہ لاتعین) اور نفلی عبادت میں اعتدال اور مرغوبات کا ترک اور اپنے اوقات شبانہ روز کو اوراد و اذکارِ الٰہی سے زندہ رکھنے کی تاکید کرتے ہیں اور ان حضرات خواجگان کا اپنے مریدین اور درویشوں کو سخت سے سخت مجاہدوں اور مشکل ریاضتوں کے فرمانے کی اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کو اس قدر عشق الٰہی حاصل ہو کہ صفحہ قلب سے سب علائق دنیوی ختم ہو جائیں اور ماسوی اللہ کی محبت دل سے نکل جائے۔ کیونکہ خداوند کریم فرماتے ہیں۔ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ یعنی اللہ کریم بندوں سے خالص دین

کے طلب گار ہیں) اور مرتبہ و برتری کا پندار دل میں یکسر باقی نہ رہے۔

مولانا روم صاحب فرماتے ہیں۔

بر زبان تسبیح در دل گاؤ خر

ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

ملفوظ نمبر ۷

ارشاد فرمایا کہ نماز، روزہ اور وجوب کے وقت زکواۃ ادا کرنا اور شرائط ضروریہ کے موجود ہونے کا وقت حج کا ادا کرنا۔ گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے پرہیز کرنا حلال کو حرام سے تمیز کرنا اور دیگر ممنوعات سے پرہیز کرنا جو شریعت غرا میں مقرر ہیں، ان پر عمل پیرا ہونا، اخروی نجات کے لیے کافی ہے۔ اور ارشاد حق تعالیٰ جل شانہ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْساً اِلَّا وُسْعَهَا کے موافق ہے۔ مگر درجہ ولایت کا جو بلند ترین مقام ہے تو بجز دوام حضور بذاتِ الٰہی اور انجذ ابِ جبی اور شوق و ذوق اور جمعیتِ قلبی اور استغراق و محبت بذات الٰہی جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ تو یہ ولایت بغیر ان صفات اور ان اشغال کے حصول کے حاصل نہیں ہوسکتی۔

ملفوظ نمبر ۸

حافظ محمد خان ترین کو مخاطب فرمایا کہ مراقبہ میں کوئی تاثیر معلوم ہوتی ہے۔ خان موصوف نے عرض کی کہ حضور جب خانقاہ شریف میں ہوتا ہوں، تاثیر معلوم ہوتی ہے۔ جب اپنے گھر جاتا ہوں تو کم معلوم ہوتی ہے۔ حضرت قبلہ نے حضرت انسؓ کی اس حدیث کا مضمون بیان فرمایا کہ جس میں حضرت حنظلہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں اپنے دل کی کیفیت بیان فرمائی کہ (یعنی حنظلہ تو منافق ہے، معاذ اللہ) کہ جب تک بارگاہ رسالت مآب میں رہتا ہوں جنت اور دوزخ کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ جب گھر جاتا ہوں تو حاضر باشی نہیں رہتی یعنی مشاہدہ کی کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میرا حال بھی یہی ہے، یعنی زبان، دل کے ساتھ اور ظاہر، باطن کے ساتھ موافقت نہیں کرتے۔ یہ فرما کر حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت حنظلہؓ دونوں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی اپنی کیفیت بیان کی، تو سرور کائنات ﷺ نے سن کر ارشاد فرمایا کہ فکر و اندیشہ نہ کرو کہ حاضر باشی و غیر حاضری کی حالت میں یکسانی نہیں ہوتی اور دونوں کی حقیقت علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے۔ اگر یہ حالت ہمیشہ ہمیشہ قائم و دائم رہتی جو حالت

حضوری میں ہوتی ہے تو بستروں میں بیٹھے ہوئے اور راستے پر چلتے ہوئے ملائکہ کرام سے مصافحہ کرتے۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

اگر درویش بر یک حال ماندے
سر دست از دو عالم بر فشاندے
دے برطارمِ اعلی نشینم
گہے برپشتِ پائے خود نہ بینم!

ترجمہ:۔ یعنی اگر درویش ایک حال پر رہتا تو دونوں جہانوں پر اس کی نظر نہ پڑتی۔ کبھی تو میں اوپر والی سیڑھی پر بیٹھا ہوتا ہوں اور کبھی اپنے پاؤں کی پشت بھی نظر نہیں آتی۔

تو معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرامؓ جو عارفین کے سردار ہیں ان میں غیر حاضری اور حاضری کی حالت میں نبوت کا فیضان بدل جاتا ہے، حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جس روز سرکار دو عالم ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور جمالِ جہاں آرا مستور ہوا، تو اسی دن ہمارا حال بدل گیا اور ہمارے لیے دونوں جہان اندھیرے ہو گئے۔ جیسے اندھیرے کے وقت روشنی غائب ہو جاتی ہے تو آنکھیں خیرہ ہو جایا کرتی ہیں۔

ملفوظ نمبر ۹

آپ نے حقداد خان ترین کو فرمایا کہ کتابوں کا مطالعہ بلاشبہ انسان کے لیے ایک عظیم نعمت ہے (خاص کر کتبِ تصوف کا مطالعہ) لیکن سلوک کا معاملہ بغیر کثرتِ ذکر کے حاصل نہیں ہوتا۔ اس وقت تمھارا سبق مراقباتِ مشارب پر ہے۔ لہٰذا ذکر اسم ذات اللہ اللہ یوں کیا کریں کہ لطیفہءقلب پر پانچ ہزار، لطیفہ روح پر ایک ہزار، لطیفہ سر پر ایک ہزار، لطیفہ خفی پر ایک ہزار اور لطیفہ اخفیٰ پر ایک ہزار علاوہ ازیں لطیفہ نفس پر دو ہزار اور لطیفہ قالبیہ پر ایک ہزار۔ یہ کل تعداد بارہ ہزار ہوتی ہے۔ دن رات میں اس کو پورا کرو۔ اس سے کم نہ ہو۔ اور اسی سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ ہمارے پیرو مرشد حضرت حاجی صاحب قبلہؒ نے فرمایا کہ جو شخص بارہ ہزار اسم ذات، اللہ اللہ، کا ذکر صحت نیت سے ہمیشہ پابندی کے ساتھ متواتر کریگا تو وہ شخص صاحب اللفظ ہو جائے گا۔ یعنی جو اس کا دل چاہے گا پالے گا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اگر حافظ قرآن خلوص نیت کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت کرے گا۔ انشاءاللہ، اللہ تعالیٰ اس کے پاس دولت کا ڈھیر لگا دے گا۔

ملفوظ نمبر ۱۰

ایک بار فناء اور بقاء کا تذکرہ ہوا تو جامع فوائد نے حضرت قبلہ قدس سرہ کی خدمت میں عرض کی کہ قربان جاؤں کہ کیا انسان کو پہلے فناء حاصل ہوتی ہے اور معرفت الٰہی جو کہ مطلوب و مقصود اصلی ہے۔ یا پھر بعد میں حاصل ہوتی ہے۔ پھر یہ معرفت کیسے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت قبلہ نے (میرے دل و جان آپ پر فدا ہوں) ارشاد فرمایا کہ فناء کے معنی موت اور غیبت ہو جانے کے نہیں بلکہ فناء کے یہ معنی ہیں کہ دنیا کی ہر خوشی اور غم یکساں رکھتا ہو۔ نہ کسی خوشی سے خوش ہو اور نہ کسی غم سے غمناک ہو۔ ہر فعل اور عمل بلکہ اپنی ذات تک اور ساری کائنات کو بجز ذاتِ باری تعالیٰ جل اسمہ، ناچیز تصور کرے۔ یہی فناء کامل ہے۔ جس کا ثمرہ معرفتِ الٰہی ہے۔ یہی فناء اصطلاحاتِ تصوف و سلوک میں مراد ہوتی ہے۔ نہ کہ فناء مطلق عُرفاً۔

ملفوظ نمبر ۱۱

قبلہ حضور والاؒ کی خدمت میں سید اکبر علی شاہ صاحب نے عرض کی، کہ مسئلہ توحید کماحقہ سمجھ میں نہیں آتا۔ آنحضور نے ارشاد فرمایا (جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ حضرت صوفیاء صافیہ میں توحید کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر ۱ توحیدِ وجودی۔ نمبر ۲ توحیدِ شہودی۔ توحیدِ وجودی کے معنی سب موجودات میں مبداء اور معد وجود کا ایک جاننا۔ یعنی مابہ الوجودیت۔ نہ یہ کہ ذات حق تعالیٰ اور جملہ موجودات کو ایک جاننا۔ جیسا کہ جاہل اور بے خبر صوفیوں کا گمان ہے۔ ضَلُّوْا فَاضَلُّوْا اضَاعُوْا فَاضَاعُوْا۔ توحیدِ شہودی کے معنی یہ ہیں کہ صرف ذات حق سبحانہ کا مشاہدہ ہے (ان دونوں میں فرق کیا ہے) توحیدِ وجودی میں ذات حق سبحانہ کے ساتھ موجودات وممکنات کی کثرت بھی ملحوظ رہتی ہے۔ توحیدِ شہودی میں فقط ذات سبحانہ کا مشاہدہ ہوتا ہے، تو موجودات وممکنات کی کثرت یکسر نظر انداز ہو جاتی ہے۔ ان دونوں کا منشاء محبوبِ حقیقی کی محبت کا غلبہ ہے۔ لیکن توحیدِ وجودی میں غلبہ محبت کا منبع تصفیہ قلب ہے اور توحیدِ شہودی میں غلبہ محبت کا مخزن اور مصدر تزکیہ نفس ہے۔ پھر مکتوب شریف نمبر ۵۹ از مکاتیب شریف حضرت ایشاں قبلہ شاہ احمد سعید صاحب مہاجر مدنی قدس اللہ تعالیٰ باسرارہم القدسیہ کی عبارت سے یوں واضح فرمایا۔

ترجمہ عبارت: توحیدِ وجودی: اس کی تعریف یہ ہے کہ مراتب امکان میں واجب تعالیٰ جل شانہ کا اس طرح سے حاوی ہو جانا کہ کائنات کے ذرے ذرے میں واجب الوجود جل شانہ یعنی اللہ تعالیٰ

نظر آنے لگے اور کوئی چیز نظر نہ آئے۔

ترجمہ عبارت: توحیدِ شہودی :اس سے مراد یہ ہے کہ ذات حق سبحانہ کا مشاہدہ اس طرح زور پکڑ جائے کہ کثرت نظر سے چھپ جائے اور یہ مراد نہیں کہ کثرت فی الواقع ہو بھی نہیں۔

حضرت والا قدس سرہ نے اس کو ایک واضح مثال سے یوں فرمایا کہ جب آفتاب عالمتاب دن میں ضوفشاں ہوتا ہے تو تمام ستارے دکھائی نہیں دیتے لیکن یہ نہیں کہ ستارے یکسر فناء ہو جاتے ہیں۔مگر آنکھیں دیکھ نہیں پاتیں۔ بقول خواجہ شیراز

در و دیوار چو آئینہ شد از کثرتِ شوق

ہر کجا می نگرم روئے ترا می بینم

توحید کا مسئلہ عند الصوفیہ صافیہ ایک معرکتہ الآرا مسئلہ ہے جس کی تفسیریں بیشمار کی گئی ہیں۔مگر پھر بھی ایک معمہ اور عقدہ ہی رہا۔مگر حضرت والا نے کمال اختصار کے ساتھ چند لفظوں میں اس کی حقیقت کو روز روشن کی طرح عیاں فرمادیا۔فَجزاھُمَ اللّٰہُ تَعالٰی اَحُسَنَ الُجزاء۔

ملفوظ نمبر ۱۲

ارشاد فرمایا کہ دین و دنیا کے اکثر جھگڑے حبِ جاہ اور برتری کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ حُبُّ الدُّنُیَا رَاس کُلِّ خَطِیئَۃ یعنی دنیا کی محبت ہر گناہ کی بنیاد ہے، چنانچہ اہل سنت اور لا مذہبوں کا جھگڑا اَوْلیاء کرام کی امداد کے بارے میں اسی قبیل سے ہے۔اہل اسلام میں کون ایسا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور اَوْلیاء اللہ کو بالذات نافع اور ضرر رساں جانتا ہے۔اگر ضار و نافع ہیں تو سبب ہیں اور ان حضرات کی سببیت کا انکار کرنا محض عناد اور اَوْلیاء اللہ کے ساتھ دشمنی ہے۔عیاذ باللہ! سنت اللہ سب کاموں میں جاری ہے کہ مسبب سبب سے ہوتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۳

مولوی حسین علی صاحب نے عرض کی کہ تعلیم و تدریس سے دل میں قساوت (سختی) پیدا ہوتی ہے۔آپ قبلہ نے ارشاد فرمایا کہ نیت میں فتور ہوتا ہے، ورنہ تعلیم تو ہماری نسبت (نقشبندیہ مجددیہ) میں ذریعہ ترقی ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۴

ہمارے مرشد مولانا حضرت قبلہ خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قندھاریؒ رحمۃ اللہ علیہ

اکثر فرمایا کرتے۔ انسان کو چاہیے کہ یہاں تک ذکر کرے کہ اسے موت بھی اسی ذکر میں آ جائے۔

ملفوظ نمبر ۱۵

خوشحالی اور فقر و فاقہ ہر حال میں اللہ اللہ کا ورد کر۔ وہ آدمی ابن الوقت ہے جو خوشی اور فرصت کی حالت میں تو اللہ کو یاد کرتا ہے اور دیگر اوقات میں نہیں۔ ہر عبادت کے لیے وقت مقرر ہے۔ لیکن ذکر کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں۔ ہر وقت ذکر کا وقت ہے۔ ذکر ہمیشہ کرنا چاہیے۔

ملفوظ نمبر ۱۶

اگر مشکل پیش آئے تو آدمی صدقِ نیت سے توبہ کرے اور عجز و نیاز کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنی مشکل کی خلاصی اور کشائش کے لیے درخواست پیش کرے۔ خدائے پاک اس کی مشکل آسان فرمائیں گے۔

ملفوظ نمبر ۱۷

نماز کی سب سے بڑی تاثیر یہ ہے کہ اس کے ادا کرنے سے عبادت و بندگی کے ساتھ محبت و رغبت زیادہ ہوتی ہے اور عبادت کے فوت ہونے اور گناہوں کے صدور و ارتکاب سے رنج و غم حاصل ہوتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۸

جس وقت بندہ اپنے صفات و اعمال کو اپنے آپ سے نفی اور سلب سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے۔ اس کے بعد وہ جو نیکی بھی کرتا ہے تو اس کے دل میں کوئی خیال نہیں گزرتا کہ یہ عبادت میں خود کر رہا ہوں۔ بلکہ وہ اسے فقط اپنے آقا و مولیٰ کی جانب سے سمجھتا ہے جیسا کہ ایک غلام اپنے آقا کی رضامندی سے کوئی مال تقسیم کرتا ہے تو اس کے دل میں یہ خیال نہیں گزرتا کہ میں اس شے کو اپنی طرف سے تقسیم کر رہا ہوں بلکہ وہ اسے اپنے آقا کی طرف سے سمجھتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۱۹

رابطہ و تعلق اس لیے موصل تر ہے (ملانے والا ہے) کہ پیر پر فیض کا نالہ جاری ہوتا ہے۔ جس وقت بھی مرید رابطہ پکڑتا ہے تو اس نالۂ فیض سے بہرہ ور ہو جاتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۰

قرآن مجید کی تلاوت کے وقت قرآن کی حقیقت اور اس کے فیضان کا خاص تصور

وخیال رکھنا چاہیے نماز کی حالت میں قرأت قرآن کے فیض کا تصور وخیال، رکوع وسجود میں رکوع کے فیض کا تصور وخیال اور تشہد میں تشہد کے فیض کا تصور وخیال رکھنا چاہیے۔

ملفوظ نمبر ۲۱

اپنے فرزند ارجمند مشہور فی الا فاق حضرت خواجہ سراج الاولیاء خواجہ محمد سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ کے حق میں فرمایا کہ شیر کا بیٹا ہے شیر ہی ہوگا۔

ملفوظ نمبر ۲۲

قلندروں کی صحبت میں رہو اور پھر اپنی حالت کا اندازہ کرو۔

ملفوظ نمبر ۲۳

لوگوں کو غلط رسموں، خوشی، بیاہ پر فضول خرچی وغیرہ سے پرہیز کرنا چاہیے۔

ملفوظ نمبر ۲۴

سوال جلی سے سوال خفی بدتر ہے۔ سوال جلی سے نفس ذلیل ہوتا ہے اور سوال خفی سے نفس بدستور فخر وغرور میں مبتلا رہتا ہے۔ بلکہ الٹا احسان مسئول علیہ پر جتلاتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ کے پیر جو بظاہر لوگوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اصل میں ان کی غرض دوسری ہوتی ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۵

اس دور میں مجددی نسبت عنقا کی طرح نایاب ہوگئی ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۶

حضرت امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جو فقیر اپنے آپ کو کافر فرنگی سے بدتر نہ سمجھے وہ فقیر نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب غفلت کا پردہ ہٹ جائے گا اور اس کو بصارتِ اصلی حاصل ہوگی تو ہر قسم کے حرکات وافعال اور کارِ خیر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے سمجھنے لگے گا۔ اور پھر اپنے آپ کو کافر فرنگی سے بھی بدتر جاننے لگ جائے گا مگر اپنے ایمان اور نیکی کا مقابلہ وموازنہ اس فرنگی کے کفر کے ساتھ نہ کرے اور اس دولتِ ایمانی کو اللہ کریم کی جانب سے عطیہ الٰہی جانتے ہوئے، اپنا کمال سمجھنا عقلِ سلیم کے منافی ہے۔

ملفوظ نمبر ۲۷

خانقاہ شریف ذکر کا مقام ہے نہ مطالعہ کتاب کی جگہ، مطالعہ کتاب گھر پر کرنا چاہیے۔

اگر کتاب کا تعلق اس معاملہ ذکر کے ساتھ ہو تو پھر اسے مطالعہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ذکر بہت کریں۔ یہاں تک کہ اس کی عادت پڑ جائے۔

ملفوظ نمبر ۲۸

نیت کی عنان ہاتھ سے نہ دے یعنی اپنے پیر پر یقین محکم اور اپنے شیخ کا رابطہ اور تصور مستحکم پکڑے رہو۔ تو تب حقیقی مقصد پر فائز ہو جائے گا۔

ملفوظ نمبر ۲۹

تاریک رات کو ذکر و فکر کے ساتھ زندہ رکھ، حدیث میں آیا ہے کہ نیند کی جگہ قبر ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۰

پیر میں شک مرید کے لیے بہت بڑی آفت ہے۔ درویش کا سرمایہ جمعیتِ قلب ہے، یعنی کوئی ایسا کام نہ کر جس سے پراگندگی خاطر ہو اور جمعیت و طمانیت کو نقصان پہنچے۔

ملفوظ نمبر ۳۱

مصیبت کے وقت شیخ کا رابطہ مفید ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۲

مولوی گل محمد صاحبؒ نے فرمایا ہے اَلْعُبُوْرُ بَرَکَۃٌ کہ علم پر عبور برکت ہے اور مولوی محمد چراغ کے شاگردوں نے کہا اَلْعُبُوْرُ غَرَقَۃٌ یعنی علم پر عبور کرنا غرق ہونا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ مولوی گل محمد کا قول صحیح ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۳

خطرات یعنی وسوسوں کے ہجوم سے دل تنگ نہ ہوں۔ ذکر کے ساتھ شغل رکھیں اور خطرات کے دفعیہ کے لیے استغفار کریں۔

ملفوظ نمبر ۳۴

وَاعْمَلْ وَاسْتَغْفِرْ یعنی عمل کر۔ اور استغفار پڑھتا رہ۔

ملفوظ نمبر ۳۵

مولوی نور صاحب نے عرض کیا قبلہ! اگر صرف درود شریف کا ذکر کروں تو دلائل الخیرات کی نسبت تاثیر زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ جواب میں فرمایا۔ دلائل الخیرات میں درود خالص کی

طرح تاثیر نہیں ہے۔ کیونکہ غیر کا کلام اس ممزوج ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۶

تھوڑی غذا کھائیں اور سادہ لباس کفایت کریں ۔ میں کیا کروں کہ تم خود محنت نہیں کرتے۔ اور فرمایا صبر اختیار کرو اور تمام امور میں

اَنتَ کَافِیْ اَنتَ شَافِیْ فِیْ مُهِمَّاتِ الْاُمُوْر

اَنتَ حَسْبِیْ اَنتَ رَبِّیْ اَنت لِیْ نِعْمَ الْوَکِیْلُ

کا ورد کرتے رہیں۔

ملفوظ نمبر ۳۷

ارشاد فرمایا میرے والد بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے وصیت کی ، کہ سید اور قریشی کو جہاں بھی پاؤ ، خود کو اس کے قدموں میں ڈال دو۔ اور ہر فقیر یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا جہاں بھی ہو اس کی خدمت کرو۔ میں ہر سید کی خدمت کرتا ہوں۔

ملفوظ نمبر ۳۸

ہماری ریاضت ، دہقان کی تلاوتِ قرآن کی طرح ہے جو تمام دن تو ہل چلاتا ہے اور فرصت کے لمحوں میں تلاوت کرتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۳۹

ملا محمد رسول اخوندزادہ صاحب سکنہ علاقہ تنگ کے جواب میں ارشاد فرمایا:۔ محبا! آپ نے تنگ جگہ میں مکان کی تعمیر کے متعلق جو دریافت کیا ہے۔ میرے عزیز! ساری دنیا تنگ ہے اور دنیا کی فراخی دل کی فراخی پر موقوف ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِنْ رَّبِّهٖ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے جس کے سینہ کو اسلام کے واسطے کھول دیا ہے گویا کہ اس کو اللہ کی جانب سے نور عطا ہو گیا ہے۔

اب یہاں شرح صدر سے مراد قطع علائق ہے۔ ماسوی اللہ کے سب علائق قطع مراد ہے۔ جب یہ حالت انسان پر حاوی ہو جائے تو اس وقت انسان کے لیے سرور اور مصائب سب برابر ہو جاتے ہیں۔ محققین و مفسرین اور صوفیاء کرام والاشان نے شرح صدر سے ترک تعلق ماسوی

اللہ مراد لیا ہے۔ پس صوفیوں کو چاہیے کہ فارغ وقت میں دل کی جانب متوجہ ہو جائیں اور یہ خیال کریں کہ وہ کس واسطے اس دنیا میں آئے۔ ساتھ انسان کو اگر مال و دولت مل جائے تو اس کو شکر گزار ہونا چاہئے۔ ہر وقت اور ہر لمحہ شیطان اور نفس کے مکر اور فریب سے ڈرنا چاہئے کہ وہ دونوں اس کی کمین گاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جہاں بھی رہو خدا کے ہو کر رہو۔ کیونکہ یہاں تو چند دن گزار کر پھر وطنِ اصلی کو لوٹ جانا ہے۔ پس اُس وقت جس کے پاس زادِراہ نہ ہوگا وہ حیران و سرگرداں رہے گا کسی فارسی شاعر نے اس بارے میں کیا خوب کہا ہے۔

ہمہ اندرزِ من ، بتو ایں است
کہ تو طفلی ، و خانہ رنگین است

ترجمہ: میری سب نصیحتوں کا خلاصہ تم کو یہ ہے کہ تم بچے ہو اور گھر (یہ دنیا) تماشوں سے بھرا ہوا ہے۔ مبادا کسی تماشے میں ایسے منہمک ہو جاؤ کہ تم سے یادِالٰہی چھوٹ جائے۔

ملفوظ نمبر ۴۰

نواب خان صاحب پنجابی کو فرمایا ملاقات ہونے تک پانچ سو بار درود شریف کا وضو کے ساتھ بلاناغہ ورد کرو۔ بہت عاجزی وانکساری اور نیازمندی کے ساتھ استغفار پڑھو۔ ایک صد بار بعد از نماز عصر اور ایک صد بار سورج طلوع ہونے سے قبل۔ امید ہے کہ انشاء اللہ تمام مطلوبہ حاجات کے لیے، یہ وظیفہ مفید ہوگا۔

ملفوظ نمبر ۴۱

غلام حیدر صاحب مقیم ڈیرہ اسمٰعیل خان، کو فرمان ہوا کہ ختم حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْل قبل ازیں فقیر نے آپ کو بتایا ہی تھا۔ کیا تم اس ختم کو ہمیشہ پڑھتے ہو یا نہیں۔ اس ورد کو نہایت صدقِ دل سے بلاناغہ پانچ صد بار، اول آخر درود شریف صد صد بار پڑھو۔ اور اس کا ثواب حضرت محبوب سبحانی غوثِ صمدانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات کو بخشیں اور ان کی روح پرفتوح کے توسل سے بارگاہ رب العزت جل شانہ میں اپنی حاجات و مطالب طلب کریں۔ امید غالب ہے کہ آپ کا کام بخوبی سرانجام ہوگا۔

ملفوظ نمبر ۴۲

قاضی محمد امیر بخش صاحب قریشی سکنہ موضع احمد پور سیال، تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ کو

ارشاد ہوا۔ جس کار خیر کے بارے میں آپ نے استفسار کیا تھا۔ فقیر اس قسم کے امور میں کوئی مہارت نہیں رکھتا۔ جو کام بھی کرو۔ فقیر کو دعا گو جانو۔ بزرگانِ دین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فرمان کے مطابق فقیر کسی بھی دنیادار سے آشنائی نہیں جوڑتا۔ ہر رہ رونده کو حسب شریعت سلام کا جواب دیتا ہوں۔

ملفوظ نمبر ۴۳

محمد ذکریا ولد محمد صالح صاحب کو فرمایا۔ انھی الفاظ اور انھی صیغوں کے مطابق یہ درود شریف رات دن وردر کھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ دینی و دنیاوی حاجات کی سرانجامی کے لیے نہایت ہی مفید ثابت ہوگا زیادہ دعا

درود شریف: اَللّٰهُم صَلِّ عَلٰی سَیِّدنَا مُحمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ سَیِّدنَا مُحمدٍ افضل صَلٰواتِكَ بعدَدِ مَعلُوماتِكَ وَبارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیهِ

ایک ہزار بار روزانہ پڑھا کرو۔

ملفوظ نمبر ۴۴

حاجی عبدالکریم صاحب قوم اُتراء کو فرمایا۔ بعد نماز تہجد اس دعا کو ایک صد بار پڑھیں۔

سُبحانَ اللّٰهِ وبِحمدِهٖ سُبحانَ اللّٰهِ العظیمِ وبِحَمدِهٖ، اَستَغفِرُ اللّٰهَ تعالیٰ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنبٍ وَّاَتُوبُ اِلَیهِ (بصورت دعائیہ) اس دعا کے پڑھ لینے کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی درگاہ میں حضرت قبلہ وکعبہ حاجات خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قندھاری کی روح مبارک کو بخش کر اللہ پاک کی جناب میں انکی ذات کو وسیلہ بنائیں اور اپنی حاجات کی دعا مانگیں۔ انشاء اللہ تمام مرادیں پوری ہوں گی۔

ملفوظ نمبر ۴۵

مولوی نور خان صاحب چکڑالوی کو ارشاد فرمایا۔ آفات وبلیات، سحر وجادو کے دفعیہ کی خاطر اول درود شریف ۳ بار، سورہ فاتحہ ۷ بار، آیۃ الکرسی ۷ بار، اور ۷ بار چاروں قل شریف (یعنی اس مجموعہ کو سات سات بار پڑھیں) پھر اپنی جان اور مریضوں پر دم کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ سحر و جادو کی آفت رفع دفع ہو جائیگی۔ گھر اور صحن پر اسی طور دم کریں۔ جمیع امراض اور اسقام کے لیے مفید ہے اور اصحاب کہف کے ناموں کو لکھ کر کھیت کے ہر کونے میں ایک مٹی کی ڈولی میں بند کر

کے دفن کریں، انشاءاللہ تعالیٰ کھیت ہرآفت و بربادی اور ژالہ باری سے محفوظ رہیں گے۔ باقی امراض کوصحت دینے والی، آفات و بلیات سے محفوظ رکھنے والی خود خدائے پاک کی ذات ہے۔

نیز شجرہ شریف حضرات کبار صبح اور عشاء معہ قدرے کلام اللہ شریف پڑھیں اور حضرات پیرانِ کبار کی ارواح مبارکہ کو بخشیں اور پھر حضرات کے وسیلہ جلیلہ سے دعا مانگیں۔ جملہ مطالب وحاجات کے لیے مجرب ہے۔

سورہ فاتحہ کو ۳ وقت صبح، ظہر اور عشاء میں باوضو پڑھیں، اپنی جان، اپنے آدمیوں اور مال مویشی اور کھانے کی چیزوں پر بھی دم کریں، فقیر کو پانچ وقت دعا سے غافل نہ سمجھیں۔

ملفوظ نمبر ۴۶

بفرزند حافظ محمد خان صاحب ترین سکنہ آڑی افاغنہ توابع ضلع مظفر گڑھ کو فرمایا اس وظیفے اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِعِلْمِكَ وَاسْتَعْمِلْ بَدَنِیْ بِطَاعَتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ کو سبق شروع کرنے سے پہلے سات بار پڑھا کریں۔ فقیر تیزی ذہن وکشائش ذہن ومطالعہ ومحبت تعلیم کے لیے دعا گو ہے۔ تسلی رکھیں۔

ملفوظ نمبر ۴۷

محمد سرفراز خان صاحب گنڈہ پور، عزیز من! فقیر فی نفسہ کارساز نہیں کارساز حقیقی خداوند تعالیٰ ہے۔ بندہ کو بجز عاجزی کے اور کوئی چارہ نہیں۔

ملفوظ نمبر ۴۸

خان ابراہیم خان نمبردار غورہ زئی (ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان) یَااَللّٰهُ یَا رِحْمٰنُ یَارَحِیْمُ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ مندرجہ بالا ورد کو معہ درود شریف بلاناغہ یک صد بار پڑھیں۔ انشاءاللہ آپ کی شادی کا کام سرانجام ہو جائے گا۔

ملفوظ نمبر ۴۹

بجناب مولوی محمود شیرازی صاحب، جناب! جیسا کہ علمِ ظاہری ضروری ہے اسی طرح علمِ باطن کا حصول بھی ایک لابدی امر ہے۔ فقیر کے بعد خدا بہتر جانتا ہے کہ برخوردار کو علمِ باطنی کے کسب کی فرصت ملے گی یا نہیں۔ تو جناب سے مشورہ طلب ہوں کہ اس وقت تک فقیر زندہ ہے۔ شاید برخوردار (مراد حضرت خواجہ محمد سراج الدین رضی اللہ عنہ ہیں) علمِ باطنی سے کچھ واقفیت پیدا

کر لے۔اگر جناب کی رائے اس بارے میں موافق ہے تو برخوردار کو ساتھ لے کر (بشرطِ فراغت ازعوارضات) اس طرف روانہ ہو آئیں۔اور اگر آپ کا دوسرا خیال ہو تو بھی مطلع فرمائیں۔

ملفوظ نمبر ۵۰

مولوی نورالدین صاحب پیش امام شہر وموضع اگالی علاقہ سون سکیسر۔سوالات کے جوابات آپ کی خدمت میں درج ذیل ہیں۔

ا۔نمک پر دم کے لیے سورہ فاتحہ اور معوذتین دم کر کے دیا کریں۔

۲۔دورانِ ذکر لطیفہ یا لطائف کو جنبش ہوتی ہے اور بدن بھی جنباں ہوتا ہے کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن اپنی طرف سے جنبش مت دو۔فقراء نے اپنی جمعیت اور حضور کی خاطر اپنے اوپر چادر ڈالی ہے اور اسی وجہ سے اپنے چہروں کو ملفوف کیا ہے یہ فقراء کے آداب سے ہے۔نہ کہ وجاہت ہے لہٰذا کوئی ریا نہیں ہے۔(مطلب سمجھ میں آ گیا ہوگا)

ملفوظ نمبر ۵۱

میاں شیخ محمد بخش صاحب سکنہ شہر کلاچی گنڈہ پور افغانان۔

جواباً: جس کام میں مشغول ہوں، ذکر کا خیال رکھیں (دائم ذاکر رہیں) چاہیے وضو ہو یا نہ ہو۔وقت کی بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔

۲۔آپ کو دلائل الخیرات کی بھی اجازت ہے۔

۳۔مہمات دینی ودنیوی کے حل کے لیے ختم شریف لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔پانچ صد بار اول آخر درود شریف کا ورد رکھیں اور ثواب حضرت مجدد الف ثانی ،محبوب صمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کو بخشیں اور اپنی حاجات خداوند تعالیٰ سے حضرت قبلہ موصوف کے وسیلے سے طلب کریں۔قاضی الحاجات آپ کے جمیع امورات سرانجام فرمائے۔کلام اللہ شریف کی تلاوت جس قدر ہو سکے کریں۔منازل کے تعین کی کوئی حاجت نہیں۔

ملفوظ نمبر ۵۲

ملا بادشاہ صاحب شادی زئی۔اپنے بھائی جان کی صحت کے لیے،یا کسی اور کے لیے جس کو شدید مرض ہو،صبح کی نماز کے وقت فرائض اور سنن کے درمیان سات بار سورہ فاتحہ معہ بسم اللہ شریف سات روز تک پڑھ کر ہر روز مریض پر دم کریں (اور فاتحہ دے کر ثواب حضرت قبلہ حاجی

دوست محمد صاحب قندھائی رضی اللہ عنہ کی روح پر فتوح کو بخشیں) اور دعائے شفاء دربارِ ایزدی سے طلب کریں۔

ملفوظ نمبر ۵۳

مولوی نور الحق صاحب شاہپوری، خلاصہ معروض یہ ہے کہ آپ کا مکتوب شریف اور قصیدہ مدحیہ (جو اس خاکسار کی مدح میں لکھا تھا۔) پہنچا، خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی ہوا خوشی اس لیے ہوئی کہ قصیدہ مدحیہ سے آپ کی زیادتی معلوم ہوئی۔ اور رنج اس لیے کہ آپ نے ایک ممنوع اور بے فائدہ امر میں اپنا وقت ضائع کیا کیونکہ اس شخص کی مدح کرنی جو مدح کا مستحق نہ ہو تو اس قسم کی مدح خود مادح شخص کو نقصان پہنچاتی ہے۔ جبکہ مدح خلاف واقع ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ ممدوح کو بھی جبکہ وہ قابل مدح نہیں تھا تو اس حالت کے باوجود اپنی مدح پر اترانے اور تکبر و فخر کرنے لگ جاتا ہے تو اس بے جا اترانے اور فخر کرنے کا ممدوح کو گناہ نصیب ہوا۔ اور تکبیر کی طغیانی میں آ کر ہلاک ہو گیا۔ اور مادح، ناجائز معاملہ میں قصوروار ہو گیا۔ چنانچہ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا قَطَعْتَ عُنُقَ اٰخِيْكَ۔ پس آئندہ کے لیے (زبان اور دل سے) حضرت ذات حق سبحانہ تعالیٰ اور حضرت حبیب خدا سرور انبیاء ﷺ کی مدح میں اپنا وقت صرف کریں۔

ملفوظ نمبر ۵۴

بقاضی عبدالرسول صاحب انگوی، علاقہ سون سکیسر۔ جناب من! اعمال میں قصور برپا ہے۔ ورنہ ان مقامات میں سالک تمام قول و فعل و عمل ردی سمجھتا ہے۔ اس جیسے نکات کا سمجھنا بالمشافہ گفتگو پر موقوف ہے۔ دوری کا برا ہو جو درمیان میں حائل ہے۔ بیت

فقر خواہی آں بصحبت قائم است
نہ زبان درکار آید نہ ز دست

جناب حضرت شمس العارفین حبیب اللہ مرزا جان جاناں شہید قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب سالک کی سیر کمالات تک پہنچ جاتی ہے۔ تو مجھے تشویش لاحق ہوتی ہے کہ مبادا کہیں سالک طریقہ سے دست بردار نہ ہو جائے۔ قِصَّةُ العِشْقِ لَا نفِصَامَ لَهَا۔ خداوند تعالیٰ آپ کو بہرہ مند فرمائے۔

ملفوظ نمبر ۵۵

حقائق و معارف آگاہ حضرت خواجہ سراج الدین مدظلہ و عمرہ و رشد! بعد از دیدہ بوسی

معلوم ہو رہا ہے کہ آں عزیز نے فقیر کے خط کا جواب نہیں دیا۔

دیدہ احقر و دل ہمراہ تست

ترجمہ:۔ فقیر کی آنکھیں آں عزیز کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اور دل میں آنعزیز بس رہے ہیں۔
پھر لکھتا ہوں اور فقیر کی یہ نصیحت یاد رکھو جیسا کہ ایک فارسی شاعر نے کہا ہے۔

خاک شو خاک تا بروید گل

کہ بجز خاک نیست مظہر گل

ترجمہ:۔ مٹی بن کے رہو کہ تم سے پھول کھلیں کیونکہ مٹی ہی سے پھول پیدا ہوتے ہیں۔

اے فرزند! صاحبزادا گی کو دور پھینکو۔ تو واضع و عاجزی کو اپنا پیشہ بناؤ۔

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

اپنے حالات خیریت سے بے کم و کاست تحریر کیا کرو۔ تا کہ فقیر کو تسلی رہے اور فقیر کو ہمیشہ دعا گو تصور کریں۔

ملفوظ نمبر ۵۶

حضور حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ زمانہ اب آخر کو پہنچ چکا ہے۔ اس وقت کے اکثر لوگ جو میرے پاس آتے ہیں۔ وہ لوگ اپنی دنیوی خواہشات اور مقاصدِ دلی کے پورا ہونے کی خاطر آتے ہیں۔ اور انھی اغراض کے لیے دعائیں منگواتے ہیں۔ حالانکہ ہر علم کے لیے ایک موضوع ہوتا ہے اور اس کے نفع و ضرر ہوتے ہیں۔ اسی طرح جس صاحب کے پاس کوئی شغل اور کسب ہوتا ہے، تو اس شخص کے پاس متعلقہ ضرورت مند بغرض حاجت روائی آتے ہیں تو ظاہر ہے کہ دنیاوی اغراض کے لیے اللہ والوں کے پاس آنا کس قدر خلاف موضوع ہے تو اس لیے پیروں اور مریدوں کو محض رضائے خداوندی و طلب خداوندی کے لیے اپنی مرادات کو ترک کرنا اور خیالات ماسوی اللہ کو بالکل چھوڑ دینا نہایت ضروری ہے۔ اور پھر ساتھ ہی وضاحتاً فرمایا کہ پیر اور مرید کا سلسلہ بصورت ذیل ہے۔ اولاد دو قسم پر ہے۔

(۱) اولاد صوری (۲) اولاد معنوی

اولاد صوری یہ ہے۔ جس کا نسب اور نسبت حضرت آدم علیہ السلام کی طرف شمار ہوتی ہے۔
اولاد معنوی یہ ہے۔ جس کا حقیقی، روحانی، جبی تعلق یا نسبتِ طریقت، حضرت سرورِ کائنات فخرِ

موجودات ﷺ کی طرف شمار کیا جائے ،تو ٹھیک یہی نسبت پیر و مرید کے درمیان ہے، کہ مرید باعتبار اولادصوری کے، جو اپنے والدین کی طرف منسوب ہوتا ہے اور باعتبار اولادمعنوی کے اپنے پیرومرشد کے ساتھ شمار ہوتا ہے۔

ملفوظ نمبر ۵۷

ارشاد فرمایا کہ طالبِ صادق کے لیے بہت بڑے نقص کا سبب یہ ہے کہ وہ شیخ ناقص کی طرف رجوع کرے اور اس کی صحبتوں میں بیٹھے (وہ پیر جو کہ سلوک اور جذبہ پورا نہ کر سکا یا سلوک کیا ہی نہ ہو اور خواہش پیری کی وجہ سے مسند پیری پر بیٹھ گیا ہو) تو طالب کو اس قسم کے پیر اور شیخ کی صحبت، پستی کی طرف کھینچ کر لے آتی ہے۔ اور بلندی کے خانہء کمال سے گرا کر تنگ و تاریک پنجرے میں پھنسا لیتی ہے۔ حضرت الشیخ جناب سید بہاؤالدین محمد نقشبند فقر سلطانِ بخارا وسمرقند قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں، کہ جس طالب کا بیضہء قابلیت (استعدادِ باطنی) مختلف صحبتوں سے فاسد اور خراب ہو جائے تو پھر اس کا کام سوائے اہل تدبیر کی صحبت کے بیٹھنے کے اور کہیں نہ بنے گا کیونکہ ایسے اہل اللہ، یا خدادوست کی صحبت کیمیائے اعظم ہے۔

ملفوظ نمبر ۵۸

فرمایا لوگ اسم ظاہر اور اسمِ باطن سے اسما الٰہی مراد لیتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے هُوَ الْاَ وَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ حضرت جناب امامِ ربانی محبوب صمدانی مجدد الف ثانیؒ قدس سرہ العزیز کے ہاں اسم الظاہر سے حضرت ذات حق تعالیٰ کے اسماءصفاتی مراد ہیں اور اسم الباطن سے اسماءذاتی مراد ہیں۔ گویا اسم الظاہر کے مراقبہ کے وقت سالک کی سیر اسمائے صفاتیہ ہوتے ہیں اور اسم الباطن کے مراقبہ کے وقت سالک کی سیر اسمائے ذاتیہ ہوتے ہیں۔

حضرت جناب قبلہ نے فرمایا کہ تم لوگ کسب نہیں کرتے اور میں ہوں کہ ضعف اور گوناگوں امراض میں مبتلا ہونے کے باوجود بھی تم لوگوں کو کسب وسلوکِ مقامات مجددیہ کراتا ہوں تاکہ تم لوگوں کو فیض سے کچھ تو حاصل ہو۔

ملفوظ نمبر ۵۹

ارشاد فرمایا۔ جو کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ جب سالک کو فناء صفتی ،فناء فعلی اور فناء ذاتی حاصل ہو جاتی ہے۔ تو اس کو اگر نوح علیہ السلام کی عمر بھی عطا ہو جائے تو تب بھی اس کے دل پر

ماسوی اللہ کا کوئی خطرہ نہیں گزرتا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مصیبتیں بندہ پر جہاں داری کی وجہ سے گزرتی ہیں، تو تقاضائے بشری کی بناء پر وہ بندہ کو ماسوی اللہ کے خیالات اور تخیلات میں مصروف کر دیتے ہیں لیکن جس انسان کے دل کا ذکر الٰہی ملکہ ہی بن جائے تو اس کے دل و دماغ میں کوئی خلل واقع نہیں ہو سکتا۔

خاشاک بر سر دریا گزر کنند

یعنی ان تخیلات ماسوی اللہ کی مثال سالک کے واسطے ایسی بن جاتی ہے جیسے خس و خاشاک دریا کے پانی پر بہہ جاتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح وہ سب تخیلات سالک کے دل و دماغ میں کوئی اثر انداز نہیں ہو سکتے۔

پھر فرمایا، جب سالک کو حضورِ قلب حاصل ہو جاتا ہے تو ان عنایات الٰہی جل شانہ کے ہوتے ہوئے اگر سالک کو شیطان لعین یہ خطرہ ڈال دے کہ اب میں پیر و مرشد بن گیا ہوں اور لوگوں کو فیض یاب کر سکتا ہوں تو ہمارے پیرانِ کبارؒ کے طریقہ عالیہ میں اسی کو شرکِ جلی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اصل مبداء فیض تو ذاتِ حق جل شانہ ہی ہے اور شیطان نے اس کے دل میں یہ غلط خیال ڈال دیا کہ میں خود مبداء فیض ہوں۔ اور ساتھ ہی اس کے دل میں یہ خیال بھی شیطان نے ڈال دیا کہ فلاں سوداگر کو اور فلاں رئیس کو میں مرید کر لوں گا۔ جس سے مجھے دنیا بہت حاصل ہو گی۔ ایسے خیالات جب سالک کے دل میں آنے لگیں تو یہ اس کے لیے بہت خطرناک ہیں اور اسی کو صوفیائے کرام نے شرکِ جلی سے تعبیر کیا ہے کیونکہ فقیر جب کمال کو پہنچ جاتا ہے تو وہ اپنا سب کچھ اللہ پاک کے حوالے کر دیتا ہے تو وہ سارے جہان، بلکہ اپنی جان سے بھی بے خبر ہو جاتا ہے اور یہی ہے کمال جس کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں دولتِ حضور و جمعیت اور طمانیت سے تعبیر کیا گیا ہے۔

پس جملہ منسلکین و مریدین سلسلہ عالیہ کو تین چیزوں کی پابندی کرنا واجب ہے۔

۱۔ وقوفِ قلبی: یعنی توجہ طالب بسوئے قلب اور توجہ قلب بسوئے خدا۔

۲۔ رابطہ شیخ مقتدیٰ: یعنی مدام یہ سمجھے کہ میرے قلب پر حضور سرورِ کائنات ﷺ کے قلب مبارک سے بطفیلِ قلوبِ شریفہ میرے پیرانِ عظامؒ کے فیض کا پرنالہ جاری و ساری ہے۔

۳۔ جملہ طاعات و عبادات اور فرائض و سنن اور مستحباب پر کمال پابندی اور ریاضت و مجاہدہ۔

ملفوظ نمبر ۶۰

ارشاد فرمایا کہ سالک کو چاہیے کہ خشک روٹی نہ کھائے تا کہ دماغ خشک نہ ہو۔ سالک کی جس قدر زیادہ محبت پیر و مرشد سے ہوگی اس پر اتنے ہی زیادہ فیوضات و برکات وارد ہوں گے۔

دورانِ ذکر تصور مشائخ کرے (اور تصور شیخ کرے) اور دورانِ ذکر اگر فیض بند ہو جائے تو ذکر سے باز آ جائے، کچھ وقفہ کے بعد از سر نو ذکر کرے۔ پھر بھی فیض نہ آئے تو ذکر چھوڑ دے اور دوسرے وقت پر ذکر کا شغل کرے۔

ملفوظ نمبر ۶۱

مولانا محمود شیرازی سکنہ شیراز توابع ایران کو تحریر فرمایا۔ آنجناب کے دو خطوط خیریت نامے کے فقیر کو پہنچ چکے ہیں۔ جواباً عرض ہے کہ فقیر بحمد اللہ پانچ وقت نماز مسجد شریف میں باجماعت مستحبہ ادا کرتا ہے۔ فقیر کی آنعزیز کو یہ ضروری نصیحت ہے کہ اذکار و اشغال الٰہیہ میں مدام مشغول ہوں۔ یہ وقت، وقتِ جوانی ہے اور کام کرنے کے آپ کو بہتر مواقع میسر ہو سکتے ہیں۔ اور پھر بڑھاپے میں کچھ نہیں ہو سکے گا۔ نیز عرض ہے کہ آپ کا تار جو انگریزی زبان میں تھا، فقیر کو موصول ہوا۔ جس نے فقیر کو بے حد پریشان کیا کیونکہ یہاں انگریزی پڑھنے والا کوئی نہ تھا۔ آخر فقیر نے صبر کر کے دعا پر اکتفا کیا اور دل ہی دل میں پشتو زبان کے ابیات پڑھنے لگا۔ ابیات

حیلـــہ م ستـــادہ بـویـــہ خـدایـــہ

زیـادہ طـاقـت دِ غـمـونـہ لرم خواریم

ترجمہ: اے خدا، مجھے آپکا ہی حیلہ ہے اور میں غموں کی زیادہ طاقت نہیں رکھتا۔ میرا دل خوار و زار ہے۔

چـــہ د فـاصبـر آیـت نـازل شیـی

غـریـب ترنما ژہ کڑہ د صبر تعو یذ ونہ

ترجمہ: جب صبر کی آیت نازل ہوتی ہے تو فقیر صبر کے تعویذ گلے میں ڈال لیتا ہے۔

هـــاتف لـــغیـــب آواز و کـــہ

سـوالـہ خـدایـہ همہ هیچ دہ هیچ کِنڑہ

ترجمہ: ہاتف غیبی نے فقیر کو آواز دی کہ اے فقیر! خدا کے سوا ہر چیز ہیچ ہے اور ہیچ جانو۔

ملفوظ نمبر ۶۲

جناب میراصاحب قلندر سکنہ پشین علاقہ بلوچستان۔

افغـانـی سلام دراغـی تـه رانغلے

فـائـده نـه کـی یـے دیدنـه سلامونـه

ترجمہ: آپ کا افغانی سلام پہنچ گیا مگر تم نہ آئے اور بغیر ملاقات سلام فائدہ نہیں کرتے۔

ناجوڑ پروت فقیر حقیر په د بستردی

داجـل سپـاره کوی همیش تا ختونه

ترجمہ: فقیر کا حال تو یہ ہے کہ فقیر بستر پر بیمار پڑا ہے اور اجل (معین کے) سوار بروقت گھوڑے دوڑاتے ہوئے آرہے ہیں۔

بیـابـو کـے تـه ارمـان اے قـلـنـدره

مـنـده بـه نـه کـی فوائد د مجلوسنه

ترجمہ: اے قلندر پھر ارمان کروگے اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا اور ان محافل فیض منازل کے فوائد سے محروم رہ جاؤ گے۔

دقضا سپارو چه تا خت په ممکن و که

پس حاضر غائب م دواڑه یورنګ وینه

ترجمہ: قضاوقدر کے شاہسوار بھاگ دوڑ لگارہے ہیں اور آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ فقیر کو حاضر اور غائب دونوں حال میں یاد رکھیں۔

واضح رہے کہ ایک بار جب حضرت قبلہ کو گونا گوں امراض لاحق ہوئے تو اچانک (ان اوقات میں) میراں صاحب قلندر کا خط پہنچا تو حضور قبلہ نے اسی بیقراری کی حالت میں اس خط کا جواب ان ابیات میں دیا جو بزبان پشتو اوپر درج ہیں۔

ملفوظ نمبر ۶۳

غلام محی الدین سکنہ ماچھی وال ضلع جھنگ کو آپ نے فرمایا کہ اے عزیز! خطرات اور وساوسِ شیطانی کا دل سے دفع کرنا کوئی آسان کام نہیں یہ چیز اولیاء اللہ کی توجہات اور سالک کی اپنی ریاضت اور مجاہدہ سے حاصل ہوتی ہے۔ عاقل کو اسی قدر اشارہ کافی ہے۔ فقیر نے آپ کو

بالمشافہ عرض کیا تھا کہ محض اللہ کریم کی رضا مندی کے لیے مولانا محمود شیرازی صاحب کی خدمت دل سے کیا کرو اور علمِ ظاہری کو طفیلی جانو، کیونکہ علمِ ظاہری پڑھنے کی غرض مولا پاک کی رضا حاصل کرنی ہوتی ہے۔ اس سے زیادہ فقیر کچھ نہیں جانتا فقیر کو مدام اپنا دعا گو جانو۔

ملفوظ نمبر ۶۴

مولانا عبید اللہ صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان کو ارشاد فرمایا کہ اے عزیز! اس آخری زمانے میں دنیاوی کاموں کی کوئی انتہا نہیں ہے جتنے دنیاوی کام زیادہ کرو گے اور مصروفیت بڑھے گی۔ مرد، وہ ہے جو اس آخری زمانے میں اپنے اوقات عزیزہ کو (جس کا کوئی بدل نہیں) افکار و اذکار الٰہیہ میں گزارے اور یادِ مولیٰ میں صرف کرے اور ساتھ ہی استقامتِ شریعت غرا اور اتباع سنتِ بیضاء کو اپنے ہر اطوار و اوضاع میں اپنائے۔ دو کلمے لکھ کر بس خط کو بند کرتا ہوں۔ تا کہ آپ دل تنگ نہ ہو جائیں۔ اول یہ کہ وقت، وقتِ کار ہے۔ کل بجز حسرت و افسوس و ارمان کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو یاد رکھو۔ یَاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا اے مومنو! اپنے ایمان پر مضبوط رہو۔ اور دوسری جگہ فرماتے ہیں، آیت شریف: ۔ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ خبردار! اللہ کریم آپ سے دین خالص کا طلبگار رہے۔ جس میں ایک سر مو بھی دنیا کا خطرہ یا وسوسہ پیش نہ آئے اور ہر عمل خالصتاً للہ ہو۔

ملفوظ نمبر ۶۵

ایک دن مولوی سعد اللہ صاحب (جو کہ مولانا مولوی غلام حسن صاحب مرحوم ڈیرہ اسمٰعیل خان خلیفہ اجل حضرت جناب حاجی صاحب قبلہ قندھاری قدس سرہ) کے پوتے نے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تنگیِ معاش کا اظہار کیا تو اس کے جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی محبت نصیب کرے اور اللہ کریم اپنی غیبی مدد کے طفیل آپ کے سب کام سرانجام فرمائے۔ خداوند کریم میرے پیرو مرشد قبلہ حضرت حاجی صاحب کے طفیل تمھارے سب کاروبار میں کشائش عطا فرمائے۔ یہ فرما کر پھر حضرت قبلہ نے (مرتب کتاب مجموعہ فوائد عثمانی) حضرت سید اکبر علی شاہ صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مولوی صاحب، اس سید کو دیکھو کہ دہلی سے کتنے سال ہوئے ہیں، یہاں خانقاہ شریف میں رہ رہا ہے اور عیال دار بھی ہے اور نادار بھی، اور اس نے کبھی اپنی غربت و ناداری کا ذکر نہیں کیا اور نہ کبھی تنگیِ معاش کا میرے

سامنے اظہار کیا۔ مولوی صاحب! آپ کو معلوم رہے کہ جو شخص توکل وقناعت کے ساتھ حق تعالیٰ کی یاد میں کمر بستہ رہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اسباب خیر ورزق غیب سے مہیا کر دیتا ہے اور یہ مصرعہ زبان گوہر فشاں سے پڑھا۔

خدا خود میر سامان است اربابِ توکل را

ترجمہ: خداوندِ تعالیٰ ارباب توکل کو غیب سے سامان مہیا کر دیا کرتا ہے۔

ملفوظ نمبر ٦٦

ملا محمد رسول صاحب قوم لٹون (جو حضرت کے اعظم خلفاء میں سے تھے) کا خراساں سے حضرت کی خدمت میں خط پہنچا۔ جس میں انھوں نے لکھا تھا کہ میں نے سردیوں میں رہائش کے لیے مقامِ تنگ (دو پہاڑوں کے مابین ایک درہ ہے جس کا نام درہ تنگ ہے) مکانات اور حجرہ ہائے کی تعمیر میں مشغول ہوں۔ کیونکہ یہ علاقہ کچھ گرم ہے اور سردیوں میں قابلِ گزران جگہ ہے۔ اس کا خط پڑھ کر حضور نے ارشاد فرمایا کہ سب دینی، دنیاوی کام نیت پر موقوف ہوتے ہیں اور اجر وثواب بھی نیت پر ہی موقوف ہے۔

فقیر جو یہ مکانات اور حجرے تعمیر کر رہا ہے اور ساتھ ہی اپنے پیر ومرشد کی خانقاہ شریف کی خدمت کر رہا ہے اور اس خدمت میں مصروف ہے۔ فقیر کی نیت محض اللہ واسطے کرنا ہے۔ کیونکہ جو مسافر مہمان دور دراز ملکوں سے محض طلب رضائے مولا کے لیے آتے ہیں اور جو طلباء و درویشان کرام محض یاد الٰہی کے لیے اس جگہ ٹھہرے ہوئے ہیں اور بجز عبادت وذکر مولا ان کا کوئی کام ہی نہیں۔ یہ خدمت محض انہی کے واسطے کر رہا ہوں۔ نہ کہ اپنے نفس کی راحت اور اہل وعیال و اطفال کی دیکھ بھال کے لیے۔ خداوند کریم بطفیل میرے مرشد قبلہ کے منظور ومقبول فرمائے۔

ملفوظ نمبر ٦٧

ایک دن ارشاد فرمانے لگے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ فقیر عثمان کے ہاں دولت ودنیا کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں اور فقیر کو کیمیا گر سمجھتے ہوئے ہیں۔ حالانکہ فقیر کا تو یہ حال ہے کہ فتوحات اور کشائش غیب سے فقیر کو حاصل ہوتے رہتے ہیں وہ فقیر درویشوں اور طالبانِ خدا پر خرچ کرتا ہے اور ہرگز فقیر جمع نہیں کرتا۔ اور نہ فقیر کو غم فردا اور آئندہ پریشان کرتا ہے۔ یہ عطائے الٰہی ہے اور میرے پیر و مرشد حضرت حاجی صاحب قبلہ کی نظر شفقت اور توجہ شریف کی بدولت یہ دَین ہر وقت فقیر پر جاری

ہے۔ یہ فرما کر پھر حضرت شاہ عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی شاہ صاحب سجادہ نشین حضرت حبیب اللہ میرزا مظہر جان جاناں شہید دہلوی کا قصہ بیان فرمایا۔

جب میرزا جان جاناں شہیدؒ ان کو اپنا سجادہ تفویض فرما کر راہی ملک بقاء ہوئے تو آپ (حضرت غلام علی شاہ صاحبؒ) فرماتے ہیں کہ میرے پیرومرشد قبلہ کی وفات کے بعد خدا کی مخلوق کا ایک بے پایاں سمندر فقیر کے پاس اکٹھا ہونے لگا۔ بعض تو حضور پیرومرشد کی فاتحہ خوانیوں کے لیے اور بعض بیعت کرنے اور راہ مولیٰ سیکھنے کی غرض سے آتے۔ ان لوگوں کا بہت بڑا ہجوم فقیر کے پاس آنے لگا اور درویشانِ خدا کی، جو خانقاہ شریف میں شب و روز مقیم تھے اور ذکر و مراقبہ سیکھنے کے لیے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے۔ ان کی تعداد بھی بے حساب تھی اور فقیر کا یہ حال تھا۔ از روئے تمول و دنیا کہ فقیر کے پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا جس سے ان دوستوں کی خدمت کی جا سکے اور طالبان مولیٰ کو کم از کم دو وقت دال پانی بھی کھلا سکوں۔ آخر فقیر اس شرم کے مارے مسجد کے پہلو میں جو حجرے تھے، ان میں سے ایک حجرے میں داخل ہو گیا اور لوگوں سے چھپ کر بیٹھ گیا اور حجرے کو اندر سے بند کر دیا۔ یہ خیال کر کے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کر کے کہ اے میرے مولیٰ، آپ میرے حال میں جب تک کشائش اور اپنی جناب غیبی سے فراخی اور وسعت پیدا نہ کریں گے، تب تک میں اس حجرے سے نہیں نکلوں گا اور بس اسی حجرہ میں میرا قیام ہو گا۔ کیونکہ میرا منہ لوگوں کے دکھانے کے قابل نہیں۔ پاس ایک دمڑی نہیں جس سے ان واردین اور زائرین و طالبین حضرت قبلہ کو کھانا کھلایا جا سکے۔ اس حجرے سے ہرگز نہیں نکلوں گا۔ خواہ مجھ پر جس قدر فاقے ہی کیوں نہ گزریں یا مجھے اسی حجرے میں موت آ جائے تو یہ حجرہ میری قبر ہو گی اور بدن کے جو کپڑے میں نے پہنے ہوئے ہیں یہ میرا کفن ہو گا۔ بس یہ عہد مولیٰ پاک کے ساتھ کر کے خاموش زاویہ خاموشی اور عزلت میں حجرے میں بیٹھ گیا۔ اس کے بعد دن بہ دن گزرتے گئے اور فاقے شروع ہو گئے۔ فاقے پہ فاقہ آنے لگا لیکن الحمدللہ میرے عزم میں ذرہ بھر بھی تبدیلی نہ آئی۔

آخر تیرہویں دن اسی حالت فاقہ میں ہی تھا کہ اچانک ایک شخص نے حجرے کے دروازے پر آ کر دستک دی اور آواز دی یا حضرت! میں یہ تیرہ روپے آپ کے لیے لایا ہوں۔ برائے کرم دروازہ کھولیے اور یہ رقم لیجئے فقیر نے اس کی آواز کا کوئی جواب نہ دیا۔ اور خاموش بیٹھا رہا۔ یہاں تک کہ وہ شخص مجبور ہو کر حجرے کے ایک سوراخ سے تیرہ روپے اندر ڈال کر چلا گیا۔ اس

کے بعد فقیر یہ اشارہ الٰہی اور امداد غیبی سمجھ کر وہ تیرہ روپے اٹھا کر تیرھویں روز حجرے سے بحالت فاقہ باہر نکلا۔ فقیر پر کمزوری کے آثار بفضلہٖ تعالیٰ ہرگز ظاہر نہیں تھے۔ اور فقیر نے تکیہ برمولائے کریم کر کے اپنے پیر و مرشد کے وسیلے جلیلے سے درویشانِ کرام و طالبین عظام اور زائرین واردین خانقاہ عالیشان کے لیے لنگر کا اہتمام کیا اور سب احباب دور و نزدیک اور طلبہ مقیمین اور طالبانِ باتمکین کو دونوں وقت لنگر سے کھانا ملنے لگا۔ ان کی تعداد گاہے پانچ سو ہوتی تھی۔ گاہے سات سو۔ خرچ دکاندار سے قرض لایا جایا کرتا تھا۔ اور ماہوار اس کی ادائیگی کر دی جاتی تھی۔ اور یہ خرچ کسی ماہ نو ہزار اور کسی ماہ دس ہزار ماہوار تک بھی پہنچ جایا کرتا تھا اور بفضلہٖ تعالیٰ فتوحاتِ الٰہیہ اور عطایا و انعامات غیبیہ کا وہ دروازہ اس فقیر پر کھلا، جس کا کوئی حد و حساب ہی نہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصل سوم

یہ فصل: مکاتیبِ شریفہ اور خلفائے عظام کے بیان میں ہے

حضرت امام ربانی قیومِ زمانی مجدد و منور الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی (خداوند کریم ان کے فیوضات اور برکات سے تا قیامت ان کے مریدین و متوسلین کو مالا مال فرمائے آمین) نے اپنے غلاموں پر ایک ایسا راستہ کھولا جو حضور نبی کریم ﷺ کی سنتِ سنیہ کا ایک سربستہ راز تھا اور صوفیائے کرام کا اپنے خطوط گرامی اور مکتوبات شریفہ کے ذریعے اسلام اور اپنے طریقہ عالیہ کو اطراف و اکنافِ عالم میں پھیلانے اور شائع کرنے کا جو عام رواج نہ تھا۔ آنجناب حضرت مجدد علیہ الرحمتہ نے اس مردہ سنت کو دوبارہ زندہ کیا اور اپنے مکاتیب شریفہ کے اندر سربستہ رازوں کو کھولا اور طریقہ شریفہ کی اشاعت کا مقبولِ عام ذریعہ بنایا۔ ان مکاتیب شریفہ میں تعلیمات اسلامی اور رموزاتِ تصوف کو اتنی فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان فرما کر جدید اسلوبِ نگارش سے اتنا مزین فرمایا کہ آج تک ایک عالم انگشت بدنداں ہے اور آپ کی ذات والا بیان اور سہل نگاری میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ یہ مکاتیب شریفہ تین ضخیم جلدوں میں مرتب ہیں، جو علوم و رموز کا ایک خزینہ اور گنجینہء بے پایاں ہیں اور احسان و عرفان کا سمندر بیکراں ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہمارے حضرت قبلہ خواجہ دامانی قدس سرہ کے مکتوبات شریفہ بھی ہیں۔ جن کی ایک خاصی اور معتدبہ تعداد کتاب مجموعہ فوائد عثمانی میں اور دیگر احباب حضرت قدس سرہ کے پاس موجود ہیں۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ آج تک محفوظ ہیں (چنانچہ مجموعہ فوائد عثمانی کے مکتوبات کی کل تعداد پچیس ہے) اور اسی طرح حاجی قلندر خاں صاحب رئیس شہر مڈی اور خلیفہ خاص حضرت خواجہ دامانی نے تقریباً دو سو مکتوبات یا اس سے بھی کچھ زیادہ جو ان کے نام حضرت خواجہ دامانی قبلہ نے وقتاً فوقتاً ارسال فرمائے تھے کو منضبط اور محفوظ فرما کر رکھا۔ اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ سب خزانہ آج تک خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے کتب خانہ میں محفوظ چلا آ رہا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

چند ایک مکتوبات شریفہ مجموعہ فوائد عثمانی سے برائے حصول فیوضات و برکات تبرکاً درج کئے جاتے ہیں۔ نَفَعَنَا اللّٰہُ وَسَائِرَ الْمُسْلِمِیْنَ بِھِمْ فقط والسلام۔

مکتوب نمبرا

بنام مولانا محمود شیرازی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ! مخدومی ومکرمی جناب فیض مآب مولوی محمود شیرازی صاحب دام فیضہ وعنایتہٗ بعد از تسلیمات ودعوات۔ معروض آنکہ احوالِ فقیر بعنایت الٰہی قرین حمد ہیں اور بارگاہ رب العزت سے بطفیل سرور دو عالم ﷺ آنجناب کی صفاوقتی اور صحت و سلامتی ظاہری و باطنی کا ہمیشہ خواہاں وجویاں ہوں۔ وہ ذات پاک لایزال آپ کو اور اس فقیر کو جملہ افکار، پریشانی اور تخیلات شیطانان سے ہمیشہ امن میں رکھے۔ اور ہمیشہ اپنے پیرانِ عظام کی محبت اور اتباعِ کامل نصیب فرمائے۔ آمین۔ جناب نے جو اپنے احوال کے متعلق تحریر فرمایا ہے وہ سب حضرات کے سلوک اور طریقہ عالیہ کے عین مطابق موافق ہے۔ مکتوباتِ معصومیہ میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمالیں اور کنز الہدایات میں لکھا ہے کہ جب سالک کا معاملہ اصل الاصل تک پہنچتا ہے تو حالاتِ سابقہ خس و خاشاک کی طرح اڑ جاتے ہیں اور بجائے ذوق وشوق، محرومی اور ناامیدی سالک پر طاری ہو جاتی ہے، جیسا کہ حدیث شریف شاہد ہے۔

حدیث: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ دَائِمَ الْفِکْرِ وَمُتَوَاصِلَ الْحُزْنِ

ترجمہ: حضور ﷺ ہمیشہ متفکر اور محزون رہتے تھے۔

اپنے ذکر ومراقبہ، استغفار شریف میں مدام مشغول اور سرگرم رہیں، عامہ خلقِ خدا کی صحبت سے پرہیز کریں کہ غیر جنس کی صحبت زہرِ قاتل ہے، لوگوں کے ساتھ بقدر ضرورت اٹھنا بیٹھنا (اختلاط) رکھیے۔ فقیر کے دو ہی کلمات پر اکتفا کیجئے۔ آنجناب تو خود ماشاءاللہ دانا اور عالم ہیں۔

باقی جو جناب نے اجازت مطلقہ اور مقیدہ کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے ایک نصاب اور حد تحریر فرمائی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ سالک کو اس حد تک پہنچاتا ہے تو مرشد کامل اپنی بصیرت کاملہ کی بنا پر اس کو اجازت مطلقہ سے مشرف فرماتا ہے۔ بعض کو ایک طریقہ کی اور بعض کو دو طریقوں کی باعتبار اس کی قابلیت کے اجازت دیتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی ایک شخص یا کسی ایک گروہ کی تعلیم وتربیت کی اس کو اجازت دیتا ہے۔ مقامات مظہریہ صفحہ نمبر ۳۸ میں ہے کہ اجازت کے تین درجے ہیں۔ اعلیٰ، ادنیٰ، اوسط۔ اس کی تفصیل وہاں پر ملاحظہ فرمالیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے متبعین اکثر اپنے مریدین کی طریقہ

نقشبندیہ کے مطابق تربیت فرماتے ہیں۔اور اس طریقہ عالیہ کے سلوک اور تصوف میں ان کے توجہات شریف کی بدولت ان کو کمال حاصل ہو جاتا ہے۔اور جب کوئی مرید دوسرے طریقوں کی اجازت چاہتا ہے تو اس کی دلجوئی کے لیے ان کا شجرہ بھی عنایت کر دیتے ہیں، مگر اس کی تربیت سلوک مجددیہ کے مطابق کرتے ہیں۔ پیرانِ کبار، حاذق حکماء اور اطباء کی طرح ہیں جو دواء جس وقت اور جس مزاج کے مطابق اور مناسب ہوتی ہے، اپنے مریض کو استعمال کراتے ہیں۔اس فقیر نے آنجناب کو زبانی اجازت مطلقہ تو دی ہے مگر تا حال تحریری اجازت نامہ نہیں لکھا گیا۔ مگر اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔اب آنجناب کو پھر اجازت مطلقہ دیتا ہوں جو موجب برکات ہوگا۔ اللہ کریم قبول و منظور فرمائیں۔ادھر آنے میں جلدی نہ فرمائیں۔اس جگہ کے کام وکاج کسی معتبر آدمی کے سپرد فرما کر آئیں کیونکہ دور فتنہ و فساد کا ہے، فرصت کو غنیمت جانیں۔محبِ صادق اپنی محبت کی بناء پر بطور انعکاس فیض حاصل کرتا ہے (بطور انعکاس کا مطلب یہ ہے یعنی محبِ صادق کو چونکہ شیخ کا تصور اور رابطہ اپنی محبت کاملہ کی بناء پر ہر وقت حاصل رہتا ہے۔اس لیے اپنے شیخ کے قلب شریف سے اس پر فیضان جاری رہتا ہے۔یہ ہے انعکاس کا معنی، اور مطلب۔

محبِ صادق اگر ملک یمن میں ہو تب بھی میرے ساتھ ہو، ظاہری دوری کوئی معنی نہیں رکھتی۔فقیر کی ظاہر اور باطن کی توجہ مدام آپ کے ساتھ ہے۔کمرِ ہمت چُست باندھ کر رضائے الٰہی جل شانہ کے حصول کے لیے اپنے ذکر و مراقبہ میں شب و روز لگے رہیں کہ جوانی میں آپ سب کچھ ریاضت و مجاہدہ کر سکتے ہیں اور بڑھاپے میں پھر کچھ بھی آپ سے نہ ہو سکے گا۔حالات و کیفیات اور ادراکات پر ہرگز نظر نہ رکھیں کہ مولائے کریم بندہ سے عبادت کے خواہاں ہیں اس کا ثمرہ دینا یا نہ دینا اس ذات پاک کا کام ہے۔

ہرگز دل تنگ نہ کریں اور اپنے ذکر و مراقبہ و طاعت و عبادت میں مصروف رہیں۔اللہ تعالیٰ مجھ اور آپ سے عبادت کا تقاضا کرتے ہیں۔ہمیں تو یہ خدمت اور عبادت کرنی چاہئے۔ قرب اور محبت عطا فرمانی ان کی مرضی پر موقوف ہے۔عنایت فرمائیں یا نہ فرمائیں اس پر دل تنگ اور کبیدہ خاطر نہ ہوں۔فقط والسلام۔شعر

دادیم ترا از گنج مقصود نشان
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

مکتوب نمبر۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد! اخوی اعزی ارشدی میاں غلام محی الدین صاحب!

خداوند کریم آپ کو سب مصائب سے محفوظ رکھے، آمین! بعد از تسلیمات مسنونہ اور کامیابیوں اور کامرانیوں کی دعاؤں کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب پہنچا۔ بے حد خوشی حاصل ہوئی۔ بھائی جان یہ زمانہ سراسر آزمائشوں اور گونا گوں تکلیفات سے بھرا ہوا ہے۔ عقلمند کو لائق ہے کہ وہ کام کرے جس میں سراسر نفس اور ہوا کی مخالفت ہو اور اسی مخالفت کو حضور نبی اکرم ﷺ نے جہادِ اکبر سے تعبیر کیا ہے۔ سچے مومن کے لیے ضروری ہے کہ اہل اللہ نے جو طریقے نفس اور شیطان کی مخالفت کے مقرر فرمائے ہیں ان پر کار بند رہے۔ اور سختی سے ان کی پابندی کرے ان میں سے چند طریقے درج ذیل ہیں۔

۱۔ روزہ: افطار کے وقت تھوڑا کھانا کھائے اور تھوڑے کھانے پر کفایت کرے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ وَجَاءَ هَذِهِ الْاُمَّةُ الصَّوْم۔

ترجمہ: یعنی میری امت اگر نامرد بننا چاہے تو روزہ رکھے۔

۲۔ فصد اور حجامت: (خون نکلوانا اور سینگی لگوانا) بہتر تو یہ ہے کہ ہر ماہ فصد کرائے یا ہر دوسرے ماہ فصد کرائے۔

۳۔ سیاحت اور سفر: ہر روز اتنا سفر پا پیادہ کرے کہ تھک جائے۔

۴۔ خوراک کی کمی: یعنی ایک تہائی حصہ خوراک پر کفایت کرے۔ اسی طرح پانی بھی کم پیے۔

اہل اللہ نے نفس کے جہاد کے لیے ضروری قرار دیئے ہیں کہ یہ طریقے ضرور اپنائیں ان حضرات نے نفس کی مخالفت پہلے اختیار کرنے کو فرمایا ہے اور علم، صنعت و حرفت اور حصول رزق کے ذرائع کو دوسرے درجے پر رکھا ہے اولین جز، نفس کی مخالفت ہے۔

مکتوب نمبر۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از حمد و صلوۃ، محبی ام محمد امتیاز علی خان صاحب! سلامت، شاد و آباد رہیں۔ السلام

علیکم ورحمۃ اللہ ! بعد از دعا گوئی واضح ہوں کہ الحمد للہ ! یہاں پر ہر طرح سے خیریت ہے اور آں محبّ کی خیریت اور سلامتی کا مدام خواہاں ہوں خلاصۂ عرض آنکہ آپ کا مکتوب بابت سوالات اجازت مردمان اور عدم اجازت مستورات ملا۔ بنا برآں۔ آپ کے سوالات کے جوابات عرض ہیں، معلوم رہے کہ دوامِ حضور، فناءِ قلب، تہذیب اخلاق، استقامتِ شریعت اور اتباعِ سنت جیسی گراں مایہ احوال کے حصول کے بعد طالب خلافت کے قابل ہوتا ہے۔ پھر خلافت کا حصول حضرت شیخ (پیرومرشد) کی بصیرت قلبی اور صوابدید پر منحصر ہے۔ یہ اجازت کا ابتدائی درجہ ہے۔ اوسط اور اعلیٰ تو آگے ہیں اور فرد خاص کی اجازت تو مرشد کی رائے پر موقوف ہے اور اس میں احتیاط عظیم ضروری ہے۔

اللہ کریم آں محبّ کو جملہ عوارضات اور تکلیفات سے نجات عطا فرمائے اور صحیح و سلامت رکھے۔ اور ببرکات پیرانِ کبار آں عزیز کو ماسوی اللہ کے تفکرات سے رہائی بخشتے ہوئے اپنی ذات پاک کی سچی محبت مرحمت فرمائے۔

اور باقی جو آں عزیز نے واجب اور ممکن کے بارہ میں استفسار فرمایا ہے۔ سو اس کے بابت عرض ہے کہ آں عزیز کو معلوم رہے کہ ایک واجب الوجود ہوتا ہے۔ اور دوسرا ممکن الوجود۔ واجب الوجود سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے اور ممکن الوجود سے مراد ماسوی اللہ کے سب اشیاء ہیں۔ اور ان دونوں کا مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو واجب الوجود ہے، موجود تھی، اس وقت دوسری کوئی چیز بھی موجود نہ تھی اور اسی کو عدم کہتے ہیں۔ پس مقابلہ ان کا کیسے ہوسکتا ہے۔ مقابلہ تو ان چیزوں کے درمیان ہوسکتا ہے۔ جو دو چیزیں آپس میں برابر ہوں، تب مقابلے کا احتمال ان کے درمیان ہوسکتا ہے اور یہاں تو مساوات سرے سے نہیں۔ اللہ کریم کا فرمان ہے۔ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ

معلوم رہے کہ حضرت امام ربانی خواجہ مجدد الف ثانیؒ جو کہ ہمارے طریقے نقشبندیہ کے امام ہیں ان کے نزدیک ممکن کی حقیقت، عدم ہے۔ اور عدمیات (یعنی کسی چیز کا سرے سے نہ ہونا) ممکنات کی حقیقتیں ہیں۔ اس لیے کہ ان کے نزدیک ممکنات کے حقائق اعدام اضافیہ ہیں جو صفاتِ حقیقہ کے ظلال ہیں۔ اس بناء پر عدم اور وجود کی ترکیب سے وہ خیر اور شر کا مصدر اور مظہر ہو جاتا ہے۔ اگر اس سے شر ظاہر ہوتا ہے تو بسبب عدم ذاتی ہونے کے اور اگر اس سے خیر ظاہر ہوتا

ہےتو وجودظلی کےاعتبار سے۔فقط والسلام

مکتوب نمبر۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از الحمد والصلوٰۃ! محبی ام ملا ابراہیم صاحب! بعد از سلام اور دعا گوئی عرض ہے کہ آنجناب کا مکتوب شریف پہنچا۔ بڑی خوشی حاصل ہوئی۔

جنابِ من! فقر اور فقیری کا اصل مقصد یہ ہے کہ ماسوی اللہ کے سب تعلقات یکسر ختم ہو جائیں اور اللہ کریم کی محبت اس قدر غلبہ کر جائے کہ لذات اور تمتعاتِ دینوی کو دیکھتے اور جانتے بھی ان کی جانب دل ذرہ بھر بھی مائل نہ ہو۔ جس کو اصطلاحِ تصوف میں علماً وحباً انقطاعِ تعلق ماسوی اللہ کہتے ہیں۔

اللہ کریم نے اپنے بندوں پر عبادت فرض کی ہے اور اس کو رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے اسی طرح دنیاوی اسباب اور مقاصد کے حصول کے لیے بھی اللہ کریم نے ذرائع اور وسائل بنائے ہیں۔ اور مولا کریم نے قرآن مجید میں فرمایا۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ یعنی رب کی عبادت میں لگے رہو یہاں تک کہ تم کو موت آ جائے۔

جاننا چاہیے کہ دینی اور دنیوی مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے وسیلے مقرر کیے ہیں۔ پس آپ کے لیے ضروری ہے کہ پیرانِ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے کے مطابق اپنے قیمتی وقت کو اللہ جل شانہ کے ذکر و فکر میں گزار دیں، یہاں تک کہ ایک لحظہ اور ایک لمحہ بھی اس کی یاد سے غفلت میں گزرنے نہ پائے۔ اس ساری تحریر اور مکتوب شریف کا مقصد یہ ہے کہ بندوں کا کام اس کی بندگی کرنا ہے۔ فقط اللہ بس اور باقی ہوس۔

مکتوب نمبر۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ اما بعد

سیادت ونجابت دستگاہ جناب سید سردار علی شاہ بعد از تسلیمات و دعوات، ترقی درجات مطالعہ فرمائیں کہ آنجناب کا مکتوب شریف پہنچ کر موجب مزید دعا گوئی ہوا۔ اللہ کریم آنجناب کو جملہ دشمنانِ ظاہری اور باطنی سے خلاصی عطا فرمائے اور آں محترم کو اپنی ذات پاک کی سچی محبت

مرحمت فرمائیے۔

جناب من! ہر ایک مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنی باطن کی ترقی کے لیے سچ بولنا، حلال کھانا اور حبیبِ خدا محمد مصطفیٰ ﷺ کی کمال اتباع اور شریعت مطہرہ کی کمال پابندی کرے۔ یہاں تک کہ اٹھتے بیٹھتے، طریقہ نقشبندیہ مجددیہ کا پورا پابند رہے۔

یہ یاد رہے کہ شریعت شریف کے اتباع کے بغیر اگر مختلف قسم کے احوال مشاہدے میں آتے ہوں تو بزرگوں کے نزدیک ان کا کچھ بھی اعتبار نہیں وہ احوال سب کے سب بے سود ہیں۔ سالک کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ اپنے قیمتی وقت کو جس کا کوئی بھی بدل نہیں حبیب خدا ﷺ کی پیروی میں صرف کرے۔ اور دن رات یہی کوشش کرتا رہے۔ اصلی مقصد یہی ہے، باقی سب ہیچ۔

فقط اللہ بس! فقط والسلام

مکتوب نمبر ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ امّا بعد !

مخدومی مکرمی مولانا محمود شیرازی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عن جمیع الحوادث والنوائب

از فقیر حقیر لاشئی محمد عثمان عفی عنہ

بعد از تسلیمات و تکریمات مطالعہ فرمائیں کہ بعنایتِ الٰہی جل شانہ، فقیر تادم تحریر ہذا خیر و عافیت سے مقرون ہے اور اللہ کریم کی جناب سے آنجناب کی مدام عافیت اور سلامتی اور استقامت شریعت غراء اور اتباعِ سنت بیضاء کے لیے دعا گو ہوں۔ اللہ کریم قبول و منظور فرمائیں۔

خلاصہ عرض آنکہ، آپ نے جو باطنی کیفیات کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

تو جنابِ من! آپ نے سنا ہوگا کہ قِصَّةُ الْعِشْقِ لَا انْفِصَامَ لَهَا اور الْعِشْقُ نَارٌ يُحْرِقُ مَاسِوَى اللّٰهِ کہ عشق اور عاشقی کبھی بھی ختم نہیں ہو پاتے اور عشق تو ایسی آگ ہے جو اللہ پاک کے ماسویٰ ہر چیز کو جلا ڈالتی ہے، سالک کا نام و نشان نہیں رہتا ہے، بلکہ وہ جدھر بھی نظر ڈالتا ہے اپنے تن بدن تک اس کو ہر کہیں بجز اللہ کی ذات کے اور کچھ بھی نظر نہیں آتا۔

تفصیلی جواب بوجہ بخار تحریر نہیں کر سکتا۔ دو تین کلمے لکھنے پر اکتفاء کرتا ہوں۔ اس زمانہ میں حکیم مطلق جل شانہ، ببرکاتِ پیران کبارؒ صادق الاعتقاد مرید کی حالت کے مطابق طالب

صادق کے دل پر فیضان فرمایا کرتے ہیں۔ کیونکہ شیطان لعین اور نفس سرکش پر کین دونوں طاقتور دشمن اس کے کمین میں گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ باوجود اس کے ایسے سالک کو جس کا رابطہ اور اپنے مشائخ کا تصور کامل نصیب ہو، کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

باقی رہا آنجناب کا استفسار نکارت اور جہالت۔ سو اس کے متعلق اتنا عرض ہے کہ حضرت خواجہ امام ربانی قدس سرہ السامی نے اپنے مکتوب شریف میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ نکارت اور جہالت، سالک کو آخری مقامات میں ہوتی ہے اور ساتھ ہی حضرت خواجہ نے دوسرے مکتوب میں تحریر فرمایا کہ صحو کامل عوام کا حصہ ہے اور بے خودی کامل کہ جس میں سکر کی ملاوٹ ہو، یہ ابتروں اور مجنونوں کا حصہ ہے اور کچھ صحو اور کچھ بیخودی یہ خواص عارفین کاملین کا حصہ ہے۔

هَنِيًّا لِاَ رُبَابِ النَّعِيمِ نَعِيمهُمُ

یعنی جن کی قسمت میں مولا کریم کی جناب سے نعمتیں اور دولتیں لکھی ہوئی ہوں وہ اس کو مبارک در مبارک ہوں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالْمِنَّة کہ اللہ کریم نے آں محبّ کو ایسے احوال عالیہ پر سرفراز فرمایا ہے۔ شکر کیجئے اور اللہ کریم کی جناب سے مزید کے طالب ہوئیے اور حتی المقدور اپنے اوقات شبانہ روز کو ذکر اور مراقبہ سے آباد رکھیے اور ابناء زمانہ یعنی فضول لوگوں کی صحبت سے پرہیز کریں۔ ان کی صحبت سالک کے لیے سَمّ (زہر) قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ اپنے پیرانِ کبار کے حالات کے مطابق نشست برخاست رکھیے اور ادھر اُدھر کو توجہ نہ کیجئے۔

شیخ امام عبداللہ ثم المکیؒ اپنے رسالہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ اَلْاَ وُلِيَاءُ كَالْمَطَرِ يَمْطِرُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَبِلَ اَوْلَا يَقْبِلُ۔ یعنی اولیاء کرام کی مثال اس بارش جیسی ہے جو ہر چیز پر برستی ہے۔ کوئی قبول کرتا ہے جس کی قسمت میں ہوتا ہے اور کوئی قبول نہیں کرتا بدقسمتی اس کی اپنی ہے۔

مکتوب نمبر ۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از الحمد والصلوٰۃ، مخدومی مکرمی جناب مولانا محمود شیرازی دام فیضہ وبرکاتہ

بعد از تسلیمات اور تکریمات مطالعہ فرمائیں کہ اپنی اندھیری رات مولا کریم کی یاد، استغفار اور ذکر و مراقبہ سے اس طرح آباد رکھیں کہ ایک لمحہ بھی غفلت نہ آنے پائے، ابھی جوانی

ہے پھر جب بڑھاپا آئے گا تو بجز حسرت اور ندامت کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

جناب حضرات گرامیؒ کی نسبت شریف میں جس قدر علو اور رفعت حاصل ہوتی ہے۔ وہاں پر مشاہدہ اور ادراک کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ معاملہ ذات بحث تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اس مقام شریف میں ظلال اسماء وصفاتِ الٰہیہ سے گزر جاتا ہے اور سالک کو سیر قدمی اور سیر نظری شروع ہو جاتی ہے اور وہ بھی بالآخر کوتاہ ہو جاتی ہے۔ مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ کسی چیز کی حقیقت بغیر چکھنے کے معلوم نہیں ہو سکتی۔ اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

بخدا الذت ایں مئے نشناسی تا نچشی

ترجمہ: خدا کی قسم! یہ وہ شراب ہے جب تک پیو گے نہیں تب تک اس کے مزہ کو نہ پا سکو گے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ کریم نے آں محبّ کو بہت اچھے اور عمدہ احوال پر سرفراز فرمایا ہے۔ اللہ کریم کا شکریہ ادا کریں کیونکہ وہ قرآن کریم میں فرماتے ہیں۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اگر تم نے میرا شکریہ ادا کیا تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔ فقیر کو اپنے حالات سے غافل تصور نہ فرمائیں۔

فقط والسلام

مکتوب نمبر ۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

امابعد! برخوردار سعادت اطوار عزیز جان محمد سراج الدین عمرت دراز باد بعد از دیدہ بوسی اور تسلیمات مطالعہ ہو کہ جس قدر خطوط آنعزیز نے ارسال کیے ہیں وہ پہنچ گئے ہیں اور حالات مندرجہ سے آگاہی ہوئی۔

عزیزم! کان کھول کر سنیں کہ اولاد فطرتاً اپنے باپ کو پیاری ہوتی ہے اور ہر والد اپنے فرزند کے لیے کسبی اور وہبی ہر قسم کی نیکیاں چاہتا ہے اور اپنی اولاد کو ہر قسم کی نیکیوں سے آراستہ دیکھنا چاہتا ہے۔ اور کثرتِ حرص سے، فقیر اگر کوئی نصیحت بطور ترغیب یا ترہیب آپ کو لکھتا ہے تو اس کو فقیر کی ناراضگی پر محمول نہ فرمائیں۔ والد اپنے بیٹے سے ہرگز ناراض نہیں ہو سکتا۔ فقیر کی جانب سے مطمئن ہو کر اپنے کاروبار علم اور تعلیم میں مدام سرگرم رہیں۔ اور زمانے کی ہر بات سے چشم پوشی اختیار کرتے ہوئے اپنے اسباق اور کتابوں کے مطالعے میں مصروف رہا کریں۔ اللہ

کریم آنعزیز کو کمال تک پہنچائے گا اور آنعزیز کو زیور علم سے آراستہ فرمائے گا۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْز ۔ فقیر کی دعائیں مدام آپکے ساتھ ہیں، تسلی کریں۔

فرصت کے وقت اپنے لطیفہ ءقلب بلکہ اپنے جملہ لطائف پر توجہ کیا کریں اور وقت کو مہمل اور فضول نہ جانے دیا کریں اور کسی وقت بھی یہ خیال دل میں نہ لائیں کہ فقیر آنعزیز سے ناراض ہوگا اور اپنے کاروبارِ علم، اسباق اور کتابوں کے مطالعے میں حتی الوسع لگے رہیں۔ شعر

کوئی مشکل نہیں کہ آساں نہ ہو

مرد کو چاہیے کہ حراساں نہ ہو

انسان پر سردی گرمی دونوں آیا کرتی ہیں۔ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِاذْنِ اللّٰهِ (یعنی ہر چیز اللہ پاک کی جانب سے ہے اور مصیبتیں بھی اللہ پاک کی جانب سے ہی ہیں) یہ آیت اسباب میں نص صریح ہے۔ فقیر کو مدام اپنا دعا گو سمجھیں۔

فقط والسلام

مکتوب نمبر ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از الحمد والصلوٰۃ، مکرمی معظمی مولوی نور محمد صاحب (چیلا)

بعد از تسلیمات ودعوات مطالعہ فرمائیں کہ آواز حرف ضاد (یعنی ض) کی نہ تو اس طرح پر صحیح ہے جیسے کہ یہ دامانی لوگ (ذال یعنی حرف ذ) کے مشابہ پڑھتے ہیں، نہ ہی اس طرح صحیح ہے جیسا کہ اہل بخارا مشابہ بالظاء (ظ) پڑھتے ہیں بلکہ درمیانی درجہ کی آواز ٹھیک ہے۔

میرے حضرت پیر ومرشد قبلہ (ان پر میرے دل و جان قربان ہوں) نے عراق کے قاریوں سے علمِ تجوید حاصل کیا تھا، آپ حضور فرمایا کرتے تھے کہ اختلاف فتویٰ وغیرہ لکھنے سے نہیں مٹ سکتا بلکہ اختلاف کا مٹنا آواز پر موقوف ہے، باقی فقیر کو اس امر میں معذور تصور فرمائیں۔

فقط والسلام

مکتوب نمبر ۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی ۔ امّا بعد

جناب فیض مآب حضرت مولانا مولوی محمود شیرازی صاحب دام فیضہ، و برکاتہ۔

از فقیر حقیر لاشئی عثمان عفی عنہ

بعد از سلام و دعا گوئی واضح رہے کہ آنجناب کے دو مکتوب شریف آڑی لعل خاں سے بھیجے ہوئے ایک ہی دن میں دونوں پہنچے۔ پڑھ کر سب حالات معلوم ہوئے۔

انسان کا دل مثلِ آسمان کے ہے۔ کبھی صاف اور کبھی میلا۔ شیطان لعین جو قوی دشمن ہے۔ ہمارے لیے گھات لگائے بیٹھا ہے اور وہ ہر وقت یہی چاہتا ہے کہ کسی وقت بھی میرا داؤ اس پر چلا تو میں اسے اللہ پاک کے راستہ سے بھٹکاؤں اور دور پھینک دوں۔

عزیزم! خدا پرستی کے لیے جان کی بازی لگا دینی شرطِ اولین ہے۔ اور وہ اس طرح کہ ہر وقت کارِ ضروری جو سلامتی قلب ہے، مشغول رہیں اور فضول ادھر ادھر کے خیالات دل میں نہ لائیں۔ فقیر ہمیشہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ آنجناب کو ایسی جگہ پر سکونت نصیب فرمائے۔ جہاں آپ مطمئن ہو کر مدام اپنے اذکار و افکار الٰہیہ میں مشغول رہ سکیں۔ اور احباب متعلقین و مریدین کے واسطے باعثِ اشاعتِ طریقہ شریفہ نقشبندیہ بنیں۔ دو کلمے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ فقیر مدام علیل اور بیمار رہتا ہے۔ فقیر کو اپنے واسطے دعا گو اور متوجہ ذاتِ سامی سمجھیں۔

انت شافی انت کافی فی مھمات الا مور

انت حسبی انت ربیّ انت لی نعم الو کیل

اسمائے گرامی خلفائے عظام

۱۔ جناب حضرت خلیفہ سید لعل شاہ صاحب ہمدانی بلاولی

۲۔ جناب حضرت خلیفہ میاں فاضل صاحب اعوان

۳۔ خلیفہ مولوی مہر محمد صاحب انگوی اعوان

۴۔ جناب خلیفہ مولوی نور خاں صاحب چکڑالوی اعوان

۵۔ جناب خلیفہ مولوی ہاشم علی صاحب بگھاروی تحصیل کہوٹہ، ضلع راولپنڈی

۶۔ جناب خلیفہ ملا بیگ محمد صاحب سربریدہ خراسانی

۷۔ جناب خلیفہ ملا محمد رسول صاحب لٹون افغان خراسانی

۸۔ جناب خلیفہ مولانا محمود شیرازی صاحب

۹۔ جناب خلیفہ قاضی عبدالرسول صاحب انگوی قوم کھجی

۱۰۔ جناب خلیفہ میرا صاحب قلندر ساکن پشین نزد کوئٹہ

۱۱۔ جناب خلیفہ سید امیر شاہ صاحب ہمدانی بلاولی

۱۲۔ جناب خلیفہ مولوی حسین علی صاحب مرحوم

۱۳۔ جناب خلیفہ حاجی حافظ سید میر احمد علی صاحب دہلوی

۱۴۔ جناب خلیفہ مولانا سید اکبر علی شاہ صاحب دہلوی مصنف فوائد عثمانی (فارسی)

۱۵۔ جناب خلیفہ حاجی گل محمد صاحب افغانی باجوڑی

۱۶۔ جناب خلیفہ مولوی شیر محمد صاحب مرحوم

۱۷۔ جناب خلیفہ مولوی غلام حسن صاحب مرحوم

۱۸۔ جناب خلیفہ حافظ محمد یار صاحب پپلاں والے

۱۹۔ جناب خلیفہ ملا پیر محمد اخوندزادہ

۲۰۔ جناب خلیفہ ملا دوست محمد صاحب قوم کنڈی

۲۱۔ جناب خلیفہ ملا عبدالحق صاحب ہری پال لاشین غر

۲۲۔ جناب خلیفہ ملا عبدالجبار صاحب اخوندزادہ

۲۳۔ جناب خلیفہ خدایار اخوندزادہ چودھواں

۲۴۔ جناب خلیفہ مولوی فتح محمد صاحب اُسترانہ

۲۵۔ جناب خلیفہ امیر خان صاحب بابڑ سکنہ خان گڑھ

۲۶۔ جناب خلیفہ میاں فضل علی صاحب مرحوم

۲۷۔ جناب خلیفہ ملا قطار صاحب اخوندزادہ شیرانی

۲۸۔ جناب خلیفہ ملا عطا محمد صاحب اخوندزادہ کٹوازی

۲۹۔ جناب خلیفہ ملا عطا محمد اخوندزادہ مرحوم

۳۰۔ جناب خلیفہ ملا نسیم گل صاحب اخوندزادہ

۳۱۔ جناب خلیفہ میاں ملا محمد رسول صاحب پوندہ

۳۲۔ جناب خلیفہ مولوی عبدالغفار صاحب بابڑ (سکنہ ڈیرہ اسمٰعیل خان)

۳۳۔ جناب خلیفہ غالب علی خان صاحب ہندوستانی

۳۴۔ جناب خلیفہ علی محمد صاحب بابڑ مرحوم

۳۵۔ جناب خلیفہ فقیر عبداللہ صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان والے حال بنوں

آپ ناظرین خیال فرمائیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب قدس سرہ العزیز کے خلفائے عظام جن کی تعداد اس قدر ہو۔ آگے اس فیض کی کس قدر اشاعت ہوئی ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل چہارم

یہ فصل: کراماتِ منیفہ ومکشوفاتِ شریفہ کے بیان میں ہے

کرامت نمبر۱

ایک دفعہ موسم گرما میں شدید گرمی پڑی اور کوئی بارش نہ برسی۔ موسیٰ زئی شریف کے لوگ اور خانقاہ شریف کے درویش گرمی کی شدت اور بارش کی بندش کی وجہ سے بہت ہی تنگ آ گئے تھے۔ حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بارش کی دعا کے لیے التجا کی۔ حضرت قبلہ نے درویشوں اور شہر کے لوگوں کی درخواست کے پیش نظر حضرت حاجی دوست محمد صاحب قبلہ قندھاری برد اللہ مضجعہ الشریف ونور اللہ مرقدہ المنیف کے مزار مبارک پر عصر کے وقت دیر تک دعا مانگی۔ عشاء کی نماز کے بعد دوبار رحمت الٰہی یعنی بڑے زور شور کی بارش برسی کہ گرمی کی تپش اور حدت بالکل جاتی رہی۔ اور مالکانِ اراضی کو فصل اور کھیتی باڑی وغیرہ کا کافی فائدہ پہنچا۔

کرامت نمبر۲

ایک دن پہاڑی پانی جو موسیٰ زئی شریف کی ندی میں بہتا ہے، بارش کی زیادتی، سیلاب اور طغیانی کے باعث پہاڑی مٹی کا ندی کے دہانے میں جمع ہونے کی وجہ سے ندی کا دہانہ بند ہو گیا۔ کافی عرصہ نہر کا پانی بند رہا۔ موسیٰ زئی شریف کے تمام باشندے بہت ہی تنگ اور لاچار ہو گئے۔ اور فقیروں یعنی شیخ حسن صاحب مرحوم کے مزار اور بی بی رحم صاحبہ کے مزار اور قصبہ شاہ عالم کے مزار پر گئے اور دعا مانگی اور نذر و نیاز بھی پیش کئے لیکن مقصد حاصل نہیں ہوا اس کے بعد خانقاہ شریف میں ہمارے حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کے طلبگار ہوئے۔ حضرت قبلہؒ نے دعا مانگی، اسی روز غروبِ آفتاب سے پہلے ہی موسیٰ زئی شریف کی ندی میں پانی جاری ہو گیا۔

کرامت نمبر۳

ایک دفعہ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ قبیلہ ناصر شادی زئی کے لوگوں کے قافلہ کے ساتھ جو تقریباً تیس افراد سوار اور سو افراد پاپیادہ پر مشتمل تھا۔ یہ لوگ قدیم ایام سے حضرت قبلہ کے خادم چلے آ رہے تھے۔ غنڈان (خراسان) کی خانقاہ شریف سے حضرت قبلہ حاجی صاحب

دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ کی آخری آرام گاہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف کی طرف روانہ ہوئے خانقاہ شریف غنڈان سے چھ منزل دور کوسک نامی پہاڑ میں قیام فرمایا۔ دوسرے دن چاشت کے وقت قبیلہ سلیمان خیل کے سات سو مسلح سوار وہاں ظاہر ہوئے۔ چونکہ بہت پہلے سے قبیلہ ناصران شادی زئی اور قوم سلیمان خیل کے درمیان بہت سخت عداوت اور دشمنی چلی آرہی تھی۔ اور ہمیشہ آپس میں قتل وقتال اور جنگ وجدال کرتے رہتے تھے۔ قبیلہ سلیمان خیل نے چاہا کہ قبیلہ شادی زئی پر حملہ کردیں اور حضرت قبلہؒ کے تمام قافلہ کو قتل کردیں اور تمام مال واسباب اور اونٹوں کو لوٹ کرلے جائیں۔ پس ہر طرف سے وہ اٹڈے اور حضرت قبلہؒ کے قافلے کا چاروں طرف سے گھیراؤ کرلیا۔ خدام نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کی کہ قبلہ! دشمنوں کی ایک کثیر تعداد ہمارے کشت وخون کے لیے ہمارے سروں پر آگئی ہے۔ اور تمام مال اسباب اور اونٹوں کو لوٹ کرلے جانا چاہتی ہے۔ امداد کا وقت ہے۔ آپ غور فرمائیں۔ آپ قبلہؒ نے خادم کو فرمایا کہ میرا گھوڑا اور تلوار لے آؤ۔ خادم گھوڑا اور تلوار لے کر چلا گیا اور ساتھ ہی اس خیال میں کہ حضرت قبلہ دشمنوں کی طرف تشریف نہیں لے جائیں گے، توقف کیا۔ اور گھوڑے کو دوسری طرف لے گیا۔ اس دوران ملا محمد رسول قوم لون جلدی میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ قبلہ! آپ جو دشمنوں کے لشکر میں سوار ہو کر تشریف لے جانا چاہتے ہیں۔ آپ تو زیادہ سے زیادہ پانچ یا دس یا بیس آدمیوں کو ماریں گے۔ جبکہ وہ سات سو مسلح افراد ہیں، آخر کار کیا کیا جاسکتا ہے، پس آج خدائے پاک سے التجا کرنا ہے۔ یہ سن کر حضرت قبلہ خاموش ہو گئے اور سر بگریبان ہو کر توجہ فرمانے لگے۔ ایک لحظہ کے بعد اپنا سر گریبان سے باہر نکالا اور مٹی کی ایک مٹھی زمین سے اٹھا کر دشمنوں کے منہ پر ماری۔ دشمن کے منہ پر مٹی مارتے ہی دشمن کا لشکر شکست کھا گیا اور بے تحاشا سراسیم و پریشان ہو کر کئی میل اپنی پشت کی طرف بھاگ گیا۔

مارمیت اذ رمیت گفت حق

کار حق برکارہا دارد سبق

تو ز قرآں بازخواں تفسیر بیت!

گفت ایزد مارمیت اذ رمیت

دوسرے دن خادموں نے عرض کی کہ قبلہ! گذشتہ دن کے حالت کی کیفیت اپنی زبان مبارک سے

ارشاد فرمائیں تا کہ ہم خادموں کی تسکین خاطر کا سبب ہو۔ آپ قبلہؒ نے اپنی زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا، جس وقت دشمنوں کی طرف میں متوجہ ہوا تو فقیر نے دیکھا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ، حضرت شیخ سیف الدین صاحبؒ، حضرت حافظ محمد محسن صاحبؒ، حضرت سید نور محمد صاحب بدایونیؒ، حضرت میرزا جان جاناں مظہر شہیدؒ، حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلویؒ، حضرت شاہ ابوسعید صاحبؒ، حضرت شاہ احمد سعید صاحبؒ اور ہمارے قبلہ حضرت دوست محمد صاحب قندھاریؒ سبز رنگ گھوڑوں پر سوار یکبارگی دشمنوں کی طرف دوڑ پڑے۔ جس وقت حضرت قبلہ حاجی دوست محمد قندھاری صاحبؒ گزرے تو حضرت کے گھوڑے کے سُم کے نیچے سے فقیر نے ایک مٹھی مٹی اٹھائی اور دشمنوں کے منہ پر پھینک دی۔

کرامت نمبر ۴

ایک بار ہمارے قبلہ قلبی وروحی فداہ قوم ناصر شادی زئی کے اپنے خدام کے ہمرہ جن کی تعداد سو کے قریب تھی۔ خراسان کی خانقاہ سے موسیٰ زئی شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ جونہی خراساں کے حدود سے باہر آئے اور علاقہ دامان کے پہاڑوں میں کوٹلی کے مقام پر پہنچے تو اس مقام پر قوم سلیمان خیل کے بارہ سو مسلح افراد اس ارادہ سے ظاہر ہوئے کہ ناصروں کے اس قبیلہ کو اکٹھا ہی جان سے ماردیں اوران کے تمام مال اسباب اور اونٹ لوٹ کر لے جائیں۔ قافلے کے تمام خادموں نے حضرت قبلہ کی خدمت میں عرض کی کہ مسلح دشمن کا ایک کثیر لشکر ہمارے سروں پر چڑھ آیا ہے۔ اور ہم تمام تعداد میں ایک سو ہیں۔ اور ہمارے ہاں کوئی سواری اور ہتھیار نہیں ہے۔ پس یہ دشمن ہمیں ضرور قتل کردے گا اور ہمارا مال اسباب لوٹ کر لے جائے گا۔ حضرت قبلہ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ میرے گھوڑے پر زین ڈال کر لے آؤ۔ خادم گھوڑا تیار کر کے لے آیا۔

حضرت قبلہ اس پر سوار ہو کر دشمن کے مجمع کی جانب تشریف لے گئے۔ جب وہاں پہنچے تو گھوڑے سے اتر کر نیچے تشریف لائے اور دشمن کی طرف منہ کر کے کمال غصہ اور غضب کے ساتھ ایک بڑے پہاڑی تودے پر بیٹھ گئے۔ آپ اس قدر جوش میں تھے کہ غصے سے داڑھی مبارک کے تمام بال ہل رہے تھے۔ اس اثناء میں دشمن کی اس قوم کے پانچ سردار حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فریب دہی کے انداز میں کہنے لگے کہ ہمیں قافلہ میں سے راستہ دیدیں کہ پہلے ہم اس راہ سے گزر جائیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ہم تمھیں راستہ نہیں دیتے بھاگ جاؤ اور ہٹ

جاؤ۔ پھر دشمن اپنی جگہ پر واپس لوٹ گیا اور اس نے یہ تجویز ٹھہرائی کہ حضرت کے تمام قافلے پر یک بارگی حملہ کردے اور تمام آدمیوں کو قتل کردے۔ اور تمام مال اسباب لوٹ کر لے جائے۔

آخر کار دشمنوں کے گروہ کے تمام افراد جن کی تعداد بارہ سو تھی اپنے ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے تیار ہو کر ایک ہی جگہ پر اکٹھے ہو گئے۔ حضرت قبلہ ؒان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ نمازِ عشاء کے بعد شب خون کے ارادہ سے دشمن حضرت قبلہؒ کے قافلہ کے نزدیک آ گیا۔ جونہی دشمن نزدیک آیا۔ تو ان کے دلوں پر خوف و دہشت طاری ہو گیا اور اسی وقت واپس اپنی جگہ پر لوٹ گیا۔ پھر دوبارہ آدھی رات کو شب خون کے خیال سے دشمن اکٹھا ہو گیا تو حضرت قبلہؒ کے قافلے کی جانب سے ایک عظیم ہیبت ناک لشکر ظاہر ہوا کہ اس کی دہشت سے دشمنوں کے جسموں پر لرزہ طاری ہو گیا۔ آخر کار دشمن پہاڑ سے نیچے اتر آیا اور کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچا سکا۔ حضرت قبلہؒ کے قافلہ کو سلامت چھوڑ کر اپنی راہ چلا گیا۔ حضرت قبلہ نے قبیلہ ناصر شادی زئی کے تمام لوگوں کے ہمراہ بڑے اطمینان کے ساتھ رات کے آخری حصہ میں اپنے معمول کے مطابق کوچ فرمایا۔

کرامت نمبر ۵

ایک بار حاجی عبدالکریم صاحب قوم اترہ سکنہ گرہ نور رنگ، اسہال سے بہت زیادہ بیمار ہو گئے۔ چار حکیم ان کے علاج کے لیے آئے اور علاج کیا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، انھوں نے یہ فیصلہ دیا کہ یہ مریض لاعلاج ہے۔ اور عوام الناس بھی یہ کہنے لگے کہ اس طرح کے مریض کا زندہ بچ جانا محال ہے۔ ان کو بولنے کی طاقت بھی نہ رہی تھی۔ آخر کار وصیت نامہ تحریر کیا گیا اور میاں عبدالکریم صاحب موصوف کی جانب سے حالت بے ہوشی میں حضرت قبلہ کی خدمت میں قاصد روانہ کیا گیا کہ حاجی صاحب کا وقت آخر آن پہنچا ہے اور حکیموں نے ان کی بیماری کو لاعلاج ٹھہرایا ہے۔ آپ قبلہ حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں۔ حضرت قبلہؒ نے ان کے لیے دعائیں قبول کرنے والے اللہ کی بارگاہ میں صحت یابی کی دعا مانگی۔ اور قاصد سے فرمایا کہ فقیر کی طرف سے حاجی صاحب کو کہہ دیں کہ روزانہ صبح و شام گل قند کھائیں۔ قاصد واپس اترہ پہنچا اور بیان کیا کہ حضرت قبلہ نے گل قند کا حکم دیا ہے۔ یہ بات سننے سے حکماء صاحبان ہنسنے لگے کہ یہ دوا، مرضِ اسہال کی مخالف دوا ہے۔ چونکہ حاجی میاں عبدالکریم صاحب صادق الاعتقاد مرید تھے۔ حضرت قبلہؒ کے حکم کے مطابق گل قند کا استعمال شروع کر دیا اور تین یوم کے بعد اس مہلک مرض سے شفا پائی۔

کرامت نمبر ۶

ایک دن ایک خراسانی خانہ بدوش حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مرضِ طحال نے مجھے بالکل برباد کر دیا۔ اس مرض نے میرا تمام خون اور گوشت کھالیا ہے۔ صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ باقی رہ گیا ہے۔ نہ چلنے پھرنے کی طاقت ہے اور نہ کسبِ معاش کی قوت۔ برائے مہربانی تعویذ یا دم عنایت فرمائیں۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ طحال کے دفعیہ کے لیے فقیر کا معمول ہے کہ تعویذ لکھ کر تلی کے اوپر رکھ کر جلایا جاتا ہے۔ اور تعویذ کے جلنے کے ساتھ طحال کو بھی داغ لگ جاتا ہے اور زخم کے مندمل ہونے تک اس جلی ہوئی جگہ پر تکلیف باقی رہتی ہے اگر تم یہ تکلیف گوارہ کر سکتے ہو تو پھر تعویذ لکھ دیتا ہوں۔ اس مریض نے مرضِ طحال کی شدت کی وجہ سے عرض کی کہ مہربانی فرمائیں اور داغ دیں۔ حضرت قبلہؒ نے قلم کاغذ طلب کیا اور تعویذ تحریر فرمایا اور سوتی کپڑا چار تہہ کر کے پانی سے تر کیا اور مٹی کا کورا برتن اور دہکتے ہوئے انگارے طلب فرمائے اور پھر مریض سے فرمایا کہ زمین پر لمبے ہو جاؤ۔ جب مریض زمین پر لیٹ کر لمبا ہو گیا تو حضرت قبلہؒ نے حاضرین سے فرمایا کہ دیکھو واقعتہً تلی اپنی جگہ سے بڑھ گئی ہے یا نہیں، مبادا تلی کا مرض نہ ہو اور میں اسے داغ دیدوں اور یہ بے چارہ بے فائدہ زخم کی تکلیف میں مبتلا ہو۔ حاضرین نے آپ قبلہ کے حسب الامر اچھی طرح اس کی تلی ٹٹولی اور اس کے بعد کہنے لگے کہ آدمی کے تلی کا مریض محسوس نہیں ہوتا۔ وہ بیمار فوراً زمین سے اٹھ بیٹھا اور جان گیا کہ حقیقتاً طحال کی زیادتی ختم ہو گئی ہے۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ پاوندے لوگ نیک و بد کی تمیز نہیں کرتے اور ناسمجھی کی وجہ سے خود کو بھی زخم اور داغ کی تکلیف میں مبتلا کر رہا تھا اور ہمیں بھی متہم کر رہا تھا۔ اس آدمی نے عرض کی کہ جب میں زمین پر دراز ہوا تھا اس وقت مجھے تلی کی بیماری کی شدت محسوس ہو رہی تھی۔ اور جب حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ دیکھو اس آدمی کو تلی کی بیماری ہے یا نہیں، لوگ میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ٹٹولنے لگے، اسی وقت مرض کی شدت ختم ہو گئی۔ تمام حاضرین، حضرت قبلہ کی اس کرامت کا اقرار کرنے لگے۔

کرامت نمبر ۷

ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ کا معمول مبارک تھا کہ ہر سال لنگر خانقاہ شریف میں خوردنی گندم کی خرید کے لیے کئی سو روپے کی رقم میاں حاجی عبدالکریم صاحب کو دیتے تھے۔ حاجی صاحب حسبِ ارشاد گندم خرید کر اپنے گھر میں امانت رکھتے اور بوقتِ ضرورت حضرت قبلہؒ

کے طلب فرمانے پر خانقاہ شریف پہنچا دیتے۔ کئی سال بعد ان کے گھر میں غلہ کے اندر دیمک پیدا ہوگئی۔ جو ہر سال تھوڑا تھوڑا نقصان پہنچاتی رہی۔ ایک سال حضرت قبلہ کی گندم میں بکثرت دیمک پیدا ہوگئی اور غلہ کو کھانا شروع کر دیا، میاں حاجی عبدالکریم صاحب حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ غلہ میں بہت زیادہ دیمک پڑ گئی ہے۔ اگر اس طرح چند دن یہی حالت ہی تو تمام گندم کو کھا لے گی۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ فقیر کی طرف سے دیمک کو یہ پیغام پہنچا دو کہ عثمان کہتا ہے کہ اے دیمک تجھے شرم نہیں آتی کہ حضرت پیر و مرشد قبلہ خواجہ مولانا حاجی دوست محمد صاحب قبلہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر کا گندم کھاتی ہے۔

حضرت قبلہؒ کے حسب ارشاد جب یہ کلام حضرت قبلہ کی زبان گوہر فشاں سے حاجی صاحب موصوف نے سنا تو وہ اپنے گھر میں گندم کے حجرے میں آئے اور حضرت قبلہؒ کا پیغام بلند آواز سے دیمک کو سنایا۔ اس دن سے آج تک (پندرہ سال گذر گئے ہیں) پھر کبھی میاں حاجی عبدالکریم صاحب کے گھر کے اندر غلہ میں دیمک پیدا نہیں ہوئی۔

کرامت نمبر ۸

حاجی حافظ محمد خان صاحب ترین جو آڑی لعل خان ضلع مظفر گڑھ میں قیام پذیر ہیں، کو آغاز شباب میں تپ محرقہ لاحق ہوا۔ جس قدر علاج معالجہ کیا۔ مرض میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ جب بہت ہی کمزور و نحیف ہو گئے اور حکماء کے علاج سے مایوس ہو گئے تو حضرت قبلہؒ کے حالات، اوصاف اور کرامات کی شہرت سن کر ہندی مہینے جیٹھ کے آخری ایام میں (کہ شدید گرمی کے دن ہوتے ہیں) اپنی قیام گاہ سے ڈیرہ اسمٰعیل خان کی طرف چل پڑے اور ڈیرہ اسمٰعیل خان میں اپنے چچازاد بھائی حقداد خاں ترین کو (جو حضرت قبلہؒ کے خادموں میں سے تھے) اپنے ہمراہ کر کے موسیٰ زئی شریف روانہ ہو گئے جب موضع کہاوڑ پہنچے تو وہاں ان کو خبر ملی کہ حضرت قبلہؒ ڈیرہ اسمٰعیل خان آنے والے ہیں۔ حقداد خان صاحب موصوف واپس ڈیرہ اسمٰعیل خان چلے گئے۔ اور حافظ محمد خان صاحب موسیٰ زئی شریف روانہ ہو گئے۔ اور وہاں حضرت قبلہ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے دوسرے دن وہاں موسیٰ زئی شریف سے حضرت قبلہ کی ہمرکابی میں ڈیرہ اسمٰعیل خان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حضرت قبلہ ڈیرہ اسمٰعیل خان پہنچے اور چاہ ترین پر قیام فرمایا حافظ حاجی محمد خان صاحب نے اپنا مطلب و مقصد پیش کیا۔ حضرت قبلہ نے اپنے مبارک ہاتھ سے تعویذ تحریر کر کے

ان کوعنایت فرمایااوراس کے لیے دعائے رخصت کے بعد فرمایا کہ جب بھی یہاں سے روانہ ہوکر بھکر میں رات کو قیام کرو گے اور صبح سویرے پھر وہاں سے روانہ ہو گے انشاء اللہ تعالیٰ مرض کی کوئی بھی علامت باقی نہ رہے گی۔ جب حافظ صاحب کو رخصت کی اجازت مل گئی، تو وہ بھکر روانہ ہو گئے۔ رات بھکر گزار کر صبح سویرے گھر کی طرف چل پڑے تو اسی وقت حضرت کی دعا کی برکت سے مرض بالکل زائل ہو گیا اور سالہا سال گزرنے کے بعد مرض پھر ظاہر نہیں ہوا۔ حضرت قبلہ کی کرامت دیکھ کر حافظ صاحب موصوف سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔

کرامت نمبر ۹

موضع بگوانی کے رہنے والے لوگوں نے ہمارے حضرت قبلہ و قلبیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضرت صاحب ہمارا گاؤں کئی سال سے خشک پڑا ہے۔ فصل وغیرہ کی کوئی آبادی نہیں ہے، ہم غریب وخوار بہت زیادہ قرضوں کے نیچے آ گئے ہیں اور اب تو قرض لینے کی طاقت بھی نہیں رہی۔ ہمارے گاؤں کی اراضی کی سیرابی میاں حاجی عبدالکریم صاحب ساکن گرہ نورنگ کے سد (چھوٹی نہر) سے ہو سکتی ہے لیکن سد سے ہمارے زمینوں کی سیراب ہونا اسے منظور نہیں۔ اور ہمیں اپنے سد سے سیرابی میں شریک نہیں کرنا چاہتا۔ چونکہ اسی وقت اسی محفل میں حاجی عبدالکریم صاحب بھی موجود تھے۔

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاجی صاحب موصوف کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر ان لوگوں کو اپنے سدِ سیرابی میں شریک کریں تو اس میں کوئی مضائقہ ہے یا نہیں، حاجی صاحب موصوف نے عرض کی کہ اگر حضرت قبلہ فرماتے ہیں تو مجھے منظور ہے۔ حضرتؒ نے فرمایا۔ فقیر آپ کو حکم نہیں دیتا۔ اس کے بعد حضرت قبلہؒ بگوانی کے لوگوں سے مخاطب ہو کر اپنی زبانِ گوہر فشاں سے فرمانے لگے کہ، آپ لوگوں کے حق میں دعا کرتا ہوں، حق تعالیٰ تم کو کسی سد کی احتیاج کے بغیر غیب سے پانی عطا کرے اس کے بعد آپ نے دل سے دعا مانگی اس دن سے آج تک کہ تقریباً بارہ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ ہر سال دریائے لونی سے پانی آتا ہے اور فصلوں کی آبادی کرتا ہے۔

زانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
سگ را ولی کنند مگس را ہُما کنند

کرامت نمبر ۱۰

ایک دن میاں غوث علی صاحب آم کا پھل اور مولوی محمد عیسیٰ خاں ولد حاجی قلندر خاں صاحب گنڈہ پور پتی خیل رئیس ٹڈی حضرت قبلہؒ کے صاحبزادگان کے لیے پھل لائے۔ ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحیؒ فداہ نے اپنے صاحب زادگان محمد بہاؤالدین ومحمد یوسف الدین سے ارشاد فرمایا کہ یہ صاحبان تمہارے لیے میوہ لائے ہیں۔ پس آپ لوگوں کے لیے بھی ضروری ہے کہ ان کے لیے حضرت پیرومرشد قبلہ حاجی مولانا دوست محمد قندھاری نور اللہ مرقدہ الشریف و برد اللہ مضجعه المنیف کے مزار مبارک پر بارش کی دعا مانگو کہ ان کی زمینیں سیراب ہو جائیں۔ پس ہر دونوں صاحبزادے حضرت قبلہؒ کے ارشاد مبارک کے مطابق حضرت قبلہ حاجی صاحبؒ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے اور دعا مانگی اور واپس حضرت قبلہؒ کے پاس آ گئے اور بیٹھ گئے۔ حضرت قبلہ نے صاحبزادگان کا مخاطب کر کے فرمایا کہ مزار شریف سے کیا اطلاع آئی۔ یعنی حضرت قبلہ حاجی صاحب کیا فرماتے ہیں۔ چونکہ دونوں صاحبزادے کمسن تھے انہوں نے کہا کہ بابا حضرت تو مردہ ہیں۔ کوئی جواب نہیں دیتے، پس صاحبزادگان کی زبانوں سے یہ باتیں سنتے ہی حضرت قبلہ کو بہت جوش آیا اور ہر دو صاحبزادگان سے فرمایا کہ اب تم دوبارہ حضرت حاجی صاحبؒ کے مزار مبارک پر جاؤ۔ اور دعا مانگو، حضرت جواب عنایت فرمائیں گے۔ صاحبزادگان حضرت قبلہؒ کے حکم کے مطابق پھر حضرت حاجی صاحب کے مزار مبارک پر گئے، دعا طلب کی، اور لوٹ آئے۔ تو حضرت قبلہؒ نے ان سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ حضرت حاجی صاحب نے کیا فرمایا ہے۔ صاحبزادگان نے عرض کی کہ بابا حضرت کلاںؒ فرماتے ہیں کہ بارش بہت زیادہ ہوگی۔

ایک دن گزارنے کے بعد میاں غوث علی صاحب اور مولوی محمد عیسیٰ خان صاحب ہر دو موصوف حضرت قبلہؒ سے رخصت لے کر اپنے گھروں کو چلے گئے۔ پس جونہی وہ گھر پہنچے تو انھیں معلوم ہوا کہ ایک ہی تاریخ میں ایک ہی وقت میں ہر دو جگہوں پر صاحبزادگان کے ارشاد کے مطابق ہی بارش ہوئی تھی۔ اور ہر دو صاحبان کی زمینوں کی سیرابی ہوئی تھی اور اتنی زیادہ فصل پیدا ہوئی کہ اس طرح کی عمدہ فصل پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ میاں غوث علی صاحب کی اراضی موضع انب شریف ڈاک خانہ وڈچھ ضلع خوشاب میں اور مولوی محمد عیسیٰ خان صاحب کی اراضی موضع ندر بدر تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان میں واقع ہیں، دو گاؤں کے درمیان فاصلہ تین سو

میل ہے اوران دو صاحبان کی زمینوں کے علاوہ دوسری کسی جگہ پر اس وقت بارش نہیں ہوئی۔

کرامت نمبر ۱۱

گرہ نورنگ اترہ کے ایک شخص نامدار خاں نامی خادم حضرت قبلہؒ میاں حاجی عبدالکریم صاحب ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فدہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ قبلہ دس بارہ سال سے بندہ کے گھر میں چینوٹیاں بہت زیادہ ہیں اور تکلیف وایذا پہنچاتے ہیں۔ ان کے ہٹانے اور بند کرنے کے بہت سے علاج کر چکا ہوں، لیکن بے سود، اب اس قدر تنگ آ گیا ہوں کہ اپنا گھر چھوڑ دوں گا اور کسی دوسری جگہ سکونت اختیار کرلوں۔ حضرت قبلہؒ نے حاجی عبدالکریم صاحب سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ آپ اس شخص کے گھر میں جائیں اور فقیر کی طرف سے چونٹیوں کو یہ پیغام پہنچادیں کہ عثمان کہتا ہے کہ تمھیں وہ دن یاد ہے کہ سلیمان علیہ السلام کی حکومت وسلطنت میں تم نے اپنی بابت گفتگو کی تھی۔ پس تمھیں چاہیے کہ اس گھر کو چھوڑ دو اور تکلیف نہ پہنچاؤ، حضرت قبلہؒ کے فرمان کے مطابق میاں حاجی عبدالکریم صاحب اس سوالی کے گھر گئے اور مکوڑوں کے غار کے اوپر کھڑے ہوکر آواز دی اور جو تقریر حضرت قبلہ کی زبان مبارک سے سنی تھی، بیان کی۔ پس مکوڑے یہ اثر سے بھرپور کلام سن کر اس آدمی کے گھر کے دور چلے گئے۔

کرامت نمبر ۱۲

ارسلان خان صاحب میاں خیل تاجوخیل سکنہ موسیٰ زئی شریف (جو حضرت قبلہ کے خادموں میں سے ہیں) نے ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ بیان کیا کہ قبلہ! بندہ کی اراضی کئی سال سے خشک پڑی ہے۔ دعا فرمائیں کہ اراضی سیراب ہو تاکہ ہندوؤں کے قرضہ سے خلاصی پاؤں۔ حضرت قبلہ کو اس کے حال پر رحم آیا اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم اپنی اراضی پر جاؤ اور اپنے بند کی حفاظت کرو۔ حق تعالیٰ پانی پہنچائے گا۔ ارسلان خان صاحب حضرت قبلہؒ کے حکم کے موافق اپنے سدآب پر پہنچے اور پانی کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن وہ دل میں حیران تھے کہ بارش کی کوئی علامت آسمان پر نظر نہیں آتی۔ اگر بارش بھی ہو جائے اور پہاڑی سیلاب کا پانی بھی آ جائے لیکن نالہ میں میرے بند سے پہلے دو بند اور بندھے ہوئے ہیں تو پھر کس طرح پانی میرے بند تک آئے گا اور ہماری اراضی کو سیراب کرے گا۔ یہ امر محال ہے بلکہ ناممکن ہے۔ خان صاحب اسی خیال میں متفکر تھے، اسی وقت بادل آسمان پر ظاہر ہوا اور پہاڑ پر

بارش ہوئی اور فوراً اور یکبارگی سیلاب کا پانی نالہ میں آ گیا۔ اور خان صاحب موصوف کی زمینوں میں جاری ہو گیا اور سیرابی کرنے لگا، چونکہ وہ پہاڑی پانی بہت تیز تھا۔ اور پانی کی کثرت کی وجہ سے ایک طرف سے بند کو نقصان معلوم ہونے لگا۔ یعنی پانے نے بند میں چھوٹا سا سوراخ کیا۔ ارسلان خان صاحب وہ سوراخ معلوم کر کے بہت پریشان ہوئے کہ میرا بند بھی دوسرے بند کی طرح ٹوٹ جائے گا اور میری زمین سیراب ہونے سے رہ جائے گی۔ اس سوراخ کے بند کرنے اور سد آب کو زیادہ مضبوط کرنے میں لگ گئے۔ اسی وقت خانقاہ شریف کے ایک درویش ملا محمد قبول نامی دوڑتے ہوئے آئے اور حضرت قبلہ کا پیغام ارسلان خان صاحب کو بیان کیا کہ سلام مسنون کے بعد حضرت قبلہ فرماتے ہیں کہ یہ پانی اللہ تعالیٰ نے محض تمھارے فائدے کے لیے بھیجا ہے۔ کوئی دوسرا اس میں شریک نہیں۔ اطمینان خاطر اور تسلی رکھیں۔ پس تاثیر سے بھرپور یہ خبر سن کر ارسلان صاحب کو معلوم ہو گیا کہ ولی کا یہ فرمان حق ہے۔ اسی طرح ہی ہوگا اور سد کی مرمت و انتظام ترک کر دیا۔ اور اطمینان کے ساتھ ایک طرف بیٹھ گئے۔ ایک لحظہ بعد سد کا سوراخ خود بخود بند ہو گیا اور ارسلان خان صاحب کی تمام اراضی اسی دن غروب آفتاب تک جیسا کہ ان کا دل چاہتا تھا سیراب ہو گئی۔ اور اس کے بعد نالے کا وہ پانی اچانک کم ہو گیا۔ ان زمینوں پر خوب فصل پیدا ہوئی کہ پہلے کبھی ایسا فصل نہیں ہوا تھا اور کٹائی صفائی کے بعد اس قدر غلہ ان کے ہاتھ آیا کہ ارسلان خان صاحب نے ہندوؤں کے تمام قرضے آسانی کے ساتھ ادا کر دیے اور ساتھ ہی باقی ماندہ غلہ ان کے خاندان کی خوراک کے لیے ایک سال تک کافی رہا۔

کرامت نمبر ۱۳

ملک خان خلف حاجی قلندر خاں صاحب گنڈ پور پتی خیل ہمارے حضرت قبلہ روحی فداہ کے ارشاد کی تعمیل میں خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف کی دیوار کی تعمیر کے لیے اپنے ہمراہ بیلدار لائے۔ اس وقت ایک اور شخص خربوزوں کی ایک بوری حضرت کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے لایا۔ حضرت قبلہؒ نے تمام حاضرین مجلس کو ایک ایک دانہ خربوزہ دینا شروع کیا۔ ملک خان کو بھی ایک خربوزہ عنایت فرمایا۔ تمام حاضرین کو خربوزے تقسیم فرمانے کے بعد ایک دانہ خربوزہ مزید ملک خان کو عنایت فرمایا، ملک خان کے دل میں یہ بات آئی کہ شاید حضرت قبلہ نے بھول کر دوسرے دانہ کی مہربانی فرمائی ہے۔ ملک صاحب موصوف نے عرض کی کہ حضرت ایک دفعہ پہلے

مجھے خربوزہ عطا کر چکے ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ دوسرا خربوزہ تمہارے بیٹے کے لیے میں نے دیا ہے۔ ملک خان نے عرض کی کہ حضرت میرا بیٹا نہیں ہے۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا، انشاء اللہ حق تعالیٰ آپ کو فرزند عطا فرمائیں گے پھر اسی سال پروردگار جل شانہ نے ان کو فرزندِ نرینہ عطا فرمایا۔ اس سے قبل شادی کیے کافی سال گزر گئے تھے لیکن کوئی نرینہ اولاد نہیں تھی۔

کرامت نمبر ۱۴

ایک سال وبا کا عارضہ موسیٰ زئی شریف میں پھوٹ پڑا۔ چند درویش اسی مذکورہ عارضے سے راہی ملک عدم ہوئے اور نو دس دن کے اندر ہی موسیٰ زئی شریف کے تین سو سے زیادہ افراد دارِ جاویدانی کی طرف کوچ کر گئے۔ اس کمترین و کہترین اور خادم دیریں (مصنف رسالہ فوائد عثمانی مولانا سید اکبر علی شاہ صاحب) کو یہ مرض وبا ظاہر ہوا۔ اسہال جاری ہو گئے اور چہرہ کا رنگ بالکل متغیر ہو گیا، جناب مولانا مولوی محمود شیرازی صاحب کی خدمت میں اپنی بیماری کی کیفیت میں نے بیان کی اور کچھ رقم جو اس وقت احقر کے گھر میں موجود تھی، حضرت قبلہ کی خدمت میں نذر کی نیت سے ان کے سپرد کی۔ کہ یہ رقم حضرت قبلہ کی خدمت میں نذر کریں۔ اور بندہ کی تجدیدِ بیعت کے لیے بھی عرض کریں۔ پھر جناب مولوی محمود شیرازی صاحب نے بندہ کی طرف سے مذکورہ رقم حضرت کی خدمت میں نذر کی اور احقر کی تجدید بیعت کے لیے بھی عرض کی۔ عصر کی نماز کے بعد حضرت قبلہؒ نے مجھے تجدید بیعت سے مشرف فرمایا۔ بہت زیادہ نقاہت و بے ہوشی کا غلبہ ہو گیا تھا آنکھیں حرکت میں تھیں، یہاں تک کہ زندگی باقی نہیں رہی تھی۔

حضرت قبلہ قلبی روحی فداہ خانقاہ شریف کے تمام درویشوں کے ہمراہ حضرت حاجی الحرمین الشریفین حضرت حاجی مولانا دوست محمد صاحب قبلہ قندھاری برد اللہ مضجعہ الشریف و نور اللہ مرقدہ المنیف کے مزار مبارک پر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ فقیر سید اکبر علی شاہ صاحب کی صحت یابی کے لیے دعا مانگتا ہے۔ تم تمام حاضرین، آمین کہو۔ اس کے بعد دیر تک دعا مانگتے رہے حضرت قبلہؒ کے دعا مانگتے ہی اسی وقت مجھے مذکورہ مرض سے خلاصی ملی۔ اور صحت مندی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ صحت یاب ہونے کے بعد میں جب حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ تمھاری صحت کیلئے میں نے دل سے دعا مانگی تھی، کیونکہ تم عیال دار ہو۔ حق تعالیٰ نے وہ دعا قبول فرمائی۔

کرامت نمبر ۱۵

مذکورہ وبا کے بعد شہر چودھوان میں بھی اسی طرح کی وبا ظاہر ہوئی۔ اور تقریباً پانچ سو آدمی اس وبا کے ہاتھوں چل بسے۔ جناب مولوی فتح محمد صاحب آستر انہ سکنہ چودھوان (حضرت قبلہؒ کے خاص خادموں اور مخلصین میں سے تھے) نے بھی اسی مرض وبا سے انتقال کیا۔ تین دن بعد چودھوان سے ایک قاصد یہ خبر لایا کہ قبلہ! مولوی فتح محمد صاحب مرحوم کے پوتے نور الحق صاحب کو وبا لاحق ہوگئی ہے اور زندگی کی کوئی امید باقی نہیں ہے اور مولوی صاحب ممدوح مرحوم کے تمام خاندان میں صرف یہی ایک بچہ رہ گیا ہے اور میراث خوار رشتہ دار اسی انتظار میں ہیں کہ وہ کونسا وقت ہوگا کہ یہ مرے گا اور تمام مال و دولت، اسباب اور املاک و اراضیات ہمارے ہاتھ آئیں گی۔ جونہی حضرت قبلہؒ صاحب نے یہ باتیں سنیں آپ کو جوش آیا اور ان کی صحت یابی کے لیے دیر تک دعا کی۔ اور اسی ہی لمحے دعا کی تاثیر ظاہر ہوئی اور مولوی صاحب موصوف کو اسی وقت صحت ہوگئی دعا سے فارغ ہونے کے بعد قاصد سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم جاؤ اور فقیر کی جانب سے مولوی نور الحق صاحب کو سلام کہو اور تسلی دو کہ انشاء اللہ صحت کامل ہوگی۔ جب وہ شخص مولوی صاحب کے ہاں آیا تو دیکھا کہ مولوی صاحب کو ان کے پہنچنے سے قبل ہی صحت حاصل ہوگئی تھی۔

کرامت نمبر ۱۶

ایک سال ہندوستان وخراسان کے اکثر علاقوں میں مکڑی ظاہر ہوگئی تھی۔ اکثر باغوں، فصلوں اور درختوں کو کھا گئی۔ جس وقت شہر موسیٰ زئی شریف میں مکڑی ظاہر ہوئی۔ چند باغات، فصلوں اور جنگلی گھاس کو کھا گئی۔ اس مکڑی کے منہ میں یہ تاثیر تھی کہ جس درخت کو وہ کھا لیتی وہ درخت سوختنی لکڑی کی طرح جڑ تک خشک ہو کر بیکار ہو جاتا۔ حضرت قبلہؒ کے ایک مخلص ارسلان خان صاحب حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بیان کیا کہ بندہ کے باغ میں بھی بکثرت مکڑی گھس آئی ہے کہ باغ کے تمام درخت مکڑی سے بھر گئے ہیں اور ایک بھی مکڑی سے خالی نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ ایک ہی دن میں تمام باغ کو صاف اور بیکار کر دے گی، چونکہ بندہ نے کمال محنت وکوشش سے چند سال پہلے اس باغ کو تیار کیا ہے۔ مجھے بہت افسوس ہوتا ہے کہ یہ باغ برباد ہو جائیگا۔ حضرت قبلہ کو ارسلان خان صاحب کے حال پر بہت ہی رحم آیا اور ریت کے اوپر دم کر کے فرمایا کہ جاؤ اور اس ریت کو باغ کے تمام درختوں پر چھڑک دو، انشاء اللہ تمھارا باغ

مکڑی کے نقصان سے محفوظ رہ جائیگا۔ایک ساعت کے بعد خانقاہ شریف کے درویش غلام مصطفیٰ صاحب کو فرمایا، تم بھی ارسلان خان صاحب کے باغ میں جاکر مکڑی کو میرا یہ پیغام پہنچادو کہ ہم بندے، خدا کی مخلوق ہیں اور تو بھی خدا کی مخلوق ہے، خدا کا ملک فراخ ہے۔ دوسری جگہ چلی جا، جنگلی گھاس کھا اور نقصان مت پہنچا۔ مذکورہ خادم نے حضرت قبلہ کی مبارک زبان سے سنا ہوا یہ مبارک کلام بے کم وکاست ارسلان خان صاحب کے باغ میں جاکر مکڑی کو سنادیا۔مکڑی نے یہ کلام سنتے ہی صحراء کی طرف رخ کیا، یہاں تک کہ ایک ساعت بعد باغ کو خالی کردیا اور باغ اس کے ضرر وشر سے محفوظ رہ گیا۔

کرامت نمبر ۱۷

مولوی نورالدین صاحب پیش امام موضع اُگالی ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ کی زیارت وقدم بوسی کے لیے گھر سے عزم بالجزم لے کر موسیٰ زئی شریف کی جانب روانہ ہوئے۔ جب موضع ٹیکن پہنچے تو یہاں راستے میں چار آدمیوں سے ملاقات ہوئی۔انھوں نے بتایا کہ پانی کا نالہ (جو دریائے لونی کی ایک شاخ ہے) اس موضع کے قریب بہہ رہا ہے، پانی بہت طغیانی میں ہے اور اس پانی کو عبور کرنا خطرے سے خالی نہیں۔اس پانی کی گہرائی قد آدم سے زیادہ ہے اور اس قدر تیز بہہ رہا ہے کہ پاؤں زمین پر ٹکنے نہیں دیتا۔ہم لوگ سنداری کے ذریعے بڑی مشکل کے ساتھ گزرے ہیں۔تمھیں چاہیے کہ واپس لوٹ جاؤ۔مولوی صاحب موصوف (جو سچے ارادے سے آئے تھے) کو کوئی تردد نہیں تھا۔جب نالے کے کنارے پہنچے تو دیکھا کہ راستے میں ملاقات کرنے والے چار آدمیوں کے قول کے مطابق نالہ بہت جوش خروش سے بہہ رہا تھا۔اس کے عبور کرنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا۔اسی اثناء میں دو آدمی چمڑے کے غبارے (سنداری) کے ذریعے بڑی مشکل اور تکلیف کے ساتھ اس پار گئے۔مولوی صاحب نے ان کو آواز دی کہ مجھے بھی برائے خدا اسی طریقے سے پار کرادو۔ان میں سے کسی نے بھی توجہ نہیں کی اور چلے گئے۔

پس مولوی صاحب یہ حالت دیکھ کر بہت غمناک اور فکر مند ہوگئے کہ اس جگہ سے واپس گھر کو لوٹنا بھی مناسب نہیں کہ اس قدر دور دراز منزل ومسافت اور راستے کی تکلیف برداشت کرکے آیا ہوں۔پس حضرت قبلہ کی جانب متوجہ ہوگئے کہ حضور کی زیارت کے لیے آرہا ہوں۔ امداد فرمائیے کہ اس پانی سے سلامتی کے ساتھ گزر آؤں۔پس بسم اللہ پڑھ کر امتحان وتجربہ کے طور

پر ایک قدم پانی میں رکھا پانی پنڈلی کو پہنچا، پھر پاؤں اٹھا کر دو تین قدم اور کی جرأت کی۔ پانی پنڈلی سے اونچا نہ تھا۔ اسی طرح چلتے گئے اور درمیان میں پہنچ گئے۔ انھوں نے مشاہدہ کیا کہ پانی پنڈلی سے زیادہ نہیں۔ پس جرات ودلاوری کے ساتھ دوسرے کنارے پہنچ گئے۔ جس وقت خانقاہ شریف میں حضرت قبلہ کی خدمت میں پہنچے، حضرت قبلہؒ نے پہلے پہل راستے کی تکلیف کی بابت پوچھا کہ تمھارے راستے میں پانی کا نالہ یعنی دریائے لونی کی شاخ آئی تھی۔ پانی پنڈلی تک تھا۔

مولوی صاحب نے عرض کی۔ قبلہ! پانی تو قد آدم سے بھی اونچا تھا اور بہت ہی تیز تھا لیکن جب حضرت قبلہ کی طرف توجہ کر کے پانی میں قدم رکھا تو نالے کا تمام پانی پنڈلی سے زیادہ نہ تھا اور سلامتی کے ساتھ کنارے پر آ گیا۔ حضرت قبلہ تبسم فرما کر خاموش ہو گئے۔

مکشوفات

مکاشفہ نمبرا

ایک دن حاجی میاں عبدالکریم صاحب قوم اترا سکنہ گرہ نورنگ نے جناب مولوی حسین علی صاحب سے پوچھا کہ اولیاء غیب جانتے ہیں یا نہیں۔ مولوی صاحب موصوف نے جواب میں فرمایا کہ علمِ غیب خدائے تعالیٰ جل شانہ کی خصوصیت ہے۔ مگر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ ولی کے دل میں (بطریق الہام یا کشف) ڈال دیتے ہیں تو وہ ولی وہی بات جان لیتا ہے۔ پھر حاجی میاں عبدالکریم نے کہا۔ کہ اولیاء کے گھوڑے بھی غیب جانتے ہیں یا نہیں۔ مولوی صاحب موصوف نے پوچھا، وہ کس طرح، پھر حاجی عبدالکریم نے بیان کیا کہ حضرت قبلہ کا ایک گھوڑا میرے پاس تھا اور باجرے کی سبز فصل میں چرتا تھا، میرے دل میں خیال آیا کہ اگر اس گھوڑے کو اسی طرح ہر روز میں باجرے کی فصل میں کھلا چھوڑے رکھوں تو اکثر خوشے کھا جائے گا۔ اور کٹائی کے وقت میرے ہاتھ تو کچھ ہی نہ آئے گا۔ جونہی میرے دل میں یہ خیال گزرا تو میں نے دیکھا کہ گھوڑے نے باجرے کے خوشوں سے منہ پھیر لیا اور گھاس کھانا شروع کر دی۔ کچھ وقت اسی طرح گزرنے کے بعد میں سمجھ گیا کہ گھوڑے کا باجرے سے منہ پھیر لینا میرے دل میں مذکورہ خطرے کے گزرنے کی وجہ سے ہے۔ پس میں گھوڑے کے پاس گیا اور اس کے پاؤں میں گر پڑا اور کہا کہ یہ حضرت قبلہ کا مال ہے کسی رو و رعایت کے بغیر کھایئے۔ گھوڑے نے فی الفور خوشے کھانے شروع کر دیے۔ پس یہ کیا حکمت ہے۔ جناب مولوی صاحب ممدوح نے یہ واقعہ سن کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا خود ہی

کارساز ومتولی ہے۔ جب تم نے وہ خیال کیا تو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے باجرے کے خوشوں کے کھانے سے گھوڑے کو روک دیا اور جب تو نے اس خیال سے توبہ کر لی تو پھر اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو کھلا چھوڑ دیا اور یہ اللہ تعالیٰ کی تمھارے اوپر بڑی مہربانی ہے۔ کہ اس واقعہ کو تمہارے اعتقاد کی پختگی کا سبب بنایا۔

اس کے بعد مولوی حسین علی صاحب یہ جواب دینے کے بعد متردد رہے کہ آیا اولیاء کو جو علم ہوتا ہے وہ کسی طرح کا ہوتا ہے، آیا وہ بعض چیزوں کو جانتے ہیں یا اکثر کو، مخفی توجہ وخیال کے بعد جانتے ہیں یا ان کو یہ علم کتنا ہوتا ہے۔ مولوی صاحب اسی خیال میں کھوئے ہوئے وہاں سے اٹھے اور تسبیح خانہ میں آ گئے۔ تسبیح خانہ میں ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ پٹھانوں کے ساتھ پشتو زبان میں کسی کام کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے۔ پس مولوی صاحب ان لوگوں کے پیچھے بیٹھ گئے، جونہی مولوی صاحب بیٹھے تو حضرت قبلہؒ نے مولوی صاحب کی طرف متوجہ ہو کر فارسی زبان میں فرمایا مولوی صاحب! اولیاء سب کچھ جانتے ہیں لیکن ان کو ظاہر کرنے کا حکم نہیں، پس صرف یہ بات کہہ کر پھر حسبِ سابق پٹھانوں کے ساتھ بات چیت میں مشغول ہو گئے۔

مکاشفہ نمبر۲

ایک دفعہ خانقاہ سون میں ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ کو اشراق کے وقت حلقہ سے فارغ ہونے کے بعد ہمارے حضرت قلبی وروحی فداہٗ، قوم ناصر و نیازی کے چار آدمیوں سے (جو اس وقت ہمراہ تھے) مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ غنڈان کے مقام پر (جو خراسان میں واقع ہے) قوم ناصر کے تمام افراد اکٹھے ہیں اور والی قابل امیر عبدالرحمٰن کے ساتھ مقابلہ کی تیاری میں مشغول ہیں۔ میں نے وہاں جا کر قوم ناصر کے دونوں سرداروں شہزادا اور معات کو کہا کہ بہتر ہوگا کہ آپ لوگ قوم نیازی کے افراد کو اجازت دیں۔ کہ وہ آپ کے ساتھ لڑائی میں شامل نہ ہوں۔ کیونکہ نیازی ایک غریب قوم ہے۔ دونوں سرداروں نے فقیر کے کہنے پر قوم نیازی کو اپنے سے علیحدگی کی اجازت دے دی۔

اب دیکھنا چاہیے کہ اس خواب کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔ اس واقعہ خواب کے بعد مذکورہ مہینے کی ۲۶ تاریخ کو حلقہ فرمانے کے بعد حضرت قبلہؒ نے ناصر و نیازی قبیلوں کے لوگوں سے (جو ہمراہ تھے) مخاطب ہوئے اور پشتو میں فرمایا، اے ناصر! پتا سوئکہ ولویدہ (یعنی تمھاری قوم پر بجلی گر گئی اور

تمہاری قوم در بدر، خوار و رسوا ہو گئی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ اسی وقت یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور اپنے گھر اور آل اولاد کی خبر گیری کرو۔ دونوں قوموں کے اشخاص نے عرض کی کہ حضرت قبلہ جو کچھ ہونا تھا، وہ تو ہو گیا ہو گا۔ آپ سے جدا ہونا ہمارے لیے بہت ہی تکلیف دہ امر ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ روانہ ہو جاؤ۔ انھوں نے عرض کی قبلہ عید کے ایک دن بعد ہم چل پڑیں گے۔ پس شوال کو ہر دو قوم کے آدمیوں کو حضرت قبلہؒ نے حاجی قلندر خان صاحب رئیس ٹڈی کی نگرانی و حفاظت میں رخصت کر کے روانہ فرمایا۔

جب وہ کیلانوالی کے ریلوے سٹیشن پر پہنچے، ان دنوں میں ریل کا ٹکٹ مذکورہ سٹیشن سے جاری نہیں ہوا تھا۔ اور ریلوے لائن کی تیاری اور بچھانے کا عمل جاری تھا وہ اسی اسٹیشن پر گرمی کی شدت کی وجہ سے بے جان اور نڈھال ہو کر رہ پڑے۔ سواری کا کوئی ذریعہ نہیں مل رہا تھا۔ حاجی قلندر خان صاحب نے اسی وقت حضرت قبلہ کا وسیلہ پکڑتے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کی۔ یا اللہ ہمارے حضرت کی برکت سے ہماری سواری کا سبب فرما۔ اسی دوران ٹیلیگراف پہنچا کہ ریلوے لائن کے معائنے کے لیے ایک بڑا انگریز آفیسر آ رہا تھا۔ ریلوے لائن کی خامی کی وجہ سے ریل کا ایک ڈبہ اور ایک چھوٹا سا انجن وہاں کیلانوالی کے ریلوے سٹیشن پر پہنچا، تو حاجی قلندر خان نے اس انگریز آفیسر سے گزارش کی، کہ ہمیں سواری نہیں مل رہی، لائن کی خامی کی وجہ سے ابھی تک ٹکٹ کا اجراء نہیں ہوا ہے۔ اس انگریز آفیسر نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ سواری کی جگہ ہرگز میرے پاس نہیں۔ پھر حاجی صاحب موصوف، حضرت قبلہ کی جانب متوجہ ہوئے کہ یہ آفیسر ہمیں سوار نہیں ہونے دیتا اور ہم گرمی سے مر رہے ہیں۔ پس ٹھیک ریل کے چلتے ہی انگریز آفیسر نے آواز دی کہ جن لوگوں نے سواری کے لیے گزارش کی تھی ان کو سوار کر لو کہ وہ ہمیں جانے نہیں دیتے۔ کمال مہربانی کے ساتھ تمام آدمیوں کو سوار کیا، جب دونوں قوموں کے آدمی خراسان پہنچے تو انھیں معلوم ہوا کہ حضرت قبلہؒ کے ارشاد کے مطابق رمضان المبارک کو امیر عبدالرحمٰن کے مقابلہ کے لیے قوم ناصر وغیرہ کے سرداروں نے جمعیت اکٹھی کی تھی۔ اور حضرت قبلہ کے ارشاد کے موافق ہی اسی مہینے کی ۲۶ تاریخ کو قوم ناصر وغیرہ کو امیر عبدالرحمٰن نے شکست فاش دی اور قوم ناصر کے بہت سے لوگوں کو قتل اور زخمی کر دیا اور اس کے اہل و عیال در بدر تباہ حال ہوتے پھرے۔ اور ان کے مال و اسباب کو امیر صاحب نے لوٹ لیا۔ صرف قوم نیازی کو حضرت قبلہؒ کے ارشاد

کے مطابق نجاتِ کلیہ ملی اور اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا کہ عین مقابلہ جنگ قوم نیازی، قوم ناصر سے الگ ہو گئی۔

مکاشفہ نمبر ۳

ایک رات عشاء کے وقت جناب مولانا حسین علی صاحب ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ اے مولوی صاحب! تم اپنے گھر جاؤ۔ پھر جب تم واپس آ ؤ گئے، جو حالات و معاملات تم کو پیش آئیں ہوں گے، مجھ سے پوچھو، انشاء اللہ تعالیٰ تمام حالات میں ایک ایک کر کے تفصیل کے ساتھ تم کو بتا دوں گا۔ اور ایک بات میں بھی تم غلطی نہیں پاؤ گے۔

مکاشفہ نمبر ۴

ایک روز خانقاہ شریف خراسان میں تین خراسانی طالب علم زیارت کے لیے مہمان بن کر آئے۔ ان کے آنے کے تھوڑی دیر بعد ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ نے ایک خادم ملا محکم الدین نامی کو ارشاد فرمایا۔ مہمانوں کے لیے چاول پکا کر لاؤ۔ خادم مذکور نے ارشاد کے موافق چاول تیار کر کے مذکورہ تین مہمانوں کے آگے رکھے۔ اس کے بعد حضرت قبلہؒ نے خادم سے فرمایا، ایک عدد تربوز اور چند دانے سیب کے بھی لاؤ۔ خادم نے مذکورہ میوہ بھی حاضر کیا۔ حضرت قبلہؒ نے دونوں میوے بھی مہمانوں کے آگے رکھے۔ مہمان ایک دوسرے کے ساتھ مسکراہٹ کرنے لگے۔ حضرت قبلہؒ نے ان کی مسکراہٹ کا سبب پوچھا، انہوں نے عرض کی کہ قبلہ! آتے ہوئے راستے میں ہمارے دلوں میں یہ خطرہ گزرا اور ہم میں سے ایک نے دل میں یہ بات پکڑی کہ اگر یہ شخص سچا ولی ہے تو ہمیں پکے ہوئے چاول کھلائے گا۔ اور دوسرے نے دل میں یہ بات پکڑی کہ اگر یہ شخص بزرگ کامل ہے تو ہمیں تربوز کھلائے گا اور تیسرے نے دل میں یہ خیال کیا کہ اگر یہ شخص اللہ کا ولی اور سچا پیر ہے تو ہمیں سیب عطا فرمائے گا۔ پھر ہم لوگوں کے ہر تین خیال صحیح ظاہر ہوئے۔ بے شک جناب ولی اللہ ہیں پھر تینوں نے آپ کے قدموں میں سر رکھا اور دست بوسی کر کے رخصت ہو گئے۔

مکاشفہ نمبر ۵

ایک شخص پائندہ خان نامی قوم بابڑ بادن زئی سکنہ چودھوان (جو حضرت کے خدام میں

سے تھے۔) ایک دفعہ تمام سال مہلک بیماریوں کے لاحق ہونے کی وجہ سے شدید بیمار ہوئے۔ بہت سے حکیموں اور ڈاکٹروں سے علاج کرایا۔ لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار مجبور ولاچار ہوکر اس کے دل میں آیا کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر توجہ پاوں تاکہ آپ ہی کی توجہ شریف کی بدولت میرے بیماری دور ہو۔ چنانچہ بصد مشکل حضرت قبلہ روحی وقلبی فداہ کی خدمت میں حاضر ہوا جونہی نظر شفقت اثر اس پر پڑی تو حضور نے فرمایا۔ اے فلاں۔ جلد آ کہ تجھے توجہ دوں۔ حضرت قبلہؒ کے حکم کے مطابق وہ سامنے آ بیٹھا۔ حضرت قبلہؒ نے ایک ساعت تو اس کے مرض کے دفعیہ کے خیال سے توجہ فرمائی وہ مریض توجہ کے اثر سے اس قدر بیہوش ہوگیا کہ اپنی اور دوسروں کی اس کو کوئی خبر نہ تھی۔ پسینہ اس کے وجود سے بہہ رہا تھا۔ چند لمحے بعد جب ہوش آیا تو اپنے آپ کو دیکھا کہ شدید مہلک بیماریوں سے اسے کلی طور پر شفا حاصل ہوگئی تھی۔ پس قدم بوس ہوکر اپنے گھر روانہ ہوگیا۔ پھر کئی سال گزرنے پر بھی اسے مہلک بیماریاں دوبارہ لاحق نہیں ہوئیں۔

مکاشفہ نمبر ۶

مذکورہ شخص ہی ایک دفعہ حضرت قبلہؒ کے پاؤں دبا رہا تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ ماشاءاللہ حضرت بخارا کے سوداگروں کی طرح تنومند ہیں۔ حضرت قبلہؒ نے فوراً اسی لمحے اس کی طرف منہ کیا اور زبان درافشاں سے ارشاد فرمایا کہ اے فلاں، میں بے شک بخارا کے سوداگروں کی طرح فربہ ہوں۔ یہ سنتے ہی پائندہ خان بابڑ بادن زئی دل میں نادم اور شرمسار ہوئے۔ اور اپنے دل میں توبہ کی کہ آئندہ کبھی بھی اس طرح کے بیہودہ اور فضول وساوس وخیالات کو اپنے قبلہؒ کے حضور اپنے دل میں راہ نہیں دوں گا۔

مکاشفہ نمبر ۷

ایک دن ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ کے خادم احمد سعید اخوندزادہ ولد خدایار اخوندزادہ سکنہ چودھوان، خانقاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے چند درویشوں کو دیکھا جو مجذوب ہو گئے تھے۔ ان کو دل میں یہ خدشہ پیدا ہوا کہ مجھے جذب کیوں نہیں ہوتا۔ ان کے دل میں یہ خدشہ جونہی پیدا ہوا۔ حضرت قبلہؒ نے ان کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ جذب کا خیال دل سے نکال دے، تم ابھی جوان اور غیر شادی شدہ ہو، ابھی کافی وقت باقی ہے۔ اس سے پہلے تمہارے والد صاحب ملایار اخوندزادہ کو حضرت مولانا ومرشدنا حضرت خواجہ حاجی دوست محمد

صاحب قبلہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مہربانی سے توجہ فرمائی تھی اوران پر بہت ہی جذب غالب آ گیا تھا۔ چند روز تک وہ مجذوب رہے۔اسی حالت جذب کے دوران تمھاری والدہ ماجدہ نے بہت ہی فریادو زاری کی کہ قبلہؒ !ان کے جذب کوکم فرمائیے۔ کیونکہ کوئی دنیوی کام ان سے نہیں ہورہا۔اس کے بعد حضرت پیرومرشد نے انکے جذب کوتوجہ فرما کرسلب فرمایا۔

مکاشفہ نمبر ۸

اخوندزادہ صاحب موصوف ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ سے تجارت وسوداگری کے واسطے اجازت لے کر ہندوستان چلے گئے۔ وہاں ان کو کچھ دنوں بعد عملیات وغیرہ،ان کے زکواۃ کی ادائیگی، بروج ونجوم کے حساب کا شوق دامنگیر ہوا۔رات کوخواب میں حضرت قبلہ کودیکھا کہ بہت ہی غصہ فرمارہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ جو خیال (مذکورہ) تمہارے دل میں پیدا ہوا ہے۔یہ ہمارا طریقہ و معمول نہیں،اس خیال کو چھوڑ دے۔جب نیند سے بیدار ہوئے تو اس خواب کی کیفیت سے بہت ہی مغموم ہوئے اور فوراً تائب ہو گئے اور بیہودہ خیال کوترک کردیا۔پانچ سال گزارنے کے بعد ہندوستان کے سفر سے واپس لوٹے، پہلے پہل حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوکر قدم بوس ہوئے،حضرت قبلہؒ نے اسی وقت ان سے فرمایا کہ آج کے زمانہ میں عملیات کی محبت اکثر لوگ رکھتے ہیں۔ یہ ہمارے طریقہ میں نہیں اور تم کو جو خبط پیدا ہو گیا تھا۔آیا وہ تمہارے دل سے چلا گیا ہے یا ابھی باقی ہے۔انہوں نے عرض کی قبلہ اسی رات ہندوستان میں جب میں نے آپ کے چہرہ مبارک کودیکھا تھا کہ آپ اس حرکت پر بہت غصہ فرمارہے ہیں۔اسی روز سے میں نے اس خیال کو چھوڑ دیا ہے۔

مکاشفہ نمبر ۹

ایک دن جناب حضرت حاجی گل صاحب پشاوری نے (جو قبلہ حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری کے خلیفہ اور پیش امام تھے) میاں حاجی عبدالکریم صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا، کہ حضرت عثمان صاحب قبلہ کی خوراک بیحد قلیل ہے۔اس سال خراساں سے موسیٰ زئی شریف تک کے ایک ماہ کے سفر میں آدھ سیر تک گندم کا آٹا نہیں کھایا ہے۔یہ خداداد قوت ہے، بزرگوں کا معاملہ فہم وادراک سے بالا ہے۔اس کے بعد عصر کی نماز کا وقت ہوا۔حضرت قبلہؒ نے وضو بنانے کے لیے آستین اوپر کھینچے تو اس وقت میاں حاجی عبدالکریم صاحب کی نظر آپ کے

مبارک بازوؤں پر پڑی ۔ دل میں یہ خیال آیا کہ حاجی گل صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت کی خوراک بالکل قلیل ہے۔ حالانکہ حضرت تو ماشاءاللہ فربہ نظر آتے ہیں۔ پس اسی وقت حضرت قبلہؒ مسکرائے اور فرمایا او! میاں حاجی عبدالکریم! حق تعالیٰ مجھے پوشیدہ حلوہ کھلاتا ہے پھر میں کیوں فربہ نہ ہوں۔ پھر مندرجہ ذیل شعر پڑھا۔

قوتِ جبرائیل از مطبخ نبود

بلکہ از درگاہِ خلاقِ ودود

مکاشفہ نمبر ۱۰

ایک دن ہمارے حضرت قبلہ قلبی وروحی فداہ اپنے خادم پر غیر شرعی کام کے ارتکاب پر اس قدر زیادہ غصے ہوئے کہ جوش سے زمین پر تین بار ہاتھ مارا۔ میاں حاجی عبدالکریم صاحب کے دل میں یہ بات آئی کہ اللہ والے مدام حضوری میں ہوتے ہیں ۔ حضرت صاحب کو جو اس وقت کمال غصہ ہے آیا اس وقت بھی ان کو حضور اللہ ہے یا نہیں ۔ ایک آدمی جو منشی کا کام کرتا تھا، اسی محفل میں موجود تھا۔ اس منشی سے قبلہ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا کہ جب ابتداء میں تم نے نیا نیا منشی کا کام سیکھا تھا تو اس وقت کیا کیفیت تھی۔ اس نے عرض کی کہ پہلے پہل جب میں نے لکھنا سیکھنا شروع کیا تھا تو اس وقت دوران تحریر اگر کوئی شخص مجھے آواز دیتا یا کوئی بات کرتا تو میں تحریر میں غلطی کر جاتا۔ اب جو سالہا سال سے اس عمل میں پختگی آ گئی ہے اگر کوئی شخص میرے ساتھ بات کرتا ہے اور میں کسی کے ساتھ بات کرتا ہوں یا میری نظر کسی پر پڑ جاتی ہے تو بھی میری تحریر درست ہی رہتی ہے۔ اور غلطی واقع نہیں ہوتی بلکہ میری عادت ہو گئی ہے کہ ہاتھ سے لکھائی کا کام کرتا ہوں اور زبان سے لوگوں کے ساتھ گفتگو میں مشغول رہتا ہوں۔ پھر حضرت قبلہؒ نے میاں حاجی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ بزرگوں کا معاملہ بھی اسی طرح ہے۔ جب خیال اور رابطے میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے تو کوئی چیز ملکہ حضور میں رکاوٹ نہیں بنتی۔

خاشاک وار برسرِ دریا گزر کنند

مکاشفہ نمبر ۱۱

ایک دن حقداد خان ترین نے حاجی حافظ محمد خان صاحب کے لیے سلسلہ شریفہ تحریر کیا اور حضرت قبلہؒ کے دستخط اور مہر ثبت کرنے کے لیے ہمارے حضرت قبلہؒ کے تسبیح خانہ میں وہ سلسلہ

لائے۔ چونکہ اس وقت لوگوں کی بہت ہی بھیڑ تھی اور حضرت قبلہ ان سے سرگرم گفتگو تھے۔ حقداد خان صاحب نے اس سلسلہ کو اپنے لباس میں چھپا لیا اور مطلب و مقصد کے عرض کرنے کو ترکِ ادب جان کر خاموش بیٹھ گئے۔ جب حضرت قبلہ لوگوں کے میل ملاقات سے فارغ ہوئے تو از خود ارشاد فرمایا، سلسلہ شریف لے آؤ تا کہ دستخط اور مہر کر دوں۔ جب حقداد خان صاحب نے سلسلہ شریف حضرت قبلہ کی خدمت میں پیش کیا تو قلم اٹھا کر دستخط کیا اور مہر بھی ثبت کر دی۔ جس وقت حضرت قبلہؒ نے دستخط کرنے کے لیے قلم اٹھایا چونکہ قلم ٹوٹا ہوا تھا، حقداد خان صاحب کے دل میں یہ خدشہ لاحق ہوا کہ اگر قلم درست ہوتا تو حضرت صاحب کا خط (کس قدر) خوبصورت ہوتا۔ حضرت قبلہؒ نے اسی وقت فرمایا کہ درست قلم کے ساتھ بھی خط اچھا نہیں آتا اور نہ ٹوٹے ہوئے قلم کے ساتھ خوشنویس کا خط خراب دکھائی دیتا ہے۔ حق تعالیٰ نے ہر کام کے لیے انسان کے وجود میں جداگانہ صلاحیت پیدا فرمائی ہے اور ہر انسان کو علیحدہ لیاقت عنایت کی ہے۔

مکاشفہ نمبر ۱۲

ایک رات تہجد کے وقت ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ تسبیح خانہ تشریف لائے اور فرمایا کہ ملا عبدالوہاب صاحب باڑ کو شیطان ملعون نے حالتِ نزع و سکرات میں بہت ہی کش مکش سے دو چار کیا اور ان کے ایمان کی خرابی کے درپے ہوا لیکن آخر کار ان کا خاتمہ ایمان کے ساتھ ہوا۔ خدام درویش یہ سنتے ہی بہت ہی حیرت زدہ ہو گئے۔ فجر کی نماز اور ختم شریف سے فارغ ہونے کے بعد شہر چودھوان سے قاصد یہ اطلاع لے کر آیا کہ ہمارے قبلہ! جناب کے مرید عبدالوہاب صاحب باڑ نے تہجد کے وقت وفات پائی اور وفات کے وقت وہ حضرت قبلہ کی جانب متوجہ تھے اور ان کا خاتمہ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر ہوا۔

مکاشفہ نمبر ۱۳

میاں غلام حسن صاحب ساکن گرہ بھون (جو ہمارے قبلہؒ کے مخلص خدام میں سے تھے) حضرت قبلہ کی ایک بیماری کے دنوں میں خیرات کی نیت سے ذبح کرنے کے لیے ایک بیل لائے۔ خادم نے حضرت قبلہؒ سے مذکورہ بیل کے ذبح کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا، ذبح نہ کریں دوسرے روز دوبارہ وہی خادم بیل کے ذبح کی اجازت حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ تو پھر حضرت قبلہؒ نے انکار فرمایا اور تیسرے روز پھر اجازت کا طلبگار ہوا، تو آپ نے

فرمایا کہ اس بیل کو ذبح مت کرو۔ دوسرے بیلوں اور چند بکریوں کو ذبح کر دو۔ چوتھے روز پھر خادم نے اجازت طلب کی کہ قبلہ آج تو لنگر میں ذبح کرنے کے لیے کوئی ذبیحہ موجود نہیں ہے۔ اگر اجازت دیں تو اس بیل کو ہی ذبح کر دیا جائے۔ آپ نے غصہ کے ساتھ منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اس بیل کو رہنے دو کہ اس کے ذبح نہ کرنے میں مصلحت ہے۔ پس اسی روز دوپہر کے وقت میاں غلام حسن صاحب موصوف کی والدہ آ کر حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ میرا بیٹا غلام حسن میری اجازت کے بغیر یہ بیل گھر سے لایا ہے۔ میرا دل نہیں چاہتا کہ اس بیل کو خیرات کروں کیونکہ میرے ہاں صرف یہی ایک بیل ہے جو گھر کے کام کاج کا ذریعہ ہے۔ حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ اپنا بیل لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ہی مجھے آگاہ فرما دیا تھا اور میں نے بیل ذبح نہیں کیا۔

مکاشفہ نمبر ۱۴

حضرت قبلہؒ کے مریدین میں سے ایک شخص ایک عورت بیوہ پر فریفتہ ہو گیا۔ اس نے ہر چند کوشش کی کہ وہ بیوہ اس کے ساتھ شادی کر لے۔ لیکن اس عورت کو یہ امر منظور نہ ہوا۔ آخر ایک دن اس کو کوئی ایک دنیوی معاملہ پیش آیا۔ اس عورت کو بخوبی معلوم تھا کہ فلاں مرد میرا طالب و عاشق ہے ایک عورت اس عاشق کے پاس روانہ کی اور اس سے پچاس روپے بطور قرض طلب کئے۔ وہ عاشق کافی عرصے سے اس عورت کی خواہش رکھتا تھا اس طلب قرض کی خواہش کو اپنی مطلب برآری کا ذریعہ سمجھ کر مطلوبہ رقم اس کو بھیج دی۔ کچھ وقت کے بعد وہ عورت اس کے شہر میں آئی اور اس کو اپنی آمد سے آگاہ کیا۔ وہ عاشق اس کی آمد سے نہایت ہی خوش و خرم ہوا اور عاشق نے ایک عورت کو (جو اس کی اس معاملے میں رازدار تھی) مقرر کیا کہ اپنی مطلوبہ و معشوقہ کے لیے پر تکلف کھانا تیار کرے اور نماز عشاء کے بعد فلاں کمرے میں جو غیروں سے خالی ہوگا، لے آئے۔ جب وہ عورت اس کمرے میں آئی تو اس عاشق نے ہر چند برے ارادے کی کوشش کی کہ نفس امارہ کا مقصد پورا کرے لیکن وہ اپنے برے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ یہاں تک کہ رات گزرنے پر آ گئی، وہ آدمی اپنی اس بری حرکت پر نہایت ہی نادم و شرمسار تھا۔ عورت اس کی قوت مردمی سے مایوس ہو چکی تھی اور واپس گھر چلی گئی۔ اس عاشق نے دوبارہ وصال کی گزارش کرنا بھی مناسب نہ سمجھی۔ اور قرضہ کی واپسی کا مطالبہ بھی اسے دشوار نظر آیا اور اسے یہ امید بھی نہ تھی کہ

عدالت کے ذریعہ رقم وصول کرے کیونکہ کوئی گواہ وغیرہ نہ تھے۔ آخر کار مجبور و ناچار ہو کر حضرت قبلہؒ کے حضور میں عرض کی کہ ایک عورت کو میں نے قرض حسنہ دیا تھا۔ اب وہ عورت قرض کی واپسی نہیں کر رہی، دعا فرمائیں۔ حضرت قبلہؒ نے اس کی گزارش سن کر فرمایا اس رات کے حالات (کہ تم جس حجرہ میں تھے) اچھی طرح معلوم ہیں۔ تم نے قرض حسنہ نہیں دیا بلکہ بری نیت سے مکر و فریب کا جال بچھایا تھا۔ لیکن الحمدللہ کہ تیری وہ مراد پوری نہیں ہوئی۔ اب گھر واپس جاؤ اور اپنے گھر رہو۔ وہ عورت اپنے آپ ہی قرضہ ادا کر دے گی۔ چونکہ اس شخص کی عقیدت کامل اور اعتقاد پختہ تھا۔ حسبِ فرمان صبر کر کے گھر بیٹھ گیا۔ ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ اس عورت نے اپنے آپ ہی قرضے کی وہ رقم اس کے گھر پہنچا دی۔

مکاشفہ نمبر ۱۵

حاجی قلندر خان صاحب گنڈہ پوری خیل جو حضرت کے مخلص خادموں میں سے ہیں۔ ایک دن حضرت کی زیارت وقدم بوسی کے لیے خانقاہ شریف میں آئے۔ دوسرے دن حضرت قبلہؒ نے حاجی صاحب موصوف سے فرمایا، میں تمہیں اجازت دیتا ہوں کہ گھر چلے جاؤ۔ حاجی صاحب نے عرض کی، حضرت قبلہ! چند روز آپ کی خدمت شریف میں قیام کے ارادے سے آیا ہوں۔

اسی دوران جناب مولوی محمود شیرازی صاحب بھی حاجی صاحب موصوف کی سفارش میں کہنے لگے کہ حاجی صاحب جب بھی خانقاہ شریف میں آتے ہیں تو حضرت قبلہ کی خدمت میں چند روز گزار کر جاتے ہیں۔ آپ ٹھہرنے کی اجازت فرمائیں۔ حضرت قبلہؒ نے ارشاد فرمایا، حاجی صاحب کا خانقاہ شریف میں آمد و رفت اور قیام ان کے اپنے اختیار اور مرضی پر منحصر ہے۔ خانقاہ شریف ان کی اپنی جگہ ہے لیکن آج ان کا گھر جا کر رہنا ضروری ہے، کہ اس میں مصلحت ہے۔ پس حاجی موصوف حضرت قبلہؒ سے رخصت ہو کر اپنے گھر چلے آئے۔ اسی رات نیم شب کو چور اُن کے گھر میں گھس آئے اور نقب لگائی، حاجی صاحب کو اسی وقت چوروں کے اندر گھس آنے کی خبر ہو گئی اور شور و غوغا مچانے لگے۔ پس چور خوفزدہ ہو گئے اور مال و اسباب وہاں چھوڑ کر خالی ہاتھ مایوس و محروم چلتے بنے۔

اگر اس رات حاجی صاحب موصوف گھر سے غیر حاضر رہتے تو کئی ہزار روپے کا نقصان انھیں برداشت کرنا پڑتا۔

مکاشفہ نمبر ۱۶

ایک روز خانقاہ شریف سون میں ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ نے اپنی جیب مبارک سے سو روپے نکال کر حضرت لعل شاہ صاحب مغفور کے خادم میاں نور عالم صاحب اعوان کو عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ لنگر خانقاہ شریف کے لیے دنبے خرید لو، میاں نور عالم صاحب کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ کی جیب تو بظاہر چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔ سو روپے اس میں کس طرح سما گیا۔ صبح سے لے کر شام تک روزانہ جس قدر رقم کی ضرورت پڑتی ہے، اسی جیب سے نکال کر خرچ فرماتے ہیں اور رقم تمام بھی نہیں ہوتی۔ اسی وقت حضرت قبلہؒ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ فقیر کی یہ جیب افغانی بوری ہے۔ فقیر کی زندگی تک تو یہ ختم نہیں ہوگی۔

مکاشفہ نمبر ۱۷

ایک دن میاں نور عالم صاحب موصوف اور کلاچی شہر کے دو آدمی خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے حجرے میں اکٹھے بیٹھے تھے۔ یہ بات چل پڑی کہ لنگر شریف کا خرچ بہت زیادہ ہے یہ کہاں سے آتا ہے۔ کلاچی کے دونوں آدمی کہنے لگے کہ لوگوں کی آمدنی ہی پر لنگر کے خرچ کا دارو مدار ہے، یعنی جو لوگ یہاں زیارت کے لیے آتے ہیں اور نذر و نیاز پیش کرتے ہیں، اس سے لنگر کے مصارف کا انتظام کیا جاتا ہے۔ یہ بات ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ ہر تینوں آدمی وہاں سے اٹھ کر نماز کے لیے مسجد کی طرف چلے گئے تو راستے میں حضرت قبلہ بھی عشاء کی نماز کے لیے مسجد تشریف لے جا رہے تھے۔

حضرت قبلہؒ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میاں نور عالم! لوگ کہتے ہیں کہ خانقاہ شریف کے خرچ کا انحصار لوگوں کی آمدنی پر ہے۔ حالانکہ لوگوں کی دی ہوئی رقم تو درویشوں کی جوتیوں کے لیے بھی کافی نہیں، چہ جائیکہ لنگر کے دوسرے اخراجات اس سے پورے کئے جا سکیں۔ فقیر کے لنگر خانقاہ شریف کے اخراجات اللہ کے توکل ہی پر موقوف ہیں۔ پھر فرمایا۔ اگر کوئی شخص اس جگہ کھڑے ایک لاکھ روپے مجھ سے طلب کرے تو قسم بخدا۔ قسم بخدا۔ قسم بخدا۔ میں گھر بھی نہ جاؤں گا اور یہاں سے ایک قدم بھی نہ اٹھاؤں گا اور اس آدمی کے حسب طلب ایک لاکھ روپے اس کو دے دوں گا۔ لیکن نسبتِ الٰہیہ نہیں رہے گی۔ دونوں آدمی یہ سن کر بہت شرم محسوس کرنے لگے۔

مکاشفہ نمبر ۱۸

مولوی غلام حسن صاحب سکنہ گرہ سواگ ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ کے خدام میں سے ہیں۔ ایک دن تسبیح خانہ شریف میں حضرت قبلہؒ کے سامنے بیٹھے تھے کہ ان کے دل میں یہ خیال ایک خطرے کی شکل میں وارد ہوا کہ میں کافی عرصے سے حضرت قبلہ کی خدمت میں آ جا رہا ہوں۔ میری اللہ تعالیٰ سے یہی آرزو ہے کہ اس پیر و مرشد بزرگ کے طفیل میرا خاتمہ بالخیر ہو جائے، اور اس خاندان کے فیوض و برکات سے بے بہرہ نہ ہو جاؤں۔ پس اسی وقت حضرت قبلہ نے مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا اے مولوی صاحب! اللہ تعالیٰ تمھارا خاتمہ ایمان کے ساتھ فرمائے گا اور حضرت کرام رضوان اللہ علیہم کے فیض و برکت سے محروم نہ کرے گا۔ حضرت قبلہ کی زبان دُرفشاں سے مولوی صاحب یہ کلمات مبارکہ سن کر بہت ہی خوش ہوئے اور دل کو جو خطرہ لاحق ہوا تھا وہ ٹل گیا۔

مکاشفہ نمبر ۱۹

جب ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ اپنے حضرات کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زیاراتِ مبارکہ کے سلسلے میں دہلی شریف تشریف لے گئے اور وہاں سے محمد امتیاز علی خان صاحب کی رہائش گاہ واقع سنبھل تشریف لے گئے۔ جب وہاں سے واپس تشریف لا رہے تھے تو راستے ہی میں عبدالشکور خان صاحب قوم راجپوت رئیس دھرم پور نے اپنے ہاں دعوت دی، تو آپ وہاں دھرم پور کے قلعہ میں (جو خان صاحب موصوف کی رہائش گاہ تھی) تشریف لے گئے، اتفاق سے جمعہ کا روز بھی آ گیا۔ عبدالشکور خان صاحب کے بھتیجے عبید اللہ خان صاحب نے عرض کی کہ اگر حضرت قبلہ مسجد میں نماز جمعہ ادا فرمائیں تو یہ امر بہت ہی برکات و سعادت کا سبب ہوگا۔ حضرت قبلہؒ نے انکی گزارش منظور فرمائی اور ان کی مسجد تشریف لے گئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد جب واپس قیام گاہ پر تشریف لانے لگے تو محمد عبید اللہ خان صاحب نے پھر عرض کی کہ ہمارے بڑوں کا قبرستان یہاں سے نہایت ہی نزدیک ہے۔ اگر حضرت قبلہ ان کی قبور پر ان کے لیے دعا فرمائیں تو یہ ان کے لیے بے حد بھلائی اور بہتری کا باعث ہوگا۔ ان کی گزارش پر قبرستان جانا منظور فرمایا۔ چونکہ حضرت قبلہ کو اس سفر کے دوران ذات الجنب کا عارضہ لاحق ہوا تھا، اور اس کی وجہ سے نہایت ہی کمزور و ناتوان تھے اور چلنا پھرنا دشوار ہو گیا تھا۔ محمد عبید اللہ خان صاحب پالکی

لائے تھے اور حضرت قبلہؒ پالکی میں سوار ہو کر قبرستان تشریف لے گئے۔ جب حضرت قبلہ قبروں پر تشریف لائے ، عبید اللہ خان صاحب نے اپنے والد صاحب کی قبر کے سامنے حضرت قبلہؒ کے تشریف لانے سے قبل حضور کے بیٹھنے کے لیے ایک نرم جگہ بنا رکھی تھی۔ حضرت قبلہؒ نے اسی جگہ پر بیٹھ کر تقریباً ایک گھنٹہ تک مراقبہ فرمایا اور مراقبہ سے فارغ ہو کر دعائے خیر مانگی اور اپنی قیام گاہ پر واپس تشریف لے آئے۔ جب محفل ہندوستانی احباب سے خالی ہو گئی تو حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ انسان کی وفات کے بعد اس کی اولاد صالح پیچھے رہ جائے تو وہ اپنے والدین کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ حقداد خان صاحب ترین نے (جو اس سفر میں ہمراہ تھے) عرض کی۔ حضرت قبلہ آپ دیر تک قبور پر مراقب رہے۔ اہل قبور کی حالت کو کیسے پایا۔

حضرت قبلہؒ نے فرمایا کہ جب پہلے پہل میں نے عبید اللہ خان صاحب کے والد کی قبر کی طرف نگاہ کی تو ان کی تمام قبر کو ظلمت و سیاہی سے بھرا ہوا پایا تو میں نے دربارِ الٰہی میں بہت عاجزی و زاری کی۔ الحمد للہ تعالیٰ علیٰ احسانہٖ کہ اس کی قبر سے وہ تاریکی جاتی رہی اور ان کی قبر روشن ہو گئی۔ پھر اس کے متصل عبید اللہ خان کے چچا کی قبر تھی۔ اس کی طرف جب میں نے دیکھا تو اس کو بھی میں نے تاریکی سے بھرا ہوا پایا تو اس کی جانب بھی متوجہ ہوا تو اس قبر سے بھی تاریکی جاتی رہی اور روشنی ظاہر ہو گئی۔ لیکن اس روشنی میں بھی تھوڑی سی تاریکی کا امتزاج باقی رہا تو اس کے بعد فقیر کو ضعف و ناتوانی کی وجہ سے بیٹھنے کی مزید طاقت نہیں رہی تو میں اٹھ آیا۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔

مکاشفہ نمبر ۲۰

میاں فضل علی صاحب (جو خان بہادر محمد رب نواز خان صاحب میاں خیل تاجو خیل رئیس موسیٰ زئی شریف کے منشی تھے) تین دن اور تین رات سکراتِ موت میں مبتلا رہ کر فوت ہوئے۔ ان کی میت نمازِ جنازہ کے لیے خانقاہ شریف لائی گئی۔ حضرت قبلہؒ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ نمازِ جنازہ کے دوران میں جناب مولوی عبد الحکیم صاحب اُسترانہ (جو حضرت قبلہؒ کے مخلص خدام میں سے ہیں) کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ میاں فضل علی صاحب پر جان کنی کی تکلیف بہت زیادہ گزری۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ ان کا خاتمہ کیسا ہوا ہوگا۔ نمازِ جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت قبلہ تسبیح خانہ میں تشریف لائے، عبد الحکیم صاحب موصوف بھی اکیلے ان کے ہمراہ چلے آرہے تھے۔ حضرت قبلہؒ نے مولوی صاحب موصوف سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بعض

باتیں ایسی ہوتی ہیں جو مجمع عام میں نہیں کہیں جاسکتیں۔ میاں فضل علی صاحب نے نماز جنازہ کے وقت فقیر کے ساتھ ملاقات کی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ انھوں نے تبسم کرتے ہوئے بیان کیا کہ سکراتِ موت کی جو سختی اور تکلیف میرے اوپر گزری ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ لیکن اللہ کے فضل سے میرا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے۔ حضرت قبلہؒ کی زبان گوہر فشان سے یہ بات سن کر مولوی صاحب موصوف کے دل کا خطرہ رفع ہو گیا اور ان کو تسلی ہو گئی۔

مکاشفہ نمبر ۲۱

ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ خانقاہ شریف کے دروازے پر بیٹھ کر اپنے اونٹوں کا گلہ ملاحظہ فرما رہے تھے اور افغان پاوندوں کے قبیلے ناصر شادی زئی کے لوگوں کے ساتھ پشتو زبان میں گفتگو بھی فرما رہے تھے، ساتھ مولوی حسین علی صاحب بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ وہاں مولوی حسین علی صاحب کو اپنے گھر بار کی فکر نے گھیر لیا تھا۔ حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ نے اسی وقت مولوی صاحب کی جانب روئے سخن پھیرتے ہوئے فرمایا (اِنَّمَا اَموالُکُم وَاَولَادُکُم عَدُوًّالَّکُم) قرآن شریف کی مندرجہ بالا تمام آیت پڑھنے کے بعد دوبارہ حسب سابق پٹھانوں کے ساتھ اونٹوں کے متعلق گفتگو میں مشغول ہو گئے۔

جناب مولوی صاحب موصوف نے بیان فرمایا کہ ایک دن حضرت قبلہ نے اشراق کے وقت مجھ سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ گذشتہ رات بیعت ہونے کے لیے جنّات فقیر کے ہاں آئے اور مقصد پا لینے کے بعد واپس چلے گئے۔

مکاشفہ نمبر ۲۲

تہجد کے وقت ہمارے حضرت قبلہ قلبی و روحی فداہ کی خدمت میں موضع ٹڈی کا ایک قاصد حاضر ہوا اور عرض کی، حضرت قبلہؒ کے ایک خادم گل داد خان رانا زئی کو دو روز پہلے سانپ نے کاٹ کھایا ہے۔ آج وہ قدرے بے ہوش بھی ہیں۔ ہر چند علاج معالجہ کیا گیا لیکن بے سود۔ گلداد خان صاحب موصوف بہت ہی سلام پیش کرنے کے بعد عرض کرتے ہیں کہ حضرت صاحب نمک دم فرمادیں۔ حضرت قبلہؒ نے نمک دم فرمایا اور اس قاصد کو نمک دے کر فرمایا پہنچتے ہی کچھ نمک کھلائیں اور کچھ سانپ کے کاٹے ہوئے زخم پر لگائیں۔ پس قاصد واپس روانہ ہوا۔ بوقت صبح حضرت قبلہؒ نے اپنی زبانِ گوہر فشان سے ارشاد فرمایا کہ بعد تہجد گل داد خاں صاحب ہوش میں

آئے اور میری طرف متوجہ ہوئے۔

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود
داروئے دفع مرض گمراہ شود

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُوْنَ ۔تمام حاضرین محفل حضرت قبلہ کی اس کلام سے سمجھ گئے کہ گل داد خان فوت ہوگئے ہیں۔دوسرے روز اطلاع آئی کہ گل داد خان صاحب کو قاصد کے واپس پہنچنے سے پہلے قدرے ہوش آیا۔ایک لحظہ حضرت قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے بعد وفات پاگئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل پنجم

یہ فصل: طویل علالت، پند و نصائح اور وفات حسرت آیات کے بیان میں ہے

مرض و علالت

حضرت قبلہ گوناگوں امراض رعشہ، فالج، ضیق النفس، دورانِ سر کے دائمی مریض تھے۔ حضرت قبلہؒ ان امراض کے متعلق فرمایا کرتے کہ یہ بیماریاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوازم ہیں۔ جو فقیر پر مسلط کی گئی ہیں۔

اشعار:۔

وصل پیدا گشت ازعین بلا — زاں حلاوت شد عبارت ماقلیٰ

عاشقم بر رنج خویش و درد خویش — بہر خوشنودی شاہ مرد خویش

عاشقم بر لطف و قہرش من بجد — اے عجب من عاشقم ایں ہر دو ضد

پند و نصائح

وصال سے پانچ سال قبل احباب اور درویشوں اور گھر کے افراد سے تعلقات و روابط منقطع کر لیے۔ اکثر فرمایا کرتے، اب تو میرا جی چاہتا ہے کہ خلوت گزینی اور گوشہ نشینی اختیار کروں کیونکہ عمر اپنے انجام کو پہنچ گئی ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

روئے در دیوار کن تنہا نشیں

از وجود خویش ہم خلوت گزیں

لیکن میں کیا کروں۔ لوگ فیضِ باطنی کے استفادے کے لیے دور دراز سے چل کر اور راستے کی تکالیف کو جھیل کر آتے ہیں۔ مجھے مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ ان سے روگردانی کروں۔ کبھی کبھار فرماتے۔ میری مثال ایسی ہے گویا گور کنارے پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں۔

بعض احباب کو اکثر یہ شعر سناتے۔

دادیم ترا از گنج مقصود نشاں

گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

وفات سے ایک سال پہلے جو احباب مریدین زیارت وملاقات کے لیے حاضر ہوتے تو ان سے اکثر فرماتے۔فقیر کی اس ملاقات کو آخری ملاقات سمجھو کیونکہ حیاتِ مستعار پر کوئی اعتبار نہیں۔آپ صاحبان کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اوقات کو ذکر وفکر اور طاعت وعبادت میں صرف کرو۔کیونکہ یہی چیز ہی ظاہری اور باطنی برکات کی پیش خیمہ ہے۔

جناب حاجی حافظ محمد خان صاحب ترین رئیس آڑی افاغنہ سال میں ایک بار زیارت و قدم بوسی کے لیے حاضری دیا کرتے تھے۔حضرت قبلہ کی وفات سے چار ماہ قبل آخری دفعہ حسبِ معمول آپ کے ہاں حاضری دی اور زیارت وقدم بوسی سے مشرف ہوئے،ان کا سبق مراقبہ احدیت پر تھا۔حضرت قبلہؒ نے حافظ صاحب کو فرمایا کہ فقیر کو اپنی زندگی پر کوئی بھروسہ نہیں پھر ملاقات ہو یا نہ ہو۔جب ایک مہینہ گزر جائے تو اپنے گھر پر ہی مراقبہ معیت کی نیت کر لینا کیونکہ سلوک نقشبندیہ فقط اتنا ہی ہے۔اپنے گھر کی مصروفیات سے فارغ اوقات میں ذکر ومراقبہ سے شغل رکھنا۔اسی سال بیماریوں کی کثرت سے حضرت قبلہ کا جسد مبارک اس قدر ضعیف اور کمزور ہو گیا کہ موسمِ گرما میں گرمی کی شدت اور موسم سرما میں سردی کی شدت اور زیادتی برداشت سے باہر ہو گئی۔صحت وتندرستی کی حالت میں حضرت بہت کم غذا تناول فرماتے۔بیماری کے دوران یہ بھی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ تسبیح خانہ سے مسجد شریف (کے راستے) کا فاصلہ فقیر کے لیے سفر کا حکم رکھتا ہے (مسجد شریف اور تسبیح خانہ کا درمیانی فاصلہ تقریباً تیس قدم ہے) ہر روز صبح کے وقت نماز ادا کرنے کے لیے مسجد تشریف لے جاتے تو ضعف اور نقاہت کی وجہ سے اس مختصر راستے میں اس قدر تھک جاتے کہ تین بار ستانے کو بیٹھ جاتے۔لیکن صبح کی نماز مسنون طویل قرأت کے ساتھ کھڑے ہو کر ادا فرماتے۔ختم شریف اور حلقہ شریف (بیماری کی حالت میں بھی) معمول کے مطابق انجام دیتے۔یہ صرف خداداد توانائی تھی ورنہ حضرت قبلہ کی کمزوری اور نقاہت اس مشکل کام کو سرانجام دینے کے ہرگز قابل نہ تھی۔

قوتِ جبرائیل از مطبخ نبود
بلکہ از درگاہِ خلاقِ ودود

حضرت قبلہؒ ۲۹ رجب کی آدھی رات سے لے کر ۲۲ شعبان تک (بوقت اشراق بروز سہ شنبہ) چوبیس یوم تپ محرقہ واسہال میں گرفتار رہے۔مرض کے دوران سینکڑوں روپے کی رقم

خیرات کی اور بیشمار گائے، بیل، بکرے، بکریاں، دنبے اور بھیڑیں، اللہ ذبح کی گئیں کہ اکثر غرباء و مساکین ان خیراتوں سے دل سیر ہو گئے۔ کافی یونانی اور ڈاکٹری علاج کروائے گئے۔ لیکن نتیجہ صفر رہا۔ مجرب دوائیوں نے الٹا اثر دکھایا اور وہ بجائے فائدہ کے ضرر رساں ثابت ہوئیں۔

از قضا سر کہ بہ بیں صفرا فزود　　روغنِ بادام خشکی می نمود!

از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت　　آب و آتش را مدد شد ہمچو نفت

چوں قضا آید طبیب ابلہ شود　　داروی دفعِ مرض گمراہ شود

۲۸ اور ۲۹ رجب کی درمیانی شب کو نصف شب کے وقت حضرت قبلہؒ پر شدید تپ کا غلبہ ہوا۔ اسی روز نماز فجر کی دو رکعت سنت کھڑے ہو کر ادا کرنا شروع کیں۔ عین قیام کے دوران بخار کا شدید حملہ ہوا اور فرش پر گر پڑے۔ چند دن بعد حکماء (باہمی مشورے سے) اس رائے پر پہنچے کہ حضرت قبلہ کو تپ محرقہ ہے۔ اس قدر شدید بیماری کے باوجود صلوات خمسہ کو باجماعت ادا کرنا ترک نہ فرمایا۔ جب مرضِ اسہال میں زیادتی ہو گئی تو اٹھنا بیٹھنا محال ہو گیا۔ کمزوری بڑھ جانے کے سبب زبان میں لکنت پیدا ہو گئی۔ بہت ہی خاص اور اہم کام کے لیے جب کوئی بات کرتے تو بہت ہی ہلکی اور باریک آواز میں بولتے اور کم گفتگو فرماتے۔ حضرت قبلہؒ ہر شخص کی مہمان نوازی اس قدر فرماتے کہ اس سے بڑھ کر شاید ممکن ہو حتیٰ کہ اپنی بیماری کے نازک لمحات میں عیادت و تیمارداری کے لیے آنے والے سینکڑوں مہمانوں میں سے ہر ایک کے ساتھ علیحدہ علیحدہ مصافحہ کرتے اور خیر و عافیت دریافت کرتے۔ جو واپس جانا چاہتے ان کو رخصت کرتے اور جو قیام کرنا چاہتے ان کو رہنے کی اجازت فرماتے۔ روز بروز مرض میں اضافہ ہوتا گیا اور طول کھینچتا گیا۔

ایک مرتبہ جب آپ شدید مرض کے دوران میں کچھ افاقہ سے تھے، عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد استفسار فرمایا میرے مہمانوں کی عزت افزائی اور مدارات نان و طعام سے کی گئی ہے یا نہیں۔ ایک خادم نے عرض کی۔ حضرت قبلہ مہمانوں کی خاطر مدارات بہترین طریقے سے کی گئی ہے، تسلی رکھیں۔ پھر پوچھا، فلاں فلاں مکان میں کون کون سے مہمان قیام پذیر ہیں، ہر ایک کو درست بستر دیے گئے ہیں یا نہیں۔ خادم نے عرض کی قبلہؒ ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ رہائشی جگہ دی گئی ہے اور بستر بھی ہر ایک کو ٹھیک دیے گئے ہیں۔ جب مہمانوں کے متعلق دریافت فرما چکے تو آپ پر بیہوشی کا غلبہ ہو گیا اور شدید غشی طاری ہو گئی۔

سبحان اللہ ! کیسے عظیم خلق سے اللہ تعالیٰ نے نواز تھا کہ اس قدر شدید بیماری میں جبکہ (جان و جہان سے بالکل بے خبر تھے) مہمانوں کی خبر گیری اور میز بانی سے غافل نہ تھے۔

مرض کے آخری لمحات میں بعض احباب کو پند و نصائح فرمائے۔

ملا صاحب نیازی (جو مریدوں میں طویل العمر تھے) کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

حال من بہ بیں و عبرت بگیر و غم آخرت بخور و توشہ سفر کلاں بساز

ترجمہ: میری حالت دیکھ اور اس سے عبرت حاصل کر آخرت کی فکر کر اور لمبے سفر کے لیے زاد راہ تیار کر۔

ملا محمد رسول صاحب لئون کو بزبان پشتو فرمایا۔ خاد دے بادہ وا۔

ترجمہ: یعنی دین کی فکر کر اور خداوند کریم سے ایک لمحہ بھی غافل نہ ہو۔

حضرت قبلہ کی زبان مبارک سے یہ سنتے ہی ملا محمد رسول لئون موصوف پر جذبہ طاری ہو گیا۔

حضرت قبلہؒ نے اپنے ایک خادم شیخ شہزاد محمن خیل ساکن موسیٰ زئی شریف سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

بہ بیں احوال من	(میرے حالات دیکھ)
چہ شد تیز رفتاری من و	(کیا ہوئی میری (وہ) تیز رفتاری اور)
چہ شد خوش بیانی و خوش کلامی من و	(کیا ہوئی میری (وہ) خوش بیانی و خوش کلامی اور
چہ شد قوتِ جسمانی من و	(کیا ہوئی میری (وہ) جسمانی قوت اور
چہ شد فہم معانی من و	(کیا ہوا میرا (وہ) معانی کا فہم و ادراک اور
چہ شد حواس جوانی من	(کیا ہوئے میرے (وہ) جوانی کے حواس
از حالِ من عبرت بگیر و	میرے حال سے عبرت حاصل کر اور
ایں وقت را یاد دار	اس وقت کو یاد رکھ

وفات سے قبل ایک مجمع جو حضرت قبلہ کی عیادت و بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوا تھا، کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

نیاد روم از خانہ چیزے نخست
تو دادی ہمہ چیز و من چیزے تست

اور پھر یہ شعر پڑھا۔

سپردم بہ تو مایہ خویش را
تو دانی حسابِ کم و بیش را

اور پھر اس کے بعد فرمایا۔

میں ان تمام لوگوں کے حق میں جو اس طریقہ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ہیں یا اس فقیر سے تعلق رکھتے ہیں، خواہ وہ اس وقت یہاں موجود ہیں یا بیمار پرسی اور عیادت کر کے واپس چلے گئے ہیں، یا بیماری و علالت سے خبر دار نہ ہونے کی وجہ سے یہاں نہیں آ سکے ہیں، دعائے خیر کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس دربار کے فیوض و برکات سے محروم نہ فرمائے اور انہیں ہر دو جہان کے مرادات سے حظ وافر عطا فرمائے، آمین! یہ ملاقات فقیر کی آخری ملاقات ہے خدا پر توکل رکھیں۔

حضرت قبلہ کی زبان مبارک سے پند و نصائح اور فرمودات سن کر تمام حاضرین محفل پر گریہ طاری ہو گیا۔ اس دوران جناب مولوی محمود شیرازی (خلیفہ مجاز حضرت قبلہؒ) نے عرض کی۔ میں آپ پر قربان جاؤں۔ اب جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ از روئے الہام ہے یا مرض و بیماری کی وجہ سے ہے۔ ایک لمحہ کی خاموشی کے بعد حضرت قبلہؒ نے فرمایا۔ میرے اندر اب زیادہ بولنے کی سکت نہیں۔

وصال سے ایک رات پہلے اپنے فرزند ارشد و اسعد سراج الاولیاء حضرت خواجہ مولانا محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے برادر عزیز حضرت خواجہ محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے خلیفہ جناب مولانا محمود شیرازیؒ کو بعد از وفات غسل دینے کی اجازت فرمائی۔

وفات حسرت آیات

۲۲ شعبان ۱۳۱۴ھ کو منگل کے روز بوقتِ اشراق حضرت قبلہ عالم و عالمیان قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس اس عالمِ فانی سے رشتہ تعلق منقطع کر کے رحلت فرمائے دارِ جاودانی ہوئے۔ اور احباب و مریدین سے اپنا ظاہری تعلق توڑ لیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

وصال کے وقت کثرتِ تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) سے تمام وجود جنبش کر رہا تھا اور آخری سانسوں میں کلمہ طیبہ (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) ورد زبان تھا۔ حضرت قبلہؒ کے وصال مبارک سے احباب و مریدین پر رنج والم کے وہ پہاڑ ٹوٹے جن کا بیان حیطہ تحریر سے باہر ہے۔

آں زماں خود آسماں گفت باز میں

گر قیامت راندیستی ببیں

غسل اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد جنازہ مبارک اٹھایا گیا لوگوں کا اس قدر ہجوم ہو گیا تھا کہ چار پائی تک ہاتھ لے جانا دشوار ہو گیا۔ جناب میرا صاحب قلندر (جو بڑے لمبے قد والے اور خوب جسیم تھے) بہ مشکل تمام چار پائی کے ایک پائے کو دو انگلیوں سے چھو سکے۔

ایسا معلوم ہوتا گویا جنازہ مبارک ہوا کے دوش پر جا رہا ہے۔ جنازہ مبارک سے انوار وتجلیات کا ظہور ہو رہا تھا۔ گویا تمام خانقاہ شریف منور ہو گئی۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

حضرت قبلہ کی وفات حسرت آیات کی خبر چند لمحوں میں اطراف و جوانب میں اس قدر جلد پھیل گئی کہ اطراف و جوانب کے سینکڑوں افراد فی الفور جنازہ مبارک میں آ شامل ہوئے۔ اس کے بعد جنازہ مبارک کی چار پائی کو خانقاہ شریف کے صحن میں رکھا گیا۔ اور صفوف کی درستی کی گئی۔ حاضرین کی کثرت و ازدہام کی وجہ سے تمام خانقاہ شریف میں قدم رکھنے کی جگہ تک نہ تھی۔ یہاں تک کے خانقاہ شریف کے باہر صفیں ہی صفیں تھیں۔ نماز جنازہ حضرت قبلہ ؒ کے فرزند صالح و رشید مشہور فی الآفاق حضرت قبلہ خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھائی۔

نماز جنازہ کے بعد حضرت مولانا مولوی محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بلند آواز میں مجمع عام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میں حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دینے میں شریک تھا، کچھ کرامتیں جو حضرت قبلہ سے ظاہر ہوئیں، وقت نہ ہونے کے باعث اس کثیر مجمع میں جن کی تفصیل اور وضاحت نہیں ہو سکتی۔

ظہر کی نماز کے بعد حضرت قبلہ ؒ کے وجود مبارک کو پیر و مرشد حضرت قبلہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک قدموں کے عین سامنے سپرد خاک کیا گیا۔ (پیر و مرشد کی اس عالم فانی کی خدمت و حاضری کے ساتھ ساتھ دار جاویدانی کی حاضری سے جدائی گوارا نہ ہوئی)

حضر قبلہ ؒ کے خادم جناب حقداد خان ترین ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خان حضرت قبلہ کے انتقال پر ملال کے وقت موجود نہ تھے۔ جب ان کو حضرت قبلہ ؒ کے وصال کی تکلیف دہ خبر پہنچی تو وہ یہ خبر پاتے ہی غم و اندوہ کی تصویر ہو گئے۔ ہجر و فراق کے اس شدید صدمے سے مندرجہ ذیل ابیات

ان کی زبان پر جاری ہوئے۔

مرثیہ

برسیہ بختی من شامِ بلا می گرید	از پئی ماتم من ابر فنا می گرید
روز و شب در نظر گشت سراسر تیرہ	دل جدا نالہ کند دیدہ جدا می گرید
تیر خوردم بدل و جان سپر دم افسوس	چہ شد از دیدہء ما صبح و مسا می گرید
وقت تو دیغ ندیدم رخِ نور افشاں را	آں کہ از فرقتِ او خلقِ خدا می گرید
از روئے من ماند کما کان بدل	شب غم از غم محرومئی مامی گرید
مدت العمر اگر گریہ کنم ہست سزا	ہر کسی را کہ فلک زد ابداً می گرید
محرمی حالت محرومی مارا چو شنید	گفت حقداد بہ حقدادہ چرامی گرید

ترجمہ اشعار بزبانِ اردو

تیرے ماتم میں ابر فنا روتا ہے	اور سیہ بختی پر شامِ بلا روتی ہے
دن تو دن ہے مگر رات بھی اندھیاری ہے	دل جدا نالہ کناں ، آنکھ جدا روتی ہے
ہائے افسوس نہ دیکھا رخ انور ہم نے	جس کی فرقت پہ اک خلقِ خدا روتی ہے
مدت العمر اگر روؤں ہے لائق میرے	جس کو مارے ہے فلک وہ آنکھ ابداً روتی ہے

باب سوم
در حالات و واقعات
مخزن اسرار العارفین قطب الواصلین غوث السالکین
خواجہ خواجگان حضرت مولانا حاجی محمد سراج الدین
علیہ رحمۃ رب العالمین
۱۲۹۷ـ۱۳۳۳ھ/ ۱۸۷۹ـ۱۹۱۵ء

مُحَمَّدٌ حُبِيَتْ بِالنُّوْرِ طِيْنَتُهُ
مُحَمَّدٌ لَّمْ يَزَلْ نُوْراً مِنَ الْقِدَمِ

مُحَمَّدٌ حَاكِمٌ بِالْعَدْلِ ذُوْشَرَفٍ
مُحَمَّدٌ مَّعْدِنُ الْإِنْعَامِ وَالْحِكَمِ

صَلّى اللّٰه تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ اول

یہ فصل: غوث السالکین قطب الواصلین حضرت خواجہ محمد سراج الدین نور اللہ مرقدہ الشریف کے سنِ ولادت، حصولِ علم اور اپنے والد بزرگوار و پیر و مرشد حضرت خواجہ محمد عثمانؒ دامانی سے بیعت اور مکمل سلوک سلاسل ثمانیہ حاصل کر کے، خلعت خلافت و اجازت سے مشرف ہو کر مسندِ رُشد و ہدایت پر بیٹھ کر فیاض جہان بننے کے بیان میں ہے

ولادت باسعادت

آنحضور کی ولادت باسعادت ۱۲۹۷ھ بمطابق ۱۸۸۰ء تخمیناً کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ وحید الزمان شیخ الانس والجان مظہر فیض رحمان حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ نے اپنے فرزند اکبر نورِ نظر کا نام محمد سراج الدین رکھا۔ سبحان اللہ۔ آپ اسم با مسمیٰ تھے، دین کے آفتاب تھے تو احسان و عرفان کے مہتاب تھے۔

طلبِ علم

آپ حضور قبلہ کو قرآن مجید پڑھنے کے لیے ملا شاہ محمد صاحب کے پاس بٹھایا گیا۔ نثر و نظم، صرف و نحو، علم منطق، عقائد، علم قرأت، علم فقہ، کنز الدقائق، شرح وقایہ جلدیں اولین، مشکوٰۃ شریف، علم اصول فقہ، نور الانوار، حسامی مسلم الثبوت علم تفسیر، مولوی حسامی شرح وقایہ جلدین اخیرین، ہدایہ جلدین اولین و آخرین کامل تفسیر مدارک، تنقیح الاصول و تلخیص المفتاح، مطول، قرآن کریم کا ترجمہ، صحاح ستہ کامل، سنن ابن ماجہ و ترمذی شریف کامل، ابوداؤد شریف کامل، صحیح مسلم شریف کامل، صحیح بخاری شریف، سنن نسائی۔ یہ سب کتابیں خانقاہ پاک میں موجود بڑے بڑے علماء سے پڑھیں۔ جن میں مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست تھے۔ جب علوم ظاہری سے فارغ ہوئے۔ تو اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ دامانی رحمہ اللہ کے بیعت سے مشرف ہوئے۔ اس وقت آنجناب کی عمر چودہ سال تھی۔ اور مسلسل مقامات سلوک (ولایت صغریٰ و کبریٰ و علیا اور کمالات ثلاثہ و حقائق سبعہ تا دائرہ لاتعین) سب مقامات سلوک نقشبندیہ مجددیہؒ میں خصوصی توجہات اپنے والد بزرگوار قطب دامانیؒ سے لیتے رہے۔ اور اسی دوران میں علم تصوف و سلوک

نقشبندیہ مجددیہ کی مکتوبات حضرت خواجہ خواجگان امام ربانی مجدد ومنور الف ثانی ؒ تینوں جلد اور مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب کے تینوں جلدیں اور باقی کتب تصوف کماحقہ، بالتحقیق والتفصیل اپنے حضرت والد ماجد خواجہ حاجی مولانا محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔اور بفضلہٖ تعالیٰ وبتوجہات شریفہ خواجہ صاحب موصوف ظاہری وباطنی علوم کے سمندرِ بیکراں بن گئے۔

دستار بندی وخلافتِ مطلقہ

جس وقت حضرت صاحب زادہ صاحب مجمع البحار والانوار خواجہ محمد سراج الدین صاحب مطابق حدیث، اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاء کے صحیح مصداق بن گئے تو حضرت خواجہ دامانی قبلہؒ کا ارادہ مبارک ہوا کہ چونکہ صاحبزادہ صاحب نے حضرات ، نقشبندیہ، مجددیہ احمدیہ اور چشتیہ و قادریہ اور سہروردیہ قلندریہ شطاریہ کبرویہ اور مداریہ آٹھوں سلاسل صوفیآءِ کرام میں بھی کمال نسبت حاصل کرلی ہے۔ اور اس بابت جب حضرت خواجہ دامانی قبلہ کو مکمل اعتماد اپنے حضرت صاحبزادہ خواجہ سراج الدین صاحب قبلہ پر آ گیا۔ کہ آگے وہ مریدین کو حسب استعداد ہر سلسلہ میں توجہات اور فیض دے سکتے ہیں۔ تو حضرت قبلہ خواجہ محمد عثمان صاحب خواجہ دامانی قدس سرہ نے اپنے جملہ نامور خلفاء وعلماء کو اور دیگر مخلص احباب مریدین کو جلسہ دستار بندی کے لیے دعوت نامے روانہ فرمائے اور ہر جانب سے اپنے عقیدت مندوں کو جلسہ میں شرکت کے لیے مدعو فرمایا، تاکہ وہ سب اِس پُروقار اور بابرکت تقریب میں شریک ہوں۔ چنانچہ حسب منشاء مبارک اطراف و اکناف سے سب احباب آستانہ عالیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں حاضر ہوئے۔ نماز فجر، ختمات اور معمولات شریفہ سے فارغ ہونے کے بعد، پیر روشن ضمیر حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین المغربین وسیلتنا الی اللہ الاحد الصمد الباری حضرت خواجہ دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے مزار پرانوار کے سامنے یہ اجتماع ہوا۔ اس تقریب سعید کا آغاز قرآن مجید سے ہوا۔

چنانچہ تین ختم کلام اللہ شریف پڑھے گئے۔ اس کے بعد چند خوش الحان قاریوں اور حافظوں نے قرآن کریم کے بعض حصے بآواز بلند تلاوت کئے۔ بعدازیں خواجہ دامانی قبلہؒ بڑی دیر تک اپنے پیر روشن ضمیر جناب حضرت حاجی صاحب قبلہؒ کے مزار شریف کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتے رہے۔ اور حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین صاحب قبلہ کی جانب متوجہ رہے۔ بعدازیں اس توجہ شریف سے فراغت کے بعد ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا مانگتے رہے۔ اور سارے احباب سلسلہ خلفاء

عظام اور علماء کرام اور جملہ مریدین خاص و عام بھی حضور خواجہ دامانی ؒ کی اتباع کرتے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے رہے۔

چنانچہ اس حالت اثناء میں بہت سے احباب پر کیفیت جذب و مستی طاری ہوگئی۔ پھر دوسری بار دعا مانگی کہ اللہ کریم تمام حاضرین اور غائبین مریدین کو طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ کے فیوضات و برکات سے بہرہ ور اور سرفراز فرمائے۔ آمین یارب العٰلمین۔

پھر تیسری بار دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے کہ اللہ جل شانہ، جملہ متوسلین آستانہ عالیہ کے جمیع امور دینی اور دنیوی باحسن وجوہ سرانجام فرمائے۔ اور دعا کا خاتمہ ان الفاظ مبارکہ پر فرمایا۔ آمین یارب العٰلمین، بحرمت النون و الصاد، وبالنبی واله الا بحادعلیه وعلیهم الصلوات والتحیات ـ وصلی اللّٰه تعالٰی علی خیر خلقه محمد واله واصحابه اجمعین برحمتك یارحمه الراحمین۔

دستار بندی

دعاؤں کے بعد حضرت خواجہ دامانیؒ کھڑے ہوگئے۔ اور اپنے دست مبارک سے جناب والا جاہ صاحب زادہ حقائق و معارف آگاہ قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین جناب سیدنا و مولانا حضرت خواجہ محمد سراج الحق والدین صاحب قدس سرہ، کے سر پر دستار مبارک باندھی۔ اس کے بعد حضور قبلہ دامانی نے اپنے لختِ جگر نورِ نظر کو ایک جُبّہ پہنایا اور آپ کی زبان گوہرافشان سے مبارک باد کا لفظ نکلا۔ اور ہر طرف سے حاضرین کی زبانوں سے مبارک باد کی سامعہ نواز صدائیں بلند ہوئی۔ پھر آپ کے اساتذہ کرام کی دستار بندی کی گئی اور مولوی عیسیٰ خان صاحب ولد حاجی قلندر خان پتی خیل سکنہ مڈی، کے سر پر بھی دستار باندھی گئی۔ کیونکہ خان صاحب، حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب کے ہمدرس و ہم محفل تھے۔ فارسی شعر ہے۔

آہن کہ بہ پارس آشنا شد
آنہم بصورت طلاء شُد

اس کے بعد ایک جُبّہ مبارک جناب خلیفہ اجل حضرت لعل شاہ صاحب کو پہنایا۔ کیونکہ ان کو حضرت دامانی قبلہؒ نے اپنی ضمنیتِ اشارت و بشارت اور اجازت سے سرفراز فرمایا تھا۔ پھر مختلف خدام کو دستار بندی کرائی گئی جن کے اسماءِ گرامی یہ ہیں۔

جناب حاجی قلندر خان صاحب رئیس مڈی

جناب حافظ محمد یار صاحب سکنہ پپلاں

جناب قاضی عبدالرسول صاحب سکنہ انگہ

جناب قاضی قمرالدین صاحب سکنہ چکڑالہ

جناب سید امیر شاہ صاحب سکنہ گنجیال شریف

جناب سید اکبر علی شاہ صاحب دہلوی

جناب مولانا نور خان صاحب سکنہ چکڑالہ

جناب مولوی محمد صاحب

جناب قاضی عبدالغفار صاحب سکنہ کلاچی

جناب عبدالمجید صاحب اخوندزادہ

جناب ملا قطار صاحب قوم شیرانی

جناب ملا روئیدار صاحب

جناب مولوی نورالحق صاحب شاہ پوری سکنہ شاہ پور شہر

اس تقریب کا اختتام شرینی کی تقسیم پر ہوا۔ پھر دعا مانگی گئی، یوں یہ محفل حسن خاتمہ کے ساتھ انجام پائی۔ دستار بندی کی تاریخ ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۶ء تھی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

خلافت نامہ

آپ قبلہ نہ صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ حامل تھے بلکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات عالیہ کمالات ثلاثہ اور حقائق سبعہ تا دائرہ لاتعین حقائق الٰہیہ اور حقائق انبیاء کے وارث اور سنگھم تھے۔ آپ قبلہ نے روحانی ترقیات اور عرفانی منازل کو نہ صرف عملاً اور مشاہدۃً حاصل فرمایا تھا، بلکہ آپ نے صوفیاء کرام کے آٹھوں سلسلوں کو (جن کی تفصیل پیچھے گزر چکی ہے) علی وجہ البصیرۃ طے فرمایا تھا۔ اس لیے آنحضور فی الواقع اس قابل تھے کہ سالکین اور مسترشدین کو طرق ہائے ثمانیہ سے جس طریقہ پر چلانا چاہیں۔ چلائیں۔ اور بالآخر وہ وقت آ گیا کہ آپ کے والد بزرگوار قطب زمان حضرت خواجہ حاجی مولانا محمد عثمان صاحب دامانی قبلہؒ نے اپنے نورِ نظر،

لختِ جگر حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب کو اپنا مصلّی (جائے نماز) اور مسند نشینی کے لیے منتخب فرمایا۔

اور جملہ خلفاء اور علماء مریدین کی تسلیک اور تربیت جیسے کام آپ کے سپرد فرمائے۔ اور اس کے لیے خلافت نامہ تحریر ہوا۔ تاکہ حال وقال دونوں حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ غریب النواز خواجہ محمد سراج الدینؒ صاحب کے شاہد وگواہ ہوں۔

درحقیقت جملہ حضرات خواجگان عالی شانؒ کا طریقہ شریفہ بھی یہی ہے۔ اور سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی۔ جو نصوص جلیہ اور خفیہ دونوں سے ثابت ہے۔ جیسے خلافت حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کی۔ جو علم حدیث کے پڑھنے والوں پر مخفی نہیں۔

دراصل یہ ایک ایسا منصب جلیل ہے جو تقلیدی اور علمی ایمان کے علاوہ حق الیقینی، عیانی اور مشاہداتی ایمان رکھنے والوں کو نصیب ہوتا ہے اور جو بارگاہِ الٰہی میں جمعیت اور حضوری کے دولتوں سے مالا مال ہوتے ہیں جن کے پاک باطن پر ایک لحظہ بھی ماسوی اللہ کے خطرات نہیں گزرنے پاتے۔ ان کو مولا کریم کی ذات میں کمال بلکہ اکمل فنائیت نصیب ہوتی ہے۔ ان کا قلب شریف دونوں جہان اور ان کی نعمتوں سے بالکل بے خبر اور آزاد ہوتا ہے۔ اور ان کو صرف اور صرف تمنا اور دیدار مولی جل شانہ کی آرزو جان وجہان اور دونوں مکان سے بے خبر کئے ہوتی ہے، ۔سبحان اللہ۔ ان کی زبان حال رکھتی ہے۔

دل شدہ متبلاء او   ہر چہ کند رضائے او
خواہم کہ در ہوائے تو زیم   خاک شوم زیر پائے تو زیم
مقصود من خستہ زکونین توئی
از بہر تو میرم و برائے تو زیم

یہ انتخاب خالصتہً لوجہ اللہ ہوا اس میں جانبداری یا موروثیت کا شائبہ تک نہ تھا۔ بلکہ یہ ایک نفس الامری حقیقت تھی کہ جو اس عظیم امانت کا حقدار تھا۔ اس کو مل گئی۔ جیسے کہ اللہ کریم پانچویں پارہ سورہ نساء میں فرماتا ہے۔

قرآن:۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا الآیۃ.

ترجمہ:۔ (امیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو کہہ دو) کہ خداوند کریم تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں

اپنے حقداروں کو پہنچاؤ۔

اس انتخاب میں نہ صرف حضرت قبلہ کی بصیرت منفرد تھی بلکہ اس میں پوری احتیاط برتی گئی۔ اور تمام حضرات خلفاء عظام سے نہ صرف مشورہ لیا گیا بلکہ بذریعہ مراقبہ الہامی، من جانب اللہ بھی استصواب حاصل کیا گیا۔ اور بالآخر باتفاق رائے مشاہدہ اور بصیرت کی بناء پر بھی قرار پایا، کہ حضرت قبلہ صاحبزادہ صاحبؒ ہی اس کے قرار واقعی مستحق اور حقدار ہیں۔

کارکنان قضاء وقدر نے جس کو روز ازل سے اس اعزاز کا مستحق قرار دیا تھا اسی کو نصیب ہو گیا۔ اور تمام خلفاء کی موجودگی میں اجازت نامہ گرامی لکھا گیا۔

فَسُبُحَانَ مَنُ خَلَقَ النَّاسَ بِقَدَرٍ۔

خلافت نامہ لکھنے والے خلیفہ مولانا حضرت محمود شیرازیؒ تھے۔

خلافت نامہ (فارسی)

الحمدللّٰہ المرشد علی الاطلاق بالحسنی، الی الدرجة العلیا، والطریقة المثلا والصلوة والسلام علی من استخلفه باالخلافة علی العلمین کافه محمد المبعوث بالهدایة فی مجبوحة النبوة، ومرکز الولایة، وعلی اله واصحابه الاطهار، لاسیما خلفائه الاحرار، مادارت فی محافل الصدق باالحق البلابل، وانتفت سمات البلابل بلغات البلابل۔ **امابعد:**

چون در ترویج طریقت واداے امانتی کہ از حضرات مشائخ کرام مجددیہ عظام ید أبید بتوسط قطب الواصلین وغوث الکاملین قدوۃ الابرار وزبدۃ الاحرار سیدی وسندی وشیخی وامامی وسیلہ یومی وغدی حضرت خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قندھاری بفقیر رسیدہ بود بقدر مقدور تا حال تحریر بذل مجہود وسعی نامحدود کردم فاَدَّیتُ ماقدر اللہ تعالیٰ لی اداءہ الی من یسر اللہ تعالیٰ الاداء الیہ تادرین وقت کہ عمر فقیر بآخر رسیدہ وامارات قُرب اجل موعود ظاہر گردید۔

از مدتے در دل میداشت۔ وبدرگاہ حضرت صمدیت ہمت مسئلت میگماشت کہ در ادائے امانت مذکورہ وترویج نسبت مسطورہ کسے را بلیاقت۔

مقرر کند۔ تاسلک ایں جمیع بوجود او منتظم ماند وسلسلہ ایں معنی بذات او از انقطاع محفوظ گردد۔

تادرین وقت کہ ولد ارشد اسعد محمد سراج الدین ارشدہ اللہ تعالیٰ الی احسن الطریق۔

واسعد حالہ وبالہ ۔ وہو ولی التوفیق بدرجہ بلوغ ورُشد شرعی وعربی رسیدہ ودر علوم ضروریہ معلومات و ملکہ معتد بہا حاصل کردہ۔ ودر نسبت شریف حضرات نقشبندیہ مجددیہ احمدیہ وچشتیہ وقادریہ وسہروردیہ وقلندریہ وشطاریہ ومداریہ وکبرویہ توجہات یافت ونسبت مذکورہ در باطن او متمکن گشت ۔

وبرکات نسبت مذکورہ بدولت تہذیب اخلاق صوفیہ کرام واستقامت برشریعت عالیہ مشرف شد۔

وہمیں معانی راخود نیز در باطن خویش مشاہدہ نمود۔ وجمعی از اصحاب فقیر کہ اہل بصیرت اند بوجدان خویش در اُصول این معانی گواہی دادہ۔

ازغیب بطریق وجدان درخاطر القاشد۔ سابق الذکر رابر مستقر ارشاد طرق ثمانیہ مذکورہ قائم مقائم خود کردہ۔ وخلیفہ مطلق ونائب مناب برحق خویش نمودہ۔

وجعلتُ یدہ کیدی وقبولہ ، قبولی وردہ ردی۔

فرحم اللّٰہ تعالی من عانہ ، وخذل من اھانہ و تربیت جمیع متوسلین

حضرت شیخ بزرگوار موصوف الذکر خویش کہ بدین فقیر محول شدہ بود وجمیع منتسبین خود فقیر راکائناًما کان۔

بالشان حوالت کردم۔ وامید واثق میدارم ۔ کہ متوسلین ایشان ببرکات حضرات کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم الاعلام از برکات مخصوصہ این طریق حظ وافر فرا گیرند۔ وبہ صحبت ایشان از خصائص این قوم نصیبی کامل حاصل نمایند۔ اللھم انصرمن نصرہ واخذل من خذلہ واید بہ الدین۔ واجعلہ اماما للمتقین۔ وارزقہ الاستقامت علی السنۃالسنیۃ۔ والشریعۃالعلمیۃ۔ آمین آمین آمین برحمتك ياارحم الراحمين ، وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

مورخہ ۳ ذیقعدہ الحرام ۱۳۱۱ھ۔

العبدات بعضے از حاضرین کہ بر اصل اجازت نامہ ثبت بوند۔ دریں جادرج کردہ میشوند۔

خلافت نامہ (اردو ترجمہ)

پس بحمد اللہ کہ اس بار کے اٹھانے اور اس سلسلہ قلبی وروحی کو دوسروں تک پہنچانے کے لیے فقیر کے دل میں اپنے فرزند ارشد وار جمند دلبند محمد سراج الدین کے بارہ میں القاء ہوا۔

(اللہ کریم اس کو بلند پایہ راستہ پر چلا کر کامیاب وکامران فرمائے اور وہی نیکیوں کی توفیق دینے والا

ہے۔)

کیونکہ وہ بفضلہٖ تعالیٰ عالم اکمل اور فاضل اجل ہیں۔ اور انہوں نے ظاہری علوم وفنون میں مہارت تامہ حاصل کی ہوئی ہے۔

اور ساتھ ہی انہوں نے فقیر سے جملہ سلاسل اہل باطن یعنی طریقہ نقشبندیہ، مجددیہ، احمدیہ و چشتیہ قادریہ اور سہروردیہ اور چار دوسرے طریقوں شطاریہ، مداریہ، کبرویہ، قلندریہ میں توجہات بھی حاصل کئے ہیں۔ اور نسبت حضرات گرامی ان کے دل میں کامل طور پر متمکن ہوگئی ہے۔ اور وہ اعلیٰ اخلاق اور پسندیدہ اوصاف کے مالک ہیں۔ اور شریعت غراء وسنت بیضآء کے وہ سختی سے پابند ہیں اور دوسروں کو توجہ دینے اور حضرت کی نسبت شریف کو دوسروں کے دلوں میں ڈالنے کی ان کو کامل دستگاہ حاصل ہے۔

اور انوار وتجلیات گوناں گوں اور نسبت ہائے بوقلموں ان کے دل میں درخشاں وتاباں ہیں۔

اور اسی نسبت کو میرے دوسرے احباب نے بھی ان کے باطن میں بوجہ اکمل ملاحظہ کیا ہے اور وہ اس امر کی گواہی دیتے ہیں۔

تو از غیب فقیر کے دل میں القآء ہوا کہ اپنے فرزند موصوف کو طرق ثمانیہ (یعنی آٹھوں سلسلوں) کے اجراء کا کام سپرد کر کے ان کو اپنا خلیفہء مطلق اور اپنا قائم مقام بنا کر اپنا مسند حوالہ کروں۔

پس بحمد اللہ وہ میرے خلیفے ہیں۔ اور ان کا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ ان کا مقبول میرا مقبول ہے۔ اور ان کا مردود میرا مردود ہے۔

اللہ تعالیٰ اس پر رحم وکرم کی نظر فرمائے جو ان کی امداد کرے اور جو ان کی مخالفت کرے۔ خدا اس کو شرمندہ کرے، آمین۔ اور فقیر اپنے پیر ومرشد موصوف الصدر کے جملہ متوسلین کو ان کے حوالہ کرتا ہے۔ اور فقیر کو قوی امید ہے، اپنے فرزند ارجمند ممدوح پر کہ انشاءاللہ وہ طریقہ کو بطریق احسن چلائے گا۔ اور ان کی صحبت شریف میں جو بھی بیٹھے گا۔ وہ مشائخ کرام کے فیوضات وبرکات سے حظ وافر حاصل کرے گا۔

اللھم انصر من نصره واخذل من خذله وايد به الدين۔ واجعله اماما للمتقين۔ وارزقه الاستقامت على السنة السنية۔ والشريعة العلمية۔ آمين آمين آمين برحمتك ياارحم الراحمين، وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه اجمعين۔

مورخہ ۳ ذیقعدہ ۱۳۱۱ھ

العبد
جناب حضرت لعل شاہ صاحب
سید ہمدانی بلاولی سکنہ دندہ
شاہ بلاول بقلم خود

العبد
سید امیر شاہ صاحب ہمدانی
بلاولی بقلم خود

العبد
جناب مولوی نور خان صاحب
بقلم خود سکنہ چکڑالہ
(پنجاب)

العبد
ملا محمد سعید اخوندزادہ صاحب
بقلم خود
برادر حضرت قبلہ غریب نواز

العبد
جناب قاضی عبدالرسول صاحب
بقلم خود سکنہ انگہ
شاہ بلاول وادی سون۔
(سکیسر)

العبد
حاجی قلندخان صاحب
رئیس ٹڈی۔ بقلم خود

العبد
جناب مولوی محمود شیرازی بقلم خود
سکنہ شیراز الحال درویش ایران
حضرت صاحب غریب النواز

العبد
حافظ محمد یار صاحب اعوان
بقلم خود

العبد
حقداد خان صاحب ترین
بقلم خود
(سکنہ ڈیرہ اسماعیل خان)

العبد
میرا صاحب قلندر
سکنہ پشین
بقلم خود

العبد
جناب مولوی حسین علی صاحب
بقلم خود
(پنجاب)

العبد
محمد ربنواز خان صاحب میان خیل
تاجوخیل رئیس موسیٰ زئی لقب
بخان بہادر۔ بقلم خود۔

یہ خلافت نامہ ذی قعدہ کی ۳ تاریخ ۱۳۱۱ھ کو لکھا گیا۔ جب سب حضرات نے زبانی اور تحریری طور پر خلافت نامہ کو دیکھا اور سنا تو ہر جانب سے صدائے دل نواز، مبارک مبارک سامع نواز بلند ہوئی۔ حضرت قبلہ قدس سرہ نے حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب کے سر مبارک پر دستِ شفقت تین بار پھیرا۔ اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے ساتھ یہ منزل بخیر وخوبی سرانجام پائی۔

فللّٰہ الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ ابدًا ابدًا ہ

صنما! کہ بر جمالت دل وجان نثار بادا

چمنا! کہ تا قیامت گلِ تو بہار بادا

فرائضِ خلافت کی ادائیگی

بروز سوموار ۷ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ کو حضرت قبلہؒ نے اپنی حین حیات ہی میں حلقہ ذکر و مراقبہ اور جملہ ختمات شریفہ اپنے احباب متعلقین اور خلفاء ومریدین کے ساتھ بیٹھ کرادا کرنے کا امر فرمایا، چونکہ آپ بسبب ہجوم امراض کے کمزوری کی وجہ سے مسجد شریف تک جانے معذور تھے۔ اور یہ حلقہ ذکر ومراقبہ اور ختمات شریفہ ارکان طریقہ نقشبندیہ مجددیہؒ کے اولین رکن ہیں۔

الحمد للہ والمنۃ کہ پہلے ہی حلقہ میں ببرکات حضرات خواجگان عالیشانؒ عجب تاثیرات ظاہر ہوئیں۔ اور جذب ومستی اور گریہ ومحویت اور بخیودی، سکون وطمانیت جیسے اونچے حالات مشاہدہ میں آئے۔

۷ ربیع الاول ۱۳۱۴ھ کو جو حلقہ ہوا۔ اس کے بعد مسلسل آپ حضرت خواجہ حاجی مولانا محمد عثمان صاحب قدس اللہ روحہ کی وفات حسرت آیات تک رشد وہدایت اور فیضان ولایت کے اس فریضہ کو سرانجام فرماتے رہے۔ اور جس روز حضور قبلہ نے وصال فرمایا۔ اسی شام کو جملہ خلفآء عظام ودرویشان کرام اور مریدین خاص وعام نے حضور حضرت خواجہ حاجی مولانا محمد سراج الملۃ والدین صاحب کے دست حق پرست پر تجدید بیعت فرمائی۔ اور اس طرح حضرت خواجہ موصوف کے دم سے مسند رشد وہدایت اور فیض وافاضت میں از سرِ نو رونق وبہار آئی۔ کہ ایک دنیا دنگ رہ گئی۔ فالحمد للہ علی ذلك

تجدیدِ بیعت

بیعت کی تجدید سنت صحابہ کرامؓ ہے۔ آنحضرت رسالت پناہ ﷺ کے وصال کے بعد

صحابہ کرام نے حضرت صدیق اکبرؓ سے تجدید بیعت فرمائی۔ ان کے وصال کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ سے تجدید بیعت ہوئے۔ اور حضرت فاروق اعظمؓ کی وفات کے بعد صحابہ کرامؓ نے حضرت امیر عثمان ذوالنورینؓ سے تجدید بیعت کی۔ اوران کی شہادت کے بعد صحابہ کرام نے حضرت علی المرتضیٰؓ سے بیعت کی۔

مگر اس طرح بیعت کی کہ وہ بیعت دو جگہ بٹ گئی حضرت علی المرتضی سے بیعت تو ہو ہی گئی تھے۔ مگر حضرت امیر معاویہؓ نے بھی دعویٰ کیا اور اس طرح کچھ صحابہ ان کے بھی بیعت ہو گئے۔ پھر تو نزاع وفساد کا وہ سمندر امنڈ پڑا کہ گروہ بندی ہوئی۔ اور قومت مفلوج ہو گئی۔ امت مسلمہ کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور اشاعتِ اسلام اجتماعیت کے فقدان سے ناتمام رہ گئی۔ مگر پھر بھی اگر اس تجدیدِ بیعت والی سنت کو زندہ رکھا۔ تو اللہ والوں نے اور صوفیاء کرام ہی نے زندہ رکھا۔

متوسلین کی اجتماعیت ایک مرکز اور ایک شیخ کی بیعت کی وجہ سے قائم رہی۔ اور سلاسل ہائے صوفیاء کرام کی اشاعت روز بروز ترقی پذیر رہی۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں فساق وفجار اپنے اعمال بد سے توبہ تائب ہو کر ولایت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ اور زنار کفر وشرک توڑتے ہوئے ایمان و اسلام اپنے گلے میں ڈال کر داخل اسلام ہوئے۔

فسبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تجدیدِ بیعت کا سلسلہ صحابہ کرام، خلفائے راشدین کے اجماع سے ثابت ہے، کچھ حضرات اس مسئلہ میں شک وشبہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تو ان کو اپنے طرز عمل پر غور وفکر کرنی چاہیے۔ فیا للعجب ویا للزریّۃ

کہ آج ایک خانقاہ شریف کے کئی کئی سجادہ نشین ہوتے ہیں۔

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوں اہل نظر گئی

تزکیہ نفوس اور رشد وارشاد کا کام ایک عظیم اور نازک فریضہ ہے۔ اس کی عظمت اہل نظر ہی بجا طور پر جان سکتے ہیں۔

شاعر کہتا ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست　　پس بھر دستے نباید داد دست

بہت ابلیس آدم شکل بنکر　　بھلاتے ہیں پھنساتے ہیں ڈروانسے ڈروانسے

مسندِ خلافت پر جلوہ گری

حضرت قبلہ مولانا خواجہ محمد سراج الدین صاحب قدس سرہ، کی ولادت باسعادت ۱۲۹۷ھ میں ہوئی۔ علوم شرعیہ بالخصوص اور جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ اور علم تصوف کی تکمیل کے بعد خلافت نامہ ۱۳۱۱ھ میں لکھا گیا اس اعتبار سے اس وقت آپ قدس سرہ کی عمر مبارک چودہ (۱۴) سال تھی۔ اللہ اللہ یہ عمر اور یہ کمال۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس میں شک نہیں۔ کہ اس عمر کے باکمال افراد کا ذکر تاریخ میں آتا ہے۔

جیسے کہ علامہ تفتازانی ؒ نے زنجانی کی شرح سعدیہ عربی میں ۱۴ سال کی عمر میں تصنیف فرمائی۔ وہ اگرچہ علوم عقلیہ اور نقلیہ کے امام تھے۔ مگر علم تصوف جو تمام تر عرفان الٰہی کا علم ہے۔ اس سے سراسر عاری تھے۔ اس سے عملاً ان کا کوئی تعلق نہ تھا مگر قربان جاؤں۔ حضرت حاجی صاحب قبلہ قندھاری ؒ اور قطب زمان خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب ؒ دامانی کے توجہات روحانی اور فیوضات بے پایانی نے کہ جن کی نظریات شریفہ اور توجہات منیفہ نے حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین ؒ کی وہ گل کاری کی کہ علاقہ دامان صد رشک چمن بن گیا۔ کیونکہ اس میں حضرت مولانا خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ جیسے گل سرسبد پیدا ہوئے۔

خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ جن کے طفیل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں تازہ بہار آ گئی۔ اور اسم بامسمّٰی یعنی آفتاب نقشبندان کے مبارک لقب سے موسوم ہوئے۔ آپ نہ خود ظاہر و باطن میں روشن تھے بلکہ ظاہر و باطن کے روشن گر تھے۔

فسبحان من فضل الناس بقدر ذلك فضل الله يو تيه من يشآء ـ

سبحان اللہ! آپ کا فیضان، ربانی عرفان کا ایک سیلاب تھا۔ جو چارسو عالم میں تیرہ دلوں کو منور کرتا ہوا بڑھتا چلا گیا۔

۱۳۱۴ھ میں آپ مسند خلافت پر بیٹھے۔ تو اس وقت عمر مبارک سترہ سال تھی۔ آپ

نے اس کم سنی کی عمر میں بار خلافت کو جس خوش اسلوبی اور فرض شناسی سے باحسن وجوہ انجام دیا، یہ آپ ہی کا ایسا کمال تھا جس کی نظیر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔ علمی اور عرفانی کمالات کے کئی پہلو ہیں۔ اور آپ کی ذات گرامی ہر پہلو میں یگانہ روزگار تھی۔

علمی اعتبار سے دیکھیں تو امام زیلعیؒ حنفی صاحب تصنیف ''نصب الرائیہ فی تخریج احادیث الہدایہ'' کے ہم پایہ نظر آتے تھے۔ جرح اور تعدیل میں نظر کریں تو حافظ ابن حجر عسقلانی امام حافظ الحدیث اور زین الدینؒ عراقی کا گمان ہوتا تھا۔

اس کی شہادت اما سرخسی حنفی کی ''المبسوط امام سرخسی'' کی تخریجِ احادیث کا وہ قلمی نسخہ ہے جو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں محفوظ چلا آ رہا ہے۔

''المبسوط امام سرخسی'' مذکور جو حنفی مذہب کا اصل ہے اور تیس جلدوں میں ہے۔ اندازہ فرمائیں۔ کہ آنجناب کا ذوق علمی اور بے پناہ دسترس ہی تھی جو ایک ایسے مشکل اور سخت سے سخت ترین کام کے انجام دینے کا تہیہ کئے ہوئے تھی۔ اور المبسوط کی احادیث کی تخریج ہی کے لیے حضور نے علم اسماء الرجال کی کتابوں مثلاً تہذیب التہذیب، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ اور الاستیعاب وغیرہ اسماء الرجال کی کتابوں کا ایک بے انداز ذخیرہ جمع کر رکھا تھا۔ اگر ملاحظہ ہوں تو کتب خانہ خانقاہ احمدیہ سعید موسیٰ زئی شریف آ کر ملاحظہ فرمائیں، سخاوت اور سیر چشمی اور دریا دلی کا اندازہ یہ فرمائیں کہ آپ کی خانقاہ پر خواجہ احرار قدس سرہ کی خانقاہ کا گمان ہوتا تھا۔

شاہ آن نیست کہ تخت عاجے دارد
بل آنکہ شاہانہ مزاجے دارد

آپؒ الغنی غنی النفس کی مجسم تصویر تھے۔ آپ کے حلقہ ارادت میں خواص و عام کا ایک انبوہ شامل تھا۔ بالخصوص چیدہ چیدہ علماء کرام و فضلاء عظام آپ کے کمالات کے خوشہ چین تھے۔ ان تمام کی سلوک اور مقامات مجددیہ کی تکمیل بھی آپؒ ہی کی توجہ شریف سے ہوئی تھی۔ اور خلافت ناموں سے مشرف ہوئے۔

فی الواقع حضرت خواجہ قندھاریؒ اور حضرت خواجہ دامانی قدس سرہما کا وہ تمام عرفانی میراث اور تمام مراکز یعنی خانقاہیں جب آپ کی تحویل میں آئیں تو ایسی بہار آئی کہ مستان محبت خداوندی کے نظارہ نے چشم دینا کو خیرہ کر دیا۔ اور امراؔ و روسأ پاک و ہند آپ کے فقر و عرفان کے

باج گزار بن گئے۔ اور جناب خان بہادر محمد رب نواز خان رئیس اعظم موسیٰ زئی شریف، حافظ اسد خان نواب ملتان خواجکزئی، محمد امتیاز علی خان و محمد منظور علی خان جاگیرداران بڈہانسی اور نواب زادہ کوٹلہ آنجناب کی نظر کیمیا اثر سے خدا رسیدہ بن گئے۔

جب کبھی ڈیپ شریف (وادی سون) کی خانقاہ شریف میں آپ موسم گرما گزارتے تو یہ علماء و مشائخ خانقاہ شریف کی حدود میں ادب و احترام ایسا بجالاتے کہ جوتیاں اتارے برہنہ پا پھرتے۔ اور ہرگز پہاڑ اور پتھریلی زمین کا انہیں خیال نہ آتا۔ اور یہ صاحبان جتنے دن ڈیپ شریف رہ کر اور رخصت لے کر واپس جاتے تو کئی میل لمبا راستہ اختیار کرتے کہ اپنے پیر روشن ضمیر سراج منیر کی خانقاہ کو پیٹھ نہ ہو جائے، اور بے ادب نہ بن بیٹھیں۔ سبحان اللہ۔

مولانا روم صاحب نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

ادب تا جیست از لطفِ الٰہی

بینہ برسر برو ہر جاکہ خواری

کہ الطریقہ کلمہ ادب، یعنی طریقت تمام تر ادب کا نام ہے۔ خلیفہ سید محمد شاہ صاحب دندوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب خانقاہ ڈیپ شریف آنجناب قدس سرہ الاقدس کی خدمت مبارکہ میں حاضری دینے کے لیے تشریف لاتے تو ننگے پاؤں حدود خانقاہ شریف میں پھرتے اور جب رات کو سوتے تو بطرف جنوب پاؤں لمبے نہ کرتے۔ کیونکہ اسی طرف آپ رحمۃ اللہ علیہ ہی کا حرم خانہ محترم تھا۔

یاد رہے! کہ ایک مخلص مرید پر حدود شرعیہ میں اپنے حضرت شیخ کا ادب لانا واجب ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ سوتے وقت اپنے پاؤں دہلی شریف کی طرف نہ کرتے۔ اور اسی طرح حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس طرف پاؤں نہ کرتے جس طرف ان کے استاد حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کا گھر تھا کہ یہ ان حضرات کو سوء ادب نظر آتا تھا۔ بقول علامہ اقبال۔

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اسی طرح منازل تصوف میں فنائی الشیخ جو کہ روحانی سلوک و تصوف کا پہلا زینہ ہے اور بقاء باللہ جو آخری منزل معرفت اور عرفان الٰہی کی ہے۔ ادب کے بغیر کیسے طے ہو سکتا ہے۔

خانقاہوں کی وسعت اور تعمیر جدید

آپ قدس سرہ نے تمام خانقاہوں میں ترمیم فرمائی۔ زائرین اور واردین کی تسکین، طمانیت، سہولت اور آرام کے لیے بہت کچھ اضافے فرمائے، مثلاً اول تو خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں بے حد وسعت فرمائی۔ زائرین و مریدین و ذاکر و درویشوں کے لیے مسجد شریف خانقاہ کے پیچھے ایک بڑی سرائے بنوائی۔ جس میں پندرہ سولہ کمرے تھے اور اپنے صاحبزادگان گرامی اور علماء عظام کے لیے دو پختہ کمرے اور شش دری پختہ متصل مسجد کے دائیں بنوائے۔

اور ایک وسیع کتب خانہ، اور مدام ذکر و توجہ کے لیے ایک عالیشان بنگلہ اور لنگر خانہ شریف جس میں روزانہ پانچ سو سے بھی زیادہ زائرین و واردین اور خلفاء عظام اور علماء کرام کی طعام و قیام کے لیے بنوائے۔

اور خانقاہ عثمانیہ سراجیہ بمقام ڈیپ شریف (وادی سون سکیسر) ضلع خوشاب میں علاوہ کئی مکانات کے آبنوشی اور طہارت وصلواۃ کے لیے ایک وسیع مسجد شریف اور ایک کنواں تعمیر کرایا۔ جس کے کھنڈرات ابھی تک باقی ہیں یہ کنواں آج بھی "چاہ عثمانی" کے نام سے علاقہ بھر میں مشہور ہے جس کی بلندی تقریباً ایک سو بیس فٹ (۱۲۰) ہے۔ اس کی دیواریں گھڑے ہوئے پتھروں اور پختہ چھوٹی اینٹوں سے بنی ہوئی ہیں۔ اور مٹی کی جگہ ان دیواروں کی چنائی چونہ اور گیرو سے کروائی گئی ہے۔ جو آج کی سیمنٹ کی چنائی کو شرمندہ کرتی ہے۔ اور پھر رہٹ بنوایا سانڈھ جوت کر نیچے سے پانی اوپر آتا۔ اور ساتھ ہی ایک بڑے پختہ حوض میں پہنچتا۔ جس کی تعمیر میں لمبی لمبی پختہ اینٹیں اور چونہ گیرو استعمال کیا گیا جس کا فرش آج بھی باقی ہے۔ اور حوض سے پانی آگے مسجد شریف اور لنگر خانے کو مٹی کی پختہ نالیوں کے ذریعے پہنچتا۔ جو تمام ضرورتیں محل سرائے، مسجد شریف اور لنگر خانے کی پوری کرتا۔ ایسی طبع دار اور نادر واٹر سپلائی کا نمونہ تھا جس کا تصور آج اس ترقی یافتہ دور میں ایسی جگہ اس سے بہتر نہیں کیا جا سکتا۔ اہل اللہ کی قوت ایمانی اور فراست روحانی دیکھئے کہ جناب والا نے اس خانقاہ شریف کو واردین، زائرین اور متوسلین کے لیے ظاہری اور باطنی اعتبار سے خلد بریں کا نمونہ بنایا تھا۔

بہشت آنجا کہ آزارے بناشد
کسے را با کسے کارے بناشد

سبحان اللہ ! جناب والا کی شان فقیری اور خدا آ گاہی ایسی تھی جس پر سینکڑوں کجکلاہوں کی شانیں قربان ہوں۔

ایک بزرگ کراچی سے پہلی مرتبہ وادی سون تشریف لارہے تھے ان کی گاڑی پختہ سڑک پر رواں دواں تھی جب خانقاہ ڈیپ شریف کے محاذ پر پہنچی تو اپنے احباب کو فرمانے لگے۔ بھائیو! یہاں سے تو شاہباز ولی اللہ کے نشمین کی خوشبو آ رہی ہے۔ حالانکہ خانقاہ شریف سڑک سے میل سوا میل پہاڑ میں آنکھوں سے اوجھل تھی۔

سورہ بنی اسرائیل کی اولین آیت سُبحانَ الَّذِی اَسرٰیٰ بعَبدہٖ لیلاًمنَ المَسجدِ الحَرَام اِلَی المَسجدِ الاَقصیٰ الذِی بارَکنا حَولَہ۔

اِلَی المَسجدِ الاَقصیٰ الذِی بارَکنا حَولَہ پرغور فرمائیں۔ کہ اس کا تعلق واقعہ معراج نبوی سے ہے۔ خود مسجد اقصیٰ کا یہ حال تھا کہ جابجا شکستہ تھی ۶۰ سال پہلے ایک ظالم یونانی بادشاہ نے اسے منہدم کرایا تھا۔ اس وقت یہ جگہ کوڑے کرکٹ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ مگر اس حالت میں بھی وہ برکاتِ ربانی کی مرکز تھی۔ اور اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کو اپنی آنکھوں سے ایسا دکھایا کہ آنجناب بزبان وحی بول اٹھے۔ سُبحَانَ الَّذِیٓ تا بارَکنَا حَولَہٗ۔

اسی طرح اس بزرگ کا کہنا بھی ایک حقیقت تھی جو اپنی دل کی آنکھوں سے دیکھ کر بول اٹھے۔

اس فقیر (حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجیؒ) نے بیس پچیس سال سے حسب مقدور موسم گرما میں قیام کے وقت ان مٹے ہوئے مقامات مقدسہ کی رفتہ رفتہ تعمیر کر رکھی ہے جس سے خانقاہ سراجیہ ڈیپ شریف کی ترقی روز افزوں ہو رہی ہے۔ چنانچہ مسجد کی جدید تعمیر خوبصورت اور خوشنما سفید گھڑے ہوئے پتھروں عمدہ عمدہ گاڈروں اور اونچے اونچے میناروں سے مکمل ہو چکی ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ چاہ عثمانی از سرنو تعمیر زیر غور ہے۔ اللہ تعالیٰ مقدس نشانات نو کی تعمیر کی توفیق عنایت فرمائے۔ فی الحال چاہ عثمانی کے بجائے فقیر نے ایک دہ (۱۰) در دہ (۱۰) حوض پختہ سیمنٹڈ تیار کرایا ہے۔ اور بذریعہ انجن پانی حوض تک پہنچایا ہے۔ حوض مسجد کے پیچھے واہنٹر سے تقریباً ایک سو بیس فٹ کی بلندی پر واقع ہے جس میں بفضلہٖ تعالیٰ وافر مقدار میں پانی موجود رہتا ہے۔ جو اندر گھر اور باہر مسجد کے لیے اور وضو کے کام میں خرچ ہوتا ہے۔

فالحمد للہ علی ذلك حمدًا كثيرًا طيباً مباركاً فيه

زیارتِ حرمین شریفین

حضرت خواجہ سراج الدین قدس سرہ نے حج بیت اللہ شریف ۱۳۲۴ھ شوال میں ۴۵ اونٹوں کے قافلے کی شکل میں ادا کیا۔ اس سفر میں آپ کے قافلے میں ۳۶ لوگ شامل تھے۔

دخولی در روضہ اقدس رسول اللہ ﷺ

یعنی وہ احوالِ مختصرہ جو حضرت قبلہ و کعبہ قدس سرہ العزیز سے حضرت سرور کائنات مفخر موجودات ﷺ کے روضہ اطہر میں داخل ہونے کے لیے وقت صدور پائے تھے۔

حاجی ملا صدرو صاحب نے بیان فرمایا کہ حج بیت اللہ شریف کے سفر میں خاکسار بھی حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے ہم رکاب تھا۔ جن دنوں میں حضرت قبلہ عالم مدینہ منورہ میں اقامت پذیر تھے۔ تو ایک دن آپ نے غسل فرمایا اور حضرت سرور کائنات ﷺ کے روضہ مبارک کی جانب تشریف لے گئے۔ ہم دو تین اشخاص بھی حضور کے ساتھ تھے۔ جب حضرت قبلہ و کعبہ روضہ شریف کے مجاوروں سے ملاقی ہوئے۔ تو انہوں نے تھوڑی دیر گفتگو کے بعد حضرت قبلہ کے کپڑے لے لیے اور عربی لباس پہنا دیا۔ دائیں ہاتھ کی آستین کو آپ کے بازو پر رکھا۔ اور ایک جلتی ہوئی موم بتی آپ کے ہاتھ میں دے دی۔ پھر آپ روضہ مطہرہ سید الکونین ﷺ میں داخل ہوئے۔ داخل ہونے سے پہلے اسی موم بتی سے آپ نے دو قندیلیں مزید روشنی فرمائیں۔ اور دیر تک جناب باری تعالیٰ جل شانہ عظیم اور حضرت محبوب رب العالمین شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین ﷺ کی بارگاہ میں دعا اور زاری فرمائی۔ پھر پورے ادب سے وہاں سے رخصت ہو کر باہر تشریف لائے۔ اور نئے کپڑے مجاوروں کو واپس دے کر اپنا لباس کو زیب تن فرمایا۔ اور حتی الوسع وہاں کے مجاوروں کو شکرانہ عطا فرمایا۔ اور پھر ایک جگہ گوشے میں بیٹھ کر قاضی قمر الدین صاحب کو شرف بیعت سے نوازا اور پھر اس ناچیز کو بھی بیعت تجدید سے مشرف فرمایا۔ اور پھر اپنی جگہ پر تشریف لائے۔ عاجز نے حضور کی روانگی کے بعد مبلغ ۲ روپے کی کھجور (خرما) خرید کر برائے شکر گزاری فی سبیل اللہ مساکین میں تقسیم کئے۔ کہ خداوند کریم نے ہمارے آقا و مولیٰ کو اس نعمت عظمیٰ سے مشرف فرمایا۔ موم بتی جلانے کی وجہ یہ تھی۔ کہ گویا ہمارے حضرت قبلہ خادموں کی مانند حضرت سرور عالم ﷺ کی خدمت گزاری کے لیے داخل ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ پہلے زمانہ کے امراء اور سلاطین میں سے ایک شخص بلا لحاظ بندگی اپنی شان و شوکت کے ساتھ حضور سرور عالم ﷺ کے روضہ اطہر

مطہرہ میں داخل ہوا ہی تھا۔ کہ اس کو اُس جائے شریف کے انوار اور تجلیات نے بالکل جلا کر رکھ دیا تھا۔ اور وہ وہاں سے زندہ باہر نہیں آیا۔ کسی نے کیا خوب فرمایا ہے۔

ادب تا جیست از لطف الٰہی

بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

ترجمہ: ادب لطف الٰہی کا تاج ہے۔ جب بھی سر پر رکھو گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی بارش آپ پر ہو گی۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ترجمہ: ادب آسمان کے نیچے رہنے والی کائنات میں سب سے زیادہ نازک تر ہے۔ جنید اور بایزید بھی بارگاہ الٰہی میں دم بخود ہیں۔

ذالك فضل الله يو تيه من يشاء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ دوم

یہ فصل: آپ کے ملفوظات، نصائح شریفہ
اور خلفاء کرام کے بیان میں ہے

ملفوظاتِ بزرگان دین سے جو فیض مریدین اور خلفاء عظام و منسلکین طریقہ عالیہ کو حاصل ہوتا ہے۔ وہ حد تحریر سے باہر ہے۔ اور قلم اس کے بیان سے قاصر ہے، ایک تو سارے سلوک اور فقر کی مشکل مقامات کی تشریح ان کو حاصل ہو جاتی ہے جو مدام ان کے دل کو کھٹکتا رہتا ہے۔ دوسرا بزرگان دین کو جو احوال فقر کے دوران حاصل ہوتے ہیں مثلاً احوالِ توحید میں مشکل اصطلاحات جو حال سے بھی تعلق رکھتے ہیں اور قال سے بھی جیسے توحید وجودی، توحید شہودی، حقائقِ الٰہیہ اور حقائقِ انبیائیہ وغیرہ ان سب کی تشریحات ان کی زبان فیض ترجمان سے صادر ہو کر منسلکین کے لیے باعث تشفی و تسلی ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے حضرت قبلہ کے ملفوظات شریفہ بھی ہیں جن میں طالبانِ طریقت کے لیے بہت کچھ سامان موجود ہے چند ایک ملفوظات درج کئے جاتے ہیں۔ جو اپنی جگہ جواہر پارے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ملفوظ اول

آیت شریفہ یُحِبُّونَهُم كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ ۔ پڑھتے ہوئے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ کی محبت کا جذبہ رکھنا ایک تو مأمور شرعی اور دوسرا منصوص قرآنی ہے۔ مفسرین اس کا بیان کرتے ہیں اور اس کے لوازم اور آثار کی بھی تشریح کرتے ہیں۔ مگر عشق و محبت کی حقیقت یہ ہے، کہ سالکین کرام جب عشق و محبت کی انتہاء پر پہنچتے ہیں تو وہ رب العزت جل شانہ کی دیدار میں پگھلتے رہتے ہیں۔ اور مدام آہ، نعرہ ھَی ھَی، بے حد گریہ اور استغراق جیسے صفات جو عشق کے مظاہر ہیں، ان میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کو بجز دیدار محبوب حقیقی جل شانہ کے سکون و قرار حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور وہ اس دنیائے فانی میں حاصل نہیں ہوسکتی جیسے کہ آیت قرانی لَاتُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۔ سے ظاہر ہوتا ہے۔

عاجز فقیر کہتا ہے کہ سبحان اللہ! عشق کے ایسے مظاہر شیخ روز بہان بقلی شیرازیؒ جو

حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہما کے شیخ اور پیر و مرشد تھے۔ بوجہ اکمل ظاہر تھے جن کے احوال میں حضرت مولانا حاجی صاحب نفحات میں تحریر فرماتے ہیں۔ کان صاحب ذوق واستغراق ووحد دائم، لا یسکن لوعته ولا یرقأ دمعته، ولا یطمئن فی وقت من الاوقات، ولا یسلو ساعۃمن الحین والزفرات یتأوہ کل لیلۃ بالبکآء والعوائیل۔

ملفوظ دوم

فرمایا۔ انسان اُنس سے ماخوذ ہے اور اُنس اُس کی فطرت میں موجود ہے۔ لہٰذا ذات حق عزاسمہ سے اُنس رکھے۔ بود و نابود، موت وحیات، معاش و معاد ہر معاملہ میں انسان اس کا محتاج ہے۔ صرف اس کی ذات پاک سے ہر لحظہ، ہر لمحہ، ہر دقیقہ اور ہر ثانیہ اُنس رکھے۔

(عاجز فقیر) کہتا ہے کہ انسان کے بارے میں اللہ کریم قرآن کریم میں فرماتے ہیں۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْم

ملفوظ سوم

مولانا غلام حسین صاحب کانپوری نے عرض کی۔ حضور! ہر پیر و مرشد کا دستور ہے۔ کہ ایک خاص وقت اور حجرہ اپنی عزلت نشینی کے لیے مقرر کرتا ہے۔ لیکن آنحضور ہر وقت ہم غلاموں کے ساتھ خلط ملط رہتے ہیں۔ اور آنحضور کا عزلت اور گوشہ نشینی کا کوئی معمول نہیں تو جوش میں آ کر ارشاد فرمایا۔ تم لوگ معرفت اور عرفان کو خلوت اور عزلت میں منحصر جانتے ہو مگر یہ معاملہ عنایت خداوندی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ شعر پڑھا۔

خود بخود آن مہ دلدار بہ بری آید
نہ بزور و نہ بزاری نہ بہ زر می آید

ترجمہ: یعنی محبوب خود بخود جلوہ میں آ کر اپنا دیدار کراتا ہے۔ اور محبوب کی جلوہ گری نہ کسی کے زور سے میسر ہوتی ہے اور نہ زاری وزر سے۔

ملفوظ چہارم

ارشاد فرمایا کہ جو صاحب ورد نہیں۔ وہ حیوان سے بھی بدتر ہے۔ تو اس پر ایک خلیفے مولانا عبدالاحد نے عرض کیا۔ حضور! یہ کوئی اختیاری امر تو نہیں تو حضور جوش میں آ کر ارشاد فرمانے لگے۔ کہ مولانا! جیسے دنیا کے حصول کے لیے وسائل اور حیلے تلاش کرتے ہو۔ اسی طرح

حصولِ درد کے لیے بھی وسائل اور ذرائع تلاش کرو۔ اگر کوئی شخص خلوصِ نیت سے دیوانِ حافظ اور مثنوی شریف کا مطالعہ کرے گا اور شیخ کامل کے ساتھ رابطہ بھی رکھے گا۔ انشاءاللہ ان کے فیوضات اور برکات سے ہرگز محروم نہیں رہے گا۔

ملفوظ پنجم

ارشاد فرمایا۔ محبت خداوندی مامور شرعی ہے اس کے بغیر حلاوت ایمانی ہرگز نصیب نہیں ہوسکتی۔ حرام وحلال جائز و ناجائز میں کمال اتباع سنت چاہیے۔ اللہ کے فضل سے خانقاہ شریف میں اکثر اہلِ علم کا مجمع رہتا ہے۔ بحمد اللہ! سنت سنیہ سے ایک قدم بھی پس و پیش نہیں ہوتا۔ میرے حضرات کا معمول رہا ہے کہ جمیع مسائل حرام وحلال میں شریعت اور سنت سنیہ کی کمال پابندی کو اپنا نصب العین جانتے ہیں۔

ملفوظ ششم

حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاو کرامۃً کے سفر مبارک میں ایک منزل پر جب قیام کیا۔ تو صرف فرض ادا فرمائے اور سنتیں چھوڑ دیں۔ احباب کی قطع وساوس کے لیے ارشاد فرمایا کہ آنحضرت سرور کائنات ﷺ نے بھی اس مقام پر سنتیں نہیں پڑھی تھیں، اس لیے اس فقیر نے حضور پاک ﷺ کی اتباع میں سنتیں پڑھنی چھوڑ دی ہیں۔ کیونکہ جملہ ثواب اور خیر و برکات حضور ﷺ ہی کی اتباع سے نصیب ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے اہل اللہ کی محبت اور اتباع کی۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ دوران سفر اُن مقامات پر بھی سواری سے اترتے۔ جہاں آنحضرت ﷺ طبعی ضرورت کے لیے سواری سے اترتے تا کہ حضور ﷺ کی سنت پر عمل ہو۔ گو کہ طبعیہ ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح آپ قبلہ نے سنت سنیہ پر عمل کرنے پر وہ انعام پایا، کہ گنبدِ خضراء روضہ اطہر میں دخولی سے مشرف ہوئے۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ شعر

کسی کو طُور میسر، کسی کو طُور نصیب
جدا جدا ہے تجلی نظر نظر کے لیے

ملفوظ ہفتم

آپ قبلہ قدس سرہ کو علوم عقلیہ ونقلیہ کے علاوہ علم عرفان وتصوف میں وہ راسخ ملکہ مولیٰ کریم نے عطا فرمایا تھا۔ کہ آپ کی مجلس شریف میں جید علماء اور فضلاء بھی انگشت بدندان رہ جاتے

تھے۔سورہ احزاب کی اس آیت شریف وَ حَمَلَهَا الإِنسَانُ اِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا کی تفسیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، کہ انسان اپنے نفس پر ظلوم اس واسطے ہے کہ اس نے اپنے نفس کو خواہشات اور مقتضیات سے محروم رکھا ہوا ہے۔اور اپنی انانیت کو فناء کر کے اپنے آپ کو کالعدم سمجھ رکھا ہے۔اور وہ جہول اس واسطے ہے۔کہ اس کو ذات حق جل شانہ میں فنائیت کمال حاصل ہے کہ سارا جہان اور جہان کی سب چیزیں اس کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئی ہیں۔اور سوائے ذات حق جل جلالہ کے اس کو اور کچھ بھی نظر نہیں آتا یہاں تک کہ اپنا وجود بھی۔ وہ جدھر بھی دیکھتا ہے ادھر اسے ذات حق جل شانہ کی ذات پاک جلوہ گر نظر آتی ہے۔جیسے کہ ایک شاعر نے کہا ہے۔

مجھے اور جہان سے ہے کام کیا
جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

حضرت قبلہ ! کے اس ملفوظ شریف کے راوی مولانا عبدالحکیم صاحب مندوخیل پٹھان سکنہ کوہی بھارہ استرانہ ہیں۔ یہ ملفوظ حضرت کا بیان فرما کر پھر آگے مولانا صاحب موصوف فرماتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر کو جیسا کہ حضرت قبلہؒ نے بیان فرمائی تھی میں نے مولانا جامی صاحبؒ کے رسالہ ''لوائح جامی'' میں بھی ایسا ہی پایا مولانا جامی صاحبؒ کے فارسی ابیات یہ ہیں۔

ابیات فارسی

غیر انسان کش نہ کرد قبول ! زانکہ انسان ظلوم بود جہول
ظلم اُو آنکہ ہستی خود را ساخت فانی بقائے سرمد را
جہل اُو آنکہ ہر چہ جز حق بود صورت اُو زِ لوح دل بر بود
نیک ظلمے کہ عین معدلت است نغز جہلے، کہ معرفتِ است

مولانا عبدالحکیم صاحبؒ موصوف فرماتے ہیں کہ میں نے جب ظلوم و جہول کی بابت مولانا جامی صاحبؒ کے یہ اشعار سنائے۔تو حضرت قبلہ فرمانے لگے۔مولوی صاحب! فقیر نے اِس وقت تک یہ ابیات نہ کہیں دیکھے ہیں نہ سنے۔قربان جایئے! حضرت قبلہ کے بے پایاں علم کے کہ سبحان اللہ! مسائل عقلیہ و نقلیہ میں بحرِ بیکراں تھے۔

ملفوظ ہشتم

مولانا عبدالحکیم موصوف فرماتے ہیں کہ ایک روز بندہ حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت

میں حاضر ہوا تو حضرت قبلہ فرمانے لگے۔

مولوی صاحب! کوئی حالت بھی اس حالت کی برابری نہیں کر سکتی جس میں بندہ خداوند تعالیٰ کا ہو کر رہے۔ خواہ ایک لمحہ قدر بھی ہو (یعنی سیکنڈ قدر) سیکنڈ۔

شاعر خاقانی نے ایک شعر میں بیان کیا ہے۔ شعر۔

پس ازسی سال ابن معنی محقق شد بہ خاقانی

کہ یکدم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی

ملفوظ نہم

ایک دفعہ جناب مولوی غلام حسین صاحب کانپوری نے عرض کی۔ قبلہ! حضور کی عادت آج کل کے پیروں جیسی نہیں۔ ان کی عادت ہے کہ وہ عبادت کے لیے ایک خاص وقت مقرر کرتے ہیں۔ جن میں وہ کسی کو اپنے پاس نہیں چھوڑتے۔

اور ایک خاص وقت مقررہ پر مریدوں سے ملتے ہیں اور حضور کا تو یہ حال ہے کہ ہر وقت ہم غلاموں کے ساتھ اختلاط رکھتے ہیں۔ حضور نے خلوت اور اشغال واذکار کیلئے کوئی علیحدہ وقت مقرر نہیں کیا۔

مولانا موصوف کا یہ کلام سنتے ہی جوش میں آ کر فرمانے لگے۔ کہ تم لوگ معرفتِ الٰہی کو خلوت گزینی اور گوشہ نشینی میں منحصر جانتے ہو۔ بلکہ یہ معاملہ عطائے الٰہی پر منحصر ہے پھر آپ نے اسی جوش میں یہ شعر پڑھا۔

خود بخود آن مہ دلدار ببرمی آید

نہ بزور نہ بزاری نہ بزرمی آید

ترجمہ اردو

خود بخود وہ مہ دلدار نظر آتے ہیں

نہ بزور نہ بزاری نہ بزر آتے ہیں

یہ شعر پڑھتے ہی آپ کا چہرہ ایسا متغیر ہوا کہ آپ کے چہرہ انور سے حضور سرور کائنات ﷺ کا حلیہ مبارک جیسے کہ شمائل حدیث کی کتابوں میں لکھا ہے نظر آنے لگا۔ تو سب محفل کے علماء اور خود مولوی غلام حسین موصوف اپنی اس بے ادبی اور گستاخی سے تائب ہوئے۔

اوران کو حضور کے کمالاتِ عالیہ اور معرفتِ الٰہیہ کا کامل یقین ہوا۔ ہمارے خواجہ جہان خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ فرماتے ہیں۔

از درون شو آشنا وز برون بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہان

ترجمہ اردو: اپنے دل سے باخبر باہر سے تو بیگانہ ہو

ملفوظ دہم

آپ نے فرمایا اگر مرید کو اپنے پیر کا کوئی کام خلاف شریعت نظر آئے۔ تو وہ پیر پر ہرگز اعتراض نہ کرے بلکہ اس کے کام اور کلام کی تاویل کرے۔ اگر اس کا فعل حالت سکر پرمبنی ہو۔ اور وہ کام گناہ کا ہو۔ تو مرید کو چاہیے کہ اس کے فعل اس کے کام پر عمل نہ کرے مگر اس کی ولایت کا ہرگز انکار نہ کرے۔ حضرت ماعزؓ جو حضور ﷺ کے اصحاب کرام سے تھے ان سے گناہ صادر ہوا اور وہ زنا کے مرتکب ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کو رجم کیا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کبیرہ ولایت کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔ کیونکہ نبی معصوم ہوتا ہے مگر ولی معصوم نہیں ہوتا مگر یاد رکھنا چاہیے کہ جس پیر کا کام ہی بدکاری کرنا ہو اور وہ فسق اور گناہوں میں شرابور ہو۔ وہ ولی ہو ہی نہیں سکتا۔ تو ایسے پیر کا کلام، تاویل کے قابل بھی نہیں اور نہ وہ پیر، پیری کے قابل ہے۔

ملفوظ یازدہم

آپ نے فرمایا اگر اپنے پیر سے اس کو کوئی دوسرا کامل پیر نظر آیا۔ یا ایک ادنی سی خصوصیت بھی اپنے پیر سے اس دوسرے پیر میں زیادہ پائے۔ تو مرید کو چاہیئے کہ وہ اپنے پیر سے اجازت لے کر اس دوسرے پیر کا مرید ہو جائے۔ اور اس سے توجہ باقیماندہ مقامات کی حاصل کرے۔ اس کو اجازت ہے، نہ اس میں کوئی گناہ ہے اور نہ اس سے پیر اول کی پیری میں نقص خیال کرے بلکہ یہ سمجھے کہ سابقہ پیر اسی قدر حصہ میری قسمت میں لکھا ہوا تھا۔ ہرگز اپنے پیر کو ناقص نہ سمجھے اگر ایسا خیال کیا تو معاذ اللہ وہ پیر ثانی کا بھی فیض حاصل نہیں کر سکتا۔

ملفوظ دوازدہم

آپ نے فرمایا کہ پیر کے حقوق سب حقداروں سے زیادہ ہیں۔ خواہ والدین ہوں یا استاد ظاہری ہو یا اپنے رشتہ دار بہن بھائی، اساتذہ، خویش واقرباء ہوں۔ سب سے پیر کے حقوق

زیادہ اور سب سے پیر کے حقوق کو اولین فوقیت حاصل ہے۔ ولادتِ ظاہری اگرچہ والدین کی طرف منسوب ہے۔ مگر ولادتِ حقیقی روحانی پیر ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ ولادتِ ظاہری کو چند روزہ زندگی حاصل ہے۔ مگر ولادتِ حقیقی روحانی ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ پیر ہی تو ہے جس کی توجہاتِ شریفہ سے مرید کی پوشیدہ نجاستیں دور ہو جاتی ہیں۔ اور ماسوی اللہ کے آلائشوں سے پاک و صاف ہو کر خدائے عزوجل تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ پیر ہی تو ہے جو مرید کو گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکال کر مولاء کریم کی جناب میں حاضری کے قابل بنا دیتا ہے۔ اُس وقت اُس کا نفس سرکشی سے باز آ جاتا ہے۔ اور مرید صحیح معنوں میں اسلامِ حقیقی کی دولت سے مشرف ہو جاتا ہے۔

ملفوظ سیزدہم

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مُرید کو اس کے باپ اور اولاد اور سارے لوگوں سے بڑھ کر پیار ہونا چاہیے۔ مرید پر اپنے شیخ کے ساتھ بے انتہا محبت رکھنی واجب ہے۔ اس وجوب کی دلیل قیاس ہے کیونکہ خداوند کریم عزوجل نے حضور ﷺ کی محبت ساری اُمت پر واجب فرمائی ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ''مومن مومن نہیں بن سکتا جب تک میں (حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) اس کو اس کے والد اور اولاد اور باقی سب لوگوں سے پیارا نہ ہو جاؤں'' ۔محبت کے وجوب کی یہ دلیل ہے کہ وہ اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وسلم نہ ہی مقصود بالذات تھے اور نہ ہی معبود بالذات بلکہ درمیانی واسطہ تھے۔

اصلی مقصود اور معبود بالذات تو خداوند کریم ہی کی ذات ہے جیسا کہ آیت قرآنیہ ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ۔ سے ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کی ذات پاک خیر البشر تھی۔ مگر واسطہ تھے اللہ کریم کی ذات تک پہنچانے کی۔ اور اسی طرح یہ وجہ شیخ میں بھی پائی جاتی ہے۔ کہ وہ مولا کریم کی ذات تک پہنچانے کا ایک واسطہ ہے۔

پس فرع کے لیے اصل کا حکم ثابت ہوا۔ اور وہ حکم یہ ہے کہ شیخ کے ساتھ بھی ایسی محبت رکھنی واجب ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے جیسا کہ آیت مبارک مذکورہ سے ثابت ہے۔

ملفوظ چہاردہم

آپ نے فرمایا کہ ممکنات دو قسم ہیں۔

عالم خلق، جو مٹی۔ پانی۔ ہوا اور آگ اور ان سب کا مجموعہ اور عطر خالص لطیفہ نفس ہے۔

اور دوسرا قسم عالم امر ہے۔ اور وہ قلب۔ روح۔ سر۔ خفی اور پانچواں لطیفہ اخفیٰ ہے۔

عرش ان دونوں عالموں کے مابین ایک برزخ ہے۔ اور جیسا کہ ظلال اسما وصفات الٰہیہ، ولایت صغریٰ کہلاتی ہے۔ اسی طرح صفات باعتبار ظہور ولایت کبریٰ کہلاتی ہے اور صفات کا باعتبار بطون ولایت علیا نام رکھا گیا ہے۔

اور یہ تمام کشف کے ذریعہ ایک دائرہ کی شکل میں دکھائی دیتی ہیں اور اسی طرح ممکنات بھی بشکل دائرہ نظر آتے ہیں۔ دائرہ کی قوس تحتانی عالم خلق ہے۔ اور قوس فوقانی عالم امر ہے۔ اور عرش دائرہ کا ایک قطرہ ہے۔ جس کے اوپر کا حصہ عالم امر کہلاتا ہے اور نچلا حصہ عالم خلق کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں ممکنات سے زیادہ قریب عالم امر ہے، پھر عالم امر کے لطائف سے لطیفہ اخفیٰ، اللہ پاک کے زیادہ قریب بہ نسبت نچلے کے ہے۔ عالم امر لطیف ہے اور عالم خلق کثیف ہے۔ اور عالم امر کو چونکہ خداوند کریم کے ساتھ قرب حاصل ہے، اس واسطے نورانی ہے۔ اور عالم خلق چونکہ بعید ہے۔ اس واسطے تاریک اور ظلمانی ہے اور یہ عالم خلق اپنی ظلمت اور کثافت کے باعث شر و فساد کا منبع ہے۔ عالم خلق کا ہر ایک عنصر شر کا باعث ہے۔ آگ کے عنصر میں تکبر اور علو ہے۔ اور خاک میں خست اور دناءت ہے۔ اور نفس ان سب کا عطر خالص ہے جو شر کا منبع ہے۔ اور برائیوں پر بھی ہر وقت بندہ کو برانگیختہ کرتا رہتا ہے۔

پس شیطان تو محض مقوی ہے۔ مفسد حقیقی فی الحقیقت نفس ہے۔ جیسا کہ خداوند کریم اپنی کلام پاک قرآن کریم میں فرماتے ہیں۔

وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اور قولہ تعالیٰ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْا اَنْفُسَكُمْ۔

یعنی جب برائیاں بندہ سے صادر ہوئیں۔ تو شیطان کہنے لگا کہ اپنے نفسوں کو ملامت کرو۔ مجھے ملامت نہ کرو۔ میں نے تمہیں صرف راستہ دکھایا ہے۔ تم نہ چلتے تو میں کوئی تم کو زور سے اس راستہ پر تو نہیں لے گیا۔ یعنی نفس کی خواہشات نے جب زور پکڑا تو شیطان کو موقعہ مل گیا۔

اسماءِ خلفاءِ کرام

(۱) جناب قاضی قمرالدین صاحبؒ سکنہ چکڑالہ۔

(۲) جناب سید برکت علی شاہ صاحب کلکتہ۔

(۳) جناب مولانا غلام حسین صاحب کانپوری۔

(۴) جناب مولانا احمد خان صاحب کھولہ کندیاں۔

(۵) جناب ملا محمد نور اخوندزادہ قریشی پوندہ۔

(۶) جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب بگھاروی (راولپنڈی)

(۷) جناب مولانا غلام حسن صاحب سواگ شریف۔

(۸) مولانا عبدالرحمٰن صاحب سکنہ ارغسانی۔

(۹) جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب پشاوری۔

(۱۰) جناب مولانا محمد یٰسین صاحب خروٹی۔خراسانی۔

(۱۱) جناب مولانا محمد اعظم صاحب قوم وفتانی سکنہ افغانستان۔

(۱۲) جناب مولانا میر محمد یحییٰ صاحب خراسانی۔

(۱۳) جناب مولانا محمد سعید صاحب ہراتی۔

(۱۴) جناب مولانا فیض اللہ صاحب ہراتی۔

(۱۵) جناب مولانا عطا محمد قریشی صاحب سکنہ گھنڈی متصل کندیاں۔

(۱۶) جناب ملا صاحبزادہ صاحب قندھاری اسم نامعلوم۔

(۱۷) جناب مولانا عبدالقدوس شاہ۔ (پنجاب)

(۱۸) جناب مولانا عبداللہ خان صاحب نائب مناب خانقاہ خراسانی عرف مسافر شاہ۔

(۱۹) جناب مولانا شمس الدین صاحب لائل پوری۔

(۲۰) جناب پیر سید امیر شاہ صاحب گنجیال۔

(۲۱) جناب سائیں فتح علی صاحب سکنہ ڈھاکہ وادی سون تحصیل وضلع خوشاب۔

(۲۲) مولوی فقیر چراغ دین المعروف بہ چن چراغ لکی مروت۔

(۲۳) جناب مولانا نورالحق شاہ پور۔

(۲۴) جناب سید ولائیت شاہ صاحب ہمدانی سکنہ دندہ شاہ بلاول۔

(۲۵) جناب سید قمر الدین شاہ صاحب شجاع آباد ملتان۔

(۲۶) جناب مولانا غلام محی الدین صاحب چندھڑ والہ۔

(۲۷) جناب حاجی محمد اسمٰعیل صاحب۔

(۲۸) جناب حاجی محمد رفیق صاحب ہری پال سکنہ کوہ کسیغر از جز کوہ سلیمان۔

(۲۹) جناب حافظ محمد عمر صاحب میانوالی۔

(۳۰) جناب قاضی دوست محمد صاحب سکنہ ٹالی نگینی تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ۔

(۳۱) مولانا اخوندزادہ عبدالاحد صاحب کڑی شموزئی والا سکنہ حیدرآباد دکن۔

(۳۲) جناب مولانا احمد دین صاحب جھنڈ میروی۔

(۳۳) جناب حاجی جمال الدین صاحب کڑی شموزئی۔

(۳۴) جناب مولانا فضل علی صاحب قریشی مسکین پور شریف تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ۔

چند خلفاء کے حالاتِ زندگی

یہاں پر حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی اور حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدسنا اللہ اسرارہما کے چند خلفاء کے حالاتِ زندگی مختصراً تحریر کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا سید لعل شاہ صاحب ہمدانی بلاولی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی سکونت دندہ شاہ بلاول کے قصبے میں تھی۔ آپ کا تعلق خاندانِ سادات سے تھا۔ قدیم زمانے میں آپ کے بزرگ ہمدان میں سکونت پذیر تھے۔ اس خاندان کے حضرت شاہ بلاولؒ ہمدان سے ہجرت کر کے دندہ میں مقیم ہو گئے۔ ان کا مزار بھی دندہ شریف کے ہی قریب ہے۔ اسی نسبت سے اس مقام کو دندہ شاہ بلاول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ حضرت سید لعل شاہ صاحب ایک عالم، فاضل، صالح، متقی اور دائم الذکر و الفکر بزرگ تھے۔ حِلم و خُلق اور سخاوت و توکل جیسی اہم اخلاقی خوبیاں ان کی فطرت کا جزو لاینفک تھیں۔ سید صاحب نے عرصہ دس سال میں مولوی احمد دین انگوی، جو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کے خلیفہ مجاز تھے، سے ظاہری علوم کی تکمیل کی اور پھر پندرہ سال تک اپنے استادِ محترم کے ساتھ درس و تدریس کے کام میں مشغول رہے۔

مولوی احمد دین انگوی ؒ صاحب کی وفات کے بعد سید صاحب، حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری کی خدمت میں خانقاہِ دامان پہنچے۔ اس وقت گرمی کا موسم شروع ہو چکا تھا اور حضرت قبلہ حاجی صاحب خراساں کی خانقاہ کی طرف جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔

سید صاحب نے طریقہ عالیہ میں حاجی صاحب کے دستِ مبارک پر بیعت کی اور ان کے خراسان کی طرف روانہ ہونے کے بعد اپنے گھر واپس آ گئے۔ اور جونہی حاجی صاحب سردیوں کے آتے ہی دامان کی خانقاہ میں تشریف لائے آپ پھر ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ اور پورے ایک ماہ مرشد کی صحبت میں رہ کر ذکر و افکار میں مشغول رہے۔ اور ولایت صغریٰ میں اجازت حاصل کی اس کے بعد دس سال تک آنے جانے کا یہی سلسلہ رہا۔ قبلہ حاجیؒ صاحب کی زندگی کے آخری دنوں میں جب کہ آپ کی بیماری بہایت تشویشناک صورت اختیار کر چکی سید لعل شاہؒ صاحب اپنے مرشد کی خدمت میں موجود تھے۔ مرشدِ مشفق نے اپنی شدید علالت کے باوجود سید صاحب کو اپنے قریب بلایا اور ان کے سینے پر اپنا دستِ شفقت پھیرا۔ جس سے کچھ دیر کے لیے آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو بتایا کہ حضرت صاحبؒ کے ہاتھ پھیرنے کی برکت سے میرا سینہ ہر قسم کی کدورت اور آلائش سے پاک ہو گیا ہے اور اب میرا دل شیشے کی طرح بالکل صاف و شفاف ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کی وفات کے بعد سید صاحب نے ان کے خلیفہ اعظم حضرت عثمان دامانی کے ساتھ اپنا روحانی رابطہ قائم کیا۔ بیعت کی تجدید کی اور برسوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے۔ اور آپ کی صحبت کے فیوض سے مستفید ہو کر باطنی انوار کے مشاہدے کے استعداد سے بہرہ ور ہوتے اور سلوک کی بلند اور ارفع منزلیں طے کیں۔ اور اجازت و خلافت سے مشرف ہو کر مسندِ ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ مسلسل تیس سال تک خلقِ خدا کی ہدایت کے اہم کام میں مصروف رہ کر ۲۷ شعبان ۱۳۱۴ھ کو اس دارِ فانی سے رحلت فرما کر اپنے معبودِ حقیقی کے جوارِ رحمت میں پناہ گزین ہو گئے۔ آپ کا مزار دندہ شریف کی خانقاہ میں مرجع خاص و عام ہے۔

اعوان قوم کے سینکڑوں افراد آپ کی تعلیم و تربیت کے فیوض و برکات سے فیض یاب ہو کر شاد کام و کامران ہوتے۔

رحمة الله عليه رحمة واسعة

حضرت مولانا محمود شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی محمود شیرازی صاحب، حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی ؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ آپ بڑے خوش الحان قاری اور جید عالم فاضل تھے۔ پہلے اپنے ملک ایران میں پھر استنبول میں علم کی تحصیل کی۔ علم کے ہر شعبے میں ماہر تھے۔ علم حدیث اور فقہ و تفسیر میں گویا اس علاقے میں ان کا ہم پلہ نہ تھا۔ منطق و فلسفہ اور ہیئت میں درجہ اختصاص پر فائز تھے۔ ادب و انشاء اور شعر و نعت کے فنون پر ماہرانہ دسترس رکھتے تھے۔ فارسی اور عربی پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ روحانی سلسلے میں ان کا مقام بلند اور استعداد بڑی مستحکم تھی۔

ایک دفعہ رات کے وقت حضرت دامانی صاحبؒ خانقاہ کی مسجد میں تشریف فرما تھے اور اردگرد کافی لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مرشد کی توجہ کے اثرات کا انحصار مرید کی استعداد پر موقوف ہے۔ کسی کی استعداد کم ہو جاتی ہے اور کسی کی زیادہ۔ بعض دفعہ مرشد اپنے مرید کو روحانیت کے ایک مقام کے لیے توجہ دیتا ہے۔ لیکن مرید اس مقام سے بھی بلند مقام کے احوال و کیفیات کو حاصل کر لیتا ہے جیسا کہ مولوی محمود شیرازی کا معاملہ ہے۔

ایک دفعہ مولوی صاحب موصوف ہندوستان کے سفر پر روانہ ہونے کے لیے تیار ہوئے حضرت دامانی صاحب انہیں رخصت کرنے کے لیے خانقاہ کے بڑے دروازے تک ان کے ساتھ آئے اور دعاؤں کے ساتھ روانہ کیا۔ واپس آ کر جب حضرت صاحب قبلہ دالان میں تشریف فرما ہوئے تو فرمایا کہ مولوی صاحبؒ نے رخصت ہوتے وقت مجھے بتایا ہے کہ ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا میں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حالات منکشف کئے ہیں جن کا ذکر متقدمین نے بھی نہیں کیا ہے۔ اس پر میں نے ان سے کہا کہ اس نعمت پہ خدا کا شکر بجالاؤ اور مزید کے طلبگار رہو۔

مولوی صاحب ممدوح نے خود ایک دن بیان کیا کہ قبلہ والد صاحب فرماتے تھے کہ بیٹا میں نے تمہاری تعلیم پر اتنا خرچ کیا ہے کہ رقم کے اس ڈھیر کو تمہارے ساتھ وزن کیا جائے تو رقم کے ڈھیر کا وزن ہی زیادہ ہوگا۔

مولوی صاحب بڑے خوش بیان اور خوش کلام تھے۔ تحریر و تقریر میں کوئی ان کا ثانی نہ تھا۔ خوش خلقی کا یہ عالم تھا کہ دوست ہو یا دشمن پہلی ملاقات میں ہی ان کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔

آپ نے حضرت صاحب کے صاحبزادگان کے اتالیق اور خانقاہ کی مسجد کے امام کی حیثیت سے اپنے فرائض بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ خانقاہ میں لکھائی پڑھائی سے متعلق تمام امور آپ کی تحویل میں تھے۔ سات سال مرشد کی صحبت میں رہ کر سلوک وطریقت کے بلند مدارج طے کیئے اور پھر خلعتِ خلافت سے مشرف ہوکر ارشاد وہدایت کے کام میں مشغول ہو گئے۔ حضرت قبلہ دامانی کے بعد آپؒ نے حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے دست اقدس پر بیعت کی اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

مولانا قاضی عبدالرسول صاحب انگوی رحمۃ اللہ علیہ

قاضی صاحب کا تعلق کھچی قوم سے تھا۔ آپ حضرت عثمان دامانی صاحب قبلہؒ کے سربرآوردہ اصحاب اور برگزیدہ خلفائے عظام میں سے تھے۔ آپ حافظ قرآن، صالح، سحر خیز، ذاکر اور صاحبِ ذوق وشوق تھے۔ حضرت صاحب کے حلقۂ بیعت میں داخل ہونے کے بعد ہر سال حاضر خدمت ہوکر صحبت اور توجہات باطنی سے فیض یاب ہوکر پھر اپنے وطن واپس تشریف لے جاتے۔ دس سال کی مدت کے بعد شرفِ اجازت سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد بھی مزید دس سال حسب سابق حاضری دیتے رہے اور خدمت میں رہ کر سلوک کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ یہاں تک اس راہ کی آخری منزل تک رسائی حاصل کی۔ خانقاہ سون شریف کی تعمیر میں بڑی محنت ومشقت برداشت کی اور اس کام میں دن رات ایک کر دیا۔ انگہ شریف ضلع خوشاب میں ہر سال آپ کا عرس مبارک ۱۲ شوال کو ہوتا ہے۔

مولانا سید محمد شاہ ہمدانی بلاولی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ صاحب حضرت سید لعل شاہ ساکن دندہ شریف کے بھتیجے تھے۔ آپ حافظ قرآن اور مسکین طبع نوجوان تھے۔ اپنے چچا کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن ان کی وفات کے بعد جلد ہی اپنے عزیزوں اور رفیقوں کے ہمراہ حضرت خواجہ عثمان دامانی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صاحب نے دعا اور تعزیت کے بعد ان کے سر پر دستارِ خلافت باندھی اور مولوی محمود شیرازی سے اجازت نامہ لکھوا کر ان کے حوالہ کیا۔ اس کے بعد حکم ہوا کہ اب تم اپنے گھر واپس جاؤ کیونکہ ابھی بہت سے لوگ تمہارے مرشد اور چچا سید لعل شاہ کی تعزیت اور فاتحہ خوانی کے لیے آئیں گے۔ ان سے فارغ ہوکر پھر آنا کیونکہ سلوک کے راہ کی واقفیت تمہارے لے نہایت ضروری ہے۔

حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق سید صاحب تھوڑے عرصے بعد ہی پھر حاضر خدمت ہوئے۔ کتاب درالمعارف اور کتاب اربع انہار حضرت صاحب سے سبقاً پڑھیں اور تین ماہ قیام کر کے صحبت شیخ اور ان کے توجہات سے روحانی اور باطنی فیض حاصل کیا۔

روانگی کے وقت حضرت صاحب نے فرمایا کہ باطنی تعلیم کے مدارج میں تم ولایتِ علیا کے سبق پر پہنچ چکے ہو ابھی تم اسی پر قائم رہو۔ اگر زندگی رہی تو باقی پھر دیکھی جائے گی۔

مولانا قاضی قمر الدین محدث رحمۃ اللہ علیہ چکڑالہ

آپ کی ولادت باسعادت ۲۳ رمضان المبارک ۱۲۷۴ھ چکڑالہ کے قاضی خاندان میں ہوئی، والد صاحب کا نام قاضی محمد سلیمان تھا۔ ابتدائی دینی کتابیں اپنے والد صاحب سے پڑھیں پھر موضع انگہ، وادی سون سکیسر ضلع خوشاب میں کئی سال پڑھتے رہے۔ حضرت مولانا سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑویؒ انگہ میں آپ کے ہم درس تھے ۱۲۹۳ھ میں سہارنپور تشریف لے گئے۔ مولانا احمد علیؒ شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم اور مولانا احمد حسن کانپوریؒ سے تفسیر و حدیث اور فنونِ بقیہ کی کتابیں پڑھیں۔ ذوالحجہ ۱۲۹۶ھ میں سند فضیلت حاصل کر کے وطن واپس تشریف لائے۔ علومِ ظاہری سے فارغ ہو کر حضرت مولانا خواجہ حاجی محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی۔

حضرت کی صحبت میں رہ کر سلوک نقشبندیہ مجددیہ مکمل فرمایا اور شرفِ خلافت سے مشرف ہوئے۔ اور سلسلہ عالیہ کو رونق دینے میں مصروف ہو گئے۔

مولانا سید برکت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کلکتہ والے

آپ کی ولادت علاولپور (ضلع جالندھر) میں ہوئی۔ علومِ ظاہری سے فارغ ہو کر آپ کو کسی پیر و مرشد کی بیعت کرنے کا شوق دامن گیر ہوا۔ ہندوستان اور پنجاب کی مختلف خانقاہوں کے سجادہ نشینوں کی مجالس و محافل میں سکونِ قلب اور بیعت کے حصول میں بیٹھتے رہے لیکن انہیں نہ سکون قلب حاصل ہوا اور نہ ہی بیعت کرنے کا شوق۔ آخر کانپور تشریف لائے وہاں پر مولانا غلام حسین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ سے قطب الواصلین حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کا نامِ نامی اور اسم گرامی سنا اور ان کے مشورے سے بالا آخر موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان پہنچے اور وہیں حضرت خواجہؒ سے بیعت ہو گئے۔

جملہ سلوک حضرات نقشبندیہ مجددیہ آپ سے طے کر کے خلعتِ خلافت سے مشرف ہوئے۔ حضور نے اشارہ فرمایا کہ آپ ہندوستان تشریف لے جائیں۔ کلکتہ تشریف لے گئے وہاں مریدین ومعتقدین کا اس قدر ہجوم ہوا کہ آپ کو وہاں خانقاہ بنانی پڑی۔ کئی سال بعد بعض مریدین کی التجاء پر صوبہ بمبئی تشریف لے گئے۔ ضلع ناسک میں مالی گاؤں اور شانہ میں بہت سے احباب نے بیعت کی۔ آپ مسلسل مالی گاؤں میں رہنے لگے وہاں مریدین کا اس قدر ہجوم ہوا کہ خانقاہ بنانی پڑیں۔

کلکتہ اور مالی گاؤں میں ہزاروں لاکھوں نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ مالی گاؤں میں اپنی خانقاہ میں ایک عالی شان مسجد سنگ سرخ کی تعمیر کروائی بالآخر وہیں آپ اللہ کو پیارے ہوئے اور وہیں آپ کا مزار مقدس ہے۔ نور اللہ مرقدہ

مولانا غلام حسین کانپوری رحمۃ اللہ علیہ

مولانا حسین کانپوریؒ حضرات خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے اور ساتوں قرأت سے قرآن کریم پڑھتے تھے۔ باوجود علم وفضل کے سبع قرأت کے قاری تھے۔ حضرت مولانا خواجہ حاجی محمد سراج الدین صاحب قبلہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی سات سال سفر وحضر میں امامت فرمائی۔

بالآخر حضرت صاحبؒ نے ان کو خلافت سے مشرف فرما کر کانپور (بھارت) جانے کا امر فرمایا۔ وہاں پر پانچ سات سال میں لوگوں کا اتنا ہجوم ہوا کہ علیحدہ مسجد بنانی پڑی۔ نماز کی امامت خود فرماتے تھے۔ ہجوم نے ایسی صورت اختیار کی کہ گویا تانتا بندھ گیا، ساری کی ساری مسجد نمازیوں سے بھر جاتی تھی۔

سنا ہے اتنے خوش الحان قاری تھے کہ طوائف بھی تائب ہو کر صبح کی نماز میں حضرت کی اقتداء میں مردوں سے جدا آخر میں صف بنا کر نماز میں شریک ہوتی تھیں۔ اور بہتوں نے تائب ہو کر نکاح بھی پڑھوایا۔

مولانا ابوالسعد احمد خان رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ کندیاں

آپ نے پہلے پہلے بیعت حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان دامانی سے کی اسی سال حضرتؒ کا وصال ہوا جب حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحبؒ مسندِ ارشاد پر رونق افروز ہوئے تو پھر ان

سے تجدید بیعت کی اور پھر ان کی زندگی میں ان ہی سے کسب سلوک کرتے رہے اور آپ کو مقاماتِ سلوک مجددیہ کے طے کرنا کا بے حد شوق تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت خواجہ سراج الدین نے آپ کو فرمایا کہ مولوی احمد خان تم اگر مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ کے اختتام تک یہاں فقیر کے پاس رہو گے تو انشاءاللہ آپ کو مکتوبات شریف پڑھاتے وقت فقیر مکتوب پر آپ کو توجہ دیتا رہے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ نے سلوک سلاسلِ اربعہ نقشبندیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ آپ ہی سے مکمل طے کیا اور آنحضرت نے مولوی صاحب کو آخر میں خلافت عظمیٰ سے مشرف فرمایا۔ آپ کو کتابوں سے بے حد شوق تھا اپنے پیر و مرشد خواجہ سراج الاولیاء کی نقل کرتے ہوئے۔ ایک کتب خانہ خانقاہ سراجیہ واقع کندیاں (ضلع میانوالی) میں چھوڑ گئے۔ جس میں تقریباً دس بارہ الماریاں کتابوں کی بھری ہوئی ہیں۔ آپ نے سلسلہ کو بہت رواج بخشا آپ کے مریدین کا سلسلہ پنجاب اور ہندوستان اور گرد و نواح میں پھیلا ہوا ہے۔ بروز دوشنبہ ۱۲ صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۴۱ء آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ ؒ نے اپنے وصال سے قبل اپنے خلیفہ حضرت مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی کو اپنا جانشین نامزد فرمایا۔ حضرت مولانا عبداللہ لدھیانوی ؒ کے وصال کے بعد حضرت خواجہ خان محمد صاحب ؒ آپ کے خلیفہ و جانشین قرار پائے۔ خواجہ خان محمد صاحب مرحوم نے نوے (۹۰) سالہ زندگی گزاری، کچھ عرصہ قبل وفات پا گئے۔ اُن کی وفات کے بعد مولانا محمد محب اللہ صاحب (لورالائی۔ بلوچستان) اور مولانا محمد گل حبیب صاحب (لورالائی۔ بلوچستان) وغیرہ نے ان کے دوسرے صاحبزادے مولوی خلیل احمد صاحب کے سر دستارِ تولیتِ خانقاہ سراجیہ کندیاں باندھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ خواجہ صاحب مرحوم نے اپنے صاحبزادگان میں سے کسی کو بھی خلافت نہیں دی تھی اور نہ ہی کسی سجادہ نشین مقرر فرمایا تھا۔

مولانا عبدالرحمٰن بگھاروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا محمد ہاشم بگھاروی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے۔ جو کہ اعظم و اکمل خلفاء حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ انہوں نے بڑے جاہل پہاڑی طبقہ میں جو تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں واقع ہے بڑی محنت سے وہاں کے لوگوں کو دیندار اور پرہیزگار بنایا۔ ابھی تک آپ کی خانقاہ مشہور و معروف ہے مرجع خلائق ہے۔ انہوں نے اپنے

صاحبزادے عبدالرحمٰن صاحب کو حضرت کی خدمت میں پیش فرمایا اور عرض کیا یہ میرا نہیں، حضرت آپ کا فرزند ہے جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ نے سفر و حضر میں حضرت کی خصوصی خدمات انجام دیں جو کسی اور کو نصیب نہ ہوئیں مغرب و عشاء کے درمیان جو خصوصی مجلس منعقد ہوتی تھی چائے نوشی کی خدمت ان کے سپرد تھی۔

علاوہ ازیں بھی چائے نوشی کی خدمت ان ہی کے سپرد رہتی ۔ بے حد ذہین اور زکی تھی فرماتے تھے۔ مغرب و عشاء کے درمیان جو صحبت ہوتی تھی خاص علماء اور خلفاء جمع ہوتے تھے۔ عوام میں سے بھی افراد آ کر بیٹھ جاتے تھے چونکہ ان کو اٹھانا حضرت کو نا مناسب معلوم ہوتا، مگر حضرت کی دید کے اشارہ سے ہم سمجھ جاتے کسی کسی کو چائے دینی ہے اس کے آگے پیالہ رکھتے۔ اتنے حضرت کی طبیعت مبارک سے واقف ہو گئے تھے۔

اس وقفہ میں حضرت کبھی کسی مسئلہ پر بحث فرماتے کبھی مکتوبات شریف کا درس دیتے کبھی مثنوی شریف کا درس دیتے یہ مجلس اتنی طویل ہو جاتی تھی کہ عشاء کی نماز سردیوں میں دس بجے کے قریب پڑھتے تھے۔ بالآخر حضرت قبلہ کی کمال شفقت سے مقاماتِ سلوک طے کر کے شرفِ خلافت سے مشرف ہوئے۔ مری اور آزاد کشمیر کے پہاڑوں میں سلسلہ شریفہ کو بڑا رواج دیا۔

رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ رَحْمَةً وَّاسِعًا

مولانا غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ

پیر سواگ شریف

آپ قومی اعتبار سے سواگ تھے۔ جو بڑے زمیندار تھے تھل میں ان کا موضع ڈگر سواگ علاقہ کروڑ لعل عیسن ضلع لیہ مشہور ہے۔ علومِ ظاہری کے حصول کے لیے مختلف علماء کرام کے درسوں میں پڑھتے رہے۔ ان دنوں میانوالی میں مولوی علی محمد صاحب کا سکنہ سیلوان (جو کہ کچے میں ایک مشہور بستی ہے) میں بہت بڑا درس تھا آپ کے تینوں صاحبزادے عالم و فاضل تھے اور مولانا غلام حسن صاحبؒ بھی اس درس میں پڑھتے رہے۔ جب متعد بہ علم حاصل کیا تو آپ کو پیرو مرشد سے بیعت کا شوق دامن گیر ہوا اس وقت حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض و فیضان کے بے حد شہرہ تھا۔ آپ خواجہ غریب نواز دامانی کی زندگی کے آخری سال میں موسیٰ زئی شریف پہنچے اور حضرت خواجہ صاحبؒ سے بیعت ہو گئے۔ آپ نے بیعت فرما کر فرمایا کہ

مولوی غلام حسن اگر آئندہ سال زندگی رہی تو فقیر آپ کو بے حد توجہات دے گا اور فیضان کے حصول کی آپ پوری پوری کوشش کرنا۔

تقدیر الٰہی سے ۱۳۱۴ھ میں حضرت خواجہ دامانی دنیا سے رحلت فرما گئے اور آپ کی بیعت اسی سال میں ہوئی جب آپ کا وصال ہوا اور حضرت سراج الاولیاء محمد سراج الدین صاحب قبلہؒ جب مسند پر رونق افروز ہوئے تو ان سے تجدید بیعت کی اور ذکرِ اسم ذات و ذکر نفی و اثبات، ولایتِ صغریٰ کے مقامات مولوی صاحب نے خواجہ صاحبؒ سے حاصل کئے، تو خواجہ صاحبؒ نے آپ کو خلعتِ خلافت سے مشرف فرمایا۔ خلافت دیتے ہوئے فرمانے لگے کہ جنا! فقیر نے آپ کو ایسا رنگا کہ بزرگوں سے تو مسلمان مرید ہوتے ہیں مگر آپ سے مسلمان اور ہندو سب فیض پائیں گے۔

حضرت خواجہ سراج الدین صاحبؒ کی زندگی میں مسلسل ان کی خدمات انجام دیتے رہے اور جب خواجہ سراج الاولیاءؒ کا وصال ہوا تو آپ سلسلہ عالیہ کو رونق دینے میں مصروف ہو گئے۔ اور جو طلب بیعت کرتے اسے بیعت کرتے اسی طرح ہوتے ہوتے حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم صاحبؒ سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف کے فرمانے پر اس قدر سلسلہ عالیہ کے فروغ دینے اور سلسلہ کو ترقی دینے کی طرف متوجہ ہوئے، کہ ایک خلق اللہ آپ کی مرید ہوئی۔ کروڑ لعل عیسن اور کچا اور اطراف اکناف میں آپ کے بے حد مریدین ہو گئے۔ تو آپ نے ڈیھی مکوڑی علاقہ کچا میں خانقاہ عالیہ سراجیہ حسن آباد تھل تعمیر کی اور وہیں مسلسل تیس سال خلق اللہ کو فیض پہنچاتے رہے۔ ۱۳ جمادی الاول ۱۳۵۸ھ میں آپ نے وصال فرمایا۔ آٹھ سو کے قریب ہندوؤں کو آپ نے مشرف بہ اسلام کیا۔

مولانا عبدالرحمٰن پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ والی چترال بھی مولانا عبدالرحمٰن پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کے خدام میں شامل تھا۔ تخمیناً ۱۳۲۶ھ میں حضرت غریب نوازؒ حج کے لیے تشریف لے گئے۔ مولانا مذکور جب موسیٰ زئی شریف پہنچے تو حضرتؒ خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف سے حج کو روانہ ہو چکے تھے۔ یہ آپ کے پیچھے تشریف لے گئے حضرت کے قافلہ میں شریک ہو کر حج ادا فرمایا۔ بعد میں حضرت خواجہ صاحبؒ کی صحبت میں رہ کر سلوک مکمل فرمایا اور

شرفِ خلافت سے مشرف ہوئے۔ پشاور اور پشاور کے اطراف واکناف چترال تک آپ کا سلسلہ مریدین ومعتقدین کا بے حد پھیلا ہوا ہے۔ والئی چترال کی خواہش پر آپ اپنے مرشد زادے حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجیؒ کی معیت میں چترال بھی تشریف لے گئے۔ غفر اللّٰہ لہ

سید امیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ گیلانی کیلوی

گنجیال شریف

آپ، حضرت پیر مُرادوند شاہ صاحب کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ حضرتؒ خواجہ محمد عثمان دامانی کی بیعت سے مشرف ہو کر خدمت سے بہرہ ور رہے، اور حضرت کے حلقہ ذکر وفکر میں بیٹھ کر سارا سلوک طے کیا۔ حضرتؒ جب خانقاہ سون شریف سے واپس تشریف لے جاتے تھے تو آپ کے اونٹوں کو جو قریباً اسی کے لگ بھگ تھے ان سب کی کفالت پیر صاحب کے سپرد تھی۔

بہت مدت گھر سے غائب حضرتؒ کی صحبت میں رہتے تھے اور مرادوند شاہ صاحب ان کے فراق میں بہت اُداس ہو جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا وہ بھی پیر پٹھانؒ نے قابو کر لیا ان کے پیچھے پیر صاحب کا سارا خاندان سلسلہ عالیہ میں داخل ہو گیا اور آج تک وہ عقیدت اور محبت ان کے شامل حال ہے

مولانا فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ

مسکین پور شریف ضلع مظفر گڑھ

قریشی صاحبؒ پہلے حضرت لعل شاہ صاحب ہمدانی بلاولی سے بیعت ہوئے ان کے درویشوں میں رہنے لگے آپ بڑے خوش نویس تھے شجرہ نقشبندیہ عربی رسم الخط میں آپ نے لکھ کر اپنے شیخ کو پیش کیا۔ وہ اس قدر خوش ہوئے کہ آپ کے منہ مبارک سے نکلا واہ قریشی !واہ قریشی !ان الفاظ مبارکہ کا حضرت شاہ صاحبؒ کی زبان سے نکلنا تھا کہ آپ پر جذب طاری ہو گیا اور جذب بھی بصورت خندہ وقہقہہ۔ وہ اپنی اس جذباتی کیفیت سے اس قدر بے اختیار ہوئے کہ اپنے شیخ کی مجلس سے نکل کر ایک نالہ بہتا ہے جس کا نام گھمبیر ہے وہاں جا کر ریت میں کبھی لیٹتے کبھی سوتے کبھی اٹھتے اور آپ کی زبان پر بے اختیار قہقہہ جاری رہتا۔ آخر حضرت شاہ صاحبؒ نے آپ کا پوچھا کہ قریشی کہاں گیا، قریشی کو ڈھونڈو۔ شاہ صاحبؒ کے درویش جب آپ کو تلاش کرنے گئے تو گھمبیر میں لوٹ پوٹ ہو رہے تھے اور زبان پر خندہ اور قہقہہ جاری تھا۔ درویشوں نے

کہا کہ او قریشی ! آپ کو شاہ صاحب یاد فرما رہے ہیں۔ آپ ان کی طرف دیکھتے اور قہقہہ لگا لیتے آخر اس حالت میں درویش ان کو اٹھا لائے اور شاہ صاحب کی خدمت میں پیش کیا آپ نے توجہ فرمائی تو وہ حالتِ جذباتی فرو ہوئی۔

جب ۱۳۱۳ھ میں حضرت قبلہ سید لعل شاہؒ صاحب کا وصال ہوا تو قریشی صاحب حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب دامانیؒ کی خدمت میں آ کر بیعت ہوئے ۱۳۱۴ھ جب میں جب حضرت خواجہ دامانیؒ کا وصال ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحبؒ کی بیعت کی اور آپ کی زندگی مبارک میں بحالت درویشی سترہ سال گزارے اور تکمیل سلوک مجددیہ کرتے رہے۔ اور جب حضرت خواجہ سراج الدین صاحبؒ کا وصال ہوا تو آپ کے ولد ارشد حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم صاحبؒ مسندِ ارشاد پر رونق افروز ہوئے تو ان سے تجدیدِ بیعت کی اب آپ کا سلوک تکمیل تک پہنچ چکا تھا، تو حضرت قبلہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلعتِ خلافت سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد آپ ترویج سلسلہ عالیہ میں مصروف ہو گئے۔ ریاست بہاولپور سندھ اور پنجاب میں آپ کے ہزاروں مرید اور سینکڑوں خلفاء گزرے ہیں۔ چوراسی سال کی عمر میں جمعرات کے دن بتاریخ یکم رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء انتقال فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ سوم

مکاتیب شریفہ

دیباچہ مکاتیب شریفہ

یہ بات آفتاب عالمتاب کی طرح روشن ہے۔ کہ پیران عظام اور اولیاء کرام کو وسیلہ پکڑنے کی اصلی غرض اللہ جل شانہ کی دولت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور اپنے رحیم و کریم مولاء پاک عزاسمہ کے دائمی قرب کا خزانہ مطلوب ہوتا ہے۔ جب کسی نیک بخت کو ارادت صادقہ سے اپنے شیخ اور پیر و مرشد سے سچی محبت اور خدمت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اس نسبت کے اعتبار سے اس کو معیت اور ہم نشینی آسان ہو جاتی ہے۔ اور اس کمال اُنسیت سے وہ اپنے شیخ کے فیوضات اور برکات سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ اور یہ محبت اور رابطہ مرید کو شیخ کی معیت مطلقہ سے رنگین بنا دیتی ہے۔ اور اسی معیت مطلقہ کی جانب اللہ کریم نے آیت کریمہ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ میں ارشاد فرمایا ہے۔ اور ارشادات نبوی ﷺ اَلْجِنْسُ مَعَ الْجِنْسِ یَمِیْلُ اور اَلْقَلْبُ یَھْدِیْ اِلَی الْقَلْبِ اس باب میں دلیل کافی اور اشارہ وافی ہے۔ رب کریم و رحیم نے اپنے ان بندگان خاص کے قلوبِ مطہرہ کو اپنے قرب و شہود کے دروازے بنائے ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا وارد ہے۔

یہ حضرات والا شانؒ اپنی قوت جاذبہ سے طالبانِ حق کو اپنی قلبی مقناطیسی کشش سے فیض یاب فرماتے ہیں۔ اسی کو اصطلاحِ تصوف میں (شیخ کی توجہ شریف) کا نام دیا گیا۔ یہ حضرات عالیشانؒ اپنی قلبی توجہات سے بطور انعکاس طالبان حق جل شانہ کے قلوب ظلمانی کو پاک وصاف فرما کر انوار و تجلیات ربانی سے رنگین اور منور فرماتے ہیں۔ اسی عکس مبارک سے مسترشدانِ صادق، محبت اور ارادتِ صادقہ کا بھی مخزن بن جاتے ہیں۔ جیسا کہ سید الطائفہ مجدد طریقت شاہ نقشبند قبلہ قدس سرہ فرماتے ہیں۔

کہ طریقہ ما انصباغی است طریقہ ما انعکاسی است۔

ترجمہ: یعنی میرا طریقہ عکس کے ذریعہ رنگ چڑھاتا ہے۔

واضح ہو کہ امت محمدیہ کے اولیاءِ کرام، رحمتِ خداوندی کے وسائل اور ذرائع ہیں۔
جب مرید صادق اپنی محبت صادقہ کی بناء پر اپنے حضرت شیخ سے ایک گونہ جنسیت پیدا کر لیتا ہے۔ تو افادہ اور استفادہ روحانی کی دو صورتیں ہیں۔
نمبر ا۔ جو صحبت شریف میں حاضر رہتا ہے وہ اپنے شیخ کے حلقہ توجہات سے فیض حاصل کرتا ہے۔ اس قسم کی صحبت کو قرب شیخ اور صحبت شیخ کے نامِ نامی سے موسوم کرتے ہیں۔
نمبر ۲۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی مسترشد اپنے حضرت شیخ سے دور ہوتا ہے۔ تو اس وقت افاضہ اور استفاضہ اور تربیت مسترشدین چند طریقوں سے ہوتی ہے۔
نمبر ا۔ توجہ غائبانہ۔
نمبر ۲۔ ذکر واذکار اپنے شیخ کے بتائے ہوئے کی پابندی۔
نمبر ۳۔ دور رہنے والوں کے لیے شیخ ہی اپنے مکاتیب شریفہ کے ذریعہ روحانی فیض پہنچاتا ہے۔

جس طرح آفتاب عالمتاب کی شعاعیں جب جلوہ ریز ہوتی ہیں۔ تو کائنات کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھتا ہے۔ اور اپنی فطری صلاحیت کے مطابق ان شعاعوں سے مستفیض ہوتا ہے۔

ٹھیک اسی طرح ہر عقیدت مند اور محب مرید اپنے شیخ سے دور رہ کر اپنے ظرف اور استعداد کے مطابق اخذِ فیض کرتا ہے۔ اور یہ امر اتنا یقینی ہے کہ اس کو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے۔ گو اس کی حقیقت ہمیں معلوم نہیں ہو سکتی۔ مثلاً حرارت اور برودت دونوں چیزیں ارباب سائنس جدید کے ہاں مسلّم ہیں۔ لیکن اب تک ان کی حقیقت نامعلوم ہے۔

الغرض حضرت قبلہ قدس سرہ مسند ارشاد پر رونق افروز ہوئے تو اپنے اسلافِ کرام و پیرانِ عظام کی سنت کے مطابق اپنے مسترشدین اور متوسلین کو مختلف حالات کے مطابق ہر ایک کی تربیت فرماتے رہے۔ اس طرح سے کہ جو سعادت مند صحبت اور حلقہ شریفہ میں شریک ہوتے۔ ان کو اپنی توجہ شریف سے فیضیاب فرماتے۔ اور جو نیک بخت جسمانی قرب سے محروم ہوتے ان کو اپنے مکاتیب شریفہ کے ذریعہ فیض سے مشرف فرماتے۔ جب حضور پر نور کا وصال شریف ہوا تو وہ جواہر پارے پریشان اور پراگندہ تھے۔ تو حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجیؒ کے پیرو مرشد خواجہ حافظ محمد ابراہیم صاحب والد بزرگوار نے اپنے والد بزرگوار قطب الواصلین حضرت خواجہ حاجی مولانا محمد سراج الدین صاحب قدس سرہ کے وہ مکاتیب شریفہ جو در بے بہا تھے اور جو

متعدد متوسلین کرام کے پاس محفوظ چلے آ رہے تھے۔ فرداً فرداً جمع کر کے کتابی شکل دی تا کہ سلسلہ عالیہ کے تمام متوسلین اور منسلکین ان درہائے گرانمایہ سے مستفیض ہوں اور جب حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ اپنے دو حضرات والا شان خواجگان عالی شان حضرت مجمع بحار الانوار و معدن الاسرار حاجی الحرمین الشریفین حضرت خواجہ حاجی دوست محمد صاحب قبلہ قندھاری اور حضرت قطب زمان محبوب رحمان خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب قبلہ دامانی قدسنا اللہ تعالیٰ بانفاسہم الشریفہ و اسرار ہم المنیفہ کے سوانح حیات سے فارغ ہوئے تو تیسرے حضرت قطب الواصلین غوث العالمین رئیس الاولیاء والعلماء المتقین خواجہ حاجی مولانا محمد سراج الملۃ والدین کے سوانح حیات طیبہ کی تحریر کی جانب متوجہ ہوئے، اور اس ضمن میں آنحضور کے مکتوبات قدسی آیات کو شریک کرنا از حد ضروری تھا کہ یہ کتاب کے طرہ بدخشانی تھے۔ اور کتاب کی زیبائش کو چار چاند لگانے کے مترادف تھے۔ پس چند مکاتیب شریفہ پیش خدمت ہیں۔ خداوند کریم ہم سب کے لئے باعث حسن خاتمہ گردانے۔

السَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِ تْمَامُ مِنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْمَدَانِیْ ، وَاَنَا فَقِیْرُ الخَاطِئِی الْجَانِیْ ، فَمِنْہُ العِصْمَۃَ و التَوْفِیْق اِنہٗ قَرِیْبٌ مُجِیْب ۔ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْب۔

مکتوب اول

جناب سید محمد شاہ صاحب سکنہ دندہ شاہ بلاول ہمدانیؒ کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و سلام علی عبادہ الذین الصطفی۔

امابعد: بخدمت شریف فیض مآب کمالات اکتساب، شرافت و سیادت پناہ سید محمد شاہ صاحب سلامت رہو۔ از فقیر حقیر لاشئی محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد از دعوات و تسلیمات وافیہ و شافیہ واضح رائے عالی ہوں کہ جناب کا مرسلہ مکتوب گرامی موصول ہو کر باعث افتخار ہوا۔ مافیہا سے آگاہی ہوئی۔ جناب نے مولوی گل محمد صاحب کی اجازت کے متعلق تحریر فرمایا تھا۔

مخدوما! فقیر کا مشورہ یہ ہے کہ قاضی کلیم اللہ صاحب نے سلطان ابراہیم شاہ صاحب کے ساتھ بہت محنت کی ہے۔ جس سے وہ مستعد طالب علم بن گیا ہے۔ اور استاد و شاگرد کے

درمیان مناسبت اور محبت بھی پیدا ہو چکی ہے۔ کہ اس محبت اور اتحاد کے بغیر تعلیم اور تعلم کا سلسلہ بہت مشکل جاری ہوتا ہے۔ اس قاضی صاحب کو اپنی جگہ پر طلب کریں تاکہ تعلیم دیتا رہے اور بعد از ہفتہ عشرہ گھر خبر گیری کے لیے چلا جایا کرے۔ اور پھر واپس آ کر تعلیم دیا کرے۔ ہمیشہ اسی طریقہ پر کاربند رہے گا۔ اگر میرا مشورہ پسند نہ ہو تو واپس اطلاع سے سرفراز فرمادیں تاکہ پھر مولوی گل محمد صاحب کی طرف خط لکھ کر دیا جائے۔ لیکن مشکل تو یہ ہے کہ آپ کے خدام کسی کو خانقاہ میں رہنے نہیں دیتے۔ یہی مولوی صاحب، آخر آپ سے قبل ازیں دل تنگ اور ناراض ہو کر چلا گیا تھا۔ خلاصہ یہ ہے جو بھی آنجناب کی مرضی مبارک ہو۔ بواپسی اُس سے اطلاع بخشیں۔

فقیر دعا گو ہے۔ والسلام خیر ختام

(فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ)

مکتوب دوم

محبت واخلاص نشاں مولوی غلام حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد از تسلیمات مسنون و دعا گوئی بے شمار۔ واضح ہو کہ فقیر کا حال مع متعلقین اللہ تعالیٰ کے فضل سے مستوجب حمد ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے آپ کی سلامتی اور استقامت کی دعا مانگی جاتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آپ کا اخلاص نامہ پہنچا۔ زیادہ دعا گوئی اور توجہ کا باعث ہوا۔ مکانات کی تکمیل کے متعلق جو تحریر فرمایا تھا، اس کی اطلاع مل گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ انشاء اللہ روزوں کا مہینہ اسی جگہ گزاریں گے۔ حضرات کی بارگاہ میں قبول ہو۔ یہ دعا میری طرف سے ہے اور جہان کی مخلوق کی طرف سے آمین ہے۔

اے عزیز! فقیر کا دل آپ کے ہمراہ ہے۔ فقیر کو ہمیشہ اپنی طرف متوجہ اور دعا گو جانیں۔ اپنی بیماری اور اپنے فرزند کی سفارش کے متعلق جو لکھا ہے۔ میں آپ کو ایسا جانتا ہوں اور آپ کے فرزند کو مثلِ اپنے فرزند کے جانتا ہوں، اس کے لکھنے کی کیا حاجت تھی۔ حاصل یہ کہ فقیر کو ہر وقت اپنا دعا گو سمجھ کر اپنی طرف متوجہ جانیں۔ رابطہ کامل وہ ہے کہ پیر کو اپنی ذات، اپنی بیوی، اپنے فرزند اور ہر چیز سے زیادہ محبوب جانیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "کوئی شخص ہرگز ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک میں اس والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ

ہو جاؤں۔'' اس درجہ سے جو کچھ بھی کم ہو رابطہ ناقص ہے۔ والسلام   فقیر محمد سراج الدین

مکتوب سوم

جناب سلطان شاہ صاحب ساکنہ میرزا متصل چھاؤنی کمیل پور (اٹک)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبی ام جناب سید سلطان شاہ صاحب سلمہ، بعد از سلام مسنونہ۔

معروض آنکہ۔ الحمد للہ فقیر عافیت سے قرین حمد حق پاک عزاسمہ ہے آں جناب کی عافیت بارگاہ ایزدی سے مدام خواہاں و جویاں ہوں۔ خلاصہ آنکہ۔ سبحان اللہ جائے تعجب ہے کہ علمائے کرام اور طلبائے اعلام کو ہر وقت فکر معاش دامن گیر رہتا ہے۔ اور یہی فکر ان کے دل کو کھائے جا رہا ہے۔ اللہ پاک نے اپنے فضل و کرم سے آنجناب کو طلب معاشی سے قلب مطمئن عطا فرمایا ہوا ہے۔ شکر ہے اور مدام شکر رب العزت جل شانہ بجالایا کریں۔ آیت کریمہ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اسباب میں ہے۔ تو جناب جس قدر شکریہ مولائے کریم ادا کریں گے تو اللہ کریم ورحیم آپ کو بیش از بیش عطا فرمائیں گے۔ آئندہ طلب معاش کے خیال سے پریشان نہ رہا کیجئے۔ شعر

ہمت دار کہ نزد خدا و خلق
باشد بقدر ہمت تو، اعتبار تو

ترجمہ: خدا تعالیٰ اور لوگوں کے نزدیک بلند ہمت رہیں۔ تو آپ کا اعتبار بھی زیادہ ہوگا۔

باقی فقیر کو مدام دعا گو اور متوجہ ذات سامی تصور فرمائیں۔

والسلام   فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

مکتوب چہارم

جناب مولانا احمد خان صاحب کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

امابعد۔ اعزی اکبری مولوی احمد خان صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، جناب کا رقیمہ محبت شیمہ موصول ہوا جناب کی سلامتی کی خبر سن کر خوش حاصل ہوئی۔ آپ نے لکھا تھا کہ فلاں

ڈاکٹر نے ذکر کیا ہے، کہ مقابر پر تختی لگانی اور نام تحریر کرنا بدعت ہے اور مخالف سنت مشائخ سرہند رحمہم اللہ تعالیٰ ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے طول طویل تحریر لکھ کر بھیجی ہے۔

عزیزم! آپ کی تحریر سے یہ جھلکتا ہے کہ اس قائل (یعنی فلاں ڈاکٹر) کا کلام کورانہ تقلید اور رعونت پر مبنی ہے۔ اور مسئلہ کی حقیقت سے قطعاً آگاہ نہیں۔ پس اس وقت بباعث ضرورت اصل مسئلہ کے متعلق کچھ تحریر کیا جاتا ہے۔ سو عرض ہے کہ بدعت اصطلاح میں اُس کام کو کہتے ہیں کہ اُس کا اصلی قرون ثلاثہ (مشہود الہامین بالخیر) موجود نہ ہو، اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱: حرام ۲: مکروہ ۳: واجب ۴: مستحب ۵: مباح

تو اس کی تعریفیں بھی عرض کی جاتی ہیں۔

۱: حرام ایسی بدعت ہے جو اُن عبادات میں کی جائیں جو غیر مشروع ہوں۔ جیسے جمعۃ الوداع کی مختلف بدعات اور امثال آں۔

۲: مکروہ ایسی بدعت ہے جو اعتبار کے لحاظ سے ناشائستہ ہو۔ مثلاً پیٹ بھر جانے کے بعد کھا کھان۔

۳: وا . وہ . ہے۔ جیسے فرقِ . طلہ کی دیـ اور ابطال کے لیے دلائل تیب دیئے ئیں اور صداقت اسلام حُجت ئم کی ئے۔

۴: مستحب وہ ئم۔ جیسے مدارس، خانقاہوں اور گھروں کی تعمیرات۔

۵: ح ایسی ئم۔ جیسے مختلف پکا ـ مختلف لباس بنا ـ

ہر کا انکار علی الاطلاق ۔ اور مورد طعن نا، آئمہ اربعہ کے مذاہب اور معتبر علماء کے مسلک کے خلاف ئم حضر علماء قسا مذکو کی تصریح فرمائی ئم کا نکا عقا ہیہ ہابیہ کی طرف میلا ئم علامہ شامیؒ دلمختا صو مسئلہ کی حقیقت کو مندجہ عبا ضح فرما ئم

لا بـاس بـالكتابته احتيج اليها لكى لا يذهب الاثر ، قال الشامى لانا النهى عنها وان صح فقد وجد الاجماع العملى بها ـ فقد صرح به الحاكم النهى عنها ، ثم قـال هـذه الاسانيد صحيحة وليس العمل عليها ، فان ائمة المسليين من المشرق الى المـغـرب مـكـتـوبٌ عـلـى قبور هم وهو عمل اخذ الخلف عن السلف ، ويتقوى بما

اخرج ابو داؤد باسناد جيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حمل حجرًا فوضعها عند قبر عثمان بن مظعون وقال اتعلم بها قبر اخيه وادفن اليه من مات من اهلي۔ اوقال صلى الله عليه وسلم فان الكتابة طريق الى تعريف القبربها ۔ نعم يظهر بها ان محل هذه الاجماع العملى على الرخصة فيما اذا كانت الحاجة داعية اليه فى الجملة كما اُشير اليه فى المحيط لقوله احتيج الى الكتابة حتى لا يذهب الا ثر فلا باس به فاما الكتابة بغير عذرفلا۔ ومثله فى القاضى خان وغيره۔

(شامی کتاب الجنائز جلد ۱۱)

ترجمہ: درمختار کی اس عبارت لاباس بالکتابۃ الخ کی شرح کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ منع اگر صحیح ہو تو پھر بھی اجماع عملی متقدمین اور متاخرین کا کتاب علی القبور میں پایا جاتا ہے۔ امام حاکم نے منع کی احادیث کوئی طریقوں سے روایت کیا ہے۔ اور منع کتابت کے حق میں بہت سی اسانید صحیحہ کا ہونا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ مشرق اور مغرب کے آئمہ مسلمین کے نام ان کی قبور پر لکھے ہوئے ہیں اور یہ ایک ایسا عمل ہے کہ پچھلوں نے اگلوں سے لیا ہے۔ اور چھوٹوں نے بڑوں سے۔ علاوہ ازیں سنن ابی داؤد کی اس حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جو عمدہ سند ہے۔ مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک پتھر لیا اور حضرت عثمان بن مظعون ؓ کی قبر کے متصل رکھ دیا، اور فرمایا کہ اس پتھر کی وجہ سے آپ کے بھائی عثاب بن مظعون کی پہچان ہو سکے گی۔ اور جو کوئی میرے اہل میں سے فوت ہوگا۔ میں اس کو عثمان بن مظعون کے نزدیک دفن کروں گا۔ ہاں اس روایت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کتابت کی ضرورت کے وقت اجماع عملی منعقد ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اجماع عملی کا عمل اس وقت ہوسکتا ہے کہ کتابت کی احتیاجی پیش آئے۔ محیط سرخسی میں اسی قول کتابت کے پیش آنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ قبور کے آثار بوسیدہ ہو جانے پر قبروں کے مٹ جانے کا خطرہ ہو یا قبور کی پہچان نہ ہو سکے۔ یا ایسا ہی کوئی دوسرا عذر ہو۔ تو کتابت علی القبور ممنوع نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی ایسا عذر یا خطرہ نہ ہو تو نہ لکھا جائے۔ اور قاضی خاں میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔

پس اس ساری عبارت کا نتیجہ یہ نکلا کہ فعل کتابت علی القبور کو، اور پتھروں کا قبروں پر لگانا جس کو عرف عام میں سرلوح کہتے ہیں کو بدعت قرار دینا باطل ہوا۔ جیسا کہ مذکورہ عبارات اور روایات سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے۔ یہ طریقہ ایک تو روایت سے ثابت ہے دوسرا عمل اجماع سے

جو ہمیشہ سے چلا آتا ہے اور اخلاف، اسلاف سے روایت کرتے چلے آرہے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ عمل حد تواتر کو پہنچ گیا ہے۔ اور حکم میں دلیل قطعی کا مقام حاصل کر چکا ہے۔ اور جو وہ ڈاکٹر کہتا ہے کہ مشائخ سرہند کے مخالف ہے۔ اگر چہ یہ بات بھی مطابق واقع ہے۔ لیکن گزشتہ بالا عبارات کی روشنی سے ثابت ہوا ہے۔ بس یہ ہماری بحث سے خارج ہے، کیونکہ وہاں کی اراضی اور بناؤں کی پختگی کے باعث وہاں پر کتابت کی حاجت نہیں ہوتی۔ اور باقی جگہوں میں جہاں کتابت کی طرف احتیاج ہے وہاں پر مشرق اور مغرب کے آئمہ مسلمین کے قبور پر قیاس کیا جائے گا۔ جیسا کہ استنبول میں جو کہ پیروں فقیروں کا ملک ہے اور ایران میں مقابر قدیمہ جو کہ فقیر کے مشاہدے میں آئے ہیں۔

موسیٰ زئی شریف کی اراضی میں بسبب غلبہ شور، پلستر پختہ اینٹوں پر بمشکل چند سال رہ سکتا ہے جیسا کہ آں عزیز کو بخوبی معلوم ہے۔ پس اس صورت میں قبر کے آثار باقی رکھنے کے لیے کتابت مذکورہ اور پتھر وغیرہ سرہانے قبر کے لگانا محتاج الیہ ہیں۔ اور قبور کو پختہ کرنے کا مسئلہ بھی بعینہٖ اس گزشتہ تحقیق کتابت اور وضع الاحجار کے مثل ہے۔ باقی وہ احادیث متعددہ بھی صحیح ہیں جو، نہی میں وارد ہوئیں ہیں۔ آئمہ مسلمین نے ان کو عدم احتیاج کی صورت پر محمول کیا ہے۔ اور جہاں قبور کے آثار مٹ جانے کا خطرہ درپیش ہو تو آئمہ مسلمین نے تخصیص قبور، اور کتابت علی القبور تجویز کیا ہے۔ اور اس پر عمل بھی متوارث ہے۔ جیسا کہ آپ نے سرہند شریف کے مزارات شریفہ کا مشاہدہ بھی کیا ہے۔

حالانکہ احادیث جو کہ نہی تخصیص کے متعلق آئی ہیں۔ اور اس نہی کو موکد بھی کیا گیا ہے۔ فی الجملہ فلاں ڈاکٹر کے لیے جو خانقاہوں کے اوضاع واطوار سے بالکل ناواقف ہے۔ اور سنی سنائی باتوں کی تقلید کرتے ہوئے درویشان خدا کے اطوار کو مکروہ اور بہ نظر انکار دیکھتا ہے۔ حالانکہ اس کے لیے تو بوصف جہالت اس قسم کی لب کشائی بھی نامناسب تھی۔ ساتھ ہی آں عزیز پر تعجب ہے کہ آپ خانقاہ شریف کے اوضاع سے واقف تھے اور آپ یہاں رہ کر سالہا سال سے خانقاہ شریف میں اہل علم کا مجمع دیکھتے چلے آرہے ہیں۔ اور طریقہ سنت سنیہ سے ایک قدم بھی پس وپیش آپ نے نہ دیکھا ہوگا۔ اور ساتھ ہی آں جناب کو یہ بھی علم ہے کہ حضرات کرام موسیٰ زئی شریف جملہ مسائل حلال وحرام کی پابندی کو اپنا نصب العین سمجھتے ہیں۔ تو وہ مسلکِ جمہور سے کیونکر

بلا تامل انکار کر سکتے ہیں۔پس آپ پر واجب ہے کہ ایسے لوگوں کی باتیں بلکہ ان کی مجلس میں ہرگز نہ بیٹھیں اور نہ ان کو اپنی مجلس میں بیٹھنے دیں۔اور فقیر کو مدام اپنا دعا گو تصور کریں۔

والسلام فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

مکتوب پنجم

مکتوب جناب سید محمد شاہ صاحب سکنہ دندہ شاہ بلاول کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مستطاب محامد نصاب سیادت مآب سید محمد شاہ صاحب اوصلہ اللّٰہ تعالیٰ الی اقصی للمراتب

از فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد از تسلیمات معروض آنکہ۔مدت دراز کے بعد جناب والا نے محبت نامہ ارسال فرمایا ہے۔حالات مافیہا سے آگاہی ہوئی۔خلاصہ یہ ہیکہ جناب نے جو اپنے حالات لکھے ہیں۔سب اصل ہیں۔خداوند کریم اپنے فضل وکرم سے آنجناب کے حالات اور کمالات باطنیہ کو اور بھی زیادہ فرمائے۔آمین۔

بِحُرُمَتِ النَّبِی وَآلِہِ الْاَمْجَاد عَلَیْہِ وَآلِہِ الصَلَوات وَالتَّسْلِیْمَات، شکر کیجئے۔

لِئِنْ شَکَرْتُمْ لَا زِیْدَ نَّکُمْ۔خداوند کریم نے جناب کو ایسے حالات کا مالک بنا دیا ہے۔ ورنہ خداوند قدوس کی ذات وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے۔

مخدوما! جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ فقیر کے لطیفہ اخفیٰ میں سبز نور ظاہر ہوا ہے اور پھر یکا یک کیا دیکھتا ہوں کہ فقیر کے لطیفہ اخفیٰ میں بجز ذات پاک کے اور کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔

جنابا! ہمارے حضرات کرامؒ نے لطیفہ اخفیٰ کے لیے سبز نور مقرر فرمایا ہے۔اور یہ انوار لطائف میں ظہور کرنا اُس لطیفے کی فنائیت کی جانب اشارہ کرتا ہے۔

محبا! جاننا چاہیے۔کہ خداوند کریم نے جب چاہا کہ انسان کو پیدا کرے تو اسی وقت آپ نے عالم امر کے پانچوں لطائف کو عالم خلق کے پانچوں لطائف کے ساتھ ترکیب دیتے ہوئے سب کو ایک ساتھ ظاہر فرمایا۔اور انہی لطائف کے ساتھ آدمِ خا کی تخلیق ہوئی۔اور یاد رکھیں کہ عالم امر کے لطائف نہایت صاف اور مصفّٰی تھے۔عالم خلق کے لطائف ظلماتی تھے۔جب عالم امر کے لطائف نے عالم خلق کے لطائف کے ساتھ ہم نشینی اختیار کی۔تو عالم خلق کے ظلماتی لطائف کے

سبب عالم امر کے لطائف مکدر (گدلے) ہو گئے۔ قبل ازیں عالم امر کے لطائف کی ظلمت کے سبب اپنا نور گم کر بیٹھے تو عالم امر کے لطائف کے تصفیہ کے لیے سالک اپنے مریدین کو ذکر اور مراقبہ کی تلقین فرماتا ہے۔ تاکہ ذکر اور مراقبہ کے مشق سے عالم امر کے لطائف کو پھر سے جلاء اور صفائی حاصل ہو جائے۔ اور ان کو اپنے اصل کی طرف راستہ بھی مل جائے۔ تاکہ اس راستے کو عروج کرتے ہوئے اصل تک جا پہنچیں۔

عارف رومی قدس سرہ نے خوب بیان فرمایا ہے۔

شعر۔

ہر کسے گو دور ماند از اصلِ خویش
باز جوید روزگار وصل خویش

ترجمہ: اپنے اصل سے جس گھڑی وہ دور ہوں۔ پھر ملے گا وصل انہیں اصل سے۔

عزیز! شکر کیجئے کہ خداوند کریم نے آپ کے لطیفہ اخفیٰ کو منور کر دیا ہے۔ جو جملہ لطائف سے اعلیٰ اور الطف ہے۔ اور جو حضرت خاتم الرسل ﷺ کے قدم مبارک کے نیچے ہے۔ امید ہے کہ خداوند کریم آپ کے باقی لطائف کو بھی منور کرے گا۔ باقی جو جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ بجز ذات بحت کے اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ سیادت مآبا! اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ خداوند کریم نے آپ کے لطیفہ اخفیٰ کو منور کر دیا ہے اور اس کے نور میں آپ کو بفضلِ خدا فنائیت حاصل ہو گئی ہے۔ اور اس کے نور میں آنجناب کو استہلاک اور اضمحلال حاصل ہو گیا ہے۔ اور اسی لیے بجز ذات پاک آپ کو اور کوئی چیز نظر نہ آئی اور جو آنجناب نے لکھا ہے۔ کہ ایک سبز پرندہ ظاہر ہوا۔ جو اپنے قفس (پنجرہ) میں گھومتا ہوا ذکر لا الہ الا اللہ کلمہ طیبہ کا ورد کر رہا تھا۔ اور اس کے پروں کے ہر بن مو سے قطرے گر رہے تھے اور ہر ایک قطرہ سے نہر جاری ہو گئی۔ نیز نہر کے کنارے پر ایک بہت بڑا درخت ہے جو شکل سرو کے ہے اور اس کا میوہ انار ہے۔

عزیزا: سبز پرندہ حضرت سردار دو عالم ﷺ کی روح مبارک ہے۔ جو قفس دائرہ امکان میں سیر کر رہی ہے اور کلمہ طیبہ کے ساتھ ذاکر ہے۔ اس کے پروں کے ہر بن مو سے جو قطرات گر رہے ہیں، اس سے مراد فیض ہے۔ اور ہر ایک قطرہ سے ایک نہر جاری ہے۔ اسی سے مراد وہ راستے ہیں جو موصل الی المطلوب ہیں۔ اور ہر ایک نالے کے کنارے ایک درخت پیدا ہے۔ درخت سے

مراد اس طریقے کے شجرے شریفہ ہیں۔ پھر وہ پرندہ شاخ سے اڑ کر درخت کی چوٹی سے ایک دانہ اپنی چونچ میں لے کر دارالارشاد سرہند شریف میں جا پہنچا ہے اور اس دانے کو وہاں گرادیتا ہے۔ پھر اُس دانے سے ایک دفتر پیدا ہو جاتا ہے۔ جس پر ہمارے حضرات کے متوسلین کے اسماء گرامیہ منقوش ہوتے ہیں۔

عزیز! سرو کے شکل کے بڑے درخت سے مراد طریقہ نقشبندیہ ہے۔ یہ طریقہ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق ؓ کی طرف منسوب ہے۔ جو بالا تفاق جمیع امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیہ، اعلیٰ اور افضل ہیں۔ جناب کو حضرت صدیق اکبرؓ کے مناقب بخوبی معلوم ہیں۔ لکھنے کی حاجت نہیں۔ اسی واسطے حضرت خاتم الرسل ہادی سبل شافع کل ﷺ کو اس طریقہ پر بہت شفقت ہے۔ آنحضور ﷺ کی کثرت تلطف سے وہ پرندہ شاخ سے اڑ کر ایک میوہ دار الارشاد سرہند شریف میں ڈال دیتا ہے۔ جس سے نام جمیع متوسلین کے منقوش ہوتے ہیں۔

عزیز! میوہ، فیض سے عبارت ہے۔ دفتر سے مراد متوسلین طریقہ نقشبندیہ غیر مجددیہ ہیں۔ پھر جو جناب نے لکھا تھا کہ پرندہ اس شاخ سے اڑ کر درخت کی چوٹی پر میوہ کو اپنی چونچ سے کاٹ کر دارالارشاد میں ڈال دیتا ہے۔ جنابا! چونکہ طریقہ مجددیہ نقشبندیہ کی نسبت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے ذریعہ اعلیٰ واولیٰ اس واسطے اس درخت کے سرے پر پہنچ کر اس کے میوہ (فیض) کو جو کہ اعلیٰ وعمدہ تھا، دارالارشاد سرہند شریف میں ڈالا، جس سے ایک بڑا دفتر پیدا ہوا۔ دفتر کے اوپر سرے پر نامی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی لکھا ہوا تھا۔

عزیزا! ذوالجلال کا شکر ہے کہ آپ نے اپنے آپ کو بھی اس زمرہ میں پایا۔ جناب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی ؒ کے حالات ومقامات میں کچھ لکھا جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے وجود مسعود کی بشارت اولیاء متقدمین نے دی تھی۔ چنانچہ شیخ احمد جامؒ اور شیخ خلیلؒ بدخشی نے آپ کی بشارت دی تھی۔ اور ساتھ ہی حضور سرور کائنات ﷺ نے پہلے بشارت دی ہے۔ جس کو علامہ حافظ جلال الدین سیوطیؒ جمع الجوامع (حدیث کا انسائیکلوپیڈیا) میں یوں لایا ہے۔ (یَکُونُ فِیْ اُمَّتِیْ رَجُلٌ یُقَالُ لَہُ الصِّلَۃ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِہٖ کَذَا وَ کَذَا) طبقات ابن سعد میں عبدالرحمٰنؒ بن یزید سے انہوں نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو صلہ یعنی ملانے والا کہا جائے گا۔ اس کی

شفاعت سے بہت سارے لوگوں کی تعداد جنت میں جائے گی۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات شریف میں چھٹے مکتوب شریف میں فرمایا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَنِیْ صِلَۃَ الْبَحْرَیْن ۔اور حضرت خواجہ محمد باقی باللہ قدس سرہ جو آپ کے پیر و مرشد ہیں آپ کے حق میں فرماتے ہیں۔ کہ شیخ احمد ہم میں مثل آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے ان کی روشنی میں گم ہیں۔اس میں تین شخصوں کو ان کی مانند جانتا ہوں فی الحال آسمان کے نیچے ان کی مانند کوئی نہیں۔ اپنے آپ کو ان کا طفیلی جانتا ہوں آپ کے معارف سب صحیح ہیں۔انبیاء کرام کے مطالعہ کے قابل ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز اپنے اعمال کا قصور سراسر میری نظر میں آیا۔تو اس وقت بحکم مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَ اللّٰہُ قَدْرَہ ۔ مجھے غیبی ندا آئی۔ غَفَرتُ لَکَ وَلِمَنْ تَوَسّلَ بِکَ۔ترجمہ :۔یعنی میں نے آپ کو اور آپ کے متوسلین کو بخش دیا۔

دوسرا واقعہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے اصل ہے، اس میں کیا شک ہے، اور جو حضرت مجدد قدس سرہ نے فرمایا ہے۔ کہ

خاک شو خاک تا بروید گل

عزیزا! مٹی بننے سے مراد عجز و انکساری ہے۔اور اپنے اعمال پر ہر وقت محزون رہنا ہے اور توبہ کرنا ہے۔عزیزم فی الحال اس مراقبہ کی نیت کریں جو اس سے آگے ہے۔اور کوشش کریں کہ حضور دائمی اور ذاتی حاصل ہو۔باقی فقیر کو ہر وقت اپنا دعا گو اور متوجہ تصور فرمائیں۔ یہ جمیع بشارات ہیں۔

ربنا لا تواخذ نا ان نسینا او اخطا نا و اللّٰہ اعلم بحقائق الامور و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و اٰله و اصحابه اجمعین ۔

فقط فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

مکتوب ششم

جناب مولوی محمد سراج الدین کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبت و اخلاص نشان جناب مولانا مولوی سراج الدین ثبته اللّٰه بالصدق و الیقین۔

از جانب فقیر حقیر لاشے محمد سراج الدن کان اللہ عوضاً من کل شئی

بعد از تسلیمات وافیات مسنونہ اور دعوآت مزید درجات مقرونہ واضح ہوں کہ احوال فقیر تادم تحریر مکتوب ہذا قرین عافیت ہوکر مستوجب حمد ہوا۔ اور بارگاہ ایزد جل شانہ سے آنجناب کی صحت وعافیت، شریعت غرا، اور سنت بیضا پر مدام استقامت کا خواہاں ہوں۔

المرام آنکہ آپ کا مکتوب محبت اسلوب موصول ہوا اور جناب کے لیے دعائیں کی گئیں۔ اللہ کریم قبول منظور فرمائے۔ آنجناب کے مکتوب مافیہا سے فقیر آگاہ ہوا چند سوالات جو جناب نے تحریر فرمائے ہیں اور ان کے جوابات طلب فرمائے ہیں۔

مخلصم! ان شبہات کا منشا حضرات صوفیائے کرام کی کتب سے ناواقفیت ہے۔ دوسرا فتن جدیدہ جو اسلام میں پیدا ہو گئے ہیں جن کے سننے سے لوگ خصوصاً علماء کرام کو چارہ نہیں۔ اور اکثر اہل بدعت جو اصل حق میں رل مل گئے ہیں۔ ان شبہات کا پیدا ہونا لامحالہ امر ہے۔

اگر علماء کرام صوفیائے متقدمین کی کتابیں مثلاً قوت القلوب مصنفہ ابی طالب مکیؒ اور احیائے علوم مصنفہ امام غزالیؒ کا مطالعہ کرتے تو ہرگز اسی قسم کے شبہات کی گنجائش نہ رہتی۔ لیکن چونکہ آں عزیز نے جوابات طلب فرمائے ہیں تو حسب فرمودہ جواب دیئے جاتے ہیں۔

سوال نمبر ۱: مرید ہونے کا اصل مقصد کیا ہے۔

جواب: مرید ہونے کا اصل مقصد طلبِ طریقت ہے۔ اور طلب طریقت واجب ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے ارشاد الطالبین میں فرمایا ہے۔ واضح ہوں کہ "طلب طریقت اور کمالات باطنیہ کے حصول کے لیے سعی کرنا واجب ہے"۔ دلائل مندرجہ ذیل ہیں

دلیل اول: کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِتَّقُو اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ (الایتہ) ترجمہ۔ کہ مسلمانو! اللہ تعالیٰ کا پورا پورا تقوی اختیار کرو یعنی اللہ سے پورا پورا ڈرو۔

پس یہ آیت وافی ہدایت دلیل ہے اس پر کہ کمال تقویٰ کا حصول ضروری ہے۔ کیونکہ صیغہ امر کا ہے۔ اور معلوم ہونا چاہیے کہ کمال تقویٰ بجز ولایت کے حاصل نہیں ہوتا۔

دلیل دوئم: تقویٰ کے حصول کا حکم صیغہ امر سے ہے۔ یعنی اتقو۔ اور مطلق امر وجوب کے لیے ہوتا ہے۔ پس تحصیل تقویٰ واجب ٹھہرا۔ اور تقویٰ کا حصول بجز ولایت کے ہو نہیں سکتا۔ اور حصول ولایت اختیار اور وسعت بشری میں نہیں بلکہ یہ امر وہی ہے۔ اور تکلیف مالا یطاق غیر واقع ہے۔

جیسا کہ خداوند کریم فرماتے ہیں۔ آیتہ کریمہ۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہ نَفساً اِلّا وُسعَھا ۔ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر کسی کو توفیق مکلّف ٹھہرایا ہے۔ نیز فَاتَّقُو اللّٰہ مَاستَطَعتُم۔ترجمہ: اللہ پاک سے اپنی طاقت کے مطابق ڈرو۔ بس معلوم ہوا کہ تحصیل ولایت تو واجب نہیں بلکہ طلب ولایت واجب ہے۔

دلیل سوئم: یہ کہ ولایت کے بہت سے مراتب ہیں۔ جو شمار میں نہیں آ سکتے۔ جب ایک مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ تو گویا ولایت سے نسبت حاصل ہو جاتی ہے۔ اور جب اس سے اوپر والا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو گویا تقویٰ کامل حاصل ہو جاتی ہے اور جب تیسرا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اکمل ولی ہو جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں تم سے اعلم باللہ اور اتقیٰ من اللہ ہوں۔ پس کمال تقوی کی کوئی محصور حد نہیں یہاں تک کہ کہا جائے وہ واجب ہے۔

کیونکہ خداوند کریم نے فرمایا ہے۔ حق تقاتہ۔ یعنی حق تقویٰ کا حاصل کرو۔ اور ہم اسی ہی واسطے طلب ولایت کے درپے ہوئے۔ تا کہ نص قطعی پر بقدر امکان عمل ہو جائے۔

سوال نمبر۲: اگر ایسا ہی ہو تو پھر سارے نوافل، فرائض کا درجہ اختیار کر لیں۔ کیونکہ کمال تقویٰ کا حصول بغیر ادائے سنن اور واجبات ہو نہیں سکتا۔

جواب: تقویٰ، وقایہ سے مشتق ہے۔ اور وقایہ اسے کہتے ہیں۔ کہ ترک واجبات نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے منہیات سے پرہیز حاصل ہو۔ پس نوافل کی ادائیگی فرائض میں داخل نہیں بلکہ وہ تو محض ایک فضیلت ہے اور یہ بھی نہیں کہ جو باقی لوگوں سے زیادہ مقلد ہو۔ وہ ان سے زیادہ متقی ہو جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور یہ کیوں کر نہ ہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے منہیات مثلاً کبر، حسد، بغض، ریا، سمعہ، اظہار منت وغیرہ نفس کے رذائل جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے یہ نہیں حاصل ہو سکتے مگر ولایت کے ساتھ۔ پس نوافل کے پڑھنے سے ولایت حاصل نہیں ہوتی بلکہ ولایت کے بغیر تو حصول ثواب کی صلاحیت بھی نہیں رکھ سکتا، پس نماز، زکواۃ، روزہ، حج، جہاد، اور طلب علم ثواب کی صلاحیت نہیں رکھ سکتے جب تک محارم اللہ، ریاء، سمعہ اور اظہار منت جیسے قبیح اخلاق سے خلاصی نہ ہو۔ حضرت امام مسلم حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں، کہ سب سے پہلے شخص جس کا بروز قیامت فیصلہ ہو گا وہ، وہ مرد ہو گا۔ جو اللہ کی راہ میں شہید ہوا تھا۔ اس کو رب العزت کے روبرو لائیں گے تو خداوند تعالیٰ اس پر اپنے احسانات کا اظہار فرمائے گا، اور وہ کہے گا

اے میرے مالک! میں تیرے راستے میں اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے شہید ہوا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ کہتا ہے، تو میرے واسطے شہید نہیں ہوا تھا۔ بلکہ اس واسطے شہید ہوا تھا۔ کہ لوگ تجھے بہادر اور جرات مند کہیں۔ تو جھوٹ بولتا ہے (فائدہ مترتبہ) تو اس سے ثابت ہوا۔۔۔ کہ سعی کرنی واجب ہے۔ اور قرب کسی مرقبہ پر جا کر ختم نہیں ہوتا کیونکہ ہر قرب کے بعد دوسرا قرب ہے۔ جو پہلے سے اعلیٰ ہے اور ناقص کو اعلیٰ کے حصول کرنی ضروری ہے۔ اسی واسطے حضور ﷺ ہمیشہ یہ دعا مانگتے تھے۔ رب زدنی علما۔ اور اسی واسطے حضور ﷺ نے امت پر صلوٰۃ وسلام پڑھنا واجب فرمایا ہے اور یہ تا قیام قیامت امت پر واجب ہے۔ پس مراتب قرب کا حصول ناقص اور کامل دونوں پر واجب ہے۔ اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول ﷺ کو اور آپ کے اصحاب کرامؓ کو کمال تقویٰ حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔ حالانکہ وہ تو تقویٰ میں کامل اور اکمل تھے۔

جنابا! حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ نے اس بارے میں اور بھی دلائل بیان فرمائے ہیں۔ اگر آپ کو مذکورہ دلائل سے زیادتی کی طلب ہے، تو کتاب ارشاد الطالبین مصنفہ قاضی صاحب موصوف ملاحظہ فرمائیں۔ نیز جناب قاضی صاحب موصوف نے کتاب بہجۃ السنیہ میں امام عبدالوہاب شعرانی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل طریقت کا اس بات پر اجماع ہے کہ انسان پر ایک ایسے شیخ کا بیعت ہونا واجب ہے، جس کی صحبت میں رہ کر اس کے صفات رذیلہ زائل ہو جائیں۔ اور بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونے کے قابل ہو جائے، اور اس کی نماز تندرست ہو جائے۔ کیونکہ دین کے اصول میں ہے۔ کہ مَـالاَ یُتِم الوَاجِب فَھُوَ وَاجِبٌ۔ یعنی جس کام کے بغیر واجب (فرض) ادا نہ ہو۔ اس کام کا کرنا حصولِ واجب ہے۔ بلکہ حضرت شیخ شعرانی تو یہاں تک فرماتے ہیں۔ اِیَّـاکَ اَنْ تَـقُوْلَ طَرِیْق الصُّوْفِیَۃ لَمْ یَاتِھَا کِتَاب وَلَاسُنَّۃ فَاِنَّہٗ کفر لِا نّھَا کلھَا اَخْلَاق مُحَمَّدِیَّۃ

ترجمہ: یعنی خبردار کبھی بھولے سے یہ نہ کہنا کہ طریقہ صوفیاء کرام نہ کتاب اللہ سے اور نہ سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور یہ صوفیاء کرام کا گھڑا ہوا طریقہ ہے۔ اگر تم نے بھولے سے بھی یہ کہا تو کافر ہو جاؤ گے بغیر توبہ کے تمہارا ایمان درست نہ رہے گا۔ یہ طریقہ سب کا سب اخلاق محمدیہ علی صاحبہا صلوٰۃ وسلام وتحیہ کا نمونہ ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ امراض باطنیہ مثلاً دنیا کی محبت، کبر، غرور، عجب، ریاء، بغض، حصد، حسد، دھوکہ نفاق وغیرہ کا علاج ہر بندے پر واجب ہے۔

کیونکہ ازروے احادیث یہ سب اخلاق حرام ہیں۔ اوران کے ازالہ نہ کرنے پر عذاب کے مستحق ہونے سے ڈرایا گیا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جس نے شیخ نہ پکڑا۔ جو اس کو ایسی صفات رذیلہ سے پاک صاف کرے تو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کا نافرمان ہے کیونکہ شیخ (پیر) کے بغیران صفات رذیلہ کا علاج نہیں ہوسکتا اگرچہ وہ علم کی ہزاروں کتابیں بھی پڑھ لے۔ اسکی مثال ایسی ہے۔ کہ کسی نے طب میں کوئی کتاب حفظ کر لی۔ اور باوجود کتاب کے یاد کرنے کے اسے بیماری کے موافق ادویہ کے انتخابات اور طریقہ تجویز معلوم نہ ہو تو جو شخص اس کتاب کو پڑھتے ہوئے دیکھے گا وہ اس کو طبیب تصور کرے گا۔ اور جب اس سے مرض کا نام پوچھا جائے گا اور مرض کے ازالے کی کیفیت اور تدبیر دریافت کی جائے گی۔ تو وہ نہ بتا سکے گا۔ تو سائل اس کو بہت بڑا جاہل کہے گا۔

پھر آگے امام شعرانی فرماتے ہیں ۔ بھائی جان ! آپ شیخ ضرور پکڑیں ،اور میری نصیحت قبول فرمائیں ۔ اور کبھی بھولے سے بھی نہ کہیں ۔ کہ اہل اللہ کا طریقہ، کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ نے بیان نہیں فرمایا۔ کہ ایسا کہنا کفر ہے۔ کیونکہ اہل اللہ صوفیائے کرام کا طریقہ سارا کا سارا اخلاق محمدیہ کا سچا نمونہ ہے۔

سوال نمبر ۳: کیا مرید ہونے کا یہ طریقہ جو لوگوں میں رواج پا گیا ہے۔ منصوص ہے یا اجتہادی اور کیا یہ طریقہ نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ یا کچھ تغیر و تبدل اس میں واقع ہوا ہے۔

جواب: بیعت کا طریقہ منصوص ہے۔ جیسا کہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ صاحب نے قول جمیل میں فرمایا ہے۔ کہ حق تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتے ہیں کہ بلاشبہ جو لوگ آپ ﷺ (یعنی نبی ﷺ) سے بیعت کرتے ہیں۔ حقیقت میں اللہ پاک کا دست قدرت ان کے ہاتھ پر ہے۔ سو جو لوگ عہد شکنی کرتے ہیں وہ اپنی ذات کا نقصان کرتے ہیں۔ آیۃ

اور احادیث مشہورہ میں منقول ہے۔ کہ لوگ آں حضرت ﷺ سے بیعت کرتے۔ کبھی ہجرت پر، کبھی جہاد پر، کبھی اسلام لانے پر، کبھی اقامت ارکان اسلام پر کبھی جہاد میں استقامت اور اثبات پر، کبھی سنت نبوی کے تمسک پر، کبھی بدعات سے اجتناب پر، اور کبھی کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کرنے پر۔ اور کبھی عورتوں سے بیعت لیتے تھے کہ کسی پر بہتان نہ باندھیں اور میت پر نوحہ نہ کریں۔ جیسا کہ سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ آپ نے چند محتاج مفلوک الحال مہاجرین

سے اس پر بیعت لی، کہ کسی کے آگے دست سوال دراز نہ کریں گے، بعض اس پر یوں پابند تھے کہ جب کبھی گھوڑے سوار سے کوڑا تک گر جاتا تو ساتھی پیدل کو کوڑا اٹھا دینے کا سوال بھی نہ کرتے۔ بلکہ خود گھوڑے سے اتر کر اٹھا لیتے۔ تو ہم کو چاہئے کہ بیعت کی گفتگو کریں کہ وہ کون سی قسم ہے۔ پس بعض نے گمان کیا کہ بیعت صرف بیعت خلافت اور سلطنت پر منحصر ہے۔ اور صوفیوں کی بیعت صرف عادت ہے اور شرع شریف میں اس کا کوئی وجود نہیں۔ فیاللعجب یہ گمان فاسد اور باطل ہے۔ اس خیال کے باطل ہونے کے دلائل بھی ہم نے ظاہر کئے ہیں۔ صحیح بخاری اور حدیث شریف کی ساری کتابیں ان دلائل سے بھری پڑی ہیں۔

حضور ﷺ نے حضرت جریرؓ کو بیعت کرتے وقت اس پر لازم کی کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرو گے۔ انصار سے بیعت لیتے وقت شرط رکھی کہ خدائے تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت گر کی ملامت سے نہ ڈرو گے اور حق بات زبان سے بولو گے۔ اسی بنا پر حضرات صحابہ کرامؓ امراء اور سلاطین پر بلا خوف رد و انکار تنقید کرتے تھے۔ ان کے سوا اور بھی بہت سے امور میں احادیث شریفہ سے بیعت کا ثبوت ملتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔ فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

مکتوب ہفتم

جناب رب نواز خان صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ صداقت و اختصاص نشان محبت و اخلاص عنوان مکرمی خان صاحب رب نواز خان صاحب سلمہ ربہ، از طرف فقیر لاشے محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد از سلام مسنونہ و دعوات مشحونہ معروض آنکہ الحمد للہ کہ بفضل رب العالمین، اس جگہ خیریت ہے۔ عافیت و سلامتی آنجناب کی بارگاہ ایزدی سے مطلوب۔ خلاصہ احوال آنکہ آں جناب کا مکتوب محبت اسلوب جو مفصلہ احوال پر مشتمل تھا۔ موجب مزید دعا گوئی ہوا۔

خداوند کریم آں جناب کو حضرات گرامی قدسنا اللہ بسرہ الاقدس کے طفیل مصائب زمانہ سے محفوظ رکھے۔ اور اپنے جملہ مقاصد میں کامیابی نصیب ہو۔

اِنَّهُ قَرِيْبٌ مُجِيْب۔ فقیر کو ہر حال میں دعا گو اور متوجہ تصور فرمائیں۔ باقی عرض یہ ہے۔ کہ خطرات

ووساوس شیطانیہ کے دفعیہ کے واسطے لا الہ الا اللہ کا ورد بہت کیا کریں۔ جمیع وسواس کو کلمہ لا کے نیچے لا دیں یہ اپنے تصور سے کیا کریں خداوند کریم کی مہربانی اور عنایات آنمخلص پر بہت ہیں۔ خیالات فاسدہ کو اپنے اندر جگہ نہ دیں۔ خداوند کریم ملک کو آباد کرے گا اور قرض کو دفع فرمائے گا۔ پریشانی کے اسباب کو نظر میں نہ لایا کریں۔ بے حد پریشانی کے وقت قبلہ رو بیٹھ کر اپنے دل کی طرف متوجہ ہوں اور جملہ خیالات ماسوا اللہ دل سے نکال کر آنکھوں کو بند کر کے سانس کو ناف کے تلے بند کریں۔ کلمہ لا کو ناف سے لے کر اوپر کی طرف کھینچ کر دماغ تک پہنچا دیں اور کلمہ الٰہ کو دائیں ہاتھ پر کندھے کے برابر نیچے لائیں، اور الا اللہ کو اپنے دل پر اس طرح کی سخت ضرب لگائیں کہ اس کی حرارت جمیع اعضاء کو پہنچے اور عدد طاق ملحوظ رہے۔ فقط فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

مکتوب ہشتم

جناب ملک مبارز خاں صاحب کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد: بعد از دعوات وافیات وتسلیمات بے غایات محبی مکرمی محترم جناب ملک مبارز خاں کو معلوم ہو کہ فقیر نے آں جناب کو دعائے خاصہ میں کبھی نہیں بھلایا۔ خداوند کریم قبول فرمائے۔ اور نیکی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور سیات وبدعات نامرضیہ سے اجتناب نصیب فرمائے۔

انسان کے پاس یہ عمر عزیز چندروزہ امانت ہے۔ تو اس گوہر بے بہا کو کہ جس کی قیمت دیناو مافیہا سے بھی بالاتر ہے، ناشائستہ کاموں میں برباد نہ کرے اور نہ ہی اسے حرص وہوس کے غبار سے ملوث کرے۔ ہر حال میں اس کی صفائی اور پاکی کو ملحوظ رکھے تاکہ جب مالک حقیقی کے حضور میں حاضر ہو تو انعام وتکریم کا مستحق ٹھہرے نہ کہ بربادی اور تباہی کی عوض میں رسوائی اور میدان حشر میں ذلت اور شرمندگی اٹھانی پڑے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنَ الخُسرَانِ وَالُحذلَانِ وَاَفَاضَنَابِالدَّرَجَاتِ وَالترقِیَّاتِ فِی اَعمَال یَوم المِیزان۔

فقیر کو ہر حال میں اپنا دعا گو تصور کریں۔

فقط فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

مکتوب نہم

جناب مولوی عیسیٰ خاں صاحب کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تنت نباز طبیبان نیازمند مباد

وجود نازکت آزردہ گزند مباد

بہ محبی ومکرمی ومخلصی ام جناب مولوی عیسیٰ خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

از فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین عفی عنہ۔ بعد از تسلیمات و دعوات معروض آنکہ جناب کا مرسولہ نوازش نامہ جو آپ نے عنایت فرمایا تھا، پہنچ گیا۔ مشرف ہو کر مافیہا سے آگاہی ہوئی۔ خداوند کریم آں مکرم کو اس زمانہ کے آفات وبلیات سے نجات عطا فرمائے اور محفوظ رکھے بالنبی والہ الامجاد و علی الہ من الصلوۃ اتمہا و اکملہا۔ باقی جو جناب نے قحط سالی کے متعلق لکھا تھا۔ اس کے دفعیہ کے لیے دعائیں کیں گئیں۔ اللہ کریم قبول ومنظور فرمائے گا۔ فقیر کل سے انشاء اللہ ختم کلام اللہ شریف نزول باراں رحمت کے لیے شروع کر رہا ہے۔ آپ آئندہ زمانہ کے فتنوں سے بچنے کے لیے روزانہ ہر نماز کے بعد پڑھ کر دم کریں یا پھر بعد از نماز فجر اور بعد از نماز مغرب اپنے اوپر دم کریں۔ اور ساتھ ہی تین دن ختم کلام اللہ شریف نزول باراں رحمت کیلئے پڑھیں۔ خداوند کریم باراں رحمت سے سرفراز فرمائے گا۔ خداوند کریم ظاہری باطنی دونوں شفائیں عطا فرمائے۔ زیادہ کیا لکھا جائے۔ فقیر کو ہمیشہ دعا گو تصور کریں۔

والسلام خیر الختام　　　　فقیر حقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

مکتوب دہم

جناب مولوی عطا محمد صاحب قریشی سکنہ گھنڈی کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

محبت واخلاص نشان صداقت اختصاص عنوان مخلصی ام جناب مولوی عطا محمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔　　　از طرف فقیر حقیر لاشی محمد سراج الدین صاحب کان اللہ لہ عوضا عن کل شئی

بعد از سلام مسنونہ ودعوات مشحونہ معروض آنکہ فقیر جمیع متعلقین ولواحقین سمیت بعافیت

ہے والمسئول من اللہ تعالیٰ سبحانہ، سلامتکم واستقامتکم۔

جناب نے جو خط فقیر کے نام ارسال کیا تھا، صادر ہوا۔ حالات مافیہا سے آ گاہی ہوئی بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کو بلیات دارین سے محفوظ رکھتے ہوئے مطالب دارین سے سرفراز فرمائے۔

مخلصا! متعلقین کی خواہش پر نور چشمی بہاء الدین مرحوم کو تبدیلی آب و ہوا کے لیے خوشاب لے گئے اور وہاں تقریباً دس روز قیام کیا اور چھاونی والے سول سرجن سے علاج بھی کرایا لیکن کوئی فائدہ ظاہر نہ ہوا۔ مزید براں اسہال کا عارضہ بھی لاحق ہو گیا اور نہایت ضعف کی کیفیت ہو گئی۔ اس لیے سنیچر کی رات کو بتاریخ ۹ جمادی الاخریٰ رفقاء سمیت واپس موسیٰ زئی شریف روانہ ہوئے اتوار کو صبح سویرے ڈیرہ اسمٰعیل خان پہنچے۔ اعزی جناب حقداد خان کی رہائش گاہ ٹھہرے۔ ڈیرہ اسماعیل خان کے ڈاکٹر سے بھی علاج کرایا لیکن کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔

آخر الامر ۱۲ جمادی الثانی بروز منگل وار عزیزی محمد بہاؤ الدین مرحوم کے انتقال کا حادثہ جانکاہ بوقت چاشت رونما ہوا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

نماز ظہر کے بعد نماز جنازہ ادا کر کے خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف روانہ ہوئے۔ عزیزم مرحوم کو حضرات کرام کے جوار میں عزیزی محمد سیف الدین کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ چند روز وہاں رہ کر فقیر بمعہ جمیع رفقاء خانقاہ شریف سون کو روانہ ہوا۔ مخلص ام مولوی سید رسول صاحب دریا خان سے کوٹلے رخصت ہوئے۔

صاحبا! مکرمی مولوی سید رسول صاحب نے اس اثنا میں بہت سی خدمات سرانجام دیئے۔ جس سے فقیر بے حد خوش ہوا۔ خداوند کریم، عزیز کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ اور اپنے اقران میں ممتاز درجہ مرحمت فرمائے۔ بحرمت النبی وآلہ الامجاد۔

فقط فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

مکتوب یازدہم

جناب اخوندزادہ مولوی نور الحق صاحب کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد از تسلیمات اور تبلیغ دعوات محبی و مخلصی ام جناب اخوندزادہ صاحب مولوی نور الحق

صاحب کو معلوم ہو کہ بفضلہٖ تعالیٰ حالات فقیر ہر طرح سے قرین عافیت ہیں۔ اور آنجناب کی عافیت بارگاہ ایزدی سے مطلوب ہے، حالات مافیہا سے آگاہی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آنجناب کو اس مرض سے شفائے کاملہ اور صحت عاجلہ عطا فرمائے۔ اور جمیع امراض و آلام و اوجاع حارہ و باردہ سے محفوظ رکھے۔ اور جناب نے مرض کی دفعیہ کے واسطے حضرات کرام کا معمول دریافت فرمایا ہے۔ جنابا! عجب نہیں شاید اسہال کا باعث بواسیر ہو جو معمول پہلے لکھ کر بھیجا تھا۔ اس کے علاوہ دعائے ختم حضرت خواجہ احمد سعید صاحب قبلہؒ بعد از ہر نماز کے سات بار پڑھ کر حضرت شاہ صاحب کی روح پرفتوح کو بخش کر بارگاہ الٰہی سے شفا کی دعا مانگیں اپنے دونوں ہاتھوں پر دم کر کے اولاً زیر ناف آگے پیچھے ہاتھ پھریں۔ اور پھر سارے وجود پر اپنے دونوں ہاتھ پھیریں۔ شافی مطلق شفائے کاملہ عطا فرمائے گا۔

ختم شریف یہ ہے۔ یَا رَحِیمَ کُلِّ صَرِیخٍ وَّمَکْرُوْبٍ وَّغِیَاثَہٗ وَمَعَاذَہٗ یَارَحِیْم۔ فقیر ہر وقت متوجہ اور دعاگو ہے۔

والسلام

فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

مکتوب دوازدہم

جناب مولوی عبداللہ خان صاحب کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ سلام علی عبادہ الذین اصطفی

امابعد: صداقت افتران، محبت و خلوص عنوان مکرمی جناب مولوی عبداللہ خان صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ عن الحوادث المصائب۔ از طرف فقیر حقیر لاشیٔ محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد ترسیل تسلیمات و تبلیغ دعوات معروض آنکہ جناب کا مکتوب محبت اسلوب پہنچ کر کاشف مضامین مندرجہ ہوا۔ جو کچھ قلت اخلاط و ملاقات اور ضبط اوقات کو طاعات و اذکار سے معمور رکھنے کے متعلق تحریر فرمایا تھا۔ پڑھ کر مسرت بر مسرت اور بہجت بر بہجت آئی۔ خداوند کریم آنجناب کو سنت سنیہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوات والسلام پر استقامت عطا فرمائے اور اپنی محبت میں روز بروز افزوں ترقی نصیب فرماوے۔ بحرمت النون والصاد و آلہ الامجاد۔

جناب نے سنا ہوگا۔مَنْ استویٰ یو مَاہُ فَھُو مغبُونٌ ۔

ترجمہ: جس کے دودن طاعت میں برابر ہوں وہ گھاٹے میں ہے۔

عزیزم! زندگی چند روز ہے۔ اس کو اذکار و افکار و عبادات سے معمور رکھیں۔ اور تاریک راتوں کو عبادت سے منور رکھیں۔اور مفروضہ نمازوں کو اوقات مستحبہ پر ادا کریں۔خلوت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔اور واردین کے ساتھ اگر چہ وہ مغبونین سے ہوں، خوش خلقی سے پیش آئیں۔جیسا کہ ہمارے حضرات کرام قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ السامی کا معمول ہے۔خداوند کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔

وَلَاتَسْتَوِی الْحَسَنَۃ وَلا السَّیئۃ اِدْ فَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسن فَاذَالذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَہٗ عداوۃٌ کَانَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْم۔ وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْ وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا ذُوْحَظٍّ عَظِیْمٍ۔

دادیم ترا از گنج مقصود نشاں

گر ما نرسیدم تو شاید برسی

عزیزم! امسال شادی کا خیال دل میں نہ لائیں۔خانقاہ سون سے مراجعت کے وقت اگر ملاقات میسر ہوئی تو انشاءاللہ اس بارے میں مفصل گفتگو کی جائے گی۔اب اس معاملہ میں کسی قسم کی گفتگو نہ کریں۔اپنے اور بیگانوں سے یکسو ہو کر یاد مولیٰ حقیقی میں ہمہ تن شاغل رہیں۔ادھر اُدھر کے دنیاوی تعلقات و معاملات کی طرف التفات نہ کریں۔اپنے دینی و دنیاوی مقاصد کی تکمیل کے لیے حضرات کبار کے وسیلہ جلیلہ سے بارگاہ رب العزت سے خواہاں و جویاں رہیں۔ خداوند کریم آپ کو ہرگز ضائع اور خوار نہ کرے گا۔آپ پر مطالب کے دروازے کشادہ کرے گا۔

امام صاحب مرحوم کے اسباب اور املاک پر کسی قسم کی غرض نہ رکھیں۔امام صاحب کو چھوڑیئے۔جو کچھ ہو۔سو ہو۔مگر امام صاحب مرحوم کی کتابوں میں ان کی تعویذات کی کتاب اس میں ہمارے حضرات کرام کا نسب نامہ درج ہے۔اگر دستیاب ہو تو قیمت دے کر لے لیں۔اگر ملا فیض اللہ صاحب اور ملا حبیب اللہ صاحب سابقہ طریقے پر جیسا کہ وہ امام صاحب مرحوم کی خدمت کرتے تھے۔خانقاہ شریف میں خدمت کے لیے اقامت کریں، تو آجائیں۔کوئی مضائقہ نہیں۔

والسلام　　　فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

مکتوب سیزدہم

جناب قاضی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مستطاب محامد نصاب ذوالعزوالاحترام قاضی صاحب ادام اللہ بقاء

ازطرف فقیرلاشی محمد سراج الدین عفی عنہ

بعدازتسلیمات معروض آنکہ آپ کا وہ رقعہ جولڑکی کی وفات اورتنگ دستی پر مشتمل تھا۔ سابقہ غم کو اور بھی تازہ کیا۔ لیکن خداوند کریم کے اس فرمودہ پر دل کو تسکین ہوئی۔ کہ خداوند کریم فرماتے ہیں۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِينَ۔ الَّذِينَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔ اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ۔

خواجہ محمد معصوم صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔ تمتعات دنیویہ کی قلت حساب اخرویہ کے سہولت کا سبب ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اِثْنَانِ يَكْرَهُهُمَا ابْنُ آدَمَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَهُوَ خَيْرٌ لَهُ مِنَ الْفِتْنَةِ وَيَكْرَهُ قِلَّتَ الْمَالِ وَقِلَّتُ الْمَالِ اَقَلُّ الْحِسَابِ۔ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حُلْوَةُ الدُّنْيَا مُرَّةُ الْاٰخِرَةِ وَمُرَّةُ الدُّنْيَا حُلْوَةُ الْاٰخِرَةِ۔

پس معلوم ہوا کہ دنیا کی تلخیاں مدارج اُخرویہ میں ترقی کے وسائل ہیں۔ اور دنیاوی تنعمات موجب نقصان ہیں۔

قال رسول اللہ ﷺ۔ لَيْسَنَا لِلذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَمَا نَدَّخِرُ قَالَ لِسَانًا ذَاكِرًا وَقَلْبًا شَاكِرًا وَزَوجَت تُعِينُ عَلَى الْاٰخِرَةِ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم سونا چاندی کا ذخیرہ جوڑنے کے لئے پیدا نہیں کئے گئے۔ صحابہ کرام نے عرض کی پھر ہم کس چیز کا ذخیرہ بنائیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، دل شاکر اور زبان ذاکر اور وہ بیوی جو اس کی آخرت کی مددگار ہو۔

بسبب تنگی معاش تنگ نہ ہوں۔ اللہ رزق کو فراخ کرنے والا ہے۔ آپ کو خوش خرم رہنا چاہیے اور اس تکلیف سے لذت حاصل کرنی چاہیے جو محبوب حقیقی سے پیش آئے۔ وہی محبوب ہے

کلفتیں ہوں یا نعمتیں ہوں۔

می تلخ است جور گلعزاران
کہ ہر چند شی خوری باشد گواران

بات طوالت پکڑ گئی ہے۔مہربانی فرما کر ناراض نہ ہوں۔

والسلام علی من اتبع الھدی و صلی اللّٰہ علی خیر خلقه محمد و اله اصحابه اجمعین۔

فقط والسلام

فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

مکتوب شریف چہاردہم

جناب ملا فیض محمد و شیر محمد صاحبان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبت و اخلاص نشان صداقت و اختصاص عنوان محبی ام جناب ملا فیض محمد و ملا شیر محمد صاحبان حفظہما اللہ الصمد　　　از فقیر حقیر لاشئ محمد سراج الدین عفی عنہ

بعد از تسلیمات و دعوات وافیات واضح باد کہ الحمد للہ اس جگہ تا حال تحریر من کل الوجوہ عافیت ہے۔اور عافیت آں جناب مدام مطلوب ہے۔آپ کا مکتوب شریف پہنچا بہت خوشی ہوئی موجب دعوات و توجہات ہوا۔حالات مافیہا سے آگاہی ہوئی۔اللہ تعالیٰ آپ صاحبان کو ہمیشہ عافیت سے رکھے اور دینی و دنیاوی، ظاہری و باطنی ترقی مرحمت فرمائے۔آپ کے لڑکے کے تعلیمی ذوق وشوق اور تیزی ذہن حافظہ کے لیے مندرجہ ذیل دعاء تعلیم اور مطالعہ شروع کرنے سے قبل سات بار پڑھ کر اپنے سینے پر دم کرے۔دعا یہ ہے۔

اللھمَّ نوِّرْ قَلْبِیْ بِعِلْمِكَ وَاسْتَعْمِلْ بَدَ نِیْ بِطَاعَتِكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْه ۔

والسلام　　　فقیر حقیر محمد سراج الدین عفی عنہ

مکتوب شریف پانزدہم

مکرمی و مشفقی جناب فضائل مآب مولوی غلام حسن صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد تسلیمات ودعوات وافیہ معلوم ہو کہ آپ کا خط جس میں برخوردار فقیر محمد اطال اللہ عمرہ مع علمہ وعملہ کے بخار سے بیمار ہونے کے متعلق لکھا ہوا تھا، پہنچا۔ طبیعت کو تشویش ہوئی۔ شافی مطلق اپنے شفا خانہ غیب سے شفائے عاجلہ اور صحتِ کاملہ برخوردار کو نصیب کرے اور تمام حادثاتِ آفاقی وانفسی سے جناب کو مع تمام متعلقین اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ اور برکات و فیوضات حضرات گرامی قدسنا اللہ تعالیٰ باسرارہم سے کافی حصہ عطا فرمائے۔ اور جہان والوں کے لئے فیض بخش بنائے۔

والسلام فقط محمد سراج الدین

مکتوب شریف شانزدہم

مکرمی مشفقی جناب فضائل مآب مولوی غلام حسن صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد سلام مسنون ودعوت مشحون، معلوم ہو۔ الحمد للہ فقیر کو حال بمع متعلقین مستوجبِ حمد بے پایاں ربّ المنان ہے۔ اللہ تعالیٰ سے آپ کی سلامتی اور طریقہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا من التحیات اکملہا ومن الصلوٰۃ اتمہا پر آپ کی استقامت کا سوال کیا جاتا ہے۔

مطلب یہ کہ انشاء اللہ ۲ جمادی الاوّل کو پنج شنبہ کا دن ہوگا، اس جگہ سے روانہ ہو کر، شبِ جمعہ ۴ ماہِ مذکور مکان اسٹیشن دریا خان پر فروکش ہوگا۔ اطلاعاً لکھا جاتا ہے۔

فقیر کو ہمیشہ دعا گو اور متوجہ ذاتِ گرامی جانیں۔ تمام مجاورانِ خانقاہ شریف کی طرف سے تسلیمات ودعوات قبول ہوں۔

فقط والسلام فقیر محمد سراج الدین

بعض تحریراتِ حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب

بعض خطوط کے آخر میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ الاقدس نے اپنے دستِ اقدس سے تحریر فرمایا، وہ تحریریں پیشِ خدمت ہیں۔

قاضی قمر الدین صاحب چکڑالوی کے نام

خداوند کریم نے اپنے فضل وکرم سے آپ کو استغراق قوی عطا فرمایا ہے۔ اور انشاء اللہ

اسی استغراق کے سبب آپ کو جناب اقدس کی جانب کشش عطا فرمائے گا۔ یہاں سے جب فقیر آپکی جانب متوجہ ہوتا ہے۔ تو پہلے کی نسبت آپ کے باطن میں وسعت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ ایک قسم بے زنگی آپ کے باطن میں پائی جاتی ہے۔ یہ وسعت اور سرنگی لطیفہ نفس میں معلوم ہوتی ہے۔ امید ہے آپ کو اس کا مشاہدہ ہوتا ہوگا۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہاں متعلقین خیریت سے ہیں وہاں کے حالات سے مطلع فرمائیں۔

ایضاً جناب قاضی صاحب موصوف کے نام

الحمدللہ کہ ۲۹ ماہ رمضان المبارک خیریت سے گزر گئی۔ اس مہینے کی تاثیرات کے متعلق کیا لکھا جائے۔ وہاں کے احباب بہت یاد آتے ہیں۔ ہاں! یہ کشش مقناطیسی اصل سے جلوہ ریز ہے۔ عادت اللہ بھی کچھ ایسے جاری ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کُنتُ کَنزاً مَخفِیًّا فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلق۔

ترجمہ:۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ پاک نے فرمایا۔ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ جب مجھے اپنے آپ کو ظاہر کرنے کا ارادہ ہوا۔ تو میں نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا۔ اس حدیث میں بھی سبقت (یعنی پہل) خدائے پاک کی جانب سے ہے۔ اس مہینے میں کمالات انبیاء خصوصاً آں سید الکائنات مفخر موجودات ﷺ کے کمالات بہت جلوہ ریز ہوتے ہیں، بات طوالت پکڑ گئی۔ خلاصہ یہ کہ اس مہینے میں خدائے پاک سے خاص اور خصوصی راز وابستہ ہوتے ہیں۔ جو دوسرے مہینوں میں ہاتھ نہیں آتے۔ فقیر کو ہمیشہ اپنا دعا گو اور متوجہ جانیں۔

حافظ محمد خاں ترین آڑی لعل خاں والے کا نام

اے عزیز! اپنے اوقات عزیزہ کو مولائے حقیقی جل شانہ کی یاد میں خرچ کریں۔ آخرت میں جو وقت مولائے پاک کی یاد میں نہ گزارا ہوگا موجب ندامت و ارمان ہوگا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔

الحدیث: لَیسَ یَتَحَسَّر اَهل الجَنَّةِ اِلَّا عَلَی سَاعَتِهٖ مَرت لَهُم وَلَم یَذکَر اللّٰه تَعَالیٰ فِیهَا۔

ترجمہ: جنتیوں کو بجز ایک گھڑی کی جس میں انہوں نے خداوند کریم کا ذکر نہ کیا ہوگا اور کسی چیز کا ارمان نہیں ہوگا۔

اور خطرات ماسوی اللہ سے بچے رہیں۔ خداوند کریم سارے کام بوجہ احسن سرانجام

فرمائے گا۔فقیر کو مدام اپنا دعا گو اور متوجہ جانیں۔

مولوی جناب عطا محمد صاحب سکنہ گھنڈی ضلع میانوالی کے نام

جناب من! جو آپ نے نماز کی حالت میں قبض اور خطرات ماسوی اللہ کے ظاہر ہونے کی بابت فرمایا ہے اس کا احسن علاج یہ ہے کہ آپ نفی واثبات کا ورد کثرت سے کیا کریں۔ خداوند کریم خلاصی عطا فرمائے گا۔

فضل حسین شاہ صاحب کے نام

شاید آپ نے اذکار ترک کر دیئے ہیں۔ بواپسی اپنے اذکار سے اطلاع دیں۔ یہ کہ آپ نے سلوک کہاں تک پہنچایا ہے۔ اور فقیر کی یہ نصیحت ہے۔ کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ شعر

ذکر کن ذکر تا ترا جانست
پاکئی دل ز ذکر رحمٰن است

ترجمہ: جب تک سانس میں سانس ہو۔ ذکر کرنا نہ چھوڑ۔

دل کی پاکیزگی ذکر ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ فقیر کو ہمیشہ اپنا دعا گو اور متوجہ تصور کریں۔ باطنی معاملہ میں خلل واقع ہو جانے کے بارے میں آپ نے لکھا ہے۔

عزیز من! باطنی معاملہ میں خلل کیوں نہ واقع ہو۔ باطن کا سارا کا سارا معاملہ دولت حضور اور جمعیت پر موقوف ہے۔ اور مذکورہ صورت میں دونوں معدوم ہیں۔ دفع خطرات اور وساوس ماسوی اللہ سے خلاصی کے لیے تہلیل لسانی (ذکر لا الہ الا اللہ) بہت کیا کریں۔ جتنا ذکر مذکور کریں گے دل کو ماسوی اللہ سے خلاصی نصیب ہو گی۔ بس تھوڑے لکھے ہوئے کو بہت جانیں۔ مریضہ کیلئے دعائیں کی گئیں۔ خداوند کریم قبول فرمائے۔ آمین۔

مولوی برہان الدین صاحب

عزیز من! دن رات میں پانچ ہزار اسم ذات (ذکر اسم ذات اللہ) کا ذکر کیا کریں۔ (مگر پابندی سے) پھر جو بھی ثمرہ مرتب ہو، بذریعہ خط اطلاع کریں۔ جو مناسب ہو گا لکھا جائے گا۔ ۷ بار بسم اللہ شریف۔ ۷ بار الحمد شریف اور ۷ بار قل شریف (چاروں) حضرت خواجہ حاجی مولانا محمد عثمان صاحب کی روح مبارک کو بخش کر مریض پر دم کریں۔ اس کی تفصیل قاضی صاحب کو معلوم ہے۔ ان سے دریافت کیجئے۔ نیز معلوم رہے۔ ہمارے قبلہ و کعبہ اسرار العارفین، قطب

الواصلین وسلیتنا الی اللہ الغفر ان خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس کا ختم شریف پڑھ کران کی روح کو بخش کر دعا مانگیں۔ بفضلہٖ تعالی قبول ومنظور ہوگی۔ یہ ختم ہر امر کیلئے بفضلہٖ تعالیٰ کافی ہوگا۔ ختم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تعویذ دونوں قاضی صاحب سے پوچھ لیں۔ بہت بیماریوں کے لیے اور مشکل کاموں کیلئے لکھ کر دیا کریں۔ مجرب ہے، اور خداوند کریم شافی مطلق ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل چہارم

یہ فصل میں آپؒ کی کرامات، مکشوفات اور

واقعات منیفہ کے بیان میں ہے

جملہ احباب طریقت پر مخفی نہ رہے۔ کہ حقیقتاً کشف اور کرامات کی مثال ایسی ہے کہ جیسے بھرے ہوئے برتن سے پانی نہ سما سکنے کے سبب بے اختیار گر جاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ایک ولی کامل سے کشف و کرامات مولیٰ کریم ظاہر فرماتا ہے تاکہ احباب طریقت کا اپنے شیخ پر یقین کامل ہو جائے۔ اور وہ زیادہ سے زیادہ مقاماتِ طریقت کے حصول کی کوشش کریں اور اپنے شیخ کے ساتھ ان کی محبت اور بھی بڑھے کیونکہ اپنے شیخ سے مقامات طریقت کے حصول کا دارومدار ہی محبت پر ہے اور شیخ سے بے حد ربط اور کمال محبت ہی سے مشکل مقامات طے ہوتے ہیں اس ساری تقریر سے یہ معلوم ہوا کہ حضرات اولیائے کرام کا ان کشف و کرامات کے ظہور میں ذرہ بھر بھی دخل نہیں جس وقت اللہ چاہے اور جو بات ظاہر کرنی چاہے۔ اس ذات پاک کی ارادت اور مشیت پر مبنی ہے بلکہ جس طرح سورج کی شعاعیں سورج کے ارادہ اور اختیار کے بغیر ضوفگن ہوتی ہیں۔

ٹھیک اسی طرح ایک مقبول بارگاہ صمدیت سے کشف و کرامات ان کے ارادہ کے بغیر ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ فلہٰذا کرامات اور مکشوفات حضرت قبلہ کے بیان کئے جاتے ہیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ بفضلِ خدا آپ ولی کامل اور اپنے زمانے کے قطب ارشاد تھے۔ جن سے لاکھوں خلق خدا نے فیض حاصل کیا اور گناہوں سے توبہ تائب ہو کر نیک صالح بنے اور ہزاروں نے خلعت خلافت حاصل کی۔ اور فیاض جہاں بنے۔ چنانچہ ہر خطے میں آپ کے خلفاء تھے۔ سندھ، ہند، پاک و عرب ترکستان جہاں بھی نظر ڈالو آپ کے خلفاء موجود تھے۔ اور آگے فیض پہنچا رہے تھے۔

کرامت نمبر ۱

قاضی مولوی عبدالغفار صاحب کلاچی مرحوم: بیان کرتے تھے۔ کہ ایک سال یہ عاجز سخت بیمار ہوا۔ اور بیماری طول پکڑ گئی تو بندہ نے اپنے پیرو دستگیر حضرت قبلہ کی خدمت میں عریضہ ارسال کیا۔ کہ راہ خدا اس عاجز کو ایسی توجہ عنایت فرمائیں۔ کہ اب موت کے کنارے ہوں۔

میرے لطائف تو ذاکر ہو جائیں۔ چنانچہ میرے عریضہ پہنچنے پر حضرت قبلہ نے غائبانہ توجہ سے نوازا، اور میرے لطائف خمسہ یعنی عالم امر کے پانچوں لطائف اچانک ذاکر ہو گئے۔ ایک رات کیا دیکھتا ہوں کہ لحاف میں لیٹے ہوئے میری آنکھوں کے سامنے روشنائی ظاہر ہوئی۔ جب لحاف منہ سے دور کیا تو روشنائی کو نہ پایا۔ کمرہ ویسے کے ویسے تاریک تھا۔ بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے کمرہ سے خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف تک ایک سرخ لکیر جارہی ہے۔ چنانچہ مجھ پر جذبہ طاری ہو گیا اور میرا جذبہ دیوانگی کی حد تک جا پہنچا کہ دیوانہ وار اور بیقرار چیختا چلاتا تھا اور کپڑے پھاڑنے لگا۔ میرے سب عزیزوں اور خویش واقارب کو میرے اس جنون کا علاج بجز باندھنے کے اور کوئی نظر نہ آیا۔ اور بے حد لاچاری کی حالت میں مجھے حضرت قبلہ کی خدمت خانقاہ شریف رسے سے باندھ کر اونٹ کے کجاوہ میں ڈال کر لے آئے۔ حضور اس عاجز کو تین دن تک صبح شام اپنے سامنے بٹھا کر توجہ دیتے رہے۔ چوتھے دن فرمایا اسے واپس گھر لے جاؤ اور چار دن اسے باندھے رکھنا۔ پانچویں دن اسے کھول دینا۔ حسب الحکم میرے اقرباء مجھے واپس گھر لے آئے اور مجھے چار دن رسیوں سے باندھے رکھا اور پانچویں دن کھول دیا۔ تو میرا مرض بفضل خدا ایسے دفع ہوا۔ جیسے میں کبھی بیمار بھی نہ تھا۔

کرامت نمبر ۲

مولوی عبدالرحمان صاحب پنڈی والے بیان فرماتے تھے۔ کہ ایک سال حضور قبلہ بمعہ جملہ اہل بیت اور صاحبزادگان و درویشان، اور خلفاء ذیشان گرمیاں گزارنے ایبٹ آباد میں مقیم تھے کہ موضع دم توڑ کے رہنے والے مولوی محمد جی کے ہمراہ ایک شخص مسمٰی خانجی حضور میں حاضر ہو کر شرف قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔ تو مولوی محمد جی مذکور نے ایک روز عرض کیا کہ حضرت میرے رفیق خانجی غیر مقلد ہیں۔ حضور، براہ خدا اس خانجی کو ایسی قاہرانہ توجہ عنایت فرمائیں کہ یہ غیر مقلدیت سے تائب ہو کر مسلک اہل سنت والجماعت اختیار کرلیں اور پکے حنفی بن جائیں۔

حضور نے بندہ کی گزارش پر غور فرما کر مسمٰی مذکور کو اپنے سامنے بٹھایا۔ اور توجہ دیتے ہوئے حَقّ حِقّ حُقّ کے ورد کہنے کا امر فرمایا۔ دوسرے دن یہ دونوں رخصت ہو کر گھر روانہ ہوئے۔ اثناء راہ میں خانجی نے اپنے رفیق مولوی محمد جی کو بتایا کہ مولوی صاحب! حضور کی زوردار توجہ سے میرے لطائف گرمی کی شدت سے پارہ پارہ ہورہے ہیں۔ بے شک یہ بزرگ (حضرت قبلہ) ولی

کامل ہیں اور میں آئندہ کے لیے اس گمراہ عقیدہ اور مسلک سے تائب ہوں۔ خداوند کریم مجھے سنی اور پکا حنفی بنائے، آپ میرے گواہ رہیں، میں نے غیر مقلدی والے عقیدے سے توبہ کرلی ہے۔

سبحان اللہ! حضور کی توجہ شریف کے قربان ہوں کہ ایک ہی توجہ سے سالہا سال کے غیر مقلد کو پکا سنی اور سچا حنفی بنادیا۔ قرآن پاک میں اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے۔

مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ ۔

مفہوم: جس کو اللہ پاک ہدایت فرمائیں اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اور جن کے نصیب میں ہدایت ہی نہ ہو اسے کوئی ہدایت نہیں کرسکتا۔

بیشک اللہ پاک کا فرمان سچا ہے اور حق ہے۔ خداوند کریم ہر کسی کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

کرامت نمبر ۳

چشم دید مولوی صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ جن دنوں میں حج بیت اللہ شریف مقیم تھے۔ تو حج سے فراغت کے بعد مراجعت سے ایک دن پہلے حضور نے اپنے ایک خادم دیرینہ حاجی محمد مقبول کو چند بار فرمایا کہ جس قدر رقم آپ کے پاس موجود ہے۔ وہ لے آؤ تاکہ فقیر ان کو مساکین حرم پر تقسیم کرے کیونکہ میرا بہت جی چاہتا ہے۔ اور دوبارہ اس مبارک گھر کی زیارت کو آنا ہماری قسمت میں لکھا ہوگا یا نہیں یہ خدا ہی جانے۔ حاجی صاحب نے واپسی جواب دیتے ہوئے عرض کی! کہ حضور حرم شریف کے مساکین بہت ہیں اور ان سب پر حضور کا ایثار فرمانا حدِ امکان سے باہر ہے۔ اور حضور کی رقم جو تھوڑی سے میرے پاس موجود ہے۔ بمشکل کراچی تک پہنچ سکیں گے۔ کرایہ ریل تو بجائے خود ماند۔ حضور نے واپسی جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حاجی صاحب راستے کے کرایہ وغیرہ کی بات چھوڑ دو۔ اگر ہمارا آب ودانہ ہندوستان کو لکھا ہے تو خداوند کریم غیب سے راستے کا خرچ مہیا فرمائے گا اور اگر ہمارا رہنا یہاں کا لکھا ہوا ہے تو اس سے بہتر دوسری جگہ کونسی ہوسکتی ہے۔ ہم تو ہر حال میں اللہ پاک کی رضا پر راضی ہیں۔ فلہٰذا جس قدر مبلغان تمہارے پاس ہیں، دے دو تاکہ فقیر سب کا سب مساکین حرم کو دیدے۔ چنانچہ حاجی صاحب نے ساری رقم حضور کی خدمت میں پیش کردی۔ حضور نے وہ ساری رقم مساکین حرم پر تقسیم کردی۔ مگر حاجی صاحب موصوف دل سے بہت مغموم تھے۔ کیونکہ سارا کاروبار اور کل مختیار حضرت صاحب کے وہی تھے۔ اور سارا کام بھی انہیں کے ذمہ تھا۔ اللہ کے کرنے ایسے ہیں کہ اس میں عقل

وفکر کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔

اس واقعہ کے دو تین دن بعد حاجی اسمٰعیل قوم اُسترانہ اور اُس کے ہمراہ اس کے چچازاد بھائی جو کہ بخارا میں تجارت کرتے تھے۔ اور حاجی اسمٰعیل کا چچا حاجی عبداللہ کا سارا کنبہ بخارا میں سکونت پذیر تھے انہوں نے جونہی حضرت کی حرمین شریفین کی تشریف آوری سنی۔ تو حاجی عبداللہ نے اپنے بھتیجے کو اور ایک اپنے فرزند دونوں کو مبلغ دو ہزار روپے کے علیحدہ علیحدہ چیک اشرفیوں کے بنوا کر دیئے اور کہا کہ حرمین شریفین جاؤ اور حضور کی خدمت میں یہ نذرانہ پیش کرو۔

چنانچہ ان دونوں نے حرمین شریفین پہنچ کر وہ رقم حضور کی خدمت میں پیش کی۔ حضور نے حاجی صاحب موصوف کو بلایا اور وہ رقم دے کر فرمایا! حاجی صاحب یہ رقم لو اور راستے کے خرچ پر لگاؤ۔ تم بے حد دل آرزدہ ہو رہے تھے اَلنَّصِیْبُ یُصِیْبُ وَلَوْ کَانَ تَحْتَ الْجَبَلَیْنِ۔ اور یہ شعر بھی پڑھا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ شعر ؎

بر توکل گر بود فیروزیت

حق دہد مانند مرغان روزیت

ترجمہ: اگر توکل کا شیوہ تم نہ اختیار کیا۔ تو اللہ تعالیٰ تم کو پرندوں جیسے روزی عطا فرمائے گا۔

کرامت نمبر ۴

ایک مرتبہ حضرت قبلہ عالم گرمیوں کے موسم میں کوئٹہ سے ریل گاڑی پر سوار ہوئے۔ اور خانقاہ شریف سون جا رہے تھے۔ اس گاڑی کے ڈرائیور اور گارڈ دونوں نے حد سے زیادہ شراب پی ہوئی تھی جس سے ان کو نیک و بد کی تمیز نہ رہی تھی۔ چنانچہ ریل بے ترتیب دو اسٹیشنوں پر سے گزر گئی۔ آخر اسٹیشنوں کے افسروں نے اگلے سٹیشن ماسٹر کو مطلع کیا کہ ڈرائیور اور گارڈ دونوں بیہوش ہیں۔ اس لیے تم گاڑی کو ٹکر والی لائن پر ڈالو تا کہ گاڑی ٹھہر جائے۔ مگر قدرت الٰہی سے گاڑی ٹکر والی لائن پر نہیں ٹھہری۔ اور جائے اقامت سے آگے گزر گئی۔ آگے اسٹیشن کے قریب رود کوہی (برساتی نالہ) بہہ رہی تھی۔ جس میں گاڑی کا انجن بمعہ چند ڈبوں کے گر گیا۔ جب حضرت کی سواری والا ڈبہ رود کوہی کے کنارے پر پہنچا تو اچانک رک گیا۔ اور اس کے پیچھے آنے والے ڈبے بھی سب کے سب رک گئے۔ گاڑی کے مسافروں نے شور برپا کر دیا کہ اس ریل میں کوئی ولی اللہ بیٹھا ہوا ہے۔ جس کی برکت سے گاڑی ٹھہر گئی اور ہم سب محفوظ رہ گئے ہیں۔ اس وقت

گاڑی کے سب لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت اقدس میں آتے گئے۔ اور زیارت شریف و بیعت سے مشرف ہوتے گئے ان سب لوگوں نے حضرت قبلہ کی اس کرامت کا اقرار کیا۔

کرامت نمبر ۵

چشم دیدہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب راولپنڈی والوں نے بیان کیا۔ کہ میرے پاؤں میں سیاہ پھوڑا نکلا۔ جس کی وجہ سے بندہ کو سخت بخار لاحق ہوا۔ جس کی وجہ سے فقیر نے دو دن غذا نہ کھائی۔ دوسرے دن بندہ جب حضور کی کچہری (تسبیح خانہ) میں حاضر ہوا تو حاضرین مجلس نے حضور کو بتایا کہ اس مولوی صاحب کو ایک سخت پھوڑا نکلا ہے جس کی وجہ سے مولوی صاحب کو دو دن بخار بھی لاحق ہوا ہے اور غذا وغیرہ بھی اس نے کچھ نہیں کھائی۔ حضور براہ کرم اس مولوی صاحب کی جانب توجہ فرمائیں تا کہ اس پھوڑے والی زحمت سے اسے نجات ملے۔ چنانچہ حضور نے بندہ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا کہ مولوی صاحب! یہ تپ تو عارضی ہے آپ غذا کیوں نہیں کھاتے۔ غذا وغیرہ کھانے میں کچھ نقصان نہیں اور پھوڑا کہاں ہے۔ بندہ نے پھوڑا حضور کے سامنے کیا۔ حضور نے کچھ پڑھ کر پھوڑے پر دم رکھا۔ حضور کا لعاب پھوڑے کو لگنا ہی تھا کہ برف کی طرح پھوڑا یخ ہو گیا۔ اور حضور کی برکت سے بندہ کو فوراً آرام آ گیا۔ حضور کا اس قدر تصرف تھا کہ جب بھی حضور کسی کو ریت مٹی یا ڈھیلے دم کر کے دیتے تو محض اس دم شدہ ڈھیلوں اور ریت وغیرہ کا اس شخص کو پہنچنا ہوتا، اُسے آرام آ جاتا اور شفاء حاصل ہوتی۔ حضور کا ڈھیلوں اور نمک والا دم آج بھی اکناف واطراف میں مشہور ہے۔ ڈھیلوں سے دردوں پھوڑوں وغیرہ کو آرام آ جاتا ہے۔ اور سون سکیسر میں باوجودیکہ سانپ بہت ہوتے ہیں، جب کسی کو سانپ کاٹ لیتا ہے تو حضور کے دم کئے ہوئے نمک لگانے سے آرام آ جاتا ہے اور آنجناب کے دم کئے نمک سے سانپ اور دیوانے کتے کے کاٹے ہوئے کو شفاء ہو جاتی ہے۔ اور ساری تکلیفوں سے بفضل تعالیٰ آرام آ جاتا ہے۔ سبحان اللہ! حضور کے تصرف پر قربان۔

کرامت نمبر ۶

چشم دید مولوی صالح محمد مندوخیل (ضلع ژوب) کے رہنے والوں نے بیان کیا کہ ایک دفعہ بندہ حضور کی خدمت کو آیا۔ اور کئی دن خانقاہ شریف میں حضور کی خدمت میں گزار دیئے۔ جب رخصت لے کر واپس گھر کو جانے لگا۔ تو بندہ نے حضور کی خدمت عرض کی۔ حضور!

قربان جاؤں! نہ میرے پاس سفر خرچ ہے اور نہ گھوڑی کی خوراک۔ میں گھر سفر کی منزلیں طے کر کے کیسے پہنچوں گا۔ آپ نے اپنی زبان دُرافشاں سے فرمایا کہ مولوی صاحب! تم کل اپنے گھر پہنچو گے۔ آپ کے اس فرمان مبارک سے میں بے حد حیران ہوا اور خیال کیا کہ شاید آپ نے میرے خوش کرنے کو فرمایا ہے۔ ورنہ تو میرے گھر تک خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف سے تین دن کا راستہ ہے۔ کیسے یہ تین منزلیں (پہلی منزل مغل کوٹ۔ دوسری منزل دانہ سر۔ تیسری منزل مانی خواہ۔ اور چوتھی منزل ژوب) ایک ہی دن طے کر کے گھر پہنچو گا۔ چنانچہ میں اسی فکر میں تھا اور حضور سے رخصت لے کر اپنی لاغر اور ضعیف گھوڑی پر منزلیں طے کرنے لگا۔ سبحان اللہ! میرے حضرت کے تصرفات اور برکتوں کے قربان جاؤں کہ آپ کے فرمان کے مطابق میں ایک ہی دن ژوب اپنے گھر پہنچ گیا۔ اور بھی بہت سی کرامات حضور کے حج کے سفر میں مشاہدہ کیں۔ جن کے بیان سے زبان عاجز ہے۔

کرامت نمبر ۷

چشم دیدہ مولوی صالح محمد مندوخیل صاحب مذکور فرماتے تھے۔ کہ ایک طالب علم مسمّٰی غلام احمد مندوخیل جو کہ علماء اور فقراء کے خاندان سے تھا۔ ہندوستان گیا۔ تو پنجاب میں فرقہ قادیانیہ میں داخل ہو گیا اور مذہب قادیانی اختیار کر لیا۔ اس کے خویش اقرباء نے اس کی یہ حالت دیکھی تو مولوی احمد صاحب ڈیروی کو اپنے ساتھ کر کے اس کے پاس گئے اس کے ساتھ بحث و مباحثہ کیا اور واپس دین اسلام پر لانے کی کوشش کی۔ مگر ان کی سب کوششیں بے سود گئیں۔ آخر اس کے خویش اقرباء نے آ کر حضور کی خدمت میں عرض کی کہ حضور! کیا سلطان احمد کفر وارتداد کی اس چکی میں پستا رہے گا اور قادیانیت کو نہ چھوڑے گا کیونکہ ان ظالموں نے اس کو اب مطیع کیا ہے کہ بغیر توجہ کامل ولی کے وہ اسلام ہرگز قبول نہ کرے گا۔ اور حضور بھی بفضل خدا کامل ولایت کے مالک ہیں۔ ایسی توجہ سلطان احمد کو کریں کہ وہ از خود آ کر قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ ان کے نہایت عرض معروض کرنے سے حضور نے سلطان احمد کے واپس اسلام قبول کرنے کے واسطے دعا فرمائی اور اس کو غائبانہ توجہ بھی کی۔

حضور کی دعا کے بعد سلطان احمد کے خویش و اقارب واپس رخصت لے کر اپنے گھروں کو چلے گئے کئی روز گزرے ہی تھے کہ حضور کی دعا کی برکت سے سلطان احمد واپس گھر آیا۔

اور اپنے سب خویش و اقارب کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے مذہب قادنیت سے تائب ہو کر مذہب اسلام میں داخل ہو گیا۔ سبحان اللہ ! یہ سب حضور کی توجہ کی برکت سے ہوا۔ جیسا کہ مولانا روم صاحب فرماتے ہیں۔ شعر۔

اؤلیاء راہست قدرت ازالہ

تیر جستہ باز گردانند زراہ

ترجمہ : اؤلیاء اللہ کو اللہ پاک کی جانب سے وہ طاقت عطا ہوتی ہے کہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کو واپس لا سکتے ہیں۔

کرامت نمبر ۸

چشم دیدہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب پنڈی والے فرماتے ہیں۔ کہ حضرت قبلہ و کعبہ نے حج بیت اللہ شریف پانی والے جہاز کے ذریعہ ادا فرمایا تھا۔ حج سے واپسی پر جہاز کا کپتان حضرت قبلہ کا بہت عقیدت مند ہوا۔ اور اس نے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ حضور اللہ پاک نے جناب کو کریم النفس اور برگزیدہ بنایا ہے اور ہم بے سہاروں کا سہارا بنایا ہے۔ جناب کو معلوم ہے کہ جہاز میں بہت سارے مسکین ہیں جو بھوک کے مارے جاں بلب ہیں حضور براہ کرم ان کی دستگیری فرمائیں۔ کپتان کے عرض و معروض کو حضرت قبلہ نے سن کر فرمایا کہ کپتان صاحب ! فقیر اس بارے میں دو کام آپ کے ذمہ لگاتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ آپ سب مسکینوں کے ناموں کی فہرست تیار کر کے فقیر کو پیش کریں۔ اور دوسرا کام یہ کہ جس قدر چاول لنگر کے لیے ضرورت پڑیں۔ آپ سرکاری مال خانہ سے ہمیں قیمت پر دیتے رہیں۔

کپتان نے دونوں کام اپنے ذمہ لے لیے۔ اس کے بعد حضور کے درویش کرام مال خانہ سرکاری سے چاول کی بوریاں قیمت پر لنگر کے لیے آئے اور اسی طرح للہ فاللہ کا یہ لنگر جہاز میں جاری ہوا۔ ایک ایک مسکین کو لنگر شریف سے ایک ایک کاسہ چاولوں کا دیا جاتا رہا۔ یہاں تک کہ جہاز بمبئی کے ساحل پر خیریت سے آ پہنچا۔ سارے مساکین آپ سے راضی اور خوش تھے کہ دو وقت کا کھانا حضور کے لنگر سے ملتا رہا۔ اور حضور کے سر بخت کو دعائیں دیتے رہے۔ اور ہر ایک کی زبان پر یہ جاری تھا کہ سبحان اللہ ! ایسے شاہانہ اخراجات والا فقیر اور درویش نہ ہم نے آج تک سنا ہے اور نہ دیکھا ہے۔ کہ باوجود فقر اور درویشی کے آنحضور کے شاہانہ خرچ و اخراجات تھے۔ مطابق

اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰہِ کے کہ سخی اللہ پاک کا دوست ہوا کرتا ہے۔ حضور کے سب اخراجات توکل پر چلتے رہتے تھے۔ اللہ کریم آپ کو غیب الغیب سے اسباب بنا دیا کرتے۔

سبحان اللہ کسی شاعر کا عجیب مصرعہ ہے۔ وہ شاعر فرماتے ہیں۔

خدا خود میر سامانست ارباب توکل را

ترجمہ: کہ بزرگ صاحب توکل کا ذمہ دار خود خدا کریم ہوتا ہے۔

کرامت نمبر۹

چشم دید مولوی غلام حسن صاحب سکنہ خانقاہ سواگ شریف (کروڑ) نے فرمایا کہ احقر بڑی مدت سے سنگ ریزہ (پتھری گردہ) والی بیماری میں مبتلا تھا۔ ان دنوں میں جب کہ خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف کو بندہ حضور کی زیارت کے لیے حاضر ہوا تو وہاں پر پتھری کے درد کا نہایت دورہ ہوا۔ جس کی وجہ سے شدت کے درد کے باعث حضور کی مجلس میں قدم بوسی کے لیے حاضر بھی نہیں ہو سکا۔ حضور نے خلفاء عظام اور درویشوں سے پوچھا کہ مولوی غلام حسنؒ آئے تھے وہ واپس چلے گئے ہیں یا یہاں مقیم ہیں۔ سب نے عرض کی حضور! وہ تو گردہ میں شدت درد کے باعث حجرہ میں پڑے کراہ رہے ہیں۔ اور حضور کی مجلس شریف میں حاضری کے قابل نہیں۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا جاؤ! انہیں بلا لاؤ۔ مولوی غلام حسن صاحب فرماتے ہیں، جب میں حضور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور نے بندہ سے درد اور بیماری کی تکلیف پوچھی۔ بندہ نے سنگ ریزہ یعنی گردے میں پتھری کے شدت درد کے متعلق عرض کی۔ حضور نے فرمایا کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں حکیم عبدالرحمٰن پونگر اس درد کے واسطے ایک بوٹی استعمال کرواتے ہیں اس کا نام قلتی ہے، جس سے درد ختم ہو جاتا ہے۔ حضور زبان سے یہ فرما رہے تھے اور در پردہ شدت درد اور بیماری کو اپنی توجہ شریف سے سلب فرما رہے تھے۔ سبحان اللہ! حضور نے جب اپنی بات ختم کی، تو درد کلیتہً ختم ہو چکا تھا اور آج سالہا سال گزر گئے ہیں۔ بندہ کو وہ بیماری پھر نہیں ہوئی اور نہ ہی درد۔ بیشک اللہ کریم نے اپنے بندوں کو قوت خاص سے نوازا ہے۔

کرامت نمبر۱۰

مولوی وکیل احمد صاحب بھوپالی نے بیان کیا۔ کہ نواب سید مصطفیٰ خان، نواب صدیق حسن خان صاحب کے نواسے تھے۔ نواب مصطفیٰ خان بھوپال چھوڑنے کے بعد شراب خور ہو گئے

تھے۔ ہزاروں روپیہ بے جا مصارف میں خرچ کر ڈالا۔ اور اٹھارہ ہزار کے مقروض ہو گئے۔ قرض خواہوں کا تقاضہ شروع ہوا۔ جاں آفت میں آ گئی۔ بیٹھنا مشکل ہو گیا۔ عدالت سے ڈگریاں شروع ہو گئیں۔ بہت گھبرائے۔ مجھ سے مشورہ لیا۔ تو میں نے کہا میری رائے میں ہمارے حضرت صاحب کی خدمت میں چلیں اور اس بارے میں عرض کریں، جو کچھ خدا کو منظور وہ معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ میں اور مصطفیٰ خان دریا خان آئے۔ یہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضور لاہور میں مقیم ہیں۔ لاہور واپس گئے، نیاز حاصل کیا۔ نواب مصطفیٰ خان نے بیعت کر لی اور ادائے قرضہ کے واسطے دعا کی درخواست کی حضرت نے فرمایا کہ تمہارا قرضہ ایک سال کے بعد ادا ہو جائے گا۔

چنانچہ مصطفیٰ خاں کی شراب اس وقت چھوٹ گئی۔ جب حضرت صاحب دہلی تشریف لائے۔ تو میں نے مصطفیٰ خان کو بذریعہ تار اطلاع دی۔ مصطفیٰ خان حاضر ہوئے اور عرض گزار ہوئے کہ حضرت میرے لیے دعا فرمائیں کہ نماز کا پابند ہو جاؤں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سید صاحب تعجب ہے۔ ہم نے نماز آپ سے سیکھی ہے اور آپ ہم سے نماز کی دعا چاہتے ہیں۔ ظہر کا وقت تھا کہ مصطفیٰ خان نے حضور کے ساتھ با جماعت نماز ادا کی اور اب تو ان کا یہ عالم ہے کہ غیر ذاکر بے نماز کے پاس دو گھڑی بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ جن جن کاموں کے لیے مصطفیٰ خان نے حضور سے دعاؤں کی درخواست کی تھی وہ کام سب ایک ایک کر کے پورے ہوئے۔

مصطفیٰ خان نماز کے ایسے پابند اور ذاکر بنے کہ جو بھی اُن کے پاس بیٹھتا ہے۔ اس کا ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ اور اٹھنے کے واسطے اس کا جی بھی نہیں چاہتا، دوسرا جو ادائے قرض کی دعا کی تھی۔ وہ ایسی منظور ہوئی کہ ایک سال کے اندر نواب مصطفیٰ خان کو چھتیس ہزار روپے مل گئے۔ اٹھارہ ہزار روپے قرضہ میں دیئے اور اٹھارہ ہزار کی کوٹھی خریدی۔

کرامت نمبر ۱۱

بیان کردہ وکیل احمد موصوف گزشتہ میں نواب مصطفیٰ خان کے ایک لاکھ روپے کے زیور چوری ہو گئے۔ بہت پریشان ہوئے۔ حضرت قبلہ سے دعا کرائی گئی۔ دعا کے بعد فرمایا خان صاحب جاؤ گھر اور ہرگز پریشان نہ ہوں، گھر پہنچتے ہی آپ کو زیورات خود بخود مل جائیں گے۔

مصطفیٰ خان صاحب جب گھر پہنچے تو تیسرے دن ایک جگہ بھنگن کوٹھی سے متصل کچرہ ڈالنے لگی۔ تو اسے ایک گٹھری ملی، جس میں زیور تھا بھنگن نے وہ گٹھری مصطفیٰ خان کی بیوی کو لا کر

دی۔اس نے جونہی گٹھڑی کھولی تو سب کا سب زیور اس میں درست پایا۔ایک کوڑی کا نقصان بھی مصطفیٰ خان کو نہیں ہوا۔سبحان اللہ !

کرامت نمبر ۱۲

مولانا وکیل احمد صاحب بیان فرماتے ہیں کہ سون سکیسر سے واپسی پر سکیسر پہاڑ کے نیچے ایک میدان میں قیام ہوا۔شامیانے اور چھولداریاں سب نصب کی گئیں۔ایک چھولداری میں میرا قیام اور بستر تھا۔اچانک حضرت صاحب قبلہ تشریف لائے اور میرے بستر پر استراحت فرمائی۔میں حضور کے پاؤں دبا رہا تھا کہ چند لوگ دعا کروانے آئے۔حضور نے ان کے لیے دعا فرمائی۔اس وقت بندہ نے حضور کی طبیعت مبارک کو آزاد دیکھا۔تو عرض کی کہ حضرت !میں نے آج تک کسی بزرگ سے دنیاوی معاملات میں عرض نہیں کی، میں چاہتا ہوں۔حضور میرے حق میں دعا فرمائیں۔ارشاد ہوا۔کہو۔میں نے کہا حضور میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اور میں وراثت سے محروم ہو گیا ہوں۔میں چاہتا ہوں کہ حضور میرے دادا مجھے حصہ دے دیں (یہ سولہ شوال کی رات تھی) حضور نے دعا فرمائی۔چند روز کے بعد میرے دادا جی کا انتقال ہو گیا۔اور ان کے کاغذات سے ایک وصیت نامہ مورخہ سولہ شوال کا لکھا ہوا برآمد ہوا۔اس میں انہوں نے میرے والد صاحب کا پورا حصہ مجھے دینا منظور فرمایا تھا۔اس وصیت کے مطابق داخل ہو کر مجھے قبضہ مل گیا۔سبحان اللہ !ایک دن پہلے حضور نے دعا فرمائی تھی۔حضور کے دعا کے قربان جاؤں کہ اس کے دوسرے دن میرے دادا نے میرے حق میں وصیت فرمائی تھی۔

کرامت نمبر ۱۳

حضور حضرت قبلہ عالم گرمیوں میں جب ایک سال سون خانقاہ شریف سراجیہ ڈیپ میں مقیم تھے۔تو آنجناب کا معمول مبارک تھا۔کہ روزانہ خلفاء کرام اور علماء عظام آپ کو خانقاہ ڈیپ شریف کے جنوب میں جہاں پانی کے بڑے ڈھنڈ (تالاب) ہیں چارپائی پر بٹھا کر نہلایا کرتے تھے۔لوگوں نے آنحضرت سے شکایت کی تھی۔کہ یہاں پر ایک بہت بڑا اژدہا رہتا ہے۔جو ہمارے بہت سے مویشیوں (یعنی بیل اور گائیاں) کو کھا جاتا ہے اور ہم کو اس سے بہت ڈر لگتا ہے۔کوئی دعا یا توجہ فرمائیں کہ وہ اژدہا یہاں سے چلا جائے۔اور مال مویشی ہمارے بچ جائیں۔تو جب نماز ظہر حضرت ان ڈھنڈوں میں چارپائی پر بیٹھ کر نہا رہے تھے۔عین اس وقت اژدہا پہاڑ

سے اُترا اور ڈھنڈ میں جا گرا اور خوب نہایا۔ لوگوں نے عرض کی یہ ہے اژدہا۔ اور اب موقعہ ہے توجہ فرمائیں کہ آئندہ وہ یہاں حاضر نہ ہو اور یہ سب پہاڑ چھوڑ کر کہیں اور چلا جائے۔

چنانچہ ڈھنڈ میں حضور نے اژدہا کو بلایا تو اژدہا حضور کے حکم پر آیا۔ اور حضور کے پاؤں پر گرا۔ اور بار بار حضور کے قدموں میں لیٹتا رہا۔ حضور نے فرمایا۔ اُو اژدہا! جب تم حاضر ہوئے ہو۔ تو اب فقیر کا حکم ہے کہ یہاں سے چھوڑ کر چلے جاؤ اور خدا کے بندوں کو تکلیف مت پہنچاؤ اور دوسرا تم بھی پہاڑ پر رہتے ہو اور فقیر بھی یہاں رہتا ہے۔ فقیر کے ہوتے ہوئے تم مخلوقِ خدا کو نقصان پہنچاؤ فقیر سے یہ برداشت نہیں ہو سکتا۔ تمہیں سب پہاڑ اور اطراف چھوڑنا پڑے گا۔ جونہی اژدہا نے آپ کی یہ بات سنی فوراً روانہ ہوا۔ اور تھوڑی دیر بعد واپس آ گیا۔ اور حضور کے پاؤں میں لیٹنے لگا۔ حضور نے فرمایا کہ میرا بس یہی حکم ہے کہ تم یہ جگہ چھوڑ کر چلے جاؤ۔ بس پھر وہ اژدہا روانہ ہوا۔ اور خدا کے فضل و کرم سے پھر کسی نے اژدہا کو نہ دیکھا۔ اور نہ کوئی نقصان ہوا۔

مکاشفات کا بیان

مکشوف اول

از مولوی جناب عطا محمد صاحب قریشی گھنڈی والے۔

ان دنوں جب حضرت قبلہ ایبٹ آباد سے خانقاہ موسیٰ زئی شریف واپس پہنچے تھے۔ اور مسجد کے پیچھے والی سرائے کی تعمیر میں مصروف تھے۔ بندہ بھی ان دنوں قدم بوسی کے لیے گھر سے آ کر خانقاہ شریف ٹھہرا ہوا تھا۔ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ حضور کی خدمت میں عرض کرو۔ کہ حضور میرے دل میں تو خدا تعالیٰ کی محبت ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ کی اور نہ ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل و عیال کی محبت۔ یعنی محبت کا مادہ نہیں۔

لنگر شریف تقسیم ہونے کے بعد کھانا کھا لینے کے بعد جب حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو بیٹھتے ہی فوراً حضور نے بندہ کو مخاطب ہو کر فرمایا۔ مولوی صاحب! ایک محبت اضطراری ہوتی ہے۔ اور دوسری اختیاری۔ محبت اختیاری محبوب کے احوال کے مطالعہ سے میسر ہوتی ہے۔ شفاء قاضی عیاض اور دیوان برعی کو زیر مطالعہ رکھیں۔ سبحان اللہ! گویا احباب کے دلوں کے دفتر آپ کے دل کے سامنے کھلے رہتے ہیں۔ حضور جس وقت بھی چاہتے ہیں۔ دفتر میں دیکھ لیتے ہیں۔

مکشوف دوم

از مولوی صاحب مذکور:

ایک دن جب بندہ حضور کی خدمت میں گھنڈی (واقع اسٹیشن کندیاں) سے روانہ ہوا۔ تو بندہ کو راستے میں بے حد فکر اور ملال دامن گیر ہوا۔ اور یہ خیال کیا کہ جب بندہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ تو عرض کرے گا کہ حضور! بندہ تو مدت سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوتا رہتا ہے۔ مگر سلوک نقشبندیہ فقیر کو حاصل نہیں ہوتا کیا وجہ ہے۔ حضور بندہ پر شفقت نہیں فرماتے کہ بندہ کو سلوک نقشبندیہ کی کچھ بھی خبر نہیں۔ جب حضرت قبلہ کی خدمت میں موسیٰ زئی شریف پہنچا۔ تو چار پانچ دن حضور کی خدمت میں گزارے اور رخصت لینے کے لیے حضور کی خدمت عالی میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب! نجات کے لیے صرف اوّلیاء اللہ کی محبت رکھنی بھی کافی ہے۔ اور سلوک کی کاروائی ترقی درجات کا موجب بنتی ہے اور حدیث بھی پڑھی کہ وَهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ ۔یعنی اوّلیاء اللہ کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوسکتا۔ اور ساتھ ہی جو یاس اور ناامیدی آپ کو گھیرے ہوئے ہے۔ خبردار! اوّلیاء کرام کے محبین ناامید نہیں ہوا کرتے۔ حضور انور کا یہ فرمانا تھا۔ کہ الحمدللہ فقیر کے خطرات پر پانی پھر گیا۔ اور دل راحت وسرور سے بھر گیا۔

مکشوف سوم

مولوی صاحب ممدوح بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن یہ بندہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں مقیم تھا۔ تو اس عاجز کو یہ خیال آیا۔ کہ جب اوّلیاء کرام علیہم الرضوان اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ کے دوست ہیں۔ اور خدائے تعالیٰ مومنوں کا دوست ہے۔ تو پھر فرقہ وہابیہ اوّلیاء اللہ علیہم الرضوان کے ساتھ محبت کیوں نہیں رکھتے ان وہابیوں کا عقل تو مجنوں سے کم ہے کہ مجنوں نے تو لیلیٰ کے کتے کے پاؤں تک چومے تھے۔ جب لیلیٰ کے کتے کی مجنوں کے دل میں اسقدر وقعت تھی اور اوّلیاء کرام تو خداوند کریم کے دوست اور برگزیدہ بندے ہیں۔ اوّلیاء اللہ کے ساتھ محبت رکھنی اور ان کا وسیلہ پکڑنا تو ہر مسلمان پر لازم ہے اور ضروری ہے۔ اس خیال میں مستغرق اور متحیر تھا۔ کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو جھٹ حضور نے بلا مخاطب احدے فارسی کا یہ شعر پڑھا۔

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفتا این چہ بود
گفت گاہے ایں سگے در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

حضور نے یہ شعر میرے اس خطرہ کے دفعیہ کے لیے پڑھا اور مجھے معلوم کرایا۔ کہ یہ شعر محض میرے اس خطرہ کا جواب ہے۔ سبحان اللہ!

مکشوف چہارم

از مولوی صاحب موصوف: ایک بار عاجز حضرت قبلہ کی قدم بوسی کیلئے گھر سے روانہ ہوا۔ جب خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف پہنچا تو گھوڑی کو اصطبل میں باندھ کر قدم بوس ہوا۔ بندہ کو حضور کی مجلس شریف میں بیٹھتے ہی دل میں یہ خیال آیا کہ میں نے گھوڑی عاریتاً لی تھی۔ معلوم نہیں میرے گھوڑی کے گھاس کا کیا انتظام ہوگا۔ یہ خیال آتے ہی جھٹ حضور نے ایک خادم کو ارشاد فرمایا جاؤ! اور اس کی گھوڑی کا دانہ اور گھاس کا انتظام کرو۔ سبحان اللہ!

حضور کا یہ ارشاد محض تسکین خاطر کے لیے تھا۔ ورنہ حضور اس قسم کے معاملات میں کچھ بھی دخل نہیں دیتے تھے۔ مہمانوں کی سواریوں کے گھاس اور دانہ وغیرہ کا انتظام آپ کے چند خدام کے سپرد تھا۔ ہاں بسا اوقات حاضرین مجلس کی دفعیہ خواطر کے لیے زبان مبارک سے ایسا فرمایا کرتے۔ حضور اکثر فرمایا کرتے۔ اجلسو الا ولیاء بالادب۔
یعنی اولیاء اللہ کی خدمت میں ادب سے بیٹھا کرو۔
مولانا روم فرماتے ہیں۔ شعر۔

بندہ گان خاص علام الغیوب
در جہاں دانش جو اسیس القلوب

ترجمہ

بند گان خاص مولائے کریم
دل کے ہیں جاسوس جانو بایقین

مکشوف پنجم

از مولوی عطا محمد صاحب ممدوح: ایک دن حقیر کے گھر سے حضور کی خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہوا۔ تو جب موضع درابن سے جو موسیٰ زئی شریف سے بجانب شمال ۴ میل کے فاصلہ پر ہے، خانقاہ شریف کو روانہ ہوا۔ تو راستے میں بندہ کو یہ خطرہ دل میں پڑا کہ جب بندہ سے سلوک کا کوئی کام ہو نہیں سکتا تو ایسے اس بزرگ کی خدمت میں حاضری کیا فائدہ دے گی۔ اور

اس خیال کے آتے ہی بندہ بے حد مغموم ہوا۔ اور ناامیدی نے فقیر کو آ گھیرا۔ خانقاہ شریف پہنچ کر ۴،۵ دن گزارنے کے بعد جب حضور کی خدمت میں رخصت کے لیے حاضر ہوا۔ مجلس شریف میں بیٹھا ہی تھا کہ حضور نے احقر کو فرمایا۔ مولوی صاحب۔ صرف اولیاء اللہ کی محبت ہی نجات کے لیے کافی ہے سلوک کی کاروائی جاری رکھنی ترقی درجات کا موجب بنتی ہے۔ اور یہ حدیث بھی پڑھی۔ اِجلِسُوْ اَوْلِیَآءَ بِالْاَدَبِ۔ یعنی اولیاء اللہ کی محبت میں ہرگز ناامید ہو کر مت بیٹھو۔

سبحان اللہ! آں جناب کے اس فرمان سے بندہ کے غموں اور ناامیدیوں پر پانی پھر گیا۔ اور فقیر کا دل فیضان اور خوشی سے بھر گیا۔ (قربان ایسے مہربان پر)۔

وَهُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ یعنی اولیاء اللہ وہ لوگ ہیں جن کے ہم نشین ہرگز محروم نہیں ہوتے۔ خبردار! اولیاء اللہ کی صحبت میں ہرگز ناامید نہ بیٹھو۔

واقعاتِ منیفہ

وہ مناقبات اور واقعات جو خلفائے عظام نے مراقبات میں دیکھے، جو آنجناب کی مناقبِ عالیہ اور رفعتِ شان پر دلالت کرتے ہیں۔ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

واقعات بیان کردہ

حضرت مولانا عطا محمد صاحب مرحوم قریشی سکنہ گھنڈی قریشیاں

واقعہ اول

ایک روز مراقبہ بیٹھا تھا۔ اثنائے مراقبہ میں کوئی مجھ کو کہتا ہے کہ جناب حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب قبلہ اپنے وقت کے قطب الاقطاب ہیں۔ پھر ایک وسیع میدان دیکھتا ہوں۔ جس میں ایک بلند پایہ تخت لگا ہوا ہے۔ جناب حضرت صاحب قبلہ اس پر تشریف فرما ہیں کہ ناگاہ ایک سیاہ فام گھنگریالے بالوں والا کشادہ چشم مجذوب حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اس مجذوب کے آتے ہی دل میں خیال پیدا ہوا کہ چونکہ میرے پیرومرشد قبلہ اپنے وقت کے قطب الاقطاب ہیں، یہ مجذوب بھی فیض لینے کے لیے حاضر ہوا ہوگا۔ اچانک وہ مجذوب مجھ کو کہتا ہے۔ کہ "حزب البحر پڑھ حزب البحر" تو مراقبہ سے جوں ہی بیدار ہوا، خاکسار نے یہ واقعہ جناب حضرت قبلہ کی خدمت پیش کیا۔ چنانچہ یہ واقعہ سن کر حضرت قبلہ نے حزب البحر کا قلمی نسخہ ناچیز کو عطا فرمایا۔ اور فرمایا" لے اسے یاد کر" حسب الحکم خاکسار نے حزب البحر یاد کی اور ہمیشہ اس کا ورد کرتا ہوں۔

واقعہ دوم

حافظ محمد اسد خاں صاحب افغان ساکن چک پھوگان ریاست بہاولپور بیمار تھے۔ بغرض علاج لاہور گئے۔ یہ خاکسار بھی لاہور گیا۔ انہوں نے خاکسار کو حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جو متقدمین اولیاء میں سے کامل ولی تھے) کے مزار پر دعا کے واسطے بھیجا۔ دعا مانگ کر مزار مذکور پر مراقب ہو کر بیٹھا۔ اسی اثناء میں داتا صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔ یہ شخص میری طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ہمارے تصرف میں نہیں ہے۔ بلکہ حضرت صاحب قبلہ روحی وقلبی فداہ کے تصرف میں ہے۔ پھر ناگاہ دیکھتا ہوں۔ کہ جناب داتا صاحب ہمارے حضرت قبلہ قدس سرہ کے پہلو مثل طفل مکتب بیٹھے ہیں۔

واقعات بیان کردہ مولانا محمد حسین صاحب مرحوم

چکڑالہ ضلع میانوالی

واقعہ اول

کمترین کا مصمم ارادہ تھا کہ کسی اہل اللہ سے بیعت کروں۔ اور حضرات نقشبندیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا سلوک عبور کروں۔ دو سال اسی خیال میں متردد تھا۔ آخر ایک صالح کے حسب فرمودہ ۱۸ رمضان المبارک کی رات کو استخارہ کیا اور سو گیا۔ نیند میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک زرد رنگ کا پرچہ ظاہر ہوا۔ اُس پر لفظ ''ہندو'' لکھا ہوا تھا۔ پھر دوسرا زرد رنگ کا پرچہ ظاہر ہوا جس پر فقط مسلمان لکھا ہوا تھا۔ بعدہ مذہب ہنود کے ہر ایک فرقے کا نام کا علیحدہ علیحدہ پرچہ نمودار ہوا۔ ان میں سے ایک پرچے میں ۲، ۳ نام ان ہندوؤں کے لکھے ہوئے تھے۔ جو میرے قرب و جوار میں رہائش پذیر تھے۔ بعدہ جمیع فرقے مذہب اسلام اور ہر ایک فرقے کے نام کا علیحدہ علیحدہ پرچہ ظاہر ہوا۔ پھر اس کے بعد طریقہ نقشبندیہ کے نام کا لکھا ہوا۔ پرچہ ظاہر ہوا۔ بہت خوش خط لکھا ہوا تھا۔ اس پرچے سے بعد میں نقشبند کا لفظ غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے پانچ چھ گروہ بیٹھے ہوئے ہیں ایک شخص دراز قامت ظاہر ہوا اور کہنے لگا کہ تم تمام لوگوں کو یہ حکم ہوا ہے کہ تم سب قطب الاقطاب حضرت مولانا خواجہ حاجی محمد سراج الدین صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاؤ۔ مگر تم سے ایک مرد کو بیعت ہونے کا حکم نہیں۔ وہ مرد کمترین کو معلوم تھا۔

واقعہ دوم

ابتداء میں جب یہ کمترین قطب الاقطاب حضرت خواجہ محمد سراج الدین صاحب قدس سرہ، کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اور اوراد و اذکار کی تعلیم حضرت قبلہ نے خاکسار کو عطا فرمائی۔ تقریباً تین روز گزرے تھے کہ آپ نے ذکر کے احوال کا استفسار نہ فرمایا دل میں یہ خیال گزرا کہ حضرت قبلہ کے چونکہ لاکھوں مرید ہیں۔ اکثر خلفاء و علماء اور صلحاء ہیں۔ بسبب لوگوں کی کثرت کے آپ سے خاکسار بھول گیا ہوگا۔ انشاء اللہ العزیز صبح رخصت ہو جاؤں گا دوسرے دن علی الصبح رخصت لینے کیلئے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا سردیوں کا موسم ہے۔ تم اب گھر چلے جاؤ۔

چیت کے مہینہ میں یہاں آ جانا چند روز قیام کرنا تمہیں فائدہ ہوگا۔ خاکسار چلا گیا۔ چیت کے مہینہ میں خاکسار حاضر ہوا۔ دو تین گزر گئے۔ حضور نے خاکسار کا پوچھا تک نہیں۔ متفکر ہوا۔ ملا چھا چھی صاحب کو یہ واقعہ سنایا ملا موصوف نے فرمایا تم اپنے کام میں لگے رہو۔ فکر نہ کرو۔ مجھے ملا چھا چھی صاحب کی یہ بات پسند آئی۔ اور چار پائی بننے بیٹھ گیا۔ اتفاقاً حضرت قبلہ تشریف لائے۔ بڑی شفقت سے فرمانے لگے۔ کہ مولوی! تو بھی چار پائی بُن رہا ہے۔ عرض کی۔ جی حضور! پھر فرمایا۔ بعد ازاں ہمیشہ فرائض مغرب کے بعد مغرب کی سنن بنگلہ میں پڑھا کرو۔

حضور کے اس فرمان کو جان و دل سے قبول کیا۔ اسی رات خواب میں دیکھتا ہوں۔ کہ حویلی میں میرا تمام خویش قبیلہ موجود ہے۔ اور حضرت قبلہ ہمارے درمیان طعام وغیرہ تقسیم کر رہے ہیں۔ جس کو میں نے ساری عمر نہ دیکھا اور نہ سنا۔ دوسری رات خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں اور میرے دس دوست اژدہا کو مار رہے ہیں۔ اور اژدہا سخت وحشتناک آوازیں مار رہا ہے۔

تیسری رات دیکھتا ہوں کہ حضرت قبلہؒ ہمارے شہر میں میرے ماں باپ کی قبر پر کھڑے دعا مانگ رہے ہیں۔ پھر حضور واپس آئے اور ناچیز کو ہمراہ کر کے دو محلوں کی مسجدوں میں تشریف لائے جواب میرے سپرد ہیں۔ اور پھر ہر ایک گھر میں جا کر چار پائی پر بیٹھے ہوئے حلوہ کی ایک ایک دیگ پکا کر ہر ایک گھر کے مالک کو علیحدہ علیحدہ دیتے جا رہے ہیں حتیٰ کہ دونوں محلوں میں پھرے جب خواب سے بیدار ہوا تو سحری کا وقت تھا مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے پاؤں کی انگلی سے لے کر چوٹی کے بالوں تک سارے بدن سے کستوری کی خوشبو مہک رہی ہے اسی حالت میں صبح تک روتا رہا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ پنجم

یہ فصل: آنجناب کی طویل علالت، وصال شریف اور نیابت وخلافت اپنے صاحبزادہ اکبر حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیمؒ سراجی کو دے کر اپنے سجادہ پر بٹھانے کے بیان میں ہے

علالت اور وصال پر ملال

قدوۃ السالکین، امام المتقین، رئیس العلماء العالمین، مولانا حضرت خواجہ غریب نواز محمد سراج الدین قدسنا اللہ تعالیٰ بمعارفہ واسرارہ جس وقت آپ علوم مروجہ عقلیہ اور نقلیہ باسانید جیدہ فارغ ہوئے تھے۔ تو اس وقت آپ کی عمر مبارک تقریباً سترہ سال تھی۔ جب دستار خلافت زیب سرفرمائی تو عمر اٹھارہ سال تھی۔ اور جب وصال فرمایا تو کل مدت عمر شریف ۳۶ سال تھی۔ اسطرح رشد وہدایت کی کل مدت ۱۷ برس بنتی ہے۔ اس قلیل ترین مدت میں جو انوارات وفیوضات کا فیضان اکناف واطراف کے عالم کے خواص وعوام نے حاصل کیا۔ اس کی مثال کمیاب ہے۔

اس آفتاب عالمتاب کی ضیاء پاشیوں سے ہندوستان، کشمیر، بخارا وسمرقند، سرزمین پاک وعرب اور خراسان وغیرہ ممالک مستفیض ہوئے۔ علم وعرفان کا وہ مرکز جو ایک کجکلاہ بوریہ نشین یعنی خواجہ حاجی مولانا دوست محمد صاحب قبلہ قندھاری نے خاکِ دامان کے دامن کو صدرشک چمن بنایا تھا۔ اس میں یوں بہار آئی کہ ایک عالم حیرت میں رہ گیا۔

زمانہ کے متبحر علماء کا ہجوم اور عوام وخاص کا انبوہ اس کی بین دلیل تھی۔ کہ اس زمانہ کے اس گل سرسبد خانوادہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قدسنا اللہ باسرارہم العالیہ کا وجود نعمت کبریٰ اور فیوضات کا ایک بے پایاں سمندر ہے جو ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ علم حجاب اکبر ہے۔ شک وتشکیک اور ریب اضطراب کا ذریعہ ہے۔ الا ماشاء اللہ! مگر علم نے بڑھ کر اس در پر جبیں سائی کی۔ اور کفش برداری اپنا شیوہ بنایا۔ قدیم الایام سے جو علم وعرفان کی رقابت اور کشمکش زبان زد خاص وعام تھی۔ یکسر ختم ہوگئی۔ یہاں دکھائی دیتا تھا کہ جتنا کوئی علم کا بڑا بحر بیکراں تھا۔ اتنا ہی زیادہ عقیدتمند اور خدمت گزار تھا۔ یہاں تک کے آنخضرت کے اساتذہ کرام تھے۔ وہ بھی اس ذات گرامی کے دریوزہ گر تھے۔ بلاشبہ علم کو اس عرفان سے بیزاری ہے جو عرفان علوم الٰہیہ اور سنت سنیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ

والتحیہ کے خلاف ہے۔لیکن جس خانوادہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی میراث ان کے حصے میں آئی تھی، اس کی تو بنیاد ہی کتاب وسنت پر تھی۔احکام شرعیہ کی پابندی اور سنت سنیہ کا اتباع، بدعات نامرضیہ سے اجتناب جو طریقت کی معیار پر پوری نہ اترتی تھی وہ تمام کیفیات اور واردات ناپید تھیں۔ظاہر شریعت کے فرائض سے مستحبات تک کی پابندی، اور صریح محرمات سے مکروہ تنزیہیہ تک بھی اجتناب ضروری ہو، اس کے کمالات سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے۔بوجہ کمال اتباع شریعت اور طریقت جَعَلَنِیْ صِلَةٌ کے من وجہ ریزہ چیں ہوئے۔

آپ کی ذات والا صفات شریعت اور طریقت کے آفتاب عالمتاب تھی جن کے دم قدم سے خزاں ختم ہوگئی اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں تازہ بہار آ گئی۔یہ ابر بہار دامن دامان سے اٹھا۔اور اپنے فیضان سے ایک عالم کو سیراب کر گیا۔

کچھ وقت سے حضور انتڑیوں کے مرض کی تکلیف میں مبتلا تھے۔لیکن بدستور رشد و ہدایت اور معمولاتِ طریقت جاری و ساری تھے۔اور ان میں یکسر مو بھی فرق نہ آنے دیا۔

آپ حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب کے ہاں علاج معالجہ کے لیے تشریف لے گئے تو چنداں افاقہ ہوا۔اور واپس خانقاہ عالیہ تشریف لائے۔اور پھر ان دنوں ہی میں اچانک بخار میں مبتلا ہوئے۔علاج معالجہ چونکہ مسنون تھا۔اطباء اور حکماء نے تدبیریں کیں۔روبصحت ہوئے۔اطباء نے تسلی دی اور خدام مسرور ہوئے اور یہ افاقہ صرف ایک دن ہوا۔جو جمعرات کا دن تھا۔اس دن حضور قبلہ قدس سرہ نے اپنے لخت جگر، نور نظر حضرت صاحبزادہ اکبر حافظ مولانا محمد ابراہیم صاحب قدس سرہ الاقدس کو ارشاد فرمایا، کہ جو ارادتمند جانا چاہتا ہے، میری دستار مبارک زیب سر کر کے میری مسند اور سجادہ مبارک پر بیٹھ کر ان کو رخصت کرو۔حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم صاحب قبلہؒ نے حکم کی تعمیل کی اور زائرین کو رخصت فرمایا۔ناگاہ پھر بوقت شب بخار اور ذات الریہ کا شدید حملہ ہوا۔جس سے پھر جانبر نہ ہو سکے۔اور بروز جمعہ بوقت اشراق ۲۵ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ کو بنداء رب العالمین یَا یَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃ اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَہ لبیک فرماتے ہوئے وصال جاناں حقیقی سے مشرف ہوئے۔

اِنا للّٰه وَاِنَّا اِلَیه رَاجِعُوْن ۔

وَاِنا اِلٰی رَبنَا لَمُنقَلِبُوْن ۔

رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه و ارضاه و جعل اعلی جنة العلیٰ ماواه و مثواه و افاضنا اللّٰہ تعالیٰ من فیوضاته و برکاته۔

آنحضور کے وصال بارگاہ ذوالجلال ایک سانحہ عظمیٰ تھا۔ جس سے سارے اہل وعیال اور خلفاء کرام اور درویشان عظام کیا خاص کیا عام پر درد وغم اور رنج والم کے وہ پہاڑ ٹوٹ پڑے جیسا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے وصال ذوالجلال پر حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا سیدہ نساء اہل الجنۃ فرماتی ہیں۔ شعر عربی۔

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبٌ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ صِرْنَ لَیَالِیَا

اسی طرح حضور سراج منیر رحلت شریف وہ ماہ تاباں اور طلب جاناں آغوش خاک پاک اپنے قبلہ گاہ والد ماجد اور پیرومرشد کے دائیں پہلو میں آغوش عاطفت میں جا سوئے۔ اور اپنے قبلہ حاجی بابا غریب نواز کے پائنتی مبارک میں آسودہ ہوئے۔ کسی نے اسکے متعلق فارسی کا عجب شعر حسب الموقعہ فرمایا ہے۔

درد مادر ہجر حضرت کمتر از یعقوب نیست
او پسر گم کردہ بود و ما پدر گم کردہ ایم

اس المناک اور دردناک حادثہ کے بعد جب کہ شرق وغرب کے تمام خلفاء عظام اور علمائے کرام اور عقیدت مندوں کا ایک جم غفیر موجود تھا۔ اور نگاہیں سجادہ نشین کی تلاش میں سرگرداں تھیں، عجب سماں تھا کہ غم لحظہ لحظہ بڑھتا چلا جارہا تھا۔ ہر ایک کے اوسان خطا، محوگریہ وُبکا تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت لم یزلی نے دستگیری کی۔ فوراً بروایت تحریری حضرت مولانا قاضی نور محمد موسیٰ خیلی ضلع میانوالی کو جو حضرت والا کے امر سے ان دنوں المستدرک للحاکم کی کتابت پر مامور تھے۔ القاء ہوا۔ اور باہمی مشورت و باتفاق رائے جملہ خلفاء عظام اور علماء کرام و دیگر خاص و عام حضرت قبلہ مولانا خواجہ حافظ محمد ابراہیم صاحب قدس سرہ کو جناب والا مستطاب کا نائب مناب اور قائمقام تجویز کیا۔ اور خلافت نامہ جناب کا قاضی مولانا نور محمد موصوف نے عام مجلس میں تحریر فرمایا۔ پھر تمام خلفاء عظام و علماء کرام اور عوام نے حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم صاحب سراجی قدس سرہ الاقدس کے دست مبارک پر تجدید بیعت کی۔ قریباً سب بڑے بڑے خلفاء اور علماء نے

بیعت کی۔ اور حضرت صاحبزادہ محمد علاؤالدین صاحب بن خواجہ محمد بہاؤالدین بن حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نے آخر میں بیعت کی۔ اور اس خلافت نامہ پر سب نے دستخط ثبت کئے۔

چند اعظم خلفاء گرامی کے اسمائے سامیہ (نام نامی) یہ ہیں۔ حضرت صاحبزادہ محمد علاؤالدین صاحب۔ قاضی نور محمد صاحب موسیٰ خیل کاتب خلافت نامہ، مولانا خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب بگھاروی تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی۔ مولانا عبدالرحمان صاحب پشاوری، مولانا سید برکت علی شاہ صاحب کلکتوی علاولپوری، مولانا محمود شیرازی اور حضرت مولانا احمد خاں صاحب کندیاں والے۔ اسی طرح افغانستان کے خلفآء جن کی تعداد حد شمار سے باہر ہے۔ سب نے دستخط کئے۔

فسبحان الذی من اتفق الامرو الخلافة علی رجل واحد ذی العلم والحلم والکرم والجود والسخآء۔

تنبیہ ضروری

زلۃ الاقدام اور لغزش لازمہ فطرت انسانی ہے کسی کو بجز انبیاء علیہم السلام یارائے دعویٰ عصمت نہیں۔ لا من عصمة الله بکرمه ولطفه۔ ممکن ہے کسی وابستہ دامن کرم کو اس نیابت اور خلافت میں شکوک وشبہات ہوں۔ تو ان کو استغفار اور توبہ کرنی چاہیے۔ کیونکہ سراسر یہ مضلات النفس والشیطان ہیں۔

وجہ شکوک اور اثبات صحت نیابت وخلافت حضرت خلف الرشید جناب حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد ابراہیم صاحب قدس سرہ الاقدس از روئے شریعت وعرف دلائل قطعیہ اور خفیہ سے ثابت ہے۔

علت شک اور شبہ:

شک وشبہ کی بناء اس امر پر ہے کہ پیران عظام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی سنت بھی رہی ہے کہ سن شیخوخت یا مسلسل ایک زمانہ تک امراض مبتلاء ہونے کی وجہ سے علالت وصال بسبب عمر ونقاہت اور مرض کے بصورت وصیت بوقت نزول حالتِ خطرہ خلافت نامہ تحریر کردیا کرتے۔ جو شرعاً قسم مستحبات میں سے ہے۔ تو اس بابت عرض ہے کہ خلافت نامہ جو منجملہ وصیت نامہ سے ہے۔ نہ واجب ہے اور نہ سنت نبویہ سے ہے۔ جب حضرت قبلہ خواجہ سراج الحق والدین

قدس سرہ کا وصال مبارک ہوا۔ نہ تو طویل عمر تھی اور نہ عمر مبارک دراز۔ بلکہ کاروان حیات ہنوز بھر پور جوانی کی منزل میں تھا۔ یکا یک حملہ شدید مرض کا ہوا اور آن کی آن میں رحلت فرما گئے۔ بیماری ذات الجنب تھی جو دونوں جانب تھی۔ صرف ایک ہفتہ علیل رہے۔ آنجناب کا فرمانا کہ میری دستار مبارک زیب سر کرو اور میرے سجادہ پر بیٹھ کر زائرین اور واردین کو رخصت کرو، یہ فرمانا نیابت و خلافت اور مجاز بنانے کی کامل دلیل ہے اور یہ کنایۃ اصرح من التصریح ہے۔ نیابت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو شجرہ شریفہ نقشبندیہ مجددیہ کے شیخ اول ہیں، ان کی خلافت کے عین مطابق ہے۔

آنحضور ﷺ کے وصال مبارک پر جب انصار مدینہ نے اہل نفاق کی فتنہ انگیزی پر سقیفہ بنی ساعدہ میں اجتماع کیا کہ خلافت کے مستحق ہم زیادہ ہیں۔ ہنوز آنحضرت ﷺ کی تدفین بھی نہیں ہوئی تھی۔ تو اس فتنے کے کھڑے ہو جانے کا انجام بجز ملت محمدیہ علی صاحبہا الصلواۃ والسلام کے انتشار اور پارہ پارہ ہونے کے اور کچھ نہ تھا۔ تو حضرات شیخین (حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما) وہاں تشریف لے گئے۔ اور بالآخر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں سب نے اتفاق کیا۔ اور سب سے اول بیعت امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کی اور پھر سارے اصحاب کرامؓ نے کی اور بفضلہٖ تعالیٰ امت محمدیہ افتراق اور تشتت سے بچ گئی۔ اور سب کا اتفاق ایک ہی خلیفہ پر ہوا۔ حالانکہ نہ تو اس بابت کوئی تحریری خلافت نامہ تھا اور نہ ہی آنحضرت ﷺ نے ان کو صراحۃً نامزد فرمایا تھا۔ بلکہ بتواتر ایسے واقعات ثابت تھے۔ جن کا صاف مطلب بھی تھا کہ آپ نیابت و خلافت کے مستحق ہیں۔ مثلاً ایام مرض میں امامت کے فرائض انجام دینا بحکم نبوی مُرُوا اَبَابَکْرٍ اَنْ یُصَلِّی بِالنَّاسِ الحدیث بخاری و مسلم اور امارت حج مبارک ۹ھ میں ہیں۔ اور تمام خوخوں کی بندش الا خوخۃ ابی بکر یہ مالا تعداد و مالا تحصی میں دلائل تھے۔ جن کی روشنی میں آپ کی خلافت کا انعقاد ہوا۔ الا مَنْ شَذَّ فشذَّ عفی عنہ۔

دوسری وجہ: صحت نیابت جناب حضرت قبلہ خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی صاحب قدس سرہ الاقدس کی یہ ہے۔ کہ از روئے شریعت اجماع عملی حجت قاطعہ ہے۔ اور مثبت صحت۔

تیسری وجہ: صحت نیابت و خلافت متعدد یقینی قرائن ہیں۔ مثلاً تمام متوسلین کا جناب حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجیؒ صاحب قبلہ کو نائب مناب تصور کرتے ہوئے آداب مریدی بجالانا۔

اور بعض اجل خلفاءِ حضرات کبار کا حضرت قبلہ حافظ صاحب قدس سرہ الاقدس کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرنا۔

چوتھی وجہ: عرف عام ہے۔ جب کہ عوام کیا خواص بھی اس کو جانتے ہیں۔ کہ پیر و مرشد کا خلف الرشید ہی اس قیمتی سرمایہ امانت کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ یہاں تو بحمد اللہ سب وجوہات شرعیہ موجود ہیں۔اجماع عملی حجت ہےاور حجت بھی قطعی کیونکہ سب کا اتفاق ایک غیر شرع عمل پر نہیں ہوسکتا۔ بلکہ یہ اتفاق اور تعامل نص صریح کے ہوتے ہوئے حجت شرعی سے جیسا کہ علامہ شامی فرماتے ہیں،

لِانّ النَّهْی عَنْها وَاِنْ صَحّ فَقَد وحَدالْاجْمَاعِ الْعَمَلی بِهَا۔

(باب الجنائز جلد اول ٦٦٢)

مزید تسلی کے لیے چند نقول جو اس ضمن میں وابستگان دربار دُربار نے اپنی عقیدت کا اظہار خلف الرشید خلیفہ ارشد نائب مناب جناب حضرت قبلہ مولانا حافظ محمد ابراہیم سراجی صاحب قدس سرہ کے ساتھ فرمایا ہے وہ چند ایک یہ ہیں۔

(۱) مولانا محمود شیرازی صاحبؒ کی مکاتیب سراجیہ کی منظور تاریخ کا ایک شعر

ولد ارشد او ابراہیم
کہ صفا کیش و حقیقت بیں ست

(۲) خادم دیرینہ دربار عالیہ جناب حقداد خاں صاحب کی نظم کردہ تاریخ کے یہ اشعار

عظیم القدر ، بس والا مراتب
عمیم الجود ابراہیم صاحب
ولی ابن ولی ابن ولی است
کہ بر سجادہ ارشاد بنشست
عجب تاریخ دستارش بہیں شد
فرید سالکین مسند نشیں شد

(۳) مولانا قاضی نور محمد موسیٰ خیلی کی تصریح جو مستدرک للحاکم کی فراغت کے بعد لکھی ہے۔ درج ذیل ہے۔ملاحظہ فرمائیں۔

اور خوب سمجھ کر اس سے مدعا و مقصود حاصل کریں۔ کہ انہوں نے کس قدر ذوق وشوق

سے آنحضور حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً کی مسند نشینی کو باتفاق جملہ احباب خلفاء عظام و صدر نشین حضرات کی فرمائش سے عربی زبان میں کتاب المستدرک للحاکم کے آخر میں زیبا الفاظ اور عمدہ عبارت سے تحریر فرمائے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ

وبايعت الخدمة المريدين فحسب التجويز والاتفاق بخلوص القلوب على يد خلفه الرشيد۔ وسلمو االسجادة الرشد اليه۔ وختمت الكتابة فى زمن خلفه الكريم هو مسمٰى باسمين الكريمين محمد ابراهيم فجعله اللّٰه تعالىٰ مطابقا باسمين الكريمين الرفعين۔ ونحن ندعو اللّٰه تعالى ان يجعله رشيد ا، كريما، وليا كاملا ومكملا بخلافة اسلافه الراشدين۔ انه مجيب قريب ۔ وبالاجابة جدير۔ انه على كل شىء قدير ۔ هذا ماكتب فى الشهر الربيع الآخر ۱۳۳۳ هجرى المقدس اربعة وثلاثون بعد ثلاثه مائة والف ۔ (مستدرك الامام الحافظ الحاكم صفه آخر جلد دوئم)

قطعہ تاریخ وفات: از حق داد خان صاحب ترین ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خان

آن ماہتاب بُرجِ فیوضاتِ نقشبند — آن فیض بخش عالم خورشید عارفین

ماہ ربیع الاول تاریخ بست و شش — در روز جمعہ گشت بفردوس جاگزین

احقر نوشت مصرع سالِ وصال او — واصل شد ز دوست محمد سراج الدین

۱۳۳۳ھ

قطعہ تاریخ وفات: از حکیم محمد ابراہیم صاحبؒ لائلپوری

چون سراج الدین صوفی ابن عثمان نقشبند — رفت از دنیا بعقبیٰ چون قضا آمد برو

بہر تاریخِ وصالش در تفکر شد اثیم — بس بسالش آنچہ از ہاتف بگوش آمد شنو

گفت رضوانش پیش از اھلاً وسھلاً مرحبا — ای سراج الدین صوفی زود در فردوس رو

۱۳۳۳ھ

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ
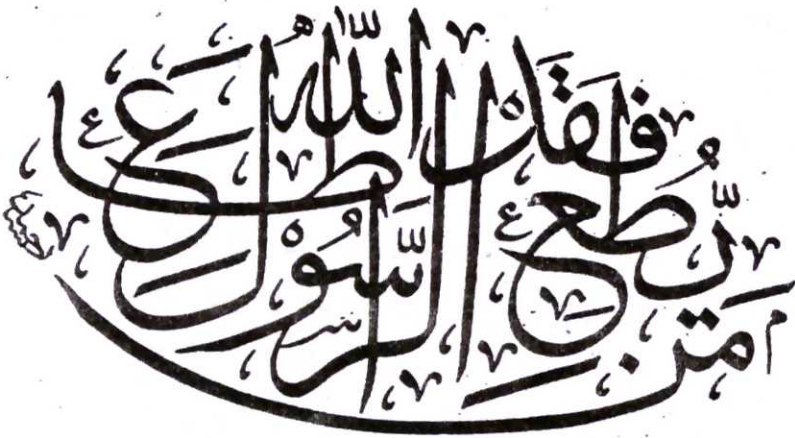
باب چہارم

درحالات وواقعات

رئیس الصلحاء راس العلماء، وسلیتنا الی اللہ الرحمان الرحیم

خواجہ خواجگان حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم

سراجی قدس سرہ السامی

۱۸۹۵ـ۱۹۵۷ء

مُحَمَّدٌ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ مِنْ مُّضَرَ
مُحَمَّدٌ خَيْرُ رُسُلِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ دِيْنُهُ حَقُّ النَّذِيْرُ بِهٖ
مُحَمَّدٌ مُّجْمَلٌ حَقّاً عَلٰى عَلَمِ

صَلّى اللّٰه تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصل اول

یہ فصل: آپؒ کی ولادتِ باسعادت، تحصیل علم، بیعت وخلافت، مسند نشینی، جود وسخا، تعمیرِ بنگلہ اور ازدواجی زندگی کے بیان میں ہے

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۹۵ء میں خانقاہ احمد یہ سعید یہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ آپ کا نام مبارک جدِ مصطفیٰ ﷺ، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے موافق محمد ابراہیم رکھا گیا۔ آپ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے فرزندِ اکبر تھے، آپؒ کی والدہ ماجدہ خانقاہ معلیٰ موسیٰ زئی شریف کے قبرستان میں مدفون ہیں۔ علیہا الرحمۃ

حفظِ قرآن

آپؒ نے سات سال کی چھوٹی سی عمر میں حافظ محمد اولیاء مرحوم اور حافظ محمد عبداللہ مرحوم سے فقط دس ماہ کے عرصہ میں حفظ قرآن پاک مکمل فرمایا۔ عالمِ شباب میں ہر سال رمضان المبارک میں نمازِ تراویح میں قرآن پاک سناتے تھے، اور اس کے علاہ آپ کا عام معمول نمازِ تہجد میں ہر روز پانچ پارے تلاوت کا تھا۔

تحصیل علومِ دینیہ

حضرت خواجہ محمد ابراہیم سراجیؒ نے خانقاہ شریف میں جید علماء کرام سے درسِ نظامی، نظم ونثر بزبانِ فارسی، گلستان، بوستان، زلیخا سکندر نامہ تک پڑھیں۔ آپ نے حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے مرید وخلفاء میں سے بڑے بڑے علماء سے تحصیلِ علم کیا۔ خصوصاً محدثِ اعظم حضرت مولانا محمد امیر دامانی خلیفہ (حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ)، مولوی عطا محمد قریشی سے صرف، نحو، فقہ، مبانی اصولِ فقہ تا موقوف علیہ، تفسیر جلالین، مشکواۃ شریف مکمل، اور جملہ کتبِ صحاح ستہ، موطا امام مالک وامام محمد، طحاوی شریف، مکتوباتِ امام ربانی، مقاماتِ معصومی، دُر المعارف، ارشاد السالکین، وغیرہم پڑھیں۔ قوتِ حافظہ اور یادداشت کی یہ کیفیت تھی کہ نحو کی ادق اور مشہور درسی کتاب کافیہ آپ کے نوکِ زبان تھی۔

نوٹ: آپ کے استادِ محترم حضرت مولانا محمد امیر دامانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپؒ کی خاطر علمِ صرف میں قانونچہ عجیبیہ امیریہ، بصورتِ اشعار بزبانِ فارسی تصنیف فرمایا۔

بیعت واجازت نامہ خلافت

جب حضرت خواجہ محمد ابراہیمؒ کی عمر مبارک قریباً ۱۷ برس ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدِ ماجد سراج الملۃ والدین حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے، اور قرآن عظیم الشان کی اس آیت اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ کا مصداق بنے۔ اور اپنے والدِ بزرگوار کے زیرِ سایہ رہ کر منازلِ سلوک تادائرہِ لاتعین طے کئے۔

حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ نے اپنی حیات میں ہی آپ کو خلافت واجازت عطا فرمائی۔ اور ساتھ ہی حکم فرمایا میری دستار زیبِ سر کر کے میری مسند پر بیٹھ کر خلقِ خدا کو رشد و ہدایت کی طرف متوجہ کرو۔ اس طرح آپؒ اپنے والد کے حین حیات اُن کے حکم سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت میں مشغول ہو گئے۔ بالخصوص جب حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین قدس سرہ القدس گوناگوں امراض وتکالیف کی وجہ سے بغرضِ علاج ومعالجہ حکیم حافظ محمد اجمل خان دہلویؒ کے پاس تشریف لے گئے، تو آپؒ کی عدم موجودگی میں حضرت خواجہ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ معلّٰی موسیٰ زئی شریف کے جملہ امور باحسن سرانجام دیتے رہے۔ اور ایک عالم کو فیوضاتِ نقشبندیہ مجددیہ سے مستفیض ومستفید فرماتے رہے۔

مزید یہ کہ جب حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ اچانک ۳۶ سال کی عمر قلیل میں اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کو کوچ فرما ہوئے تو حضرتِ والا شان کے اکابر خلفاء و مریدین نے آپ کو خانقاہ معلّٰی موسیٰ زئی شریف، خانقاہ ڈیپ شریف اور خانقاہ لوڑگئی افغانستان کا سجادہ نشین اور وارث ومتولی بنانے کا اعلان کیا۔ اکثر اجل خلفاء نے اپنے مرشد زادہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی، سب سے آخر میں حضرت خواجہ محمد علاؤالدین نوری بن حضرت خواجہ بہاؤالدین بن حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین داخلِ بیعت ہوئے۔

اس خلافت نامہ کا تذکرہ قاضی نور محمد موسیٰ خیلی میانوالی نے جو اُن دنوں بحکمِ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ، مستدرک للحاکم جو کہ حدیث کی مشہور ومعروف کتاب ہے، کی کتابت پر مامور تھے، اس کتاب کے اختتام کے بعد قلم سے تحریر کیا۔ یہ تحریر اب بھی مستدرک للحاکم کے قلمی نسخہ

کے آخر میں موجود ہے، نیز یہ نسخہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے کتب خانہ میں موجود ہے۔

مزید یہ کہ حضرت مولانا غلام حسین کانپوریؒ (خلیفہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ) نے اپنے ایک مکتوب میں اپنے خلیفہ مولانا بشارت کریم خان کو لکھا کہ "میں موسیٰ زئی شریف میں ہوں اور یہاں ہمارے مرشد حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کا وصال ہوگیا ہے، اُن کے فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی رحمۃ اللہ علیہ مسند نشین ہوئے اور بوقتِ مسند نشینی اُن سے بے شمار کرامات کا ظہور رہوا، اُن کو احاطۂ تحریر میں لانے کے لئے یہ جگہ کم ہے"۔

قصیدہ

از حضرت قاضی عبدالغفار صاحبؒ

حضرت قاضی عبدالغفارؒ سکنہ کلاچی جو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی و حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کے خلیفہ تھے، اُنہوں نے اپنے مرشد زادے حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجیؒ کے مسند نشین ہونے پر جو قصیدہ لکھا، وہ درج ذیل ہے۔

ولی چو کرد ولی عہد قرۃ العینین	ہزار حمد بدرگاہ قادر سبحان
کہ سر والد ماجد بود ولد بے شک	ازان است زیب طریقت بمسندِ عرفان
کہ ہست تخت نشینش محمد ابراہیم	رشید و ہادی ذوالفضل حافظ قرآن
رواج بخشش دنانیر دین آن سرور	کہ بود مہبط جبریل و خاتم نبیان
مقیم بر سر سجادۂ رسول کریم ﷺ	کہ بود مہتر و بہتر گزین عالمیان
مہی ببرج فضیلت خود سپہر کمال	شہی بمسند ارشاد قدوۂ دوران
بچرخ معرفتِ حق منیر خورشید است	بخت عزت و حرمت بہین ز کل شاہان
سریر مملکتِ معرفت برو زیبا	دوام باد بفضلِ خدائے ذوالاحسان
ہمیشہ تختِ شریعت برو مزین باد	مقیم برسر سجادۂ خدا دانان
ذکاء فیض و افادیت ہدایت ذاتش	بود مدام درخشندہ برجمیع کسان
بود وجود عزیزش مصون ز کل آفاۃ	بعز و جاہ رسول کریمؐ و عالیشان
کہ ساخت است خلیفہ و راز جانب خود	نبی محمد و احمد رسول حق سبحان
کہ این بسمع رسیدہ است ز اہل کشف کمال	دروغ و کذب نگویم ز خود یقین میدان

اظہارِ عقیدت

از حقداد خان صاحبؒ

حقداد خان صاحبؒ، جو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی اور حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس اللہ اسرارہما اور جملہ حضرات موسیٰ زئی شریف کے خادم تھے۔
اُنھوں نے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کچھ اس طرح کیا۔

عظیم القدر ، بس والا مراتب
عمیم الجود ابراہیم صاحب
ولی ابن ولی ابن ولی است
کہ بر سجادۂ ارشاد بنشست
عجب تاریخ دستارش بہین شد
فرید سالکیں مسند نشین شد

اظہارِ عقیدت از مولانا محمود شیرازیؒ

ولدِ ارشد او ابراہیم!
کہ صفا کیش و حقیقت بیں ست

ایامِ شباب اور مسندِ رشد وہدایت

یہ عظیم الشان ذمہ داری جب آپؒ نے سنبھالی تو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کے لئے بے حد کوشش فرمائی۔ ہزاروں مریدانِ باصفا نے آپؒ سے اخذِ فیض کیا، اور اپنے قلوب ونفوس کو مصفیٰ ومزکیٰ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عنایت ومہربانی سے بے شمار لوگوں کو توبہ کی توفیق حاصل ہوئی۔ آپ حُسنِ صورت وحسنِ سیرت کے شاہکار اور پیکرِ جود وسخا تھے۔

وجیہہ، بارعب شخصیت، درمیانہ قد، سرگین بڑی بڑی آنکھیں، باریک ہونٹ، غرض خوبصورتی تامہ کے سانچے میں ڈھلے ہوئے پیکر تھے۔ اکثر وبیشتر سر مبارک پر دستار سجائے رکھتے، سنتِ مطہرہ علیٰ صاحبہا الف الف تحیہ کے سخت پابند تھے۔ سادہ زندگی گزارتے اور ہر شخص خواہ وہ کس مرتبے کا ہوتا، سے محبت سے پیش آتے، نام ونمود اور زیبائش ونمائش سے پرہیز کرتے۔

اکثر اپنے خلفاء و مریدین باصفا کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ آپؒ کی محفل میں ہر وقت لوگوں کا ایک جمِ غفیر ہوتا، آپ کا حلقہ ارادت و احباب افغانستان، ہندوستان، پاکستان، اور خصوصاً علاقہِ داماں میں بہت وسیع تھا۔ تمام قوم تاجو خیل میاں خیل مثلاً کریم خان، عبداللہ خان، سرفراز خان، نورالدین خان، سوہنا خان وغیرہ (سکنہ موسیٰ زئی شریف)، آپؒ کے حلقہِ ارادت میں داخل تھے۔

جود و سخا

حضرت خواجہ محمد ابرہیمؒ بہت سخی اور دل فراخ انسان تھے۔ جو بھی مانگنے آتا اسے تہی دست و دامن نہ لوٹاتے، ہر کسی کے دامنِ مراد کو بھرنے کی کوشش فرماتے۔ آپ کی سخاوت کے دو واقعات پیش کیے جاتے ہیں تا کہ معلوم ہو سکے کہ آپ کس درجہ سخی اور غنی تھے۔

آپؒ ایک مرتبہ دہلی کی جامع مسجد میں نمازِ جمعہ سے جب فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو باہر موجود فقیروں اور محتاجوں نے رقم کا مطالبہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ مسلسل جیب مبارک سے رقم نکال کر بانٹتے رہے حتیٰ کہ جیب مبارک رقم سے خالی ہوگئی اور صرف ایک فقیر باقی رہ گیا، تو آپؒ نے اُس آخری فقیر کو اپنی دستار مبارک سر سے اُتار کر دے دی۔ تا کہ اُسے خالی نہ لوٹائیں۔

اسی طرح ایک مرتبہ کسی شخص نے محفل میں حاضر ہو کر دستار پیش کی۔ جب آپ قدس سرہ نے وہ دستار مبارک اپنے سر اقدس پر باندھی تو آپ کے بے تکلف خادم محمد خروٹی نے کہا کہ حضرت یہ دستار کتنی خوبصورت لگتی ہے، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً وہی دستار اُتار اُس خادم کے سر پر باندھ دی۔

یہ مبالغہ آرائی نہ ہوگی کہ آپؒ حقیقتاً اس حدیث شریف السخی حبیب اللہ کے مصداق تھے۔

اسی طرح کثیر واقعات آپکی سخاوت اور استغناء پر شاہد ہیں۔

تعمیر بنگلہ برائے مہمانان و خدام

حضرت خواجہ صاحبؒ نے زائرین و مریدین کی رہائش و آرام کی خاطر ۱۹۲۶ء میں ایک نہایت ہی شاندار بنگلہ تعمیر کروایا۔ اس بنگلہ کے تین اطراف میں خوبصورت برآمدے اور ایک طرف بہت سے کمرے تعمیر کروائے۔ اس بنگلہ کی تعمیر کے لئے آپؒ نے موسیٰ زئی شریف میں خصوصی ڈیزائن دار اینٹیں تیار کروائیں۔ ہال کمرے کا جو دروازہ اندر کمروں کی طرف کھلتا ہے آج

تک موجود ہے جو نقش و نگار کا عجب شاہکار ہے۔ نیز اس کی چھت بھی بہت خوبصورت انداز میں منقش کی گئی ہے۔ ایک الماری پر سنِ تعمیر کچھ یوں درج ہے۔ 19+M.M.S.DN.26

ازدواجی زندگی و اولاد

سب سے پہلے حضرت خواجہ صاحبؒ کی شادی خانہ آبادی سردار رب نواز خان تاجو خیل میاں خیل (سکنہ موسیٰ زئی شریف) کی بیٹی سے ہوئی۔ اُن بی بی صاحبہ سے صرف ایک فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ متولد ہوئے، جو کہ راقم الحروف کے دادا تھے۔ جو بعد میں خانقاہ معلیٰ موسیٰ زئی شریف کے سجادہ نشین بنے۔ ابھی حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجیؒ کی عمر مبارک فقط چھ ماہ تھی کہ آپؒ کی والدہ ماجدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا اس دارِ فانی سے دارِ باقی کی طرف کوچ فرما گئیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تفصیلی کے حالات باب پنجم میں مطالعہ فرمائیں۔

حضرت خواجہ صاحبؒ نے دوسری شادی خانہ آبادی ٹمن ملتان کے کھچی خاندان کی دختر نیک اختر سے فرمائی، جن کا مزار مقدس آستانہ عالیہ انوار السراج دریا خان میں ہے۔ اُن سے ایک فرزند حضرت خواجہ محمد جان عثمانی رحمۃ اللہ علیہ متولد ہوئے، جو عالمِ اسلام کی عظیم الشان اسلامی درس گاہ جامعہ عباسیہ بہاولپور سے فارغ التحصیل تھے۔ اعلیٰ پائے کے عالمِ دین، مضمون نگار اور بے مثل خطیب و سیاستدان تھے، آپؒ نے رشد و ہدایت اور مریدین و متوسلین سلسلہ عالیہ کر تربیت و خدمت کے لئے اپنی رہائش قدیم بنگلہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ دریا خان ضلع بھکر میں رکھی۔ وہاں ایک مدرسہ بنام مدرسہ انوار السراج قائم فرمایا تا کہ عوام الناس علم کی تشنگی بجھا سکیں۔ اور درسِ تصوف اور وعظ و نصیحت اور جدید مسائل کے حوالے سے عوام کی راہنمائی کرنے کے لئے ایک رسالہ ماہنامہ انوار السراج بھی شروع فرمایا۔ آپؒ کا مزار مقدس بھی آستانہ عالیہ سراج الاؤلیاء شریف دریا خان میں ہے۔ قبر مبارک پر ایک حجرہ تعمیر کیا گیا ہے تا کہ زائرین و مریدین کو بوقت فاتحہ و دعا تکلیف نہ ہو۔

آپ (حضرت محمد جان صاحبؒ) کو اللہ کریم نے پانچ صاحبزادگان سے نوازا۔ جن کے اسماء درج ذیل ہیں۔

حضرت محمد اقبال عثمانی حال مقیم موسیٰ زئی شریف، حضرت دوست محمد جان عثمانی، صاحبزادہ محمد خالد عثمانی، صاحبزادہ محمد حامد عثمانی، صاحبزادہ محمد عابد عثمانی اطال اللہ عمرہم ودام اقبالہم۔

موجودہ وقت میں حضرت والا کے فرزند ثانی حضرت صاحبزادہ دوست محمد جان عثمانی خانقاہ سراج الاولیاء دریا خان ضلع بھکر کے متولی اور مسند نشین ہیں۔

حضرت خواجہ محمد ابراہیم قدس سرہ نے تیسری شادی ایک بلوچ خاندان کی دختر نیک اختر سے کی، اُن بی بی صاحبہؒ سے حضرت احمد جان رحمۃ اللہ علیہ متولد ہوئے۔ ان کا مزار مقدس بھی انوارلسراج دریا خان ضلع بھکر میں ہے۔ آپ کے صرف ایک فرزند صاحبزادہ محمد اقبال ہیں جو دربار عالیہ پیر سواگ شریف ضلع لیہ میں اپنا گھر بنا کر مقیم ہیں۔

آپؒ نے چوتھی شادی نواب آف ٹانک کے خاندان میں کی، جس سے اللہ کریم نے آپ کو ایک صاحبزادی عطا فرمائی۔ جن کا وصال ہو چکا ہے۔ اللہ کریم اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ دوم

یہ فصل: آپؒ کے سفرِ سرہند شریف، تصانیف لطیف، رسالہ مجد داعظم، شعروشاعری اور خلفاء کے بیان میں ہے۔

سفرِ سرہند شریف

سراج الاولیاء حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے ارتحال کے چند ہفتے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پندرہ چیدہ چیدہ خلفاء و مریدین کے ہمراہ حضرت مجدد ومنوّر الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخِ سرہند شریف رحمۃ اللہ علیہم کی زیارات کی غرض سے سرہند شریف تشریف لے گئے۔ اس وقت آپؒ کی عمر مبارک تقریباً بیس ۲۰ برس تھی۔

اِس سفر فیض اثر کے دوران حضرت مولانا غلام حسن صاحب بانی خانقاہ سراجیہ حسن آباد سواگ شریف (لیّہ)، مولانا عبدالرحمٰن صاحب بانی خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف (راولپنڈی)، مولانا احمد خان صاحب بانی خانقاہ سراجیہ کندیاں (میانوالی)، اور مولانا عبدالاحد صاحب کڑی شموزئی (ڈیرہ اسمٰعیل خان) وغیرہم آپ کے ہمراہ تھے۔

تصنیف وتالیف

آپ صاحبِ تصنیف تھے۔ سجدہ تعظیمی کے رد میں آپؒ نے بعنوان حرمتِ سجدہ تعظیمی ایک نایاب رسالہ تحریر فرمایا جس پر جید علماء کرام کے دستخط موجود ہیں، اور یہ رسالہ خانقاہ معلّٰی موسیٰ زئی شریف کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ شریعتِ مصطفوی ﷺ میں مخلوق میں سے کسی کے لئے سجدہ تعظیمی جائز نہیں کیونکہ قرآن کریم میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے ان المساجد للّٰہ اور اسی طرح حدیث پاک میں حضور سرورِ دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ اگر سجدہ تعظیمی مخلوق میں سے کسی کے لئے جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

اس کے علاوہ شرح ہدایۃ الطالبین، رسالہ در تصوف وسلوک واحوال سلسلۂ نقشبند اور فوائد سراجیہ آپ کی تصنیفات ہیں۔

رسالہ مجددِ اعظمؒ

مردِ قلندر حضرت خواجہ محمد ابراہیم علیہ رحمۃ اللہ واسعۃ نے مرکزِ فیض آستانہ عالیہ مجددیہ سرہند شریف سے جاری ہونے والے ماہوار رسالہ "مجدد اعظم" کے اجرا میں خصوصی معاون تھے۔ جس کے مدیر سید ولایت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خادم آستانہ عالیہ مجددیہ سرہند شریف تھے۔

اس ماہوار رسالہ مجدد اعظم کی بابت ماہ جولائی ۱۹۲۹ء کا ایک نسخہ راقم الحروف کے والدِ ماجد حضرت خواجہ محمد سعد جان سراجی دوستی مرشد بابا کے ہاں بھی موجود ہے۔ جس کے سرِ ورق پر معاونِ خصوصی حضرت خواجہ محمد ابراہیم سراجی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ موسیٰ زئی شریف ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان لکھا ہوا ہے۔

شعر و شاعری

حضرت خواجہ حافظ محمد ابرہیم سراجی رحمۃ اللہ علیہ زبردست شاعر تھے۔ آپؒ فارسی زبان میں کلام لکھا کرتے تھے۔ ابراہیم آپ کا تخلص تھا۔

اہلِ محبت اور وابستگانِ سلسلہ عالیہ کے ذوق کی خاطر آپؒ کے کلام کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

بر رحلت حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اے سراج الدین والحق الغیاث — اے کرم فرمائے مطلق الغیاث
رفتنی و من زار و مضطر ماندہ ام — در جہان بے یار و یاور ماندہ ام
زانکہ من امید یاری داشتم — تخم امیدش بدل می کاشتم
غم گساری من نشد یاری نکرد — جز جفا و جز دلآزاری نکرد
رُو بدرگاہ تو آوردم کنوں — بادِل پر درد و چشمش پر زخوں
من نے گویم کہ ابراہیم راز — ہست فرزند تو بروے رحمت آر
بل ہمی گویم سگ کوئے توام — چشم احساں چوں سگاں سوئے توام
ایں چنیں مگذار زار و مضطرم — بے کس و ناصر و بے یاورم
یک نظر بر من کن اے مسکین نواز — تا شوم ز ابنائے عالم بے نیاز

از گناہ در گزر عذرم پذیر

در رہت افتادہ ام دستم بگیر

قصیدہ درمدحِ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہؒ

سلسلہ انوار یزدانی است ایں — منبع اسرارِ رحمانی است ایں

مظہر رشحات لمعات ہدا — مصدرِ الطاف سبحانی است ایں

در طرق خوجگانِ نقشبند — رہبر ہادی ایمانی است ایں

حافظ ابراہیم سگ دربان سراج

واقف رمز ہمہ دانی است ایں

دستارِ فضیلت حضرت غلام محمد سواگؒ

حضرت خواجہ غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پوتے حضرت خواجہ غلام محمد سواگؒ کو جب خلافت عطاء فرمائی تو اس کے بعد انہیں اپنے ساتھ مرکز انوار مجددیہ سرہند شریف کی زیارت کے لے گئے، وہاں سے مراجعت کے بعد حضرات کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موسیٰ زئی شریف کے مزارات کی حاضری دی۔ تو اس موقع پر حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی مجددی قدس سرہ سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف نے اپنے دست مبارک سے ان کے سر پر دستار خلافت سجائی۔

خلفاء کرام وخدام

۱۔حضرت علامہ خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ	سجادہ نشین خانقاہ معلیٰ موسیٰ زئی شریف
۲۔حضرت خواجہ محمد جان سراجی رحمۃ اللہ علیہ	خانقاہ انوالسراج دریاخان
۳۔حضرت مولانا قاضی عبدالجلیل نقشبندی مجددیؒ	انگہ شریف وادی سون سکیسر
۴۔حضرت خواجہ محمد علاؤالدین نوریؒ	خانقاہ معلیٰ موسیٰ زئی شریف
۵۔محترم مولانا عبدالحکیم شان صاحبؒ	سکنہ گڑوالی
۶۔محترم مولوی غلام قادرؒ	سکنہ گرہ محبت کلاچی
۷۔محترم حضرت مولانا فضل علی قریشیؒ	مسکین پور شریف، علی پور
۸۔محترم مفتی مولانا محمد صاحبؒ	سکنہ شہر ڈیرہ اسمٰعیل خان
۹۔محترم غلام محمد صاحب المعروف گلن فقیر	سکنہ کفری، سون سکیسر

۱۰۔محترم صوفی غلام صاحبؒ	سکنہ خدقہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان
۱۱۔محترم عبدالرحمان ابن مولانا محمد امیر دامانی	رنگپور ڈیرہ اسمٰعیل خان
۱۲۔محترم محمد خدائے رحم صاحب افغانی تاجک	افغانستان
۱۳۔محترم محمد یعقوب صاحب،قوم ناصر شادی زئی	افغانستان
۱۴۔محترم محمد خان خروٹی صاحبؒ	افغانستان
۱۵۔محترم غلام نبی صاحبؒ المعروف ملاگل صاحبؒ	ٹانک
۱۶۔محترم مولانا خالق داد اعوان صاحبؒ	موسیٰ زئی شریف
۱۷۔محترم مولوی احمد شاہ صاحبؒ	سکنہ درازندہ
۱۸۔محترم مولوی نورالحق صاحبؒ	کڑی شموزئی
۱۹۔محترم مولانا عبدالاحد صاحبؒ	کڑی شموزئی
۲۰۔محترم مولانا شمس الحق صاحبؒ	کڑی شموزئی
۲۱۔محترم مولانا فضلِ حق صاحبؒ	کڑی شموزئی
۲۲۔محترم ملک سلطان محمود صاحبؒ	پپلاں ضلع میانوالی
۲۳۔محترم قاری مولانا احمد سعید صاحبؒ	پپلاں ضلع میانوالی
۲۴۔محترم حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ	ژوب بلوچستان
۲۵۔محترم ملک حاجی قاسم علی خان صاحبؒ	سکنہ سودھی جے والی وادی سون سکیسر
۲۶۔محترم حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؒ	ٹانک
۲۷۔محترم حضرت مولانا محمد شفیق صاحبؒ	ژوب

☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ سوم

یہ فصل: آپ ؒ کی کرامات، مکتوبات، جانشینِ معظم اور وصال پرملال کے بیان ہے

صاحب اللفظِ والکرامات

حضرت خواجہ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی اور صاحب اللفظ بزرگ تھے۔ کیفیت یہ تھی کہ زبان درفشان سے کسی کے متعلق جو بھی لفظ نکل جاتا تو بامرالٰہی ویسا ہی ہوتا جیسا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ اسی ضمن میں بطور تبرک آپؒ کی چند کراماتِ منیفہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

کرامت اول

ایک مرتبہ موسیٰ زئی شریف میں ایک دعوت کا پروگرام منعقد تھا، جسمیں ۱۰۰ کے قریب احباب ومریدین، خان، خوانین اور خادمینِ لنگر پاک شریک تھے۔ اس دعوتِ طعام میں کھانے کے لئے بہت سی اشیاء مثلاً پلاؤ، ثرید، فرنی، حلوہ، اور دنبہ وغیرہ کا گوشت تیار کیا گیا تھا۔

تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خادم مسمّٰی غلام صدیق جو کہ گائے، بھینسوں کا گوالہ اور نگران تھا، کو دعوتِ طعام میں شریک ہونے کو کہا لیکن اس خادم نے صرف اس لئے انکار کردیا کہ وہ اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا کہ اتنے بڑے لوگوں میں بیٹھ سکے۔

بس پھر کیا تھا حضرت صاحبؒ کی زبانِ مبارک سے نکلا غلام صدیق عمر بھر خوشی کے موقعوں پر خواہ عید ہو، شادی ہو، عرس ہو، اللہ تعالیٰ اس کو، ان تقریباتِ دعوات سے محروم رکھے گا۔ تو حضرت صاحبؒ کا فرمان تیر بہدف ہوا، پھر غلام صدیق ان اعلیٰ قسم کی دعوتوں میں شرکت سے محروم رہتے۔ اور کسی بات پر خفا ہو جاتا۔

اسی طرح بابا غلام صدیق علیہ الرحمۃ ہمارے داداجان حضرت خواجہ الحاج محمد اسمٰعیل سراجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ مبارک میں بھی لنگر شریف کی خدمت کرتے، لیکن جب کبھی بھی خوشی کا موقع آتا، بابا صدیق کسی بات پر خفا ہو کر خوشی کی ہر تقریب سے لطف اندوز ہونے سے محروم رہتا۔

کرامت دوم

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص اور سفر و حضر کے خادم غلام نبی المعروف ملا گُل صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکنہ پائی میخانی ضلع ٹانک کے رہنے والا تھے۔تا دمِ وفات حضرت صاحب کے ساتھ رہے۔ایک مرتبہ حضرت صاحبؒ نے کوئی کام بتایا تو اُنہوں نے لیت ولعل سے کام لیا یا شاید سنا نہیں تھا۔تو حضرت صاحبؒ نے بلند آواز سے بلایا تو ملا گلؒ پر جذبہ طاری ہو گیا،تو حضرت صاحبؒ نے فرمایا، گاہے بگاہے پھر عمر بھر مجذوب رہے گا۔پھر وہی ہو کہ ہر ہفتہ اُن پر جذبہ طاری ہو جاتا۔حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجیؒ کی خدمت میں کافی عرصہ رہے،نہایت متقی اور پرہیز گار تھے،موسیٰ زئی شریف سے روانہ ہو کر اپنے پیر بھائی خلیفہ محمد اکبر قریشیؒ سکنہ پپلاں کے پاس آئے اور پپلاں میں آکر ٹھوکر لگنے سے گر گئے،چوتھے دن اس دارِ فانی سے دار باقی کو کوچ کر گئے۔اُن کا مزار،قبرستان ڈاڈا یار شاہ صاحبؒ پپلاں میں واقع ہے۔جس کے کتبہ پر ''حضرت ملا گل صاحبؒ خلیفہ حضرات موسیٰ زئی شریف'' لکھا ہوا ہے،

فرحمۃ اللّٰہ علیہ رحمۃً واسعۃً

کرامت سوم

مسمّٰی عبدالجبار قوم خروٹی سکنہ شاہ جوئی افغانستان جو کہ حضرت قبلہؒ کے مخلص مرید تھے۔ایک مرتبہ اپنے وطن سے حضرت صاحبؒ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو دورانِ محفل غیر اختیاری طور پر ہنس پڑے،تو حضرت نے فرمایا اب تم تمام عمر ہنسو گے۔بس اُس کے اندر ہنسنے کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ہر مجلس، محفل، مراقبہ، ذکر واذ کار حتیٰ کہ بسا اوقات نماز میں بھی زور کے ساتھ ہنسنے لگ جاتے۔اور یہ کیفیت بہت دیر تک اُن پر طاری رہتی۔

کرامت چہارم

حاجی محمد مہربان سکنہ گرہ بختیار علاقہ کلاچی جو کہ حضرت خواجہ صاحب قبلہؒ کے غلامِ بے دام تھے۔ایک مرتبہ حضرت قبلہؒ اُن کی دعوت پر گرہ بختیار گئے۔جہاں مسجد کی بنیاد رکھی جو جامع مسجد کے نام سے آجکل معروف ہے۔

حاجی محمد مہربان صاحب کو حضرت قبلہؒ کے ساتھ والہانہ عقیدت ومحبت تھی۔جب حاجی صاحب کا بیٹا پیدا ہوا تو انہوں نے اُس کا نام اپنے مرشد کے نام پر محمد ابراہیم رکھا۔جب وہ لڑکا بارہ

سال کا ہوا تو حاجی صاحب نے اپنے بیٹے کو راولپنڈی کے مدرسہ تعلیم القرآن میں بھیج دیا۔ چونکہ اُن اہلِ مدرسہ کا عقیدہ سخت اور متشدد تھا اور وہ حضرات اَولیاء اللہ کی شان میں بے ادبی کرتے تھے، تو حضرت خواجہ صاحبؒ کو جب اس بات کا علم ہوا تو اُنہوں نے حاجی صاحب کو فرمایا، اب تمہاری حاضری حضرات کبار کے مزارات پر کم ہوگی۔

پھر اُسی فرزند کی وجہ سے حاجی مہربان نے خانقاہ معلّٰی شریف میں حاضری چھوڑ دی۔ اس کے فرزند نے مسجد میں امامت شروع کر دی اور لوگوں کو اَولیاء اللہ کی زیارت سے منع کرتا اور بزرگوں کے مزارات کی بے ادبی کرتا، اَولیاء اللہ کے عقیدتمندوں نے اسے قتل کر دیا اور مدعی ایک سال بعد جیل سے رہا ہو گیا۔ اب گرہ بختیار میں امن و سکون ہے۔ اور عوام کی اکثریت حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ کی مرید ہیں۔

مکتوبات شریف

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند مکتوبات بطورِ تبرک پیش کئے جاتے ہیں۔

مکتوب اول

از ڈیرہ اسمٰعیل خان تاریخ: ۱۷-۰۳-۱۹۵۳

بمعظم گرامی، برادر صاحب، جناب حکیم راز محمد صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم، بعد سلام مسنون۔ سرفراز نامہ آپ نورِ چشم بھائی صاحب کا پہنچا۔ خبرِ خیریت و عافیت آپ بھائی صاحب کی پا کر دلی خوشی ہوئی۔ عزیز جب میں کراچی سے واپس آیا تو ملک منو خان کی زبانی علم ہوا کہ آپ بھائی عزیز کراچی عبدالحق صاحب کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ اس واسطے میرا خط نہیں پہنچا، ناراض نہیں ہونا۔

عزیز! میرا مصمم ارادہ ہے کتب اپنے حضرات کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین ''مجموعہ فوائدِ دوستیہ و عثمانیہ و سراجیہ'' چھپاؤں۔ اسی غرض کے واسطے بہت جلد اپوزئی سے ہو کر آپ عزیز کو اطلاع دیکر آؤنگا، یا آپ کو صلاح و مشورہ کے لئے اپنے پاس اپوزئی بلاؤں گا۔ پھر براہِ کرم آپ اپوزئی تشریف لا کر ممنونِ احسان فرمائیں۔

آپ بھائی اپنی خیریت و عافیتِ مزاج شریف لکھ کر دل کو خوش فرمائیں۔

وھو حافظکم و ناصرکم والسلام

دعاجو: لاشی حافظ محمد ابراہیم عفی عنہ

مکتوب دوم

از اپوزئی (ژوب) ۱۹۵۳-۱۰-۰۴

عزیز برادر صاحب جناب حکیم راز محمد صاحب سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم بعد سلام و دعا و اشتیاقِ ملاقات عرض ہے۔ کہ میں لورالائی آیا، ۵، ۶ دن آپ کی تشریف آوری کا انتظار کیا۔ لیکن بوجہ کیچڑ و باران اور انسدادِ راستہ نہ میں موسیٰ خیل جا سکا اور نہ آپ میرے پاس تشریف لا سکے۔ پھر اپوزئی آیا، پھر وزیرستان گیا، کل وزیرستان سے واپس اپوزئی آیا۔ آج انشاء اللہ روانہ ہو کر کوئٹہ جا کر ۲ یا ۳ دن قیام کر کے انشاء اللہ واپس لورالائی آؤنگا۔

پھر آپ بھائی صاحب کو اطلاع دوں گا اور بلاؤں گا صلاح و مشورہ کے واسطہ۔ پہلے لورالائی میں جناب سردار باز خان صاحب سے ملاقات ہوئی تھی، جو کچھ سردار صاحب نے فرمایا وہ سب حال زبانی عرض کرونگا پھر جیسا آپ فرمائیں گے ویسا کرونگا اور کوئٹہ سے بذریعہ تار آپ کو بلاؤنگا۔ جس وقت تار پہنچے آپ مہربانی کر کے فوراً روانہ ہو کر لورالائی تشریف لا کر مجھ سے ملاقات کریں۔ آپ کی تشریف آوری کے انتظار میں، میں قید بیٹھا رہوں گا۔ میں ہر وقت دعا گو ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ بھائی صاحب کا حافظ و ناصر ہو۔ زیادہ شوقِ ملاقات ہے۔

بمعظم جناب والد صاحب بزرگوار کو سلام و دعا عرض کریں۔

آپ کا شائق لاشی حافظ محمد ابراہیم عفی عنہ

مکتوب سوم

باسمہٖ سبحانہ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

میرے لختِ جگر، دل کی ٹھنڈک، عزیز از جان جناب محمد احمد صاحب دام عنایتکم و الطافکم

السلام علیکم! بعد از تسلیمات و دعوات عرض ہے کہ سرفراز نامہ بھائی صاحب کا پہنچا، کمال اشتیاق سے بمصداق

صد بار از بے تابی وا کردم و پیچیدم

بہت الفت سے آپ کے سرفراز نامہ کو لپیٹا اور کھول کر پڑھا دیکھا، بمصداق

المکتوب نصف الملاقات

کچھ نہ کچھ دل کی تسلی و تشفی ہو ہی گئی۔ ورنہ

بلا بودے اگر این ہم نہ بود

ورنہ دل یہ چاہتا ہے کہ اڑ کر آپ بھائی صاحب کی خدمت میں پہنچ کر راحت وسکون حاصل کروں۔ اگر قسمت نے یاوری کی تو اللہ تعالیٰ ملاقات نصیب کرے گا۔

مجھے اُمید ہے کہ آپ نے ۔نے تینوں حضرات کبار کے مکاتیب شریف کی صحت و اصلاح کر لی ہوگی۔ اور باقی ماندہ مکاتیب کا بھی ترجمہ کرلیا ہوگا۔ ان کی طرف توجہ وخیال ہے یا نہیں؟ بواپسی حال طباعتِ کتب سے مطلع فرمائیں۔ جہاں تک ہو طباعت میں عجلت سے کام لیں۔ اپنی خیریت وعافیت وطباعتِ کتب سے شاد و مطمئن فرمائیں۔ دعا ہے، وھو حافظلم و ناصرکم

حافظ محمد ابراہیم عفی عنہ

از دریا خان۔ ۲۶ ستمبر ۱۹۵۲ء

جانشینِ معظم

چونکہ حضرت خواجہ محمد ابراہیم صاحب کے مزاج پر قلندری، استغنا اور انزوا کا غلبہ تھا اس لئے اپنے فرزندِ اکبر وارشد حضرت خواجہ علاّمہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کے تحصیلِ علم اور اخذِ سلوک کے معاً بعد ۱۹۳۹ء میں اپنا نائب مناب اور جانشین مقرر فرمایا اور خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف، خانقاہ لوڑگئی افغانستان اور خانقاہ ڈیپ شریف (وادی سون سکیسر) کی تمام ذمہ داریاں سونپ دیں۔ اور جملہ مریدین ومتوسلین خانقاہ عالیہ کو آپؒ کی زیرِ تربیت فرمادیا۔

وصالِ پرملال

آپؒ رحیم یار خان و بہاول پور کے سفر کے دوران حضرت مولانا قاضی عبدالجلیل صاحب نقشبندی مجددیؒ متوفی دس (۱۰) جنوری ۱۹۷۸ء بانی جامعہ قادریہ رحیم یار خان، سکنہ انگہ شریف وادی سون (ضلع خوشاب) کے ہاں قیام فرماتے، آخری سفر کے موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ، قاضی صاحب اور صوفی محمد اسحاق صاحب، بہاولپور تشریف لے گئے تو حسبِ معمول حکیم عبدالرشید کے گھر قیام فرمایا۔ آپؒ نے بڑی کیتل سے سب احباب کو خود چائے عطا فرمائی اور میوہ جات بھی تقسیم فرمائے۔ خوشی اور سرور کا سماں تھا، حضرت والا کا چہرہ نور کی شعاعیں تقسیم کر رہا تھا۔

جب مجلس برخاست ہوئی تو آپ نے قاضی صاحب سے فرمایا کہ ڈاکٹر جمیل الرحمان کو بلائیں تا کہ وہ مجھے انجکشن لگائے۔ ڈاکٹر نے جب انجکشن لگایا تو آنجناب نے فرمایا کہ انجکشن اگر غلط اثر کر جائے اور میری وفات ہو جائے، جب ڈاکٹر نے یہ بات سنی تو وہ گھبرا گیا۔

الغرض انجکشن لگا کر جوں ہی ڈاکٹر روانہ ہوا تو اُس کا غلط اثر کر گیا اور حضرت خواجہ صاحب کی طبیعت بگڑ گئی۔ قاضی صاحب فوراً ڈاکٹر کو بلانے کے لئے روانہ ہو گئے، ادھر حضرت صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی اسحاق سے فرمایا میرا آخری وقت آن پہنچا ہے، میرا چہرہ قبلہ سمت کر دو اور قاضی صاحب جب واپس آئیں تو ان کو میرے سلام کہنا۔ عمامہ زیب سر کئے، عمدہ لباس پہنے۔ زبان مبارک سے اسم اعظم اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے، اس گدڑی کے لعل نے تقریباً تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں دس رجب ۱۳۷۶ھ بمطابق گیارہ فروری سن ۱۹۵۷ء کو بمقام بہاول پور برمکانِ افسرالاطباء حکیم عبدالرشید مرحوم اِس جہانِ فانی کو خیر باد کہا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی وفات کی آگاہی چند روز قبل ہو گئی تھی اس لئے حضرت قاضی صاحب کو فرمایا جب میری روح قفسِ عنصری سے پرواز کر جائے تو میری قبر خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے پہلو میں بنانا۔ چونکہ میں نے بنگلہ حضرت سراج الاولیاء میں وقت گزارا ہے، اس لئے مجھے دو گھنٹے وہاں آرام کیلئے رکھنا۔ اس کے بعد دو گھنٹے ڈیرہ اسمٰعیل خان میں آرام دینا۔ پھر میری میت کو موسیٰ زئی شریف لے جانا اور راستہ میں یٰسین شریف کا ورد کرتے رہنا۔ حضرت قاضی عبدالجلیلؒ نے تمام فرامین پر من وعن عمل کیا۔

تار اور دوسرے ذرائع سے جملہ احباب و مریدین کو حضرتِ والا کے وصال کی خبر دی گئی۔ جس کو یہ خبر پہنچی گویا اس پر بجلی گر گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک جمِ غفیر خانقاہ معلیٰ موسیٰ زئی شریف میں جمع ہو گیا۔ ہر شخص غم کی تصویر بنا ہوا تھا۔ دوسرے دن گیارہ رجب کو اپنے اکابر رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ کے مبارک احاطۂ مزارات میں حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے قدمین اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی و حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہما کے پہلو میں بمقام خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف آسودۂ خاک ہوئے۔

رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

باب پنجم

درحالات وواقعات

عمدۃ السالکین زبدۃ العارفین وسلتنا الی اللہ والجمیل
الجلیل خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل
علیہ رحمۃ رب الجلیل

۳۵_۱۳۳۴_۱۴۱۴ھ/۱۹۱۶_۱۹۹۳ء

مُحَمَّدٌ ذِكْرُهُ رَوْحٌ لِّانْفُسِنَا
مُحَمَّدٌ شُكْرُهُ فَرْضٌ عَلَى الْاُمَمِ

مُحَمَّدٌ زِيْنَةُ الدُّنْيَا وَبَهْجَتُهَا
مُحَمَّدٌ كَاشِفُ الْغُمَّاتِ وَالظُّلَمِ

صَلَّى اللّٰه تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ اول

یہ فصل: آپ کی ولادت باسعادت، تحصیل علم، بیعت وخلافت، ازدواجی زندگی، زیارت حرمین شریفین، شاعری اور تصنیف وتالیف وغیرہ کے بیان میں ہے

ولادت باسعادت

آپ کا سالِ ولادت سن ۱۳۳۵ھ بمطابق ۱۹۱۶ء ہے۔ آپ کا نام مبارک سرکارِ دو عالم ﷺ کے جدِ اعلیٰ حضرت سیدنا اسمٰعیل علیٰ نبینا علیہ السلام کے موافق محمد اسمٰعیل رکھا گیا۔ آپؒ حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی مجددیؒ کے فرزندِ اکبر تھے۔ آپ کے نانا میاں خیل تاجو خیل قبیلے کے رئیس اعظم خان بہادر محمد ربّ نواز خان مرحوم حضرت خواجہ محمد سراج الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب ومخلص مرید تھے۔ اس دنیا میں قدم رکھتے ہی آپؒ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا اور آپ شفقتِ مادری سے محروم ہو گئے۔ آپ کی پرورش حضرت قبلہ حافظ محمد ابراہیم سراجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خدام نے گھر سے باہر لنگر خانہ میں کی۔

تحصیل علومِ دینیہ

آپؒ نے ابتدائی علوم خانقاہ معلّٰی موسیٰ زئی شریف کے روحانی وعرفانی ماحول میں بڑے بڑے علماء کے زیرِ تربیت حاصل کیئے۔

آپ کم وبیش ساڑھے دس سال کی عمر میں ۱۳۴۵ھ بمطابق ۱۹۲۶ء عظیم اسلامی درسگاہ جامعہ عباسیہ بہاولپور میں اسلامی علوم کے حصول کے لئے داخل کیے گئے۔ دس سال تک جامعہ عباسیہ میں حصولِ علوم دینیہ کے بعد ۱۹۳۶ء میں فارغ التحصیل ہوکر علامہ کی سند حاصل کی۔ نیز آپؒ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ جامعہ عباسیہ سے فارغ التحصیل ہونے والے سب سے پہلے طالبعلم تھے جس نے ابتداء سے تا انتہاء تمام کتب جامعہ مذکور میں ہی پڑھیں۔ اس بات کی شہادت آپ کی سند جو اصل حالت میں راقم الحروف کے والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد سعد سراجی کے پاس

موجود، میں موجود ہے جس پر "ھـو اول خـریج" لکھا ہوا ہے۔اور دس سالہ تحصیل علومِ دینیہ کے دوران جو کتب آپؒ نے جامعہ میں پڑھیں ان سب کے نام بھی سند پر درج ہیں۔

اسماءِ اساتذہ کرام

آپؒ نے جامعہ عباسیہ میں جن علماء دین سے تحصیل علم کیا۔وہ یہ ہیں، شیخ الجامعہ حضرت علاّمہ مولانا غلام محمد گھوٹوی صاحبؒ، حضرت مولانا محمد صادق صاحبؒ، حضرت مولانا عبیداللہ صاحبؒ، حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ، حضرت مولانا فاروق احمد صاحبؒ، حضرت مولانا برکت علی صاحبؒ اور حضرت مولانا عبدالحمید رضوانی صاحب رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَجْمَعِیْنَ۔

ان میں سے ہر ایک علم وفضل کا جبل تھا۔آپ کو دی گئی علاّمہ کی سند پر ان تمام اساتذۂ کرام کے مبارک دستخط ثبت ہیں۔نیز اس سند پر ریاست بہاولپور کے اس وقت کے وزیرِ تعلیم میجر شمس الدین مرحوم کے دستخط بھی بزبانِ انگریزی ثبت ہیں۔

سند فراغت

جامعہ عباسیہ بہاولپور سے فارغ التحصیل ہونے پر آپ کو جو سند دی گئی وہ ذیل میں درج ہے۔

عربی عبارت

هذه الشهادة التحصيل و الفراغ من الجامعه العباسيه

المسمىٰ بالجامعه الاسلاميه فى بهاولفور

امضاء وزير التعليم و المعارف	امضاء مدير التعليم و المعارف
شمس الدين	غلام محمد شيخ الجامعه

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد للّٰه العلى الاعلىٰ و الصلواة و السلام على النبى الامى النقىٰ التقىٰ الازكىٰ وعلىٰ آله وصحبه الذين هم نجوم الهداية لمن اهتدىٰ: اما بعد فان اخانا الفطن النبيل المولوى ابالخير **محمد اسمٰعيل** بن الفاضل الشيخ الكامل الحافظ **محمد ابراهيم**

المتمکن علی مسند الارشاد و الهدایة **بموسیٰ زئی** من مضافاتِ ڈیرہ اسمٰعیلخان قد دخل فی الصف الاول من الدرجة الاولیٰ الموسومه بمولوی عالم فی سنه ۱۳۴۲ھ ۱۹۲۲ء من الجامعة العباسیة اللتی تجریٔ انهار العلوم من الجارها و تقتطف اثمار الفنون من اشجارها و اختتم کتبها فی اربع سنین و فاز فی امتحاناتها السنویه بعد ما فاز فی امتحاناتها الی الدرجة الوسطیٰ الموسومه بمولوی فاضل و اختتم کتبها فی ثلاث سنین و فاز فی امتحاناتها السنویه ثم ارتقیٰ الی الدرجة العلیا الموصوفه بالعلامه و اتم نصابها فی ثلاث سنین و لم یزل یفوز فی امتحاناتها السنویه و یرتقیٰ من صف الی صف سنة بعد سنة حتیٰ فرغ عن الاکتساب و ماخسر فی الامتحان و ماخاب۔

وفهرس الکتب اللتی قرء فی الجامعة علی ترتیب الصفوف و الدرجات

هذا اسماء الکتب

درجات	صفوف	اسماء الکتب
مولوی عالم	اول	صرف میر، صرف بهائی، ابوب الصرف، کتاب الصرف، کتاب النحو
	ثانی	زنجانی، علم الصیغه، نحومیر، شرح مائة عامل، دروس النحو جز اول، دروس التاریخ ج(۱)
	ثالث	هدایة النحو، کافیه، ایساغوجی، قال اقول، قدوری، دروس النحو جزثانی، دروس التاریخ ج(۲)
	رابع	شرح ملا جامی، شرح تهذیب، کنز الدقائق، دروس النحو جز ثالث، دروس التاریخ ج(۳)، قصائد ابن الفارض

مولوی فاضل اول شرح وقایہ، تفسیر جلالین پارہ ۲۹، ۳۰، مشکوٰۃ شریف جلد اول، دیوان حسان

ثانی جلالین شریف نصفِ آخر، مشکوٰۃ شریف جلد ثانی، سلم العلوم، نورالانوار، میبذی، سبعہ معلقہ

ثالث ابنِ ماجہ شریف، شرح نخبہ، مختصر معانی، حسامی، شریفی، ملا حسن، مقاماتِ حریری

علامہ اول بیضاوی شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، ھدایہ جلد رابع، شرح عقائد، حمداللّٰہ، مقدمہ ابنِ خلدون، دیوان حماسہ

ثانی مسلم شریف، ابو داؤد شریف، مسلم الثبوت، تلویح، مطول، خیالی، قاضی مبارک، فتوح البلدان، تصریح ھدایہ جلد ثالث، متنبی نصف آخر

ثالث بیضاوی شریف پارہ اول، بخاری شریف، موطا امام مالک، حجۃ اللّٰہ البالغہ، اشارات، صدرا، الفوز الکبیر، متنبی نصف آخر

ومنذ دخل فی الجامعة لم یزل یبذل جهده فی اکتساب العلوم و اکتنازالفنون مع حسن الادب مع الاساتذةالفخام و حسن المعاشرة مع الطلبت الکرام فهو بحمد اللّٰه عندنا مستقیم الطبع سلیم الفهم جید الاستعداد موصوف بالاخلاق المرضیة والاوصاف العلمیة فلما فرغ طلب منا الاجازة والسند تذکرة ما اکتسب فاجزناه للتعلیم و التدریس و الروایة عما قرأ علینا او سمع منا و کتبنا له هذه السند شهادة له و **هو اول خریج خرج من الجامعة** مستکملا صفوفها العشر و درجاتها الثلث متوالیا متراقیا ناجحا فی کل سنة بخصوص و امتیاز نوصیه بتقواللّٰه عزوجل فی السر والعلن

والاجتناب عن المنكرات والبدعات ماظهر منها و مابطن و ان یسعیٰ مااستطاع فی
تنشیر العلوم و تدریسها متمسکا بالکتاب والسنة معتزلا عن الاهواء والبدعة عاضا
بنواجده علیٰ اعلاء کلمة اللّٰه العلیا۔۔وان یقتفی باثار السلف الصالحین فی احیاء
علوم الدین و تبلیغ الحق المبین وان لا انسانا فی دعواته الصالحة فی الاوقات
المستجابة و نسئل اللّٰه ان یوافقنا و ایاه لما یحب و یرضیٰ ویجعل آخرتنا خیراً من
الاولیٰ آمین یا رب الغلمین۔ ۱۹۳۶ء

الامضاء

فاروق احمد شیخ الحدیث بالجامعه، الفقیر احمد علی نائب الشیخ الجامعه
العباسیه، عبید اللّٰه معلم اول جامعه عباسیه، محمد صادق معلم ثانی جامعه عباسیه،
محمد عبد الحمید رضوانی معلم جامعه عباسیه، برکت علی معلم جامعه عباسیه

بیعت واجازت نامہ خلافت

جامعہ سے فارغ ہونے کے ۳ سال بعد آپؒ کے والدِ گرامی حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجیؒ نے ۱۹۳۹ء میں آپ کو شرفِ بیعت بخشا۔ساتھ ساتھ منازل سلوک واحسان طے کرائے،اسمِ ذات کی تلقین فرمائی اور ہشت سلاسل طریقت میں اجازت نامہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔اورحین حیات،مریدین مسترشدین اور زائرین کی تربیت اور لنگر خانہ کے اہتمام وانصرام کی تمام تر ذمہ داریاں آپ کے کاندھوں پر ڈال دیں جو آپ نے کماحقہٗ نبھائیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تعلیمات کو خوب خوب فروغ بخشا۔

روحانی اور ظاہری علوم پر آپ کی گہری نظر تھی۔خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے وسیع کتب خانہ کی اکثر و بیشتر کتابیں آپ کے مطالعہ سے گزر چکی تھیں۔نظری و عملی سلوک و تصوف میں یکتائے وقت تھے۔حضراتِ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے طریقہ علی جادۃ الشریعۃ آپ کا لائحہ عمل تھا۔

اپنے اکابرؒ کے معمول کے مطابق سالانہ عرس شریف کا انعقاد، ذکر ومراقبہ اور ختماتِ

شریفہ کی پابندی آپ کا معمول رہیں۔ واردین، زائرین اور مستفیدین کا تانتا بندھا رہتا اور لنگر خانہ گرم رہتا اور حسبِ مقام و مرتبہ ہر ایک کی خاطر و مدارات کی جاتی۔ آپ کے دور میں ہر دو خانقاہیں، خانقاہ موسیٰ زئی شریف اور خانقاہ سراجیہ ڈیپ شریف، حضرت خواجہ سراج الاولیاء کے بابرکت دور کی مانند پر رونق، منبعِ فیوض و برکات اور مرجعِ خلائق رہیں۔

ازدواجی زندگی

آپؒ کے والد گرامی نے آپؒ کی شادی خانہ آبادی اپنے چچازاد بھائی حضرت خواجہ محمد علاؤالدینؒ کی صاحبزادی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا سے کرائی۔ اللہ کریم نے آپ کو چار صاحبزادگان حضرت محمد نعمان سراجی، حضرت محمد سعد سراجی، حضرت محمد سعید سراجی، حضرت محمد یوسف سراجی مرحوم، اور چار صاحبزادیوں سے نوازا۔ صاحبزادگان کی زندگی کا تفصیلی ذکر باب ششم میں ہے۔

زیارتِ حرمین شریفین وسفرِ افغانستان

حضرت خواجہ صاحبؒ نے حیاتِ مستعار میں دو مرتبہ زیارت حرمین شریفین کے لئے سفر کیا اور حج بیت اللہ و زیارتِ روضہ رسول اللہ ﷺ سے مشرف ہوئے۔

نیز حضرت قبلہؒ تین بار افغانستان میں موجود مریدین، زائرین اور مسترشدین کے پاس تشریف لے گئے۔ اور وہاں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے انوار و فیوضات سے ایک خلقت کو مستفیض و مستفید فرمایا۔

سفرِ سرہند شریف و بنگال

حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے حضرات کبار موسیٰ زئی شریف قدس اللہ اسرارہم کے معمول مبارک کو جاری رکھتے ہوئے، مرکزِ انوارِ مجددیہ سرہند شریف میں حاضری دی۔ ازاں بعد ہندوستان کے دوسرے سفر کے موقع پر مریدین اور زائرین کے بے حد اصرار پر آپ رحمۃ اللہ علیہ بنگال اور آسام کے مریدین کے پاس تشریف لے گئے۔ اور انہیں فیوضاتِ حضرات کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بہرور فرمایا۔

تصنیف وتالیف

آپ تصنیف وتالیف سے خصوصی شغف فرماتے۔

ا۔ مواہب رحمانیہ فی فوائد وفیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ کی تین جلدیں تالیف فرمائیں۔

جلد اول تجلیاتِ دوستیہ : اس حصہ میں بانی خانقاہ موسیٰ زئی شریف حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاریؒ کی حیاتِ مبارکہ کے مکمل حالات کا احاطہ فرمایا۔

جلد دوم کمالاتِ عثمانیہ : اس حصہ میں حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی مبارک زندگی کا کامل تذکرہ فرمایا۔

جلد سوم مقاماتِ سراجیہ : اس حصہ میں سراج الملۃ والدین حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی حیات مبارک کا ذکر خیر ہے۔

۲: سلسلۃ الذہب موسوم بہ سلسلہ سراجیہ مجددیہ : اس مجموعہ میں سلسلہ عالیہ کے وظائف و معمولات کا تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

۳: ترجمہ مقاصد السالکین ۴: ترجمہ فضائل الباری (مجموعۂ ملفوظات بزبانِ فارسی حضرت حاجی دوست محمد صاحب قبلہ قندھاری)۔

۵: ترجمہ مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری۔

۶: مجموعۂ وظائف۔ آپ کی علمی یادگاریں ہیں۔

رسم الخط

آپ کا رسم الخط نہایت عمدہ تھا۔ آپ نے فنِ خطاطی باقاعدہ طور پر قیامِ بہاولپور کے دوران ریاست بہاولپور کے مشہور کاتب مولوی عبدالقادر صاحب سے سیکھا۔ خطِ نسخ، خطِ نستعلیق اور خطِ شکستہ میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ مناقب و مقامات احمدیہ سعیدیہ تصنیف حضرت شاہ محمد مظہر مجددیؒ کی کتابت ۱۰ سالوں میں مکمل کی اور حضرت صاحبزادہ غلام محمد مرحوم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ حسن آباد سواگ شریف (تحصیل کروڑ ضلع لیہ) کو تحفۃً عنایت فرمائی۔ اس کی کتابت خطِ نسخ اور

خطِ نستعلیق کا حسین امتزاج ہے۔اس کتاب کا ایک عکسی نسخہ راقم الحروف کے والد بزرگ حضرت خواجہ محمد سعد سراجی مدظلہ العالیٰ کے پاس موجود ہے جو حسنِ تحریر کا عجب شاہکار ہے۔اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ مبارک سے لکھے ہوئے کئی ایک تعویذات موجود ہیں، جو انتہائی خوبصورت انداز میں لکھے ہوئے ہیں۔

جنازہِ حضرت خواجہ غلام حسن سواگ شریف

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ اور حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے مرید صادق وخلیفہ اجل اور جملہ حضرات کرام موسیٰ زئی شریف کے محبّ حضرت خواجہ غلام حسن پیر سواگ رحمۃ اللہ علیہ کا جب وصال پر ملال ہوا۔تو آں جناب کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا شرف حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی کو حاصل ہوا۔

شاعری

تحصیلِ علم کے دوران و مابعد آپ اردو اور فارسی زبانوں میں شعروشاعری کرتے تھے اور ذبیح تخلص تھا لیکن مسند نشینی کے بعد اس شغل کو خیر باد کہہ دیا۔
سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ بزبانِ فارسی و اردو بہت خوبصورت انداز میں تحریر فرمایا۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ

احمدؐ و صدیق و سلماں قاسم و جعفر دگر
بایزیدؒ و بوالحسنؒ و بوالقاسمؒ و خورشید فر
بوعلیؒ بحر عطا و بویوسفؒ ابر مکرمت
عبد خالقؒ ، عارفؒ و محمودؒ شاہِ دادگر
بوعلیؒ ، باباسماسیؒ ، پس کلالؒ و نقشبندؒ
پس علاؤالدینؒ ، یعقوبؒ آں مہ چرخ ہنر
پس عبیداللہؒ و زاہدؒ ، خواجہ درویشؒ اجل
خواجگیؒ و خواجہ باقیؒ وارثِ خیرالبشرؐ

پس مجدد" عروۃالوثقیٰ" و سیف الدین" بود
پس محمد محسنؒ و نور محمدؒ خوان زبر
جان جانستؒ عبداللہ ، شاہ بوسعیدؒ
زاں پس احمدسعیدؒ آن راز دان خیر و شر
پس جناب دوست محمدؒ آں امام اولیاء
خواجہ عثمانؒ آنکہ وصفش زانچہ گویم بیشتر
پس سراج الدین محمدؒ آفتاب نقشبند
خواجہ ابراہیمؒ حافظ قبلہ جن و بشر
عاصیم شرمندہ ام افتادہ ام بر درگہت
رحم کن بر ما طفیل ایں عزیزان خوش سیر
عرض میدارد ذبیح ناتواں و روسیاہ
مستجابش کن بجاہ صاحب خیر البشر

☆☆☆☆☆

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ دوم

یہ فصل: آپ کے اخلاقِ کریمانہ، حلیہ مبارک، عطائے خلافت بصاحبزادگان اور مکتوبات شریف کے بیان میں ہے

اخلاقِ کریمانہ

حضرت خواجہ صاحبؒ بہت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ اپنا و بے گانہ جو ایک بار حضرت والا سے ملاقات کرتا وہ آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ ہر کسی سے نہایت خندہ پیشانی اور شفقت و محبت سے پیش آتے۔ واردین و مریدین اور زائرین کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔

مہمانوں کو اپنے دست اقدس سے خود کھانا پیش کرتے۔ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جملہ احباب و مریدین اور متعلقین میں سے جو احباب آج تک زندہ ہیں وہ جب بھی حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر خیر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ رحمہ اللہ مجھ پر سب سے زیادہ شفقت فرماتے تھے۔ گویا متعلقین میں سے ہر ایک یہی سمجھتا ہے اور تھا کہ بس حضرت قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو مجھ سے ہی محبت اور شفقت فرماتے ہیں، حالانکہ آپ کی محبتوں کا سمندر ہر کسی کو یکساں احاطہ کیے رکھتا۔

رحمۃاللّٰہ علیہ رحمۃً واسعۃً

حلیہ مبارک

اللہ کریم نے حضرت خواجہ قبلہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حسنِ سیرت کے ساتھ حسنِ صورت میں سے بھی حظ وافر عطا فرمایا تھا۔ میانہ قد، سرگیں آنکھیں، کشادہ پیشانی، گھنی ریش مبارک، پرتبسم سفید نکھرا روشن چہرہ، سرِ اقدس پر دستار سجاتے تو گویا ماہ کامل بادلوں کی اوٹ سے نکل آیا ہے، سفید رنگ کا انتہائی اُجلا لباس زیب تن فرماتے تھے۔ محفل میں بہت نمایاں نظر آتے۔

الغرض پیکرِ حسن و جمال تھے۔

عطائے خلافت بصاحبزادگان

تمام صاحبزادگان آپؒ سے ہی بیعت تھے۔ ۱۴۰۵ھ کو حضرات مشائخِ کرام موسیٰ زئی شریف کے سالانہ عرس مبارک کے مجمعِ عام میں آخری دعا کے موقع پر آپ نے اپنے ہر تینوں بیٹوں حضرت صاحبزادہ محمد نعمان صاحب، حضرت صاحبزادہ محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا، حضرت صاحبزادہ محمد سعید صاحب کی دستار بندی کر کے ہشت سلاسلِ طریقت میں اجازتِ خلافت سے نوازا اور بطریق طفرہ لطائفِ عشرہ پر توجہ دی اور تمام مقاماتِ سلوک طے کرائے۔

واضح رہے کہ آپؒ کے فرزند اصغر صاحبزادہ حافظ محمد یوسف صاحبؒ جو کہ بڑے ہونہار اور ستودۂ صفات تھے نے بہ عالمِ شباب چوبیس ذی قعدہ ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۸۵ء کو انتیس (۲۹) سال کی عمر میں اس عالم فانی سے عالمِ باقی کو رحلت فرمائی اور خانقاہ شریف کے احاطہ مزارات میں اپنے اکابر کے پہلو میں آخری آرام گاہ پائی۔

نوٹ : آپ کے عم زاد بھائی حضرت صاحبزادہ شمس الدینؒ متوفّٰی چھ صفر ۱۴۲۰ء ابنِ حضرت خواجہ محمد علاؤالدین صاحب نوریؒ بھی آپ سے بیعت تھے۔

مکتوبات شریف

مکتوب اول

از خانقاہ موسیٰ زئی شریف ۱۹۹۲۔۰۳۔۲۷

بمطالعہ جناب صوفی ملک عالمشیر خلیفہ حضرات خواجگان دوستیہ عثمانیہ سراجیہ قدس اللہ اسرارہم، موسیٰ زئی شریف السلام علیکم!

آنجناب کا محبت نامہ ملا، حالات سے آگاہی ہوئی۔ دعا ہے اللہ کریم اس عاجز کو بمعہ اہلخانہ خیریت سے ڈیپ شریف لائے، اور آپ دوستوں کا پھر دیدار نصیب فرمائے۔

بارگاہِ الٰہی سے دعا ہے، کہ اللہ کریم فیوضات حضرات خواجگان عالی شان رضوان اللہ علیہم اجمعین سے آن محبّ کو بہرہ مند فرما کر ترقیاتِ دارین اور سرفرازی کونین سے ممتاز فرمائے۔ اور آپ کو فیض رسانِ خلائق بنائے۔ جتنی کوشش ہو سکے، بس ذکر اور مراقبہ میں وقت بسر فرمائیں۔ تین ہزار ذکر لطیفہِ قلب پر بزبان حال کر کے پھر وہیں بیٹھے بیٹھے رابطہ اور تصور کامل اپنے حضرات کا پکڑ کر فیوضات کے طالب ہوں، بارگاہِ جل شانہ سے کہ ابھی میرے قلب پر فیض آیا اور ابھی آیا۔ اس خیال کو ایسا پکائیں قلب پر کہ سر پر کپڑا اڈالیں اور آنکھیں بند کر کے منتظر فیض ہو بیٹھیں کہ دوسرا خیال تک نہ آنے پائے۔ وہ دن دور نہیں کہ تجلیات وفتوحات کا ایسا دروازہ آپ پر کھلے گا کہ دنیا آپ کے پیچھے بھاگے گی اور فیض کی طالب ہوگی۔

باقی فقیر، آں محبّ کے باطنی حالات سے بے خبر نہیں۔ اپنے احباب کے لمحہ لمحہ کا حال فقیر کے دل پر وارد ہو رہا ہے۔ آپ تسلی رکھیں۔ فقیر کو اپنے ہر حال میں دعا گو سمجھیں۔

والسلام دعا گو: فقیر محمد اسمٰعیل سراجی مجددی نقشبندی

مکتوب دوم

از خانقاہ موسیٰ زئی شریف ۱۹۹۲۔۰۵۔۰۵

محترم مجی، پیر بھائی صوفی میاں احمد صاحب خوش سلامت باستقامت بودہ باشد

السلام علیکم! بعد دعاؤں کے آپ تو فقیر کے دل میں بستے ہیں۔

آپ کے سب تحفے تحائف پہنچ گئے ہیں۔ کتاب ''مراۃ الجنان'' تاریخ امام یافعیؒ کی جلد اول پہنچ

گئی ہے۔ الحمدللہ! اللہ کریم آنجناب کو اجر عظیم سے نواز دے۔ آمین۔

اگلے سال عزیزم الحافظ مولانا الحاج محمد سعید صاحب بھی حج سے یہی ایک جلد لائے تھے، کیونکہ مزید چھپی نہ تھی، حالانکہ یہ کتاب چھ (۶) جلد میں ہے۔ فقیر کا انشاء اللہ اسی ماہ ذیقعدہ میں آنا ہوگا خانقاہ سراجیہ ڈیپ شریف۔ اللہ پاک فقیر کو خیریت سے ڈیپ شریف پہنچائے۔ تین چار مہینے وہاں پر آنجناب سے بالخصوص اور باقی احباب سے بالعموم ملاقات نصیب ہوگی۔

اللہ کریم آنجناب کو بالخصوص اس ناکارہ کو فیوضات اور برکاتِ حضرات کبار خواجگان عالیشانان رضوان اللہ علیہم اجمعین سے حظ وافر مرحمت فرمائے۔ اور ذکر و مراقبہ کی لذتوں سے ہمکنار فرمائے۔ خواجہ عزیزاں رامیتنی فرماتے ہیں۔

رباعی بزبانِ فارسی

باہر کہ نشستی و نشد جمع دلت
و ز تو نرہید زحمت آب و گلت
پرہیز کن ازو ، و ازان ترسان میباش
ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

''کمالات عثمانیہ'' پہنچ گئی ہیں، اطلاعاً معروض ہے۔ والدہ محمد نعمان اور عزیزم محمد نعمان طولعمرہ و زید رشدہ کو بیحد دعائیں۔

والسلام

فقط فقیر محمد اسمٰعیل سراجی مجددی

مکتوب سوم

از دربار عالیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف ۱۹۸۱-۰۱-۰۴

الحمدلله والسلام علی عباده الذین اصطفیٰ

عزیزم نورِ چشم محمد سعد گل اطال اللہ عمرک، وزید صلاحک واقبالک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! مزاج شریف۔ بعد از سلام و دعا گوئی مطالعہ ہو کہ آنعزیز کے دو خطوط یکے بعد دیگرے پہنچے۔ فقیر ایک ہفتہ کے لئے کہاوڑ اور گنڈی عمر خان گیا ہوا تھا۔ یکم جنوری کو پہنچا، آنعزیز کا محبت نامہ مطالعہ کیا، حالات مافیہا سے آگاہی ہوئی۔ اللہ کریم آں عزیز کو امتحانات سنویہ میں کامیاب اور کامران فرمائے۔ لیکن آں عزیز نے اپنی آمد کی تاریخات نہیں

لکھیں، کہ ان تاریخات میں آؤنگا۔ گھر کے حالات بدیں گونہ ہیں، کہ آن عزیز کی والدہ پہلی حالت سے بہت اچھی ہے۔ اور فقیر کی طبیعت مسلسل کمزور ہورہی ہے۔ پہلے ملیریائی شکایات لاحق رہیں، اوران دنوں پھر معدہ کی تکلیف سے فقیر دوچار ہوا ہے، علاج کرار ہاہوں۔

اللہ کریم رحم فرمائے اور فقیر کو اور آپ کی والدہ کو صحتِ کاملہ مرحمت فرمائے۔ آں عزیز کو مولا کریم و رحیم کامیاب اور کامران کر کے واپس گھر بخیریت پہنچائے، آمین ثم آمین، سب گھر والوں کی جانب سے سلام اور دعائیں۔ والسلام

فقط الراقم فقیر محمد اسمٰعیل سراجی مجددی

مکتوب چہارم

از خانقاہ سراجیہ ڈیپ شریف

عزیزم نورِ چشم محمد سعد جان اطال اللہ عمرہ

السلام علیکم۔ خلاصہ عرض آنکہ۔ آں عزیز کے دو محبت نامے قبل ازیں وصول ہوئے۔ فقیر کو آج آنعزیز کا تیسرا محبت نامہ موصول ہوا ہے۔ خلاصہ عرض یہ ہے کہ فقیر دو رمضان المبارک کو جھنگ سے ہوتا ہوا ڈیپ شریف پہنچا۔ اور انشاء اللہ ڈیپ شریف سے ہوتا ہوا فقیر ۲۴، ۲۵ رمضان المبارک کو ڈیرا اسمٰعیل خان پہنچ جائے گا۔ امید مزید یہ کہ عید سعید فقیر گھر پر گزارے گا۔

فقیر کو دورانِ سفر بالکل تسلی رہی۔ تسلی کریں، عزیزان نمیر، جنید اطال اللہ عمرہما، دو دفعہ یہاں فقیر کو ملنے آئے ہیں، پرسوں نمیر کی طبیعت کچھ کمزوری تھی اور آج استاد حافظ رشید آیا تھا تو بتا رہا تھا کہ آج طبیعت ٹھیک ہے، میں نے کہا انہیں گھر پہنچائیں تو استاد رشید نے کہا کہ عید پر گھر جائیں گے۔ والسلام

الراقم فقیر محمد اسمٰعیل سراجی مجددی نقشبندی

مکتوب پنجم

از دربار عالیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف

بمطالعہ محبت نشان، اخلاص عنوان محترم مہر جان دائماً در حفظ اللہ سبحانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد از سلام ودعا گوئی بے حد مطالعہ فرمائیں۔

کہ احوال این حدود از بارگاہ قادر ودود وبتفضل آں رب مودود جل سلطانہ عزبرہانہ

قرین حمد است۔ وصحاح وسلامتی وعافیت واستقامت دائمی آنحب از بارگاه قادر ربّ متعال مسئول وبجان ودل مأمول است۔ خلاصۃ المرام ایں است کہ فقیر از جانب افغانستان یکنیم ماه میشود کہ باریفیق خویش خلیفہ ملا مرزا محمد لالا باخیر والسلامۃ بخانۂ خویش خانقاه شریف موسیٰ زئی شریف رسیدم۔ فالحمد لله على ذالك ۔ درافغانستان بشاه جوئی قریئہ قره باغی ہم رفتہ بودم۔ درآنجا در خانہ شمایان نزد سیفل خان مقیم بودم۔ ہمہ خانہ شما خورد وکلاں را دیدم۔ بر پسران برخورداران شمایان دم کردیم۔ وتعویذات ہم دادم۔ خاطر جمعدارید۔ مزید ترقی درجات بوده باشد بدیدن خط ہذا پارسل کنید۔

از حاضر الوقت خلیفہ ملا مرزا محمد لالا بے حد تسلیمات مطالعہ کرد۔ ہمگی یاد کننده گان محبان مخلصان نام بنام السلام علیکم ودعوات مطالعہ کرد۔ والسلام

فقط خیر نمط　　　　دعا گو فقیر محمد اسمٰعیل عفی عنہ سراجی مجددی

مکتوب ششم

از خانقاه سراجیہ ڈیپ شریف

عزیزم نورِ چشم محمد سعد جان اطال اللہ عمره، خوش سلامت پائنده تابنده

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ مزاج شریف۔

شکر الحمد للہ کہ محمد نعمان جان بمعہ اہل وعیال بالخیر والسلامۃ بتاریخ ۸۶۔۰۶۔۲۵ خانقاه سراجیہ ڈیپ شریف پہنچ گئے۔ فالحمد لله علىٰ ذالك حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه۔

باقی خدا کرے آپ سب خیریت سے ہوں۔ آپ کی والده کا کیا حال ہے، عزیزم نورچشم محمد آصف گل طولعمره، اسکی ہمشیرگان اور والده کا کیا حال ہے۔ عزیزان زہیر، عمیر، نمیر، جنید اورزید اطال اللہ عمرہم مع اخواتہم اور عزیزی الحافظ محمد سعید جان، انکی اہلیہ اور احمد زبیر، احمد طلحہ اطال اللہ عمرہم کی خیریت اور بالخصوص اپنی والده کا حالِ خیریت مفصل لکھیں۔ اُمید ہے آں عزیز کا مکان تیار ہو چکا ہوگا، اللہ کریم مبارک اور خوشیوں والا مکان کرے۔

باقی فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ آنعزیز نے جمعہ نماز مسجد شریف خانقاه موسیٰ زئی شریف میں شروع کرائی ہے، اس بات پر دل بے حد خوش ہوا۔ اور مدام یہ جمعہ نمازیں حضرات عالی شان نور

اللہ تعالیٰ مراقد ہم الشریفہ کی مسجد شریف میں قائم ودائم رہیں۔

باقی مسجد شریف کے برآمدے کا روغن اور گلکاری تو اب مکمل ہونے والی ہوگی۔ رنگ کرنے والوں کی جو رقم ہے تو جب کام مکمل ہونے لگے تو چند روز پہلے پیمائش لے کر یہاں ڈیپ شریف تشریف لے آئیں، اور فقیر سے رقم لے جائیں۔

سب حالات سے اطلاع بخشیں اور جواب جلدی دیں۔ والسلام

فقط فقیر محمد اسمٰعیل سراجی مجددی

مکتوب ہفتم

از خانقاہ موسیٰ زئی شریف ۱۹۸۹-۰۳-۰٦

بعزیزان محمد نعمان جان، محمد سعد جان ومحمد سعید جان اطال اللہ عمرہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آنجناب کو تین دن ہو گئے لیکن ہمیں کوئی خاص اطلاع نہیں بھجوائی۔ ہمیں سخت فکر ہے۔ جلد خیریت کی اطلاع بھجوائیں، اپنی والدہ صاحبہ کی بیماری اور علاج وغیرہ کے مفصل حالات سے آگاہ کریں۔ ہمیں تو یہ بھی علم نہیں کہ آپ عزیزان نے اپنی والدہ کو کس ہسپتال میں داخل کرایا ہے، اور کونسے ڈاکٹر کے زیر علاج ہے۔ والسلام

فقط فقیر محمد اسمٰعیل سراجی مجددی نقشبندی

مکتوب ہشتم

از دربار عالیہ خانقاہ شریف موسیٰ زئی شریف

بمطالعہ عالیہ محترم المقام جناب حضرت محمد اکبر قریشی صاحب زید حیاتہ ودام اقبالہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبراکاتہ، مزاج شریف

ایک عریضہ قبل ازیں کوئی تیسرا دن ہے بذریعہ ڈاک ارسال کیا گیا ہے۔ اور کل صوفی غلام احمد صاحب تشریف لائے۔ وہ لیاقت آباد بھی گئے، مگر آپ تشریف فرما نہیں تھے۔ اب یہ عریضہ اُن کے ہاتھ ارسالِ خدمت ہے۔ فقیر کا سفر کا پروگرام ہے آپ تشریف لائیں تاکہ پروگرام بطریق احسن بنایا جاسکے۔ عزیزان محمد ابوبکر ومحمد ابوعمر ومحمد ابونصر کو پیار ودعائیں اور عزیزہ کو اللہ کریم

صالحہ بخت والی بنائے۔ آمین۔ والسلام

فقط الراقم فقیر محمد اسمٰعیل سراجی مجددی

مکتوب نہم

از قادر پوراں مجی ومخلصی محبت نشان محترم فقیر غلام محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مزاج شریف بخیریت ہونگے۔

دعا فرمائیں کہ اللہ کریم والدہ صاحبہ عزیزی محمد نعمان جان کو صحت کاملہ عنایت فرمائیں تا کہ ہم خیریت اور خوش خوش اللہ پاک کے فضل سے گھر دربار شریف حضرات کی قدم بوسی جا کر کریں۔ضرور دعاؤں میں یاد رکھیں۔ باقی آنجب کے سلام اور بیحد شوق واشتیاق وغیرہ کا جناب حاجی منظور صاحب نے سب حال دیا۔اللہ کریم آنجب کو سلامت با کرامت رکھے۔اور فقیر کو مدام اپنا دعا گو سمجھیں، ڈیپ شریف کے مکان کی تیاری حاجی منظور صاحب بمعہ استاد غلام دین کریں گے۔ انشاء اللہ۔ اور اسکی نگرانی کا سب کام آنجناب کے ذمہ ہے۔اللہ کریم جزائے خیر دے۔ آمین۔تعویذات ملک محمد نواز خان کے آنجناب کو پہنچ گئے ،شکر ہے۔اور آپ نے اُن کو پہنچائے ہوں گے۔ والسلام

فقط الراقم فقیر محمد اسمٰعیل سراجی مجددی

مکتوب دہم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہٖ الذین اصطفیٰ

از دربارِ عالیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف

بمطالعہ محبت نشان محترم فقیر غلام محمد صاحب خوش سلامت اور شاد وآباد رہیں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! بعد از سلام ودعا گوئی، مطالعہ ہو کہ مدت سے آنجب کا کوئی خط نہیں آیا۔فقیر عنقریب گھر سے روانہ ہونے والا ہے۔اور ڈیپ شریف کے بہت سے کام کرنے ہیں۔

باقی ملک حاجی منظور صاحب نے جو گیراج کو چھت کرایا ہے۔فقیر اُس کا بہت مشکور ہے۔فقیر جب سر گودھا یا جوہر آباد آئے گا تو آپ صاحب کو بلا لے گا، پھر نیلی اکٹھے جائیں گے۔

زیادہ دعا ہے۔

والسلام الراقم فقیر محمد اسمٰعیل سراجی مجددی

مکتوب یازدہم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

از دربارِ عالیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف

بمطالعہ محبت نشان محترم حاجی منظور صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ عن الآفات

السلام علیکم! مزاج گرامی۔ عرس مبارک کو عرصہ دو ماہ ہونے والے ہیں، آنمحترم نے حالات سے مطلع نہیں فرمایا۔ یہ دنیا جائے گزر ہے، گزرنے والے گزر جائیں گے اور یادیں چھوڑ جائیں گے۔

شکستہ پا راہ میں کھڑا ہوں گئے دنوں کو بلا رہا ہوں
جو قافلہ میرا ہم سفر تھا مثالِ گردِ سفر گیا وہ
وہ جس کے شانے پہ ہاتھ رکھ کر سفر کیا تو نے منزلوں کا
تری گلی سے نہ جانے کیوں آج سر جھکائے گزر گیا ہوں

زیادہ کیا عرض کروں، بجلی کے احوال بھی آنجناب نے تحریر فرمائے۔ سنا ہے کہ خانقاہ شریف ڈیپ شریف پر بجلی لگ گئی ہے۔ اگر جناب والا کو رقم کی ضرورت ہو بجلی فٹ کرانے کے لئے تو ایک بار رخصت لے کر دو چار روز کے لئے تشریف لائیں۔

گھر میں دعائیں اور بچوں کو پیار۔ جناب محترم میاں امین صاحب کو فقیر کی جانب سے السلام علیکم اور دعاؤں کی التجاء۔

والسلام الراقم فقیر محمد اسمٰعیل سراجی مجددی

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ سوم

اس فصل میں آپ کی کرامات شریفہ، فیوضات مبارکہ خلفاءعظام اور وصال پر ملال کا ذکر ہے

کرامات شریفہ

حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ صاحب اللفظ بزرگ تھے زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات بامر الٰہی پوری ہوتی۔ اس طرح آپؒ سے بے شمار کرامات منیفہ کا ظہور ہوا۔ حصولِ برکت کے لئے یہاں چند ایک ذکر کی جاتی ہیں، تاکہ اہل مطالعہ کے ذوق کو تازگی نصیب ہو۔ آمین۔

کرامت اول

محمد رفیق (سابق ملازم پاکستان ٹیلی فون) سکنہ گل امام ضلع ٹانک جو کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کے مرید ہیں کہتے ہیں۔ اپریل ۱۹۸۹ء میں حضرت قبلہ ہمارے گاؤں میں ہمارے مہمان خانے میں وضو فرما رہے تھے۔ تو ایک دوست نے از راہ تکلف عرض کی یا حضرت آپؒ، رفیق پر بہت شفقت فرماتے ہیں لیکن اُس کی داڑھی بھی نہیں اور وہ شیو کرتا ہے۔ حضرت صاحبؒ عین اُس وقت اپنے داہنے ہاتھ پر پانی ڈال رہے تھے، فرمایا کہ رفیق کی داڑھی ہے۔ اِس فرمانِ مبارک کے بعد مجھے شیو کرنے کی ہمت نہیں ہوئی اور میں نے داڑھی رکھ لی۔

کرامت دوم

رفیق صاحب مذکور کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ صاحب کورائی میں حافظ عبدالحق کے ہاں مقیم تھے۔ بندہ حسب معمول قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا۔ وہاں سے عین مغرب سے پہلے بطرف ڈیرہ شہر، موٹر کا میں آتے ہوئے، حضرت قبلہؒ نے نہایت مسرور کن لہجہ میں فرمایا، رفیق جان بیٹے آپ سے مجھے پیار ہے، آپ عیال دار ہیں، کم تنخواہ دار ہیں۔ لیکن فقیر کی دعا ہے، انشاء

اللہ آپ کبھی تنگ دست نہیں ہوں گے۔ الحمد للہ آج تک کبھی بھی تنگ دست نہیں ہوا۔ بلکہ اُسی حیثیت سے آسودہ ہوں، عمرہ و حج کی سعادت بھی حاصل کر چکا ہوں۔

کرامت سوم

محمد مقصود مہر وال اعوان سکنہ کفری (وادی سون سکیسر) کہتے ہیں۔ کہ ہمارے والد اللہ دتہ مہر وال مرحوم جو حضرت صاحبؒ کے مرید تھے اور ہر روز حضرت صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوتے، جوں ہی آتے حضرت صاحبؒ ان سے تفصیلاً پوچھتے کہ آپ کون ہو، کس کے بیٹے ہو اور کہاں سے آئے ہو وغیرہ۔ تو وہ ہر روز اپنا تفصیلی تعارف کراتے تھے۔ ایک دن وہ یہ سوچ کر گھر سے روانہ ہوئے کہ اگر آج حضرت صاحبؒ نے مجھ سے ساری تفصیلات پوچھیں تو میں جھگڑوں گا، کہ جب آپ ہمیں دنیا میں نہیں جانتے تو روز آخرت کیسے پہچانیں گے۔ جیسے ہی وہ ڈیپ شریف میں پہنچے تو حضرت صاحبؒ جو مریدین کے ساتھ تشریف فرما تھے، فرمانے لگے، اللہ دتہ آگئے ہو، تم فلاں کے بیٹے ہو اور فلاں جگہ سے آئے ہو۔ حضرت صاحبؒ کی اس بات پر حاضرین حیران ہوئے کہ آپؒ نے اس طرح کیوں فرمایا اور وجہ پوچھی، تو حضرت والا نے فرمایا جب یہ ہر روز آتا تو میں از راہِ محبت اس سے پوچھتا، کہ تم کون ہو، کس کے بیٹے ہو، کہاں سے آئے ہو۔ لیکن آج اس کا ارادہ جھگڑنے کا تھا، اس لئے میں نے از خود بتا دیا۔ تا کہ اس کو دلی تسلی حاصل ہو۔

کرامت چہارم

صوفی محمد شفیع کیت سکنہ پپلاں کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت صاحبؒ کے ساتھ ٹانک کے علاقے میں سفر پر تھا۔ ایک دن حضرت صاحبؒ نے پوچھا، صوفی صاحب آپ تہجد کی نماز ادا کرتے ہیں کیا۔؟ میں نے عرض کی قبلہ رات کے وقت تہجد کے لئے جاگ نہیں پاتا، اس لئے نہیں پڑھ سکتا۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا، اگر جاگ جاؤ تب ادا کرو گے، میں نے عرض کی ضرور ادا کروں گا۔ آپؒ نے پوچھا کس وقت جاگو گے، سرعتِ لسانی سے میرے منہ سے رات ۲ بجے کا وقت نکل گیا۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

صوفی صاحب کہتے ہیں جب سویا تو میں ٹھیک رات ۲ بجے نیند سے بیدار ہو گیا۔ میں

نے تہجد کی نماز ادا کی۔اور صبح کی نماز کا انتظار کرتا رہا۔اگلے دن پھر رات کے ۲ بجے میری آنکھ کھل
گئی تو میں نے سوچا، چوں کہ ابھی وقت کافی رہتا ہے،تھوڑی دیر بعد اُٹھ کر تہجد پڑھتا ہوں،اِسی
سوچ میں تھا کہ مجھے نیند آ گئی۔جب دوبارہ آنکھ کھلی تو صبح کی اذانیں ہو رہی تھیں۔دن کے وقت
حضرت صاحبؒ نے پوچھا صوفی صاحب نمازِ تہجد پڑھتے ہیں تو میں نے عرض کی قبلہ آج سستی ہو
گئی تھی۔ تو آپؒ نے فرمایا ! آپ جاگتے ہیں لیکن اُٹھتے نہیں۔

کرامت پنجم

شاہ محمد صاحب سکنہ کرڈھی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے شہر کے نمبردار محترم
شیر محمد صاحب نے شام کے وقت مجھے کہا کہ ڈیپ شریف حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس
ملاقات کے لئے چلتے ہیں۔چونکہ پہاڑی راستہ تھا اور راستے میں سانپوں کی کثرت تھی تو اس وجہ
سے مجھے خیال آیا کہ میں نے بہت غلطی کی اس وقت اس قدر خطرناک راستے پر شیر محمد کے ساتھ
آ گیا۔

الغرض جب ڈیپ شریف حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور ملاقات ہوئی تو آپ نے
فرمایا شاہ محمد سانپوں سے ڈر گئے اگر تم واپسی پر گھاس میں لیٹ لیٹ کر بھی جاؤ گے تب بھی کوئی
سانپ تمہیں تکلیف نہیں پہنچائے گا۔تم محفوظ رہو گے۔وہ دن اور آج کا دن میں رات کے وقت
بے خوف گھومتا ہوں۔

کرامت ششم

محترم محمد اقبال صاحب سکنہ کفری بیان کرتے ہین کہ میرے والد محبوب الٰہی صاحب
جو حضرت صاحبؒ کے مرید تھے،وہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں حضرت صاحب کے پاس آیا
تو آپ نے میرے لئے چائے منگوائی،اب جس کیتلی میں چائے آئی وہ بہت چھوٹی تھی۔جس میں
بمشکل دو کپ چائے آتی ہوگی۔اتنے میں کچھ اور مہمان بھی آ گئے۔میں یہ سوچنے لگا کہ حضرت
صاحب کو دوبارہ گھر سے اور چائے پکوانی پڑے گی۔اسی اثنا میں آپؒ نے اپنا رومال چائے کی
اُس کیتلی پر ڈال دیا اور باقی مہمانوں کو چائے عطاء فرمانے لگے حتیٰ کہ سب کو چائے مل گئی،تو آپؒ
نے فرمایا کہ چائے ختم نہیں ہوگی جبکہ کچھ لوگ یہ سوچ رہے ہیں کہ چائے کیسے پوری ہوگی۔

فیوضاتِ مبارکہ

فیض اول

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد آیت الکری شریف خالدون تک، سورۃ توبہ کی آخری آیت لَقَدْ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِکُمْ سے آخر تک، سورۃ حشر کی آیات مبارکہ لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْآنَ تا آخر، اس کے بعد

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجیٰ شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ ھَوْلٍ مِنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمٖ

پڑھے اور آسمان کی طرف منہ کر کے پھونک دے اور اپنی جملہ حاجات کی بارگاہِ کبریا میں دعا کرے۔

فیض دوم

حضرت صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ سالک کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنے شیخ کی صحبت میں بے اختیار بیٹھے گویا مردہ ہے اور زندہ کے ہاتھ میں ہے۔ اپنے مرشد کے تمام فرمان پورے پورے بجالائے۔ اپنے مرشد کا احترام ظاہر اور باطن دونوں حالتوں میں دل میں قائم رہے۔ سامنے ہو یا غائب، قریب ہو یا دور ہر حالت و کیفیت میں اپنے پیرومرشد کی رضا کا طلبگار رہے۔

اپنے مرشد کی صورت مبارک اپنے دل کے آئینے میں دیکھتا رہے۔ اور یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ جلّ شانہٗ کی بارگاہ سے جو کچھ ملے گا وہ اپنے شیخ کے طفیل ہی ملے گا۔ اپنے شیخ کے علاوہ غیر کا خیال ہرگز دل میں نہ آنے دے ورنہ فیض سے محروم رہے گا۔

فیض سوم

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ کھانا کھاتے وقت آداب ملحوظ خاطر رکھنے چاہیں۔

۱ : دونوں ہاتھ کھانے کی نیت سے دھوئے۔

۲ : بسم اللہ شریف ضرور پڑھے، دسترخوان اجتماعی پر زور سے بسم اللہ شریف پڑھے تا کہ تمام احباب کو یاد آجائے۔

۳ : اللہ تعالیٰ کی یاد سے کھانا کھائے۔ ذکر سے غافل نہ رہے۔ ذکر قلبی یا لسانی جاری رکھے۔

۴ : لقمہ اچھی طرح چبائے۔ کھانے سے فارغ ہو کر اللہ پاک کا شکر ادا کرے۔ ہاتھ دھوئے۔

فیضِ چہارم

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ قبل از ظہر تھوڑا سا قیلولہ کرے سنت ادا کرنے کی نیت سے تا کہ تہجد کی بیداری میں مدد دے۔

فیض پنجم

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ عصر کی چار سنتِ غیر مؤکدہ پورے ادب سے ادا کرے۔ عصر کی نماز درمیانے وقت میں ادا کرے۔ حضرت نے فرمایا درمیانے وقت سے مراد یہ ہے کہ جب سلام پھیرے تو مغرب تک پورا ایک گھنٹہ باقی ہو۔ بعد از فراغتِ نماز جسے اللہ کریم نے فراغت نصیب کی ہو اُسے چاہیے کہ وہ کتبِ تصوف کا مطالعہ کرے۔

فیض ششم

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ مکتوبات قدسی آیات حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی اور مکتوبات حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم سرہندی رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مطالعہ ہمارے حضرات کبارؒ کا معمول مبارک تھا۔ اگر اجتماعی مطالعہ ہو تو بہتر ہے یعنی ایک دوست پڑھے اور باقی احباب نہایت ادب اور غور سے سنیں۔ بے حد فائدہ ہوگا۔

فیض ہفتم

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ جب مکشوفات اور کرامات کا ظہور من جانب اللہ ہو تو اُس پر مغرور نہ ہو۔ اپنی نفی کرے، یہ چیزیں اصل مقصود نہیں ہیں اصل مقصد ریاضات اور عبادات کا یہ ہے کہ ظاہر، شریعتِ مصطفیٰ ﷺ اور اتباع سنت رسول اکرم ﷺ سے آراستہ اور باطن معرفتِ الٰہی سے پیراستہ ہو جائے۔ امام الطریقہ حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ما برائے استقامت آمدیم
نے پئے کشف و کرامت آمدیم

فیض ہشتم

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ علمِ تصوف کا قرآن وحدیث میں نام احسان ہے۔ کسی بھی قلب و قالب، ظاہر و باطن اور زبان و عمل کے توافق اور تطابق، ہم آہنگی اور یکسانیت سے

ہی جاذبیت اور کشش پیدا ہو سکتی ہے۔اس کے بغیر نہ وہ آنکھ میں جچتا ہے اور نہ کسی کا مقام ہو سکتا ہے۔ انانیت اور خود پسندی انسان کی نفسانی خواہش ہے جو ہر خطا اور فساد کی جڑ ہے۔اس علم کا مشہور نام تصوف ہے۔اور جو اس مقام پر فائز ہو جاتا ہے اس کو فقیر کہتے ہیں۔ یہ لقب بڑا جامع اور پر مغز ہے۔اس کے مشمولات میں چاروں اوصاف خاص طور پر شامل ہیں۔

حضرت غوثِ اعظم پیرانِ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں ''فقیر'' کی یوں تشریح فرمائی ہے۔

ف : سے مراد فنافی اللہ ہے۔یعنی اس مقام میں سالک اپنی ذات اور صفات سے فارغ ہو جاتا ہے۔نہ اسے جان کی خبر نہ جہان کی خبر۔

ق : سے مراد قلب میں بے پناہ قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

ی : سے مراد رحمتِ الٰہی سے (یاس) ہر وقت اُمید اور خوف۔رجا و کمال تقویٰ اسے حاصل ہوتا ہے۔

ر : سے مراد رقتِ قلب اور کمال رجوع الی اللہ ہے۔

قطب الاقطاب حضرت شاہ غلام علی شاہ دہلوی مجددی مظہریؒ نے فقیر کی تعریف یوں کی ہے۔

ف : سے مراد فاقہ (روزہ) سے رہنا۔اللہ پر توکل۔کم کھانا۔

ق : سے مراد قناعت۔تھوڑی پر شکر۔صبر کرنا۔رزق کی تلاش میں دربدر ٹھوکریں نہ کھانا۔

ی : سے مراد یادالٰہی اور دو جہان کو فراموش کر دینا۔

ف : سے مراد فضل ہے۔جو اللہ کریم اپنے فضل سے عطا فرمائے۔

فیض نہم

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔اللہ کریم کی نظر قلب پر ہے، خدا قلبِ سلیم چاہتا ہے۔خدا کی نظر کپڑوں اور صورتوں پر نہیں،تو پھر شکل فقیروں جیسی بنانے کی کیا ضرورت ہے۔

حضرت مولائے روم فرماتے ہیں۔

ما بروں رانہ نگیریم و قال را
ما دروں را بنگیریم و حال را

ترجمہ: ہم کسی کی ظاہری حالت نہیں دیکھتے بلکہ ہم باطن دیکھتے ہیں۔

اب لوگ کپڑوں کی نقل تو کرتے ہیں لیکن یادِ خدا اور ترکِ دنیا میں تو ان کی نقل نہیں کرتے۔ پھر فرمایا جب ہر شخص اپنے مال وزر کی خبر کسی اور کو نہیں ہونے دیتا اور اپنے محبوب کی محبت کا کسی اور کو خبر نہیں ہونے دیتا تو محبتِ الٰہی کا اظہار اپنے لباس سے کرنا بے وقوفی ہے۔

فیضِ دہم

حضرت خواجہ صاحبؒ بہت تاکید سے فرماتے تھے۔ کہ اگر کوئی چاہے کہ صرف کتاب پڑھ کر ذکر اور فکر کروں تو یہ صرف وہم وخیال ہے۔ شیخ ومرشد کے بغیر طریقت کے راستے میں پاؤں رکھنا اپنے آپ کو خطرے میں رکھنا ہے۔ شیطان اور نفس ایسے شخص کو گیند بنا لیتے ہیں۔
حضرت مولائے رومؒ فرماتے ہیں۔

کار بے استاد خواہی ساختن
جاہلانہ جاں بخواہی باختن

ترجمہ : بغیر استاد کام بنانا جاہلوں کی طرح جان پر کھیلنا ہے۔

فیض یازدہم

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ شیخ کامل واکمل سے بیعت کرنا عجب چیز ہے۔ کہ بغیر مرشد کامل کے مرید کا کام انجام پذیر نہیں ہوسکتا۔ بلکہ محال ہے کہ بغیر مرشدِ کامل کے مقصود اصلی تک پہنچے۔ پھر فرمایا مرشد وہ ہونا چاہیے جو جذبہ اور سلوک کی نعمتوں سے مالا مال ہو۔ اگر ایسا مرشد بفضلِ الٰہی مل جائے تو مرشد کے قدموں میں پڑ جائے اور اپنے آپ کو ہمہ تن اس کے حوالے کردے تاکہ اس کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہو جائے۔

محبت کی اصل وہ روحانی تعلق ہے جو ازل سے ارواح کے اندر اللہ کریم نے رکھ دیا ہے۔ شیخ اور مرید کی باہمی مناسبت شرطِ اعظم ہے۔ اسی بنا پر محبت اور تعلق قوی ہوتا ہے اور پھر محبت کے ساتھ سچی عقیدت رنگ لاتی ہے اور اسی محبت وعقیدت سے شیخ کے فیوضات وبرکات مرید میں منتقل ہوتے ہیں۔

فیض دوازدہم

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا شیخ اکمل کی مجلس میں فیض حاصل ہوتا ہے مگر ادب سے اور ادب میں باریک باریک باتوں کا دھیان رکھے۔ شیخ کے سامنے اُونچی آواز میں نہ بولے۔

گردن جھکائے رکھے۔ کسی بات پر دل میں بھی اعتراض نہ لائے۔ شیخ کے مصلیٰ پر بھی پاؤں نہ آئے۔ حتیٰ کہ چلنے میں اپنا سایہ بھی اپنے شیخ پر نہ پڑنے دے۔ اُن کی مجلس کے اوقات میں ان کے قریب نفل نماز بھی ادا نہ کرے۔

فیض سیزدہم

حضرت خواجہ صاحبؒ نے فرمایا کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شریف میں، حلقہ ومرقبہ کہ ذریعے سالک جلدی منازل طے کرتا ہے! یہی حلقہ موصل الی اللہ ہے۔ فرمایا کہ سب بھائی احباب اکٹھے بیٹھ کر حلقہ باندھیں اور ہر بھائی اپنے اپنے قلب کی طرف متوجہ ہو جائے۔ اور بارگاہ الٰہی کریمؑ سے فیض کے انتظار میں بیٹھے ایسا کرنے سے استغراق اور محویت طاری ہو جاتی ہے۔ فنافی اللہ جیسے مقام کی طرف بڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس حلقہ میں نکتہ یہ ہے کہ باہم مل کر بیٹھنے سے بطریقِ تعاکس (عکسی) ایک دوسرے کی کدورتِ قلبی صاف ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ ایک مثال فرماتے ہیں کہ جیسے ایک کمرے میں بہت سے چراغوں کی روشنی میں ہر ایک چراغ کا سایہ باقی نہیں رہتا، ٹھیک اسی طرح ہر ایک مراقبہ کرنے والے کی صفائی قلب سے دوسرے مراقبے کرنے والی کی ذاتی ظلمت نیست و نابود ہو جاتی ہے۔ اگر مرشد بھی حلقہ میں موجود ہو تو نور علی نور ہے۔ خوش بختی ہے کہ پیر و مرشد کے حلقہ میں سعادت نصیب ہو جائے تو یوں سمجھو کہ بہت زیادہ طاقت والا بلب سورج کی مانند ہے۔ یہ نور ذرہ ذرہ کو اپنے فیض کے نور میں چھپا لیتا ہے۔

خلفاء کرام

آپ کے خلفاء ومجازین کی تعداد پچاس سے زائد ہے۔ اِن خلفاءِ کرام نے نقشبندیت کی بے ریا تعلیمات کی نشر واشاعت میں بھرپور سعی کی۔ خلفاء کی کثرت سے آپ اندازہ لگائیں کہ جب خلفاء ومجازین کی تعداد اس قدر ہے تو آپ کا فیض کس قدر زیادہ ہوگا۔

(۱) حضرت خواجہ محمد نعمان سراجی	موسیٰ زئی شریف
(۲) حضرت خواجہ محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا	موسیٰ زئی شریف
(۳) حضرت خواجہ محمد سعید سراجی	موسیٰ زئی شریف
(۴) سید غلام جیلانی شاہ صاحبؒ	گنجیال شریف
(۵) سید محمد اقبال شاہ صاحب	ضلع اٹک
(۶) حاجی سید محمد شفیق صاحب	ضلع ژوب
(۷) خلیفہ جان محمدؒ	ضلع ڈیرہ غازی خان
(۸) مرزا محمد لالاؒ	افغانستان
(۹) محمد اکبر قریشیؒ	پپلاں ضلع میانوالی
(۱۰) مولانا محمد اسلمؒ	کورڈھی (سون سکیسر)
(۱۱) قاری عبدالرزاق	وادی سون سکیسر
(۱۲) محمد حبیب اللہ سراجی	لودھراں
(۱۳) فیاض احمد خان	ڈیرہ غازی خان
(۱۴) صوفی محمد اسمٰعیل خان	ڈیرغازی خان
(۱۵) خلیفہ پیر بخشؒ	مظفر گڑھ
(۱۶) محمد بشیر احمد	مظفر گڑھ
(۱۷) محمد نصر الدین	اٹل شریف ضلع ٹانک
(۱۸) محمد قاسم خان	ضلع ژوب بلوچستان

(۱۹) حاجی سید محمد عمر شاہ	ضلع ژوب
(۲۰) حاجی سید سدر خان	ضلع ژوب
(۲۱) سید تازہ خان	ضلع ژوب
(۲۲) صالح محمد شیرانی	ضلع ژوب
(۲۳) مولانا عبد الستار	گرہ نواب ضلع ٹانک
(۲۴) غلام قاسم خان بلوچ	موسیٰ زئی شریف
(۲۵) فقیر نیک محمد	کڑی شموزئی
(۲۶) صوفی میاں احمد	سبھرال سون سکیسر
(۲۷) ڈاکٹر محمد افضل	ملتان
(۲۸) محمد قطب الدین	منگروٹھ شرقی ڈیرہ غازی خان
(۲۹) ملک محمد خادم الدین	دائرہ دین پناہ ضلع مظفر گڑھ
(۳۰) عبید اللہ جان	ضلع ژوب
(۳۱) خلیفہ محمد صادق المعروف چن	ممریز پٹھان ضلع ٹانک
(۳۲) خلیفہ محمد امین	ملتان
(۳۳) خلیفہ نور محمد	گومل بازار ٹانک
(۳۴) قاضی عزیز الرحمان	ضلع رحیم یار خان
(۳۵) حاجی محمد منظور	چٹہ وادی سون سکیسر
(۳۶) خلیفہ میاں محمد	کفری وادی سون سکیسر
(۳۷) قاضی حبیب الرحمان	انگہ شریف وادی سون سکیسر
(۳۸) خلیفہ محمد رمضان فقیر	ہڈالی ضلع خوشاب
(۳۹) خلیفہ غلام محمد	ٹوپل اڈا دائرہ دین پناہ
(۴۰) مولانا شیخ محمد شفیق	گومل ضلع ٹانک
(۴۱) شیخ محمد اشرف	خانقاہ معصومیہ پہاڑ پور
(۴۲) صاحبزادہ محمد بہاؤ الدین	اٹل شریف ضلع ٹانک

(۴۳) صوفی غلام محمد	نواں جنڈانوالہ ضلع بھکر
(۴۴) حکیم عبدالعزیز	ساہیوال ضلوسرگودھا
(۴۵) ملک احمد خان	اُوچھالی وادی سون سکیسر
(۴۶) گل حسین شاہ	ڈیرہ غازی خان
(۴۷) حاجی شیر محمد	موسیٰ خیل بازار بلوچستان
(۴۸) حاجی محمد شاہ	ضلع ژوب
(۴۹) شیخ محمد شفیع	گرہ شیخ سلطان ضلع ٹانک
(۵۰) قاری شہاب الدین	مقامِ حیات ضلع سرگودھا

وصالِ پرملال

تقریباً پچاس ۵۰ سال کارِ دعوت وارشاد اور تربیتِ سالکین ومریدین فرماتے رہے۔ بروزِ جمعۃ المبارک بوقتِ عصر چار محرالحرام ۱۴۱۴ھ بمطابق پچیس جون ۱۹۹۳ء کو چھہتر سال کی عمر میں سی ایم ایچ راولپنڈی میں جامِ وصال نوش فرمایا۔ چونکہ آپ ہر نماز کے بعد گیارہ بار صلوٰۃ ناریہ کا ورد کیا کرتے تھے اس لئے راقم لحروف کے والدِ ماجد اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت محمد سعد سراجی نے آپ کے آخری لمحاتِ وصال میں بر بنائے اختصار آپ کو صلوٰۃ ناریہ کا ورد کرایا اور ساتھ ہی اعزّہ واقارب کی حقوق بخشی کرائی۔ اس وقت موسلا دھار بارانِ رحمت کا نزول ہو رہا تھا۔

ریڈیو پاکستان کے اعلان اور دوسرے کئی ذرائع ابلاغ سے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر ملال کی خبر چہار دانگِ عالم میں عام ہوئی تو مریدین، متعلقین اور محبین میں سے وطنِ عزیز کے گوشے گوشے سے ایک کثیر خلقت نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی، دوسرے دن بروزِ ہفتہ بوقتِ عصر نمازِ جنازہ پڑھائی گئی۔ اس کے بعد اپنے اکابرین کے احاطۂ مزارات میں حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاریؒ کے قدمین اور حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی وحضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ اور اپنے والدِ گرامی ومرشدِ مہربان حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم قلندر سراجی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں سپردِ خاک کیے گئے۔

رضوان اللّٰہ تعالی علیہم اجمعین۔

مجاہدِ ملت عبدالستار خان نیازیؒ کا اظہارِ افسوس

مجاہدِ ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۰۱ء) جو اس وقت وفاقی وزیر برائے مذہبی امور تھے، کو حضرت قبلہ خواجہ صاحبؒ سے بے پایاں محبت و عقیدت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی خاطر موسیٰ زئی شریف بھی حاضری دیتے رہتے، اور راقم الحروف کے والد حضرت محمد سعد سراجی سے خصوصی مراسم رکھتے تھے، کو جب آپؒ کے وصال کی خبر موصول ہوئی تو بہت غمگین ہوئے اور حضرات صاحبزادگان کے نام ایک تعزیتی مراسلہ ارسال فرمایا۔ اورازاں بعد تعزیت بھی کی۔

تعزیتی مراسلہ

SAHIBZADA MUHAMMAD NOMAN

SAHIBZADA MUHAMMAD SAAD

SAHIBZADA MUHAMMAD SAEED

MUSA ZAI SHARIF, DARABAN DERA ISMAIL KHAN

NO 1(6)\93-MRA ISLAMBAD THE JULLY 1993

DEEPLY GREIVED TO LEARN THE SAD DEMISE OF YOUR FATHER WHO WAS GREAT SAINT OF NAQSHBANDI MASLIK AND WHO RENDERED HIS SERVICES FOR THE CAUSE OF ISLAM WICH WILL WRITTEN IN GOLDEN SORDS IN THE HISTORY. I PRAY TO ALMIGHTY GOD TO REST THE SOUL OF DECEASED THE ETERNAL PEACE AND GURTHER PRAY TO ALMIGHTY ALLAH AHTOGIVE THE COURAGE TO THE BEREAVED FAIMLY TO BEAR THE IRREPARABLE

WITH FORTITUDE AND PATIENCE .LOSS

FROM : MAULANA MUHAMMAD ABDU SATTAR KHAN NIAZI

FEDERAL MINISTER FOR RELIGOUS AFFAIRS

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قطعۂ تاریخِ ارتحال حضرت عمدۃ السالکین زبدۃ العارفین علاّمہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ

از: پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (ایم اے پی ایچ ڈی ڈی لٹ) حیدر آباد (سندھ)

آہ! بگذشت آں شہیرِ زمن — بے بدل فاضلے بہ شرع متیں
خوش سخن، خوش مزاج، خوش اوقات — ہر کس از لطفِ اوست خوشہ چیں
ہفت محفل ازو شدہ روشن — شد چراغِ طریقت ہمہ دیں
ہفت محفل ازو شدہ روشن — چوں بود حالِ سعدِ زارِ حزیں
سعد کہ ہست پورِ او نیکو — ناصرش باد ذوالجلال ومعیں
نفعِ دنیا و نفعِ دیں ہم یافت — او کہ در خدمتش بود قریں
شیخِ نافع محمد اسمٰعیل — محفل آراست در بہشتِ بریں

۱۴۱۴ھ — ۱۹۹۳ء

قطعات : از جناب حضرت خضر نوشاہی صاحب

• دار الفقر، اساہن پال شریف۔ ضلع منڈی بہاؤالدین

قطعہ اول

ذبیح کو مہر و محبت کا سائبان کہیں — انہیں حضور مجدد کا اک نشان کہیں
ہوئے وہ عالمِ فانی سے اس طرح رخصت — خوش آمدید انہیں اہلِ آسمان کہیں
کہا یہ ہاتف غیبی نے ان کا سال وصل — سحابِ بخشش و رحمت نفع رساں کہیں

۱۹۹۳ء

رواں ہے فیض کا چشمہ اے خضر نوشاہی — جسے سب اہلِ نظر باد جاوداں کہیں

قطعہ دوم

ذبیح مہر و محبت وہ ایک مرد جلیل — سراپا اسم مسمّٰی ہیں مثل ابن خلیل
ذبیح کا سال بھی تاریخ کا ہے باب جدید — نہایت اس کی حسین ابتداء ہے اسمٰعیل

۱۹۹۳ء

بسم اللّٰہ الحمٰن الرحیم

فصلِ چہارم

یہ ہشت سلاسل (آٹھ سلسلے) یعنی حضرات

۱۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ، معصومیہ، مظہریہ

۲۔ سلسلہ عالیہ حضرات قادریہ

۳۔ سلسلہ عالیہ حضرات چشتیہ

۴۔ سلسلہ عالیہ حضرات سہروردیہ

۵۔ سلسلہ عالیہ حضرات کبرویہ

۶۔ سلسلہ عالیہ حضرات مداریہ

۷۔ سلسلہ عالیہ حضرات قلندریہ

۸۔ سلسلہ عالیہ حضرات شطاریہ

رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو اپنے حضرت پیرومرشد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ العزیز سے آنجناب حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ العزیز کو سنداً پہنچے ہیں۔ اور ان سے حضرت قطب الواصلین خواجہ محمد سراج الدین صاحب قدس سرہ العزیز کو اور پھر حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی قدس سرہ العزیز کو اور ان سے حضرت خواجہ الحاج محمد اسمٰعیل سراجی مجددی قدس سرہ العزیز سنداً پہنچے ہیں۔ مذکورہ بالا سب سلاسل کی تفصیل اگلے صفحات پر موجود ہے۔

سلسلہ عالیہ حضرات نقشبندیہ مجددیہؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

الٰہی بحرمت خلیفہِ رسول اللہ ﷺ امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت صاحبِ سر رسول اللہ ﷺ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت امام ہمام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت سلطان العارفین حضرت خواجہ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت خواجہ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت ابوالقاسم گرگانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت خواجہ ابوعلی فارمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجلیر فغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت سید السادات حضرت سید امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگان پیر پیران حضرت سید محمد بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاء الدین عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت ناصر الدین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت مولانا خواجہ محمد زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت مولانا درویش محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت مولانا خواجگی امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت خواجہ محمد باقی باللہ بیرنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد منور الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت سلطان الاولیاء حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت مولانا حافظ محمد محسن دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت سید السادات حضرت سید نور محمد صاحب بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت شمس الدین حبیب اللہ مظہر رحمٰن حضرت شہید مرزا جانجانان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت مجدد مائۃ الثالث والعشر نائب خیر البشر خلیفہ خدا مروج شریعت مصطفیٰ حضرت مولانا وسیدنا شاہ عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی شاہ دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت سرہنگ اہل تفرید حضرت مولانا وسیدنا شاہ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت غوث زماں قطبِ دوراں حافظ القرآن المجید حضرت مولانا شاہ احمد سعید رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قبلہ قندھاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیاء سند الاتقیاء راس العلماء شیخ المحدثین فرید العصر وحید الزمان حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت قطب العارفین قبلۃ العلمآء المتبحرین کعبۃ الفضلاء والمحدثین صفوۃ المفسرین مظہر اسرار فیض رب العالمین پیر دستگیر خورشید منیر وسیلتنا الی اللہ المعین حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین صاحب قبلہ دامانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت قلندرِ زمان الفانی فی اللہ والباقی باللہ وسیلتنا الی اللہ العلیم والمعرض عن ماسوی اللہ الکریم غریب نواز حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت مجمع العلوم الشرعیۃ الاسلامیۃ ومعارف الصوفیۃ الصافیۃ الھادی الی سبیل الاخلاص والتقی والمتوکل علی اللہ المستغنی عن القلیل والکثیر حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رضی اللہ عنہ

سلسلہ عالیہ حضرات قادریہؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ

الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت سبطِ رسول اللہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت سبطِ رسول اللہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت سید جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز یمنی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ ابوالحسن علی الہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوسید مخرذمی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت پیر پیران پیر دستگیر میراں محی الدین محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید شرف الدین قتال رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید بہاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شمس الدین صحرائی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید کدائی رحمٰن اول رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شمس الدین عارف رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید کدائی رحمٰن ثانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ فیصل رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حبیب اللہ مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت عبد اللہ شاہ المعروف بشاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ حضرت ابوسعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت وسلیتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رضی اللہ تعاعنہ

الٰہی بحرمت غوث الواصلین وسیلتنا الی اللہ المعین حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الٰہی بحرمت قلندر زمان وسیلتنا الی اللہ العلیم حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت متوکل علی اللہ، المستغنی عن اکثیر والقلیل حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ حضرات چشتیہؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحمٰن

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین محمد مصطفےٰ ﷺ

الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت خیر التابعین شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عبد الواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سلطان ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ امین الدین ابہر البصری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ ابوابراہیم اسحاق علو دینوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ ابواسحاق چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ احمد چشتی رحمۃ اللہ

الٰہی بحرمت خواجہ ابومحمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت امام الطریقہ حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری سنجری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ مخدوم علی صابر رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ احمد عبدالحق رودولوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حبیب اللہ مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت عبداللہ شاہ المعروف بشاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ حضرت ابوسعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت وحید الزمان حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن حضرت خواجہ محمد عثمان رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت قطب العارفین امام المتقین قبلۃ العلمآء المتجرین مظہر اسرار فیض رب العالمین وسیلتنا الی اللہ المعین حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین صاحب قبلہ دامانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت قلندر زمان الفانی فی اللہ والباقی باللہ وسیلتنا الی اللہ العلیم والمعرض عن ماسوی اللہ الکریم غریب نواز حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت مجمع العلوم الشرعیۃ الاسلامیۃ ومعارف الصوفیۃ الصافیۃ الھادی الی سبیل الاخلاص والتقی والمتوکل علی اللہ المستغنی عن الکثیر والقلیل حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رضی اللہ عنہ

سلسلہ عالیہ حضرات سہروردیہؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین محمد مصطفےٰ ﷺ

الٰہی بحرمت امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ علی مرتضی کریم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت جنید بغداری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت ممشاد دینوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ احمد دینوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید یار محمد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت وجیہہ الدین عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت مخدوم جہان گشت رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید اجمل پراچی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید پدہن پراچی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت درویش محمد بن قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت محبوب ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حبیب اللہ مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت عبداللہ شاہ المعروف بشاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ حضرت ابوسعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت غوث زماں قطبِ دوراں حافظ القرآن المجید حضرت مولانا شاہ احمد سعید رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیاء سند الاتقیاء راس العلماء شیخ المحدثین فرید العصر وحید الزمان حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت قطب العارفین امام المتقین قبلۃ العلمآء المتبحرین کعبۃ الفضلاء والمحدثین صفوۃ المفسرین مظہر اسرار فیض رب العالمین پیر دستگیر خورشید منیر وسیلتُنا الی اللہ المعین حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین صاحب قبلہ دامانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت قلندرِ زمان الفانی فی اللہ والباقی باللہ وسیلتُنا الی اللہ العلیم والمعرض عن ماسوی اللہ الکریم غریب نواز حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت مجمع العلوم الشرعیۃ الاسلامیۃ ومعارف الصوفیۃ الصافیۃ الھادی الی سبیل الاخلاص والتقی والتوکل علی اللہ المستغنی عن الکثیر والقلیل حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رضی اللہ عنہ

سلسلہ عالیہ حضرات کبرویہؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد مصطفٰے ﷺ

الٰہی بحرمت امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

الٰہی بحرمت شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ حبیب بصری عجمی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت جنید بغدادی رحمۃ اللہ

الٰہی بحرمت ابوعلی رودیاری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت ابوعلی کاتب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ عثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت ابوبکر نساج رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت ضیاء الدین ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت عمار یاسر رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ روزبہان بقلی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ نجم الدین کبروی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ مجد الدین البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ علی اللاھوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ احمد جوریانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبداللہ سفرائی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ علاؤ الدولہ سمنائی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ محمود المردقانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت امیر علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ خواجہ اسحاق جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت امیر عبداللہ بزارش آبادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ رشید الدین بیدواری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ شاہ بیدواری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حاجی محمد جونشانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ کمال الدین حسین خلدی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ یعقوب صرفی کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حبیب اللہ مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت عبداللہ شاہ المعروف بشاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ حضرت ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت وسلیتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت غوث الواصلین وسیلتنا الی اللہ المعین حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت قلندرِ زمان وسیلتنا الی اللہ العلیم خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت متوکل علی اللہ المستغنی عن الکثیر والقلیل حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ حضرات مداریہؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین وخاتم النبیین محمد مصطفےٰ ﷺ

الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت عبداللہ علمبردار رسول اللہ ﷺ

الٰہی بحرمت شیخ یمین الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ طیفور شامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت امام الطریقۃ حضرت بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت مخدوم جہانیاں جہان گشت رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید اجمل پراچی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید بڈھن پراچی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت مخدوم عبدالاحمد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حبیب اللہ مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت عبداللہ شاہ المعروف بشاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ حضرت ابوسعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت راس العلماء غوث زماں قطبِ دوراں حافظ القرآن المجید حضرت خواجہ مولانا شاہ احمد

سعید احمدی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیاء سند الاتقیاء راس العلماء شیخ المحدثین فرید العصر وحید الزمان حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت قطب العارفین امام المتقین قبلۃ العلماء المتجرین کعبۃ الفضلاء والمحدثین صفوۃ المفسرین مظہر اسرار فیض رب العالمین پیر دستگیر خورشید منیر وسیلتنا الی اللہ المعین حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین صاحب قبلہ دامانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت قلندرِ زمان الفانی فی اللہ والباقی باللہ وسیلتنا الی اللہ العلیم والمعرض عن ماسوی اللہ الکریم غریب نواز حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت مجمع العلوم الشرعیۃ الاسلامیۃ ومعارف الصوفیۃ الصافیۃ الھادی الی سبیل الاخلاص والتقی والمتوکل علی اللہ المستغنی عن الکثیر والقلیل حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رضی اللہ عنہ

سلسلہ عالیہ حضرات قلندریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد مصطفےٰ ﷺ

الٰہی بحرمت عبدالعزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت سید خضر رومی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت امام الطریقۃ نجم الدین قلندر بن حضرت نظام غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ قطب الدین سنیاول رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبدالسلام عرف شاہ ملی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت عبداللہ شاہ المعروف بشاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ حضرت ابوسعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت وسلیتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت غوث الواصلین وسیلتنا الی اللہ المعین حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت قلندر زمان وسیلتنا الی اللہ العلیم خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمت متوکل علی اللہ المستغنی عن الکثیر والقلیل حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ حضرات شطاریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت حضرت خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین، حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ ﷺ

الٰہی بحرمت حضرت امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت صاحبِ رسول اللہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت امام ہمام حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو یزید عشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ المظفر ترک طوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ خدا قلی ماوراء النہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عاشق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عارف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت صاحب الطریقہ شیخ عبداللہ شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد قاضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ مدینۃ اللہ سرمست رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ظہور الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ عیسیٰ سندھی برہانپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ سید میر کلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ احمد النخلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابوطاہر کردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شیخ شاہ ولی اللہ الدہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت شاہ عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت راس العلماء غوث زماں قطبِ دوراں حافظ القرآن المجید حضرت مولانا خواجہ شاہ ابوسعید دہلوی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت راس العلماء غوث زماں قطبِ دوراں حافظ القرآن المجید حضرت مولانا خواجہ شاہ احمد سعید دہلوی رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مشکل کشا سید الاولیاء سند الاتقیاء راس العلماء شیخ المحدثین فرید العصر وحید الزمان حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمٰن حضرت مولانا خواجہ محمد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت قطب العارفین امام المتقین قبلتہ العلمآء المتجرین کعبتہ الفضلاء والمحدثین صفوۃ المفسرین مظہر اسرار فیض رب العالمین پیر دستگیر خورشید منیر وسیلتنا الی اللہ المعین حضرت خواجہ حاجی محمد سراج الدین صاحب قبلہ دامانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت قلندرِ زمان الفانی فی اللہ والباقی باللہ وسیلتنا الی اللہ العلیم والمعرض عن ماسوی اللہ الکریم غریب نواز حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی مجددی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الٰہی بحرمت مجمع العلوم الشرعیۃ الاسلامیۃ ومعارف الصوفیۃ الصافیۃ الھادی الی سبیل الاخلاص والتقیٰ والمتوکل علی اللہ المستغنی عن الکثیر والقلیل حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جُملہ برادرانِ طریقت پر مخفی نہ رہے کہ سلسلہ شریف روزانہ پانچ بار پڑھنا باعثِ حصول بے شمار فوائد دینی و دنیوی ہے۔ اور اگر بسبب مصروفیت پانچ بار بعد از نمازِ پنجگانہ وظیفہ نہ کر سکے تو پھر روزانہ ایک بار بعد از نمازِ صبح ذکر و مراقبہ سے فراغت کے بعد متصل وقت اشراق دو یا چار رکعات نماز نفل اشراق پڑھ کر سلسلۂ شریف کا وظیفہ کریں۔ اس طرح سے کہ اول و آخر درود شریف ایک ایک بار اور درمیان میں سورۃ فاتحہ شریف ایک ایک بار، سورۃ اخلاص ۳ بار اور معوذتین یعنی سورۃ قل اعوذ برب الفلق شریف اور قل اعوذ برب الناس شریف ایک ایک بار پڑھ کر جُملہ خواجگان عالی شانان، مشائخ کرام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، شطاریہ، مداریہ، کبرویہ، قلندریہ کی ارواحِ مقدسہ کو بخش کر پھر آگے لکھا ہوا سلسلہ شریف نہایت ادب اور خشوع و خضوع سے وظیفہ کریں۔ اور بعد ازاں حضرات خواجگان سلسلہ عالیہ رضوان اللہ علیہ اجمعین کے وسیلہ جلیلہ سے اوران کے طفیل بارگاہ الٰہی میں اپنے جملہ حاجات دینی و دنیوی کی سرانجامی اور فتح و نصرت، عزت و اقبال و جمعیت ظاہری و باطنی و خاتمہ بالخیر کی درخواست پیش کرے۔ انشاء اللہ مستجاب ہو کر باعثِ برکاتِ کثیرہ ہوگی۔ سلسلہ شریف ذیل میں درج ہے۔

شجرہ طیبہ

سلسلہ شریفہ (شجرہ طیبہ منظومہ بزبانِ اردو) حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ،
معصومیہ، مظہریہ، دوستیہ، عثمانیہ، سراجیہ، ابراہیمہ، ذبیحیہ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

ازقلم: حضرت قبلہ الحاج خواجہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سراجی مجددی ذبیح رحمۃ اللہ علیہ
سجادہ نشین دربار عالیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف

رحم کر مجھ پر محمدؐ مصطفے کے واسطے — وہ جو ہیں مختار فخرِ انبیاء کے واسطے
وہ جو ہیں صدیق صاحب با صفا و باوفا — ان کے صدقے اور سلمانِ فارسی کے واسطے
وہ جو ہیں قاسم امام زادہ صدیق کے واسطے — اور جعفر صادق امام با صفا کے واسطے
حل ہوں ہماری مشکلیں صدقے امام بایزید — اور ابوالحسن خرقانی صاحب ہدیٰ کے واسطے

نور اندر قلب کے میرے عطا کر اے خدا ۔۔۔ پیر گرگانی اور فارمد پیشوا کے واسطے

اور باطن کی صفائی دے مجھے رب رحیم ۔۔۔ خواجہ بو یوسف شہ مجدو عُلا کے واسطے

صدقے اقلیم ولایت کے جو ہیں مختارِ کل ۔۔۔ عبدِ خالق غجدوانی پیشوا کے واسطے

خواجہ عارف کے لیے عقدے مرے حل کر سبھی ۔۔۔ خواجہ محمود صاحب باخدا کے واسطے

آں علی رامیتنی اور خواجہء بابا سماس ۔۔۔ خواجہ سید کلاں آں مقتداء کے واسطے

خواجگان کے خواجہ مشکل کشا پیروں کے پیر ۔۔۔ یعنی خواجہ نقشبندیہ مشکل کشا کے واسطے

والئی فقرِ بخارا خواجہ شہِ نقشبند ۔۔۔ خواجہ عطار قطب الاصفیاء کے واسطے

کام کر شیریں طفیل خواجہ یعقوب چرخ ۔۔۔ اور احرارِ ولی حق رسا کے واسطے

دل کو روشن کر طفیلِ خواجہ زاہد ولی ۔۔۔ خواجہ درویش و خواجہ امکنہ کے واسطے

دور کر ظلمت سبھی اُس خواجہ باقی ولی ۔۔۔ اور مجدد الف ثانی حق نما کے واسطے

حضرت معصوم صاحب سرور دنیا و دین ۔۔۔ اور سیف الدین صاحب باخدا کے واسطے

از طفیل سید نورمحمد غور ثمن ۔۔۔ اور مظہر جانجاناں مقتداء کے واسطے

فضل کر مجھ پر طفیلِ شاہ عبد اللہ ولی ۔۔۔ اور شہ بوسعید باصفا وحق رسا کے واسطے

دین دنیا کا وسیلہ پیر شاہ احمد سعید ۔۔۔ اور حاجی دوست محمد حق نما کے واسطے

خواجہ عثمان میرے ہیں دوجہاں کے دستگیر ۔۔۔ قبلہء حاجات وصل باخدا کے واسطے

بخش دے اپنی محبت ، اور قطع ماسوا ۔۔۔ حضرت سراج الدین قطب الاصفیاء کے واسطے

اور مُعرض ماسوی اللہ شیخِ ماآں ابراہیم ۔۔۔ داد میر کو پہنچ آں مقتداء کے واسطے

خواجگانِ نقشبند کا نام لایا ہے ذبیح ۔۔۔ حل ہوں ہماری مشکلیں ان باخدا کے واسطے

ذکر قلبی اور مراقبہ اور تصور ہو نصیب ۔۔۔ وقتِ اجل ہو کلمہ جاری لا الہ الا اللہ

بھیک کا کاسہ ہے لیکر تیرے در پر ہم گدا
گھومتے ہیں روز و شب لینے عطا کے واسطے

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ معصومیہ بزبانِ فارسی

احمدؐ و صدیق و سلماں قاسم و جعفر دگر
بایزیدؒ و بوالحسنؒ و بوالقاسمؒ و خورشید فر
بوعلیؒ بحر عطا و بویوسفؒ ابر مکرمت
عبد خالقؒ ، عارفؒ و محمودؒ شاہِ دادگر
بوعلیؒ ، باباسماسیؒ ، پس کلالؒ و نقشبندؒ
ؒپس علاؤالدینؒ ، یعقوبؒ آں مہ چرخ ہنر
پس عبیداللہؒ و زاہدؒ ، خواجہ درویشؒ اجل
خواجگیؒ و خواجہ باقیؒ وارثِ خیرالبشرؐ
پس مجددؒ عروۃالوثقیٰؒ و سیف الدینؒ بود
پس محمد محسنؒ و نور محمدؒ خوان زبر
جان جانستؒ عبداللہ ، شاہ بوسعیدؒ
زاں پس احمدسعیدؒ آن راز دان خیر و شر
پس جناب دوست محمدؒ آں امام اولیاء
خواجہ عثمانؒ آنکہ وصفش زانچہ گویم بیشتر
پس سراج الدین محمدؒ آفتاب نقشبند
خواجہ ابراہیمؒ حافظ قبلہ جن و بشر
عاصیم شرمندہ ام افتادہ ام بر درگہت
رحم کن بر ما طفیل ایں عزیزان خوش سیر
عرض میدارد ذبیح ناتواں و روسیاہ
مستجابش کن بجاہ صاحبِ خیر البشر

باب ششم

درحالات وواقعات
صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی

(اس باب میں چار فصلیں ہیں، ہر فصل میں
ایک صاحبزادہ صاحب کی زندگی
کا تفصیلی کا ذکرِ خیر ہے)

مُحَمَّدٌ سَیِّدٌ طابَتْ مَناقِبُهُ
مُحَمَّدٌ صاغَهُ الرَّحمٰنُ بِالنِّعَمِ

مُحَمَّدٌ صَفْوَةُ الْبارِیْ وَخِیْرَتُهُ
مُحَمَّدٌ طاهِرٌ وَ ساتِرُ التُّهَمِ

صَلَّی اللّٰه تَعالیٰ عَلَیْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ اول

اس فصل میں حضرت خواجہ محمد نعمان جان سراجی کی ولادت با سعادت،
تحصیل علم، زیارتِ حرمین شریفین، بیعت وخلافت،
ازدواجی زندگی، اور اولادِ امجاد کا ذکرِ خیر ہے۔

ولادت با سعادت

حضرت خواجہ محمد نعمان جان سراجی ۲۰ صفر ۱۳۶۰ھ بمطابق ۱۸ مارچ ۱۹۴۱ء کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی قدس سرہ کے گھر مبارک میں متولد ہوئے۔ آپ حضر خواجہ صاحبؒ کے فرزند کلاں ہیں۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ محمد علاؤالدین صاحبؒ کی صاحبزادی تھیں۔

شجرہ نسب مبارک

محترم والد ماجد اور محترمہ والدہ ماجدہ ہر دو جانب سے آپ کا شجرہ مبارک حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے۔

والدِ ماجد کی طرف سے نسب مبارک: حضرت خواجہ محمد نعمان بن حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل بن حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم بن حضرت خواجہ محمد سراج الدین بن حضرت خواجہ محمد عثمان دانی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب مبارک: حضرت خواجہ محمد نعمان بن محترمہ جہان آراء بی بی بنت حضرت محمد خواجہ علاؤالدین بن حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین بن حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

گویا آپ مدظلہ العالی نجیب الطرفین عثمانی ہیں۔ ذالك فضل اللّٰہ یو تیہ من یشاء

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تحصیل علم

حضرت خواجہ صاحب مدظلہ العالی نے ناظرہ قرآن مجید خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں پڑھا۔ ابتدائی تعلیم موسیٰ زئی شریف میں حاصل کی۔ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے اسلامیہ کالج پشاور تشریف لے گئے۔ تحصیل علوم کے بعد خانقاہ شریف کے لنگر اور زائرین و واردین کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ ساتھ ہی کتبِ تصوف پڑھتے رہے اور دوسری اسلامی کتابوں کو زیرِ مطالعہ رکھتے ہیں۔

بیعت وخلافت

حضرت خواجہ صاحب اپنے والد ماجد حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی کے دستِ اقدس پر بیعت ہوئے اور سلوک کی منازل طے کیں۔ ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۸۴ء کو حضرات مشائخ کرام موسیٰ زئی شریف کے سالانہ عرس مبارک کے مجمع عام میں آخری دعا کے موقع پر حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی قدس سرہ نے حضرت خواجہ محمد نعمان صاحب کو ہشت سلاسلِ طریقت میں اجازتِ خلافت سے نوازا اور بطریقِ طفرہ لطائف عشرہ پر توجہ دی اور تمام مقامات پر توجہ دی۔

۵ محرم الحرام ۱۴۱۴ء، بمطابق ۱۹۹۳ء، میں حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال کے تین دن بعد آپ کے برادران حقیقی (حضرت خواجہ محمد سعد سراجی، حضرت خواجہ محمد سعید سراجی)، اور خلفاءِ کرام نے حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے بنگلہ مبارک میں آپ کی دستار بندی برائے سجادگی کی اور آپ خانقاہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ المعروف بہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے سجادہ نشین مقرر ہوئے۔

فالحمد لله على ذالك

زیارتِ حرمین شریفین

اللہ کریم کے خصوصی کرم وفضل سے حضرت خواجہ صاحب مدظلہ العالی نے مع اپنی اہلیہ محترمہ کے ۱۹۹۸ء میں حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی غرض سے حجازِ مقدس کا سفر فیض اثر کیا۔

ازدواجی زندگی

آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی قدس سرہ الاقدس نے آپ کی

شادی نے عطاء اللہ خان پتی خیل گنڈہ پور سکنہ مڈی کی صاحبزادی صاحبہ سے کرائی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نیک اور صالح خاتون تھیں۔ اُنہوں نے کافی عرصہ لنگر حضرات کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خدمت کی۔ بقضائے الٰہی ۲۰۰۴ء میں اس دارِ فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرما گئیں۔ اور خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں حضرات کبار کے احاطہ میں مدفون ہوئیں، علیہا الرحمۃ

اولاد امجاد

حضرت خواجہ صاحب کو اللہ کریم نے چار صاحبزادگان عطا فرمائے۔

۱: صاحبزادہ محمد سراج الدین سراجی: آپ کی ولادت ۱۹۷۲ء میں خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ آپ حافظ قرآن ہیں اور ایم اے تک تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ بہت کریم النفس اور ملنسار ہیں۔ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ زائرین و مریدین اور متعلقین سلسلہ عالیہ کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ آپ کی شادی ہو چکی ہے، اللہ کریم نے ایک صاحبزادہ محمد عمر فاروق عطا فرمایا، جو تیسری جماعت کا طالبعلم ہے۔

۲: صاحبزادہ محمد طیب سراجی. آپ کی ولادت ۱۹۷۴ء میں خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ تعلیم یافتہ ہیں۔ سیاسی معاملات میں حصہ لیتے رہتے ہیں۔ اور اہل علاقہ کے مسائل حل کرنے کے لئے خصوصی توجہ دیتے ہیں۔ آپ کی شادی ہو چکی ہے۔ اللہ کریم نے دو صاحبزادگان محمد عبدالرحمان اور محمد موسیٰ سے نوازا ہے۔

۳: صاحبزادہ امیر عمر سراجی: آپ کی ولادت ۱۹۷۶ء میں ہوئی۔ عرس مبارک کے موقع پر خصوصاً اور عام دنوں میں عموماً لنگر خانے کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ آپ کی بھی شادی ہو چکی ہے۔ ماشاءاللہ آپ کو بھی اللہ کریم نے ایک صاحبزادہ امیر حیدر عطاء فرمایا ہے۔

۴: صاحبزادہ اُسامہ حماد سراجی: آپ کی ولادت ۱۵ اگست ۱۹۸۵ء میں خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ ماشاءاللہ حافظ قرآن ہیں اور گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان سے ایم اے اسلامیات کر چکے ہیں۔

☆☆☆☆☆

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ دوم

اس فصل میں حضرت خواجہ محمد سعد جان سراجی دوستی مرشد بابا کی ولادت باسعادت، تحصیل علم زیارتِ حرمین شریفین، بیعت وخلافت، خدمتِ مرشد، سفرِ ہندوستان وافغانستان شاعری، قیامِ مکتبہ سراجیہ مجددیہ، تصنیف وتالیف، ازدواجی زندگی اور اولادِ امجاد کا ذکر خیر بالتفصیل ہے

ولادت باسعادت

آپ مدظلہ العالیٰ ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی قدس سرہ کے گھر مبارک میں متولّد ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے فرزندِ ثانی ہیں۔ آپ کا نام حضور ﷺ کے ماموں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام مبارک کے موافق محمد سعد رکھا گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ محمد علاؤ الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی تھیں۔

شجرہ نسب مبارک

محترم والد ماجد اور محترمہ والدہ ماجدہ ہر دو جانب سے آپ کا شجرہ مبارک حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے۔

والدِ ماجد کی طرف سے نسب مبارک: حضرت خواجہ محمد سعد بن حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل بن حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم بن حضرت خواجہ محمد سراج الدین بن حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب مبارک: حضرت خواجہ محمد سعد بن محترمہ جہان آراء بی بی بنت حضرت محمد خواجہ علاؤ الدین بن حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین بن حضرت خواجہ حاجی محمد عثمان دامانی رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

گویا آپ مدظلہ العالیٰ نجیب الطرفین عثمانی ہیں۔

ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء

تحصیل علم

ابتدائی علوم خانقاہ شریف میں حاصل کئے۔ ازاں بعد حضرات موسیٰ زئی شریف کے خادم و مرید خاص حضرت علامہ مولانا قاضی محمد خلیلؒ اور حضرت مولانا قاضی محمد اسمٰعیلؒ سے علوم دینیہ حاصل کئے۔ گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ایم اے اردو اور ایم اے فارسی (گولڈ میڈلسٹ) تک تعلیم حاصل کی۔ نہایت محققانہ اور مدققانہ مزاج ہے۔ کوئی بھی مسئلہ درپیش ہو اس کے بارے خوب تحقیق اور غور و فکر کرتے ہیں۔

زیارت حرمین شریفین

حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۹۴ء میں پہلی بار اور ۲۰۰۱ء میں دوسری بار زیارتِ حرمین شریفین کے لئے حجازِ مقدس کا سفر کیا۔ اور دونوں بار حج بیت اللہ شریف و روضہ رسول اللہ ﷺ کی حاضری سے شاد کام ہوئے۔ اور ان اسفارِ مبارکہ میں کئی عمرے کرنے اور کثیر مقامات مقدسہ کی زیارت کرنے کی بھی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔

بیعت و خلافت

آپ مدظلہ العالیٰ اپنے والدِ ماجد حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ سے بیعت ہیں ۔ ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۸۴ء کو حضرات مشائخِ کرام موسیٰ زئی شریف کے سالانہ عرس مبارک کے مجمعِ عام میں آخری دعا کے موقع پر حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی قدس سرہ نے اپنے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد سعد جان صاحب کو ہشت سلاسلِ طریقت میں اجازتِ خلافت سے نوازا اور بطریقِ طفرہ لطائفِ عشرہ پر توجہ دی اور تمام مقامات پر توجہ دی۔

اجازت نامہ خلافت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد و الصلوٰۃ ـ فلا یخفیٰ علی الانام ـ و المریدین الخاص و العام، ان الاخ الصالح الجامع للکمالات الظاهریه و الباطنیه **عزیزی محمد سعد سراجی** بن **حضرت فقیر محمد اسمٰعیل سراجی مجددی** قد دخل فی الطریقة العلیه النقشبندیة المجددیه المعصومیة المظهریة ـ فتوجهت الیه فی الولایات الثلثة(الصغری و الکبری و العلیا) فافکشف له انوارها و اسرارها فحصل له بعناية

اللّٰہ تعالی حظوظ وافرۃ و حالات متکاثرہ۔ فصار بحمد اللّٰہ تعالیٰ ممتازا فی اصحابی و مختارا فی احبابی فاجزت لہ اجازۃ مطلقۃفی الطریقۃ النقشبندیۃ المجددیۃ المعصومیۃ المظھریۃ فصار من الخلفاء المجددیۃ والزمت علیٰ کل من دخل فی الطریقۃ من الطلاب المریدین ان یتبعوہ ولایخالفوا امرہ فطوبیٰ لمن اقتدیٰ بہ۔ جعلہ اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ للمتقین اماما۔ واخلصہ لنفسہ سبحانہ ولحبیبہ سیدنا و مولانا محمد ﷺ۔ اللھم اجعلہ عابدا لك و زاھدا لك وشاکرا لك و عاشقا لك ومتوکلا علیك وبارك فی عمرہ وارشادہ و عملہ وکن لہ حافظا و ناصرا فی الامور کلھا امین یارب اللعلمین بجاہ سید المرسلین۔ وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ و اصحابہ اجمعین۔ ۱۰ شوالمکرم ۱۴۰۸ھ

احقر لاشئی فقیر محمد اسمٰعیل عفی اللّٰہ عنہ سراجی مجددی

خدمت مرشد

حضرت خواجہ صاحب نے اپنے والد اور مرشدِ گرامی حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی کی تمام عمر بھرپور خدمت کی۔ خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں حضرتِ مرشد کے قیام کے دوران آپ ہمہ وقت ساتھ رہتے، کتب خانہ حضرات میں سے جو کتاب بھی ضرورت ہوتی تو آپ کو ارشاد فرماتے کہ جاؤ اور فلاں کتاب اُٹھا کر لاؤ۔ اسکے علاوہ خانقاہ سراجیہ ڈیپ شریف وادی سون سکیسر میں گرمیوں میں جب حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے تو آپ ساتھ ہوتے اور اس وقت تک ساتھ رہتے جب تک اُن کی واپسی بجانب خانقاہ موسیٰ زئی شریف نہ ہو جاتی۔ یوں کم از کم تیس سال کا عرصہ آپ نے حضرت مرشد کے ساتھ موسم گرما کے دنوں میں سون سکیسر میں وقت گزارا۔ الحمد للہ خانقاہ ڈیپ شریف میں حضرات کبار موسیٰ زئی شریف رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قدیمی مسند، حرم سرائے، اور مسجد شریف خانقاہ سراجیہ ڈیپ شریف کے آپ متولی ہیں۔

نوٹ: آج سے قریباً ۲۸ سال پہلے حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ نے ڈیپ شریف کی مسجد میں عید الفطر کی نماز کی ادائیگی کا ارادہ فرمایا اور اس سلسلہ میں اشتہارات بھی چھپوا کر تقسیم کئے گئے۔ لیکن آپؒ کے فرزند حضرت محمد یوسف جان سراجیؒ کی وفات کی وجہ سے آپ موسیٰ زئی شریف واپس تشریف لے گئے اور چند برس بعد آپ کا بھی انتقال ہوگیا۔ یوں عید الفطر کی نماز والا وہ سلسلہ

منقطع ہو گیا ۲۰۱۳ء بمطابق ۱۴۳۴ھ کا رمضان المبارک حضرت خواجہ محمد سعد جان سراجی مدظلہ العالی نے ڈیپ شریف میں گزارا۔ بامر الٰہی اور بفیضان حضرات کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، عید نماز کا وہ سلسلہ جس کی ابتداء حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجیؒ نے کی تھی، ۲۸ برس کے انقطاع کے بعد حضرت خواجہ محمد سعد سراجی نے دوبارہ شروع فرمایا، عیدالفطر کے اجتماع میں سینکڑوں مریدین، محبین اور متعلقین سلسلہ عالیہ نے نہایت محبت وعقیدت سے شرکت کی۔

این سعادت بزور بازو نیست

سفرِ افغانستان وہندوستان

حضرت خواجہ صاحب مدظلہ العالی نے ۱۹۷۲ء میں افغانستان کا سفر کیا اور وہاں حضرات موسیٰ زئی شریف کے مریدین ومحبین اور متوسلین سے ملاقاتیں کیں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیمات کے فروغ واشاعت کیلئے کوششیں کیں،

ستمبر ۲۰۱۲ء میں آپ مدظلہ العالی نے دہلی شریف ہندوستان کا سفر کیا۔ اور وہاں موجود تمام سلاسل کے اولیاء کرام اور خصوصاً سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے کے بزرگوں کے مزارات مقدسہ پر حاضری دی۔ اس سفرِ پرفیض میں آپ نے جن عظیم الشان اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری دی ان میں سے چند ایک کے اسماءِ گرامی حصول برکت کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، طوطی ہند حضرت امیر خسرو، حضرت خواجہ باقی باللہ بیرنگ، حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں شہید، حضرت شاہ عبداللہ المعروف بہ شاہ غلام علی شاہ، حضرت شاہ ابوسعید، حضرت شاہ ابوالخیر، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت شاہ ابوالحسن زید فاروقی رضوان اللہ علیہم اجمعین وغیرہ یہ تمام وہ ہستیاں ہیں جن کا کردار واخلاق تاریخ میں واضح ہے۔

اس سفر کے دوران خانقاہ مظہریہ شریف دہلی کے سجادہ نشین حضرت شاہ انس مدظلہ العالی نے آپ کی خاطر زبردست دعوتِ طعام کا اہتمام کیا۔

شاعری

آپ مدظلہ العالی اردو زبان کے قادرالکلام شاعر ہیں۔ مرشد تخلص استعمال فرماتے ہیں۔ آپ کا کلام بہت ہی متاثر کن ہے۔ جس میں بہت روانگی اور سلاست ہوتی ہے، نیز تربیت کا

پہلو نمایاں رہتا ہے۔ شاعری کی ہر صنف چاہے وہ حمد پاک ہو، نعت شریف ہو، غزل ہو، رباعی ہو، نظم وغیرہ ہو میں طبع آزمائی فرماتے ہیں۔

آپ کے کلام کے چند نمونے قارئین کے ذوق کی نظر کئے جاتے ہیں تا کہ قلبی لطف و سکون حاصل ہو۔

نعتِ مصطفیٰ ﷺ

مضمونِ غزل اب جو فقط مدح و ثنا ہے
ہالہ مرے تخیل کا بس نور و ضیا ہے

سرکارؐ پہ صلوات سے ہے جو بھی معطر
مقبول سرِعرش وہی حرفِ دعا ہے

پرپیچ اندھیروں میں بھٹک میں نہیں سکتا
روشن جو میرے دل میں وہ اک شمعِ حراؐ ہے

وہ احمد و محمود ہی ہے، احمد اللہ
اللہ کے اخلاق کا مظہر وہ نرا ہے

وہ احمدِ بے میم، بامیم احد یہ
احمد کے ہر اک رُخ پہ احد جلوہ نما ہے

وہ سلسلۂ خلق کا ہے حلقۂ اول
وہ غایتِ تکوین ہے قرآنِ ہدیٰ ہے

وہ مرشدِ اعظمؐ ہی سراجاؐ ہے منیراؐ
وہ کعبے کا کعبہؐ ہے، وہی قبلہ نما ہے

شعر

خدا رسول سے پہلے، خدا رسول کے بعد
کوئی اصول نہیں ہے اسی اصول کے بعد

نعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

یارسولؐ اللہ برحق رحمۃٌ لّلعالمین
آپ سے بڑھ کر نہیں اللہ کے کوئی قرین
ساری خلقت میں نہیں کوئی آپ سے اعلیٰ ترین
آپ ہی کے دم سے قائم ہے یہ دنیائے حسین
اے شفیعِ عاصیاں اے تکیہ گاہِ خاطئین
آپ پر اترا وہ قرآں جو کہ ہے حبل المتین
زندگی ہے آپ کی تفسیرِ قرآنِ مبین
سیر گہ ہیں آپ کی ارض و سما ، عرشِ برین
لے گئے تشریف آپ بالائے افلاک برین
آپ نے پایا ہے شرف دید ربّ العالمین
اے امام الانبیا ، اے مقتدائے مرسلین
ہر گھڑی امت کے غم میں آپ رہتے ہیں حزین
آپ کی طاعت ہے فوزِ ہر دو عالم کی ضمین
آپ کے رستے پہ جو ہیں ، وہ ہیں اصحاب الیمین
مرتبے میں عرش سے بالا ہے وہ جائے زمین
جو ہے مسکن آپ کا ! اے سبز گنبد کے مکین
جس کے دل کی آپ ﷺ کے در پر جھکی مرشدؔ! جبین
غیر کی چوکھٹ پہ سر رکھتا نہیں وہ بالیقین

غلامیِ محمد ﷺ

محمد عربی کا غلام ہوجائے
تو سارے جگ کا مسلماں امام ہوجائے
خدا رسول کا گر حکم عام ہوجائے
جہان سارا یہ دارالسلام ہوجائے

رضائے خداورسول ﷺ

ہو میسر ہر گھڑی مجھ کو خدا
تیرے اور تیرے محمد کی رضا
میرے قول و فعل کا ہو رہنما
اسوہ حسنہ تیرے محبوب کا
ہو لبوں پر اُس گھڑی صلِّ علیٰ
ہو جدا جب تن بدن سے دم میرا

پیرانِ پیر غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان میں تحریر کرتے ہوئے فرمایا:

غوثِ اعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ

غوثِ اعظم پیر پیراں تو شہِ بغداد ہے عبدِ قادر، محی دیں پائندہ زندہ باد ہے
مصطفیٰ ؐ کا ہے نواسہ مرتضیٰؓ کا لال ہے تُو حسنؓ کا اور حسینؓ کا پور بااقبال ہے
عام تیری برکتیں ہیں فیض تیرا دَم بہ دَم ہے دلوں کے سر عقیدت سے ترے در پر ہیں خم
گردنیں سب اولیاء کی ہیں تیرے زیرِ قدم آپ کی شاہی مسلّم ہے عرب سے تا عجم
تیرا ہر ملفوظ ہے سرچشمہ رشدیٰ و ہدیٰ تری ہر تالیف ہے گنجینہ نور و صفا

المواہب، البشائر، الفیوضات و فتوح غنیۃ، والفتح ہیں داروئے دل درمانِ روح

جس نے جوڑا تجھ سے ناطہ اس کی قسمت تیز ہے ماسوا سے اس کو نفرت غیر سے پرہیز ہے

تیرے در کے سگ کے آگے ہیچ ہر اک شیر ہے بس زبردست ہی وہی ہے جو یہاں پر زیر ہے

مرشدِ راہِ حقیقت نقشِ پائے غوث ہے راس ان کی دوستی اس کو ہے جو بے لوث ہے

آپ کے قدموں میں لوٹوں بس یہی ارمان ہے جلد روضے پر بلالو آپ پر آسان ہے

حضرت خواجہ حاجی محمد عثمانی دامانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید و خادمِ خاص جناب حق داد خان صاحب ترین ساکن ڈیرہ اسمٰعیل خان، آپ کے انتقال پر ملال کے وقت خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں موجود نہیں تھے۔ جب ان کو حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال کی تکلیف دہ خبر پہنچی تو وہ یہ خبر سنتے ہی غم واندوہ کی تصویر ہو گئے۔ ہجر و فراق کے اس شدید صدمے سے فارسی زبان میں ایک مرثیہ ان کی زبان پر جاری ہو۔ جس میں اُنہوں نہایت افسوس کا اظہار کیا اور حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے وقت موجود نہ ہونے کو اپنے لئے سیہ بختی اور بد نصیبی قرار دیا۔ اُن کے فارسی اشعار کا منظوم اُردو ترجمہ حضرت خواجہ محمد سعد سراجی صاحب مدظلہ العالیٰ نے فرمایا:

مرثیہ

میری بدبختی پہ ہے شام بلا گریہ کناں میرے اس ماتم پہ ہے ابر فنا گریہ کناں

ہر طرف کیسی قیامت پر قیامت ہے بپا دل جدا نالہ کرے، آنکھیں جدا گریہ کناں

تیر یوں دل پہ لگا، آخر ہوا جاں ہار میں کیوں نہ دیدے، ہوں مرے صبح و مسا گریہ کناں

عمر بھر روؤں اگر تو میرا رونا ہے بجا مجھ سا واژوں بخت کیوں نہ ہو سدا گریہ کناں

وقتِ رخصت رہ گیا محروم اس کی دید سے جس کے اٹھ جانے پہ ہے خلقِ خدا گریہ کناں

ہے قیامت کا نمونہ خواجہ عثماں کا رحیل ہیں سبھی اہلِ زمیں، اہلِ سماء گریہ کناں

صرف رنجیدہ نہیں اہلِ وفا اس دہر میں ان کی رحلت پر ہیں سب اہلِ جفا گریہ کناں

میرا شورِ گریہ سن کر میرے مرشد نے کہا کیوں خدا کردہ پہ ہے یہ بے نوا گریہ کناں

دنیا میں مسلمانوں نے بہت عرصہ تک حکمرانی کی اور عزت واحترام کے ساتھ وقت گزارا لیکن پوری دنیا میں مسلمان آج کل جس تکلیف میں مبتلاء ہیں اس کا سبب بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

اقدار

ہم نے کہا جو دین کے اقدار کو سلام
شاید اسی سبب سے ہوئے مورد ملام
تھا وقت ہم سے دبتے تھے شاہانِ ذی حشم
پر اب دباتے ہم کو ہیں اغیار صبح و شام

چونکہ شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ شریعت میں اس کے استعمال سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ یہ ایسی خبیث شے ہے جو تمام قسم کے رشتوں میں فرق مٹا دیتی ہے۔ کسی کو جب ایک بار اس کی لت پڑ جاتی ہے تو اس کے لئے اس سے بچنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لیے شراب کی مذمت کرتے ہوئے تحریر فرمایا۔

ام الخبائث

عقل و خرد و ہوش پہ بجلی جو گرا دے
سارے حواسِ خمسہ کو بے کار بنا دے
یکسر جو آدمی کا جگر و معدہ جلا دے
ہر قطرہ جس کا زندگی کا عرصہ گھٹا دے
یاروں سے ، عزیزوں سے بہت کر یہ جدا دے
ماں ، بہن ، بیٹی ، بیوی میں جو فرق مٹا دے
انسان کو حیوانوں کے زمرے میں ملا دے
انسان کو انسان کے منصب سے گرا دے

خوگر کا اپنے دائی بستر سے لگا دے
سارے بدن کے جوڑ یکسر جو ہلا دے
سب جانتے ہیں اس کو بلا ہے نہ دوا ہے
بدیوں کی اسے ماں میرے مولا نے کہا ہے

جنرل پرویز مشرف کا دور پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دور تھا۔ اس زمانے میں بے شمار افراد لا پتہ ہوئے جن میں سے کئی ایک کا ابھی تک سراغ نہیں مل سکا۔ اس موضوع پر آپ مدظلہ العالی نے کچھ یوں تحریر فرمایا۔

بھوگ

غائب کئے جناب نے جو بے شمار لوگ
ہر وقت بپا اُن کے گھرانوں میں ہے اک سوگ
پرویز! جب تک ان کے اعزہ حیات ہیں
دیتے ہیں بد دعائیں تجھے "تو بھی ایسی بھوگ"

پرویز ترا

بیٹا تیرا بلال اگر گم ہوا ہوتا
کنبہ نہ تیرا چین سے آرام سے سوتا
گم کردہ بلالوں کا ہے تیرے یہ مکافات
بن باس میں پرویز! مقدر کو ہے روتا

غزل

غیر سے رسم و راہ تمہاری ہے صورت حال کیا ہماری ہے
تیری ساقی گری کے کیا کہنے جس کو دیکھا خرد سے عاری ہے
اک شب خواب میں تھے آنکلے کیف اب تک وہ دل پہ طاری ہے
اک گھڑی آنکھ سے جو ہو اوجھل مدتوں پہ وہ لمحہ بھاری ہے
محض اس کا کرم ہے فتح الباب زور وزر کا گزر نہ زاری ہے
اک بلبل پہ ہی نہیں موقوف گل پہ شیدا خدائی ساری ہے

شیر اپنے ہیں سب نشانِ شعور
فیضِ مرشد مدام جاری ہے

غزل

شوق و مستی کو دوبالا کردیا
کر دیا مدہوش دانا کردیا
گو نگاہِ خلق میں ہوں ہوشمند
عقل کے کانوں سے بہرا کردیا
دردِ اُلفت کو دبایا لاکھ ہی
کو بہ کو آخر ہی رسوا کردیا
ایک خلقت ہے تماشائی میری
تیری نسبت نے کیا کیا کردیا
جب کوئی فتنہ زمانے میں اُٹھا
میری تربت کا اشارہ کردیا
جب کبھی گھیرے ہے تاریکی مجھے
ساتھ تیرے نے اُجالا کردیا

عشق نے مرشد کی دی کایا پلٹ
جبکہ غالب کو نما کر دیا

غزل

غریب شہر ہوں اتنا ضرور کر دینا میرے نیاز بھی نذرِ حضور کر دینا
یہ ایک دل ہے کہ ہیں جس میں دھڑکنیں تیری کہیں یہ دھڑکنیں نہ اس سے دور کر دینا
لگا ہوں جوڑنے پھر سے یہ کرچیاں دل کی کہیں یہ آئینہ پھر سے نہ چور کر دینا
کبھی جو جھانکنے نکلوں میں دل کی تنہائی تو اس میں اپنی معیت کا نور کر دینا
میرے کلام کے منظر کا پیشِ منظر تو اور اس کی اوج مانند طور کر دینا
طفیل خواجۂ قندہار مرشد کامل
مرا صراط پہ آسان مرور کر دینا

غزل

محصور ظلمتوں میں ہر اک سمت فضا ہے
نادان سمجھتا ہے کہ ساون کی گھٹا ہے
کیا عہدِ جفا مہد تھا جو بیت گیا ہے
لبریز کیا پیمانۂ پیمانِ وفا ہے
ساقی کے نوازش کی نہ حد ہے نہ کنارا
ہر کوچہ و بازار خرابات نما ہے
بلبل ہی جگر خوں نہیں اس پھول کے ہاتھوں
بستان کا ہر گوشہ خیابانِ حنا ہے
اے چارہ گر علاج دلِ داغ داغ کا
اب پشت پہ ہر زخم کے ناسور بپا ہے

مرشدؔ تیرے کلام میں کیوں کر اثر نہ ہو
آئینۂ جذبات اور دل کی صدا ہے

غزل

بستان کی اے باغباں یہ کیسی فضا ہے
ہر برگ پہ ہر گل پہ قیامت سی بپا ہے
اے خانہ براندازِ چمن باز ہی آجا
مضمر اسی تعمیر میں تیری ہی بقا ہے
پشتے تیرے کشتوں کے بہر سمت لگے ہیں
ظاہر میں تیرے ہاتھ نہ خنجر نہ عصا ہے
انجام ستم گر کا ہے عبرت گہِ تاریخ
آہِ دلِ مظلوم تو پیکانِ قضا ہے
ہر وعدہ تیرا وعدہ فردا ہوا ثابت
پورا کیا تو نے کبھی پیمانِ وفا ہے
انعام نیکیوں کا میری دشمنِ وفا!
لکھا تیرے دفتر میں بدی اور جفا ہے
دھڑکن میرے سینے کی ذرا آکے تو سن لے
ہر تارِ نفس شکوہ کناں تیرا سدا ہے
یہ خال جو رخسار کو بھڑکائے ہوئے ہیں
اک نقشِ ازل ہے جو میرے دل پہ کھدا ہے
قندہار کے خواجہ سے ہے نسبت کی یہ تاثیر
مرشدؔ جو میرے دل کے اندھیرے میں ضیا ہے

مکتبہ سراجیہ مجددیہ کا قیام

حضرت خواجہ صاحب نے ۱۹۷۷ء میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں مکتبہ سراجیہ مجددیہ قائم فرمایا۔ اس مکتبہ کے تحت آپ نے بڑی نادر کتب طبع کروائیں۔ اور مزید کام جاری ہے۔ انشاء اللہ عزوجل۔ چند کتب کے نام ذیل میں درج ہیں۔

۱۔ مکتوبات (فارسی) حضرت حاجی دوست محمد قندھاریؒ

۲۔ فوائد عثمانی (فارسی) ملفوظات، مکتوبات و معمولات حضرت خواجہ محمد عثمانؒ دامانی۔
جامع حضرت سید اکبر علی شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ مواہبِ رحمانیہ فی فوائد و فیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ (جلد اول: تجلیاتِ دوستیہ)
تالیف لطیف حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ

۴۔ مواہبِ رحمانیہ فی فوائد و فیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ (جلد دوم: کمالاتِ عثمانیہ)
تالیف لطیف حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ

۵۔ مواہبِ رحمانیہ فی فوائد و فیوضات حضرات ثلاثہ دامانیہ (جلد سوم: مقاماتِ سراجیہ)
تالیف لطیف حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ

۶۔ سلسلۃ الذہب موسوم بہ سلسلہ سراجیہ از حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ

۷۔ سیرت غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ (اُردو)
از مولانا ابوالبیان محمد داؤد فاروقی

۸۔ تذکرہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی (شیخ احمد سرہندی فاروقی) قدس سرہ (اردو)
از محمد منظور نعمانیؒ

۹۔ حسنات الحرمین و یواقیت الحرمین از خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ مقاماتِ مظہری تالیف شاہ غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ مکتوباتِ حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ (اردو)

۱۲۔ علامہ ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء (اردو) از شاہ ابوالحسن زید فاروقیؒ

۱۳۔ رسالہ اُنسیہ (فارسی متن و اُردو ترجمہ) تصنیف: حضرت خواجہ یعقوب چرخی

قدس سرہ، اردو ترجمہ: محمد نذیر رانجھا

۱۴۔ انگریزی ترجمہ کتاب رحمت عالم ﷺ (Muhammad Peace Be Upon Him , Mercy For The Universe)

۱۵۔ اثبات المولدِ والقیام از شاہ احمد سعید قدس سرہ، مع مقدمہ: محمد اقبال مجددی

۱۶۔ مقاماتِ عثمانیہ (مختصر) ترتیب وترجمہ: حضرت محمد سعد سراجی مرشد بابا

۱۷۔ وصالِ احمدی، تصنیف مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وترجمہ: محمد سعد سراجی مرشد بابا

۱۸۔ تجلیاتِ ربانی تلخیص وترجمہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ

از مولانا نسیم احمد فریدی

ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ (حیدر آباد، سندھ) نے آپ کی فرمائش پر مشہور صوفی بزرگ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشہورِ زمانہ رسالہ ''عارف نامہ'' کو شائع کیا۔

تصنیف وتالیف

حضرت خواجہ صاحب نے مقاماتِ عثمانیہ (مختصر) تحریر فرمائی۔ اس کتاب پر تعارف مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔ اس کے علاوہ مولانا بدرالدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب وصالِ احمدی، کی ترتیب وترجمہ آپ نے فرمایا۔ ساتھ ساتھ مجموعہ فوائد عثمانی (فارسی) تالیف: سید اکبر علی شاہ دہلوی، کا بھی ترجمہ بھی آپ فرما رہے ہیں جو انشاء اللہ بہت جلد طبع ہو کر منظرِ عام پر آجائے گا۔ نیز آپ کا شعری مجموعہ بھی زیرِ طبع ہے۔ وما توفیقی الا باللہ

ازدواجی زندگی

حضرت خواجہ صاحب مدظلہ کی شادی خانہ آبادی حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور معتمدِ خاص حضرت حاجی شکاری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قوم اُسترانہ کی صاحبزادی صاحبہ سے ہوئی۔ آپ مدظلہ العالی کی اہلیہ محترمہ بہت نیک، صالح، سعادت مند، خوش اخلاق اور صوم وصلوٰۃ کی پابند ہیں، جنہوں نے حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ مبارکہ میں لنگر شریف اور مہمانانِ خانقاہ عالیہ کی بہت خدمت کی۔ اور ابھی خانقاہ عالیہ موسیٰ زئی شریف اور خانقاہ عالیہ ڈیپ شریف میں موجود زائرین ووارد ین اور مریدین کے لئے

لنگر شریف کا تمام انتظام آپ خود کرتی ہیں۔ اللہ کریم عمرِ دراز عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

اولادِ امجاد

اللہ کریم نے حضرت خواجہ صاحب مدظلہ العالیٰ کو سات (۷) صاحبزادگان والا کرام سے نوازا ہے۔ تمام صاحبزادگان اعلیٰ تعلیم یافتہ اور صوم وصلوٰۃ کے پابند ہیں۔

۱: صاحبزادہ محمد زہیر سراجی: آپ کی ولادت ۱۹۷۶ء میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ قرآن پاک کے حافظ ہیں۔ آپ نے گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسمٰعیل خان سے بی کام کی ڈگری حاصل کی۔ موسیٰ زئی شریف میں آنے والے مریدین و متعلقین کی خدمت کرتے ہیں۔ نرم خو اور اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ آپ شادی شدہ ہیں اور اللہ کریم نے آپ کو ایک صاحبزادہ محمد فرخاد قلندر اور دو صاحبزادیوں سے نوازا ہے۔

۲: صاحبزادہ محمد عمیر سراجی: آپ کی ولادت ۱۹۷۸ء میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ حافظ قرآن ہیں۔ آپ نے گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ایم ایڈ کی ڈگری حاصل کی۔ عرس مبارک کے موقع پر انتظامی امور میں بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے ہیں۔ آپ شادی شدہ ہیں۔ اللہ کریم نے آپ کو دو صاحبزادگان، صاحبزادہ محمد شقران قلندر اور صاحبزادہ محمد ثوبان قلندر اور ایک صاحبزادی سے نوازا ہے۔

۳: صاحبزادہ محمد نمیر سراجی: آپ کی ولادت ۱۹۸۰ء میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ آپ نے گومل یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات اور ایم ایڈ کی ڈگریاں حاصل کی ہوئی ہیں۔ حضرت والد صاحب کے کتب خانہ میں کافی دلچسپی رکھتے ہیں، اور حضرات کی کتب اور ادب و تصوف کی کتب کو زیرِ مطالعہ رکھتے ہیں۔ بہت مہمان نواز، منکسر المزاج اور اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ آپ شادی شدہ ہیں۔ اللہ کریم نے آپ کو ایک صاحبزادہ محمد ابرہیم قلندر اور ایک صاحبزادی سے نوازا ہے۔

۴: صاحبزادہ محمد جنید سراجی: آپ کی ولادت یکم جنوری ۱۹۸۳ء میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ آپ نے گومل یونیورسٹی سے بی آئی ٹی، بی ایڈ (گولڈ میڈلسٹ) ایم ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس کی ڈگریاں حاصل کر رکھیں ہیں۔ اچھے اخلاق کے مالک

ہیں۔آپ بھی شادی شدہ ہیں۔اللہ کریم نے ایک صاحبزادی صاحبہ عطا فرمائی ہے۔

۵: صاحبزادہ محمد زید سراجی مجددی: راقم الحروف ۲۱ مارچ ۱۹۸۶ء کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں پیدا ہوا۔نام محمد زید رکھا گیا۔ابتدائی علوم موسیٰ زئی شریف اور ڈیرہ اسمٰعیل خان میں حاصل کئے۔ازاں بعد قاری محمد سعید صاحب پپلاں ضلع میانوالی کے پاس حفظ قرآن مکمل کیا۔ساتھ ہی میٹرک تک تعلیم حاصل کی ۲۰۰۴ء میں عالمِ اسلام کی معروف عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف (ضلع سرگودھا) میں علوم دینیہ کے حصول کیلئے داخلہ لیا۔جید علماء (شیخ الحدیث والتفسیر علامہ محمد خان نوری صاحب، شیخ الحدیث علامہ سید محمد اقبال شاہ صاحب، شیخ الادب علامہ عطا محمد ملک صاحب، علامہ مفتی شیر محمد خان صاحب، علامہ عبدالرزاق صدیقی صاحب اور علامہ مولانا ملک محمد بوستان صاحب اطال اللہ عمرھم وغیرہ) کے زیرِ سایہ دینی علوم مکمل کئے اور ۲۰۱۱ء میں سند فراغ حاصل کی، ساتھ ہی محفلِ جبہ پوشی و دستار بندی ہوئی، اس پروقار محفل میں حضرت والد صاحب قبلہ بھی تشریف فرما تھے، پیر صاحب بھیرہ شریف، حضرت پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب نے حضرت والد صاحب سے فرمایا کہ وہ محفل کی اختتامی دعا فرمائیں اور ساتھ ہی طلباء کی دستار بندی بھی فرمائیں۔اس کے علاوہ راقم نے ایف اے، بی اے، ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کی ڈگریاں اعلیٰ نمبروں کے ساتھ حاصل کیں۔

رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ بمطابق اگست ۲۰۱۲ء میں زیارتِ حرمین شریفین کے سفر فیض اثر سے مشرف ہوا، اس سفر مبارک میں عمرہ پاک اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ساتھ ہی مسجد نبوی شریف میں اعتکاف پر بیٹھنے کی توفیق ہوئی۔

صاحبزادہ محمد انس سراجی: آپ کی ولادت ۱۹۸۸ء میں خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی، قاری محمد سعید صاحب کے پاس قرآن پاک حفظ کیا۔گومل یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات کیا۔قبلہ والد صاحب کے ساتھ لنگر شریف اور مہمانوں کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں۔

۷: صاحبزادہ احمد قلندر سراجی: آپ کی ولادت ۲۰۰۰ء میں ہوئی۔قرآن پاک حفظ کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ساتویں جماعت میں زیرِ تعلیم ہیں۔اللہ کریم سعادت مند بنائے۔

آمین یارب العالمین

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصل سوم

اس فصل میں حضرت خواجہ محمد سعید سراجی کی ولادت باسعادت، تحصیل علم زیارتِ حرمین شریفین، بیعت وخلافت، ازدواجی زندگی اور اولادِ امجاد کا ذکر ہے

ولادت باسعادت

آپ مدظلہ العالیٰ ۲۰ نومبر ۱۹۴۵ء کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی قدس سرہ کے گھر مبارک میں متولّد ہوئے۔آپ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے فرزندِ ثالث ہیں۔آپ کا نام محمد سعید رکھا گیا۔آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ محمد علاؤالدین صاحبؒ کی صاحبزادی تھیں۔

شجرہ نسب مبارک

محترم والد ماجد اور محترمہ والدہ ماجدہ ہر دو جانب سے آپ کا شجرہ مبارک حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے۔

والدِ ماجد کی طرف سے نسب مبارک: حضرت خواجہ محمد سعید بن حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل بن حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم بن حضرت خواجہ محمد سراج الدین بن حضرت خواجہ محمد عثمان دانی رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب مبارک: حضرت خواجہ محمد سعید بن محترمہ جہان آراء بی بی بنت حضرت محمد خواجہ علاؤالدین بن حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین بن حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین۔

گویا آپ مدظلہ العالیٰ نجیب الطرفین عثمانی ہیں۔ ذالك فضل اللّٰه یو تیه من یشاء

تحصیل علم

ابتدائی علوم خانقاہ شریف میں حاصل کئے۔ جامعہ قادریہ رحیم یار خان میں حضرت قاضی محمد خلیل صاحب اور قاضی محمد اسمٰعیل صاحبؒ سے مکمل علوم دینیہ حاصل کئے اور درس نظامی

وہیں مکمل کیا۔ گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسمٰعیل خان سے ایم اے عربی کیا۔

زیارتِ حرمین شریفین

حضرت خواجہ صاحب نے زیارتِ حرمین شریفین کے لئے حجازِ مقدس کا سفر کیا۔ حج بیت اللہ شریف اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی حاضری سے شادکام ہوئے۔

بیعت وخلافت

آپ مدظلہ العالی اپنے والدِ ماجد حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ سے بیعت ہیں۔ ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۸۴ء کو حضرات مشائخ کرام موسیٰ زئی شریف کے سالانہ عرس مبارک کے مجمعِ عام میں آخری دعا کے موقع پر حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی قدس سرہ نے اپنے فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ محمد سعید صاحب کو ہشت سلاسلِ طریقت میں اجازتِ خلافت سے نوازا اور بطریقِ طفرہ لطائفِ عشرہ پر توجہ دی اور تمام مقامات پر توجہ دی۔

ازدواجی زندگی

آپ کے والد محترم حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی قدس سرہ نے آپ کی شادی عم زاد بھائی حضرت دوست محمد جانؒ کی صاحبزادی سے کرائی۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نیک، صالح اور خدمت گزار خاتون ہیں۔

اولادِ امجاد

اللہ کریم نے آپ کو چار صاحبزادگان سے نوازا ہے۔

۱: صاحبزادہ احمد زبیر سراجی: آپ کی ولادت ۱۰ نومبر ۱۹۸۰ء میں خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ حضرت خواجہ صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ حافظِ قرآن ہیں۔ اور فاضل عربی تک علوم دینیہ بھی حاصل کر چکے ہیں۔ حلیم الطبع اور ملنسار ہیں۔ آپ کی شادی ہو چکی ہے۔ اللہ کریم نے دو صاحبزادیوں سے نوازا ہے۔

صاحبزادہ احمد طلحہ سراجی: آپ کی ولادت ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۲ء میں خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں ہوئی۔ حافظ قرآن ہیں۔ درس نظامی مکمل کر چکے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ایم اے اسلامیات اور ایم اے انگلش کی سندیں بھی لے چکے ہیں۔

۳: صاحبزادہ احمد حذیفہ سراجی: آپ کی ولادت ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء میں خانقاہ موسیٰ زئی شریف

میں ہوئی۔ حافظ قرآن ہیں۔ درس نظامی مکمل کر چکے ہیں۔ ذہین و فطین ہیں۔ دنیاوی تعلیم بھی حاصل کر چکے ہیں۔

۴: صاحبزادہ احمد مامون سراجی: آپ کی ولادت ۲۸اکتوبر ۲۰۰۱ء میں ہوئی۔ ساتویں جماعت کے طالبعلم ہیں، اور قرآن پاک بھی حفظ کر رہے ہیں۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ رابع

اس فصل میں حضرت خواجہ محمد یوسف سراجی کی ولادت باسعادت، تحصیل علم، ازدواجی زندگی، وصال پرملال اور اولادِ امجاد کا ذکر ہے

ولادت باسعادت

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۴ فروری ۱۹۵۶ء میں خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی قدس سرہ کے گھر مبارک میں متولّد ہوئے۔ آپ حضرت خواجہ صاحب قدس سرہ کے فرزندِ رابع تھے۔ آپ کا نام محمد یوسف جان رکھا گیا۔ آپ کی والدہ ماجدہ حضرت خواجہ محمد علاؤالدین صاحبؒ کی صاحبزادی تھیں۔

شجرہ نسب مبارک

محترم والد ماجد اور محترمہ والدہ ماجدہ ہردو جانب سے آپ کا شجرہ مبارک حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر ملتا ہے۔

والدِ ماجد کی طرف سے نسب مبارک: حضرت خواجہ محمد یوسف بن حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل بن حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم بن حضرت خواجہ محمد سراج الدین بن حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین۔

والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب مبارک: حضرت خواجہ محمد یوسف بن محترمہ جہان آراء بی بی بنت حضرت محمد خواجہ علاؤالدین بن حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین بن حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رضوان اللّٰہ علیہم اجمعین۔

گویا آپ مدظلہ العالی نجیب الطرفین عثمانی تھے۔ ذالك فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء

تحصیل علم اور وجاہت

آپؒ نے خانقاہ موسیٰ زئی شریف میں قرآن پاک حفظ کیا۔ دنیاوی علوم بھی موسیٰ زئی شریف میں حاصل کئے۔ ہونہار اور لائق فائق تھے۔ نہایت حسین وجمیل اور خوبصورت شخصیت کے مالک تھے۔

ازدواجی زندگی اور وصال

آپؒ کی شادی آپ کے والد ماجد نے حضرت خواجہ غلام محمد سواگؒ پیر آف سواگ شریف کی صاحبزادی سے کرائی۔ اہلیہ محترمہ نیک سیرت اور صالح ہیں۔ آپؒ ۱۱اگست ۱۹۸۵ء میں بعمر ۲۹ سال موسیٰ زئی شریف میں وصال پاگئے۔ اور حضرات کبار کے احاطہ مزارات میں مدفون ہوئے۔ علیہ الرحمۃ

اولادِ امجاد

اللہ کریم نے آپ کو ایک صاحبزادے اور دو صاحبزادیوں سے نوازا۔

صاحبزادہ محمد آصف جان سراجی: آپ کی ولادت ۱۵دسمبر ۱۹۸۵ء میں ہوئی۔ ہونہار اور ذہین ہیں۔ گومل یونیورسٹی سے بی اے تک تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ موسیٰ زئی شریف میں مقیم ہیں۔ بہت مہمان نواز ہیں۔ اللہ کریم عمرِ خضر عطا فرمائے۔ آمین۔

باب ہفتم

متفرقات

اس باب میں چار فصول ہیں، جن میں بہت
اہم متفرق موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے

مُحَمَّدٌ ضَاحِكٌ لِّلضَيْفِ مُكْرِمَةً
مُحَمَّدٌ جَارُهُ وَاللّٰهِ لَمْ يُضَمِ

مُحَمَّدٌ طَابَتِ الدُّنْيَا بِبَعْثَتِهٖ
مُحَمَّدٌ جَآءَ بِالْاٰيَاتِ وَالْحِكَمِ

صَلَّى اللّٰه تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ اول

استدراک

خانقاہ سراجیہ کندیاں سے وابستہ محمد نذیر رانجھا صاحب نے خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے حالات و واقعات کے متعلق ''تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف'' کے عنوان سے ایک کتاب تالیف کی ہے۔ جسمیں مندرجہ ذیل بعض عبارات محلِ نظر اور قابلِ تصحیح ہیں۔ لہٰذا ان عبارات کی تصحیح کی جاتی ہے۔

عبارت نمبر ا:

''موسمِ گرما میں حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ (بانی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف) قندھار (افغانستان) تشریف لے جاتے تو حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی اور حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمہما اللہ بھی آپ کے شریک سفر ہوا کرتے تھے''۔

کتاب: تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، مولف محمد نذیر رانجھا، صفحہ نمبر ۴۱۲ سال اشاعت ۲۰۱۰ء

تصحیح عبارت:

حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت، حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قبلہ قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے دفات ۱۸۶۸ء کے تقریباً گیارہ سال بعد ۱۸۸۹ء میں ہوئی۔ اس اعتبار سے ان دو حضرات رحمہما اللہ کی ملاقات محال ہے، چہ جائیکہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر کیا ہو۔

عبارت نمبر ۲:

''حضرت حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر مکتوبات حاجی دوست محمد قندھاری قدس سرہ کا اردو ترجمہ حضرت حافظ قاری سید زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید حضرت صوفی محمد احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا، جو تحفہ ابراہیمیہ کے نام سے پہلی بار ۱۹۶۶ء میں اور دوبارہ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء میں زوار اکیڈمی، پبلی کیشنز، کراچی سے طبع ہوا''۔

کتاب: تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، مولف محمد نذیر رانجھا، صفحہ نمبر ۴۷۰ سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء

تصحیح عبارت۔

یہاں مکتوبات حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے اردو ترجمے کا انتساب غلط طور پر صوفی محمد احمد مرحوم کی طرف کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ مکتوباتِ مذکور کا ترجمہ حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے پہل اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد حافظ ابراہیم سراجی رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائش پر کیا۔ اور یہی ترجمہ حضرت خواجہ محمد ابراہیم سراجیؒ نے صوفی محمد احمد مرحوم کو برائے صحت واصلاح اور طباعت دیا تھا، اور ساتھ ہی آخر کے تین، چار مکاتیب کا دوبارہ ترجمہ کرنے کا بھی فرمایا تھا، جو غالباً دیمک خوردہ ہوکر ضائع ہو گئے تھے۔ اس بات کی تائید حضرت خواجہ حافظ محمد ابرہیم سراجیؒ کے مکتوب بنام صوفی محمد احمد مرحوم سے ہوتی ہے جو رانجھا صاحب کی تالیف کردہ کتاب مذکور کے صفحہ نمبر ۴۷۰ پر موجود ہے۔

نوٹ: حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددیؒ کا یہ ترجمہ والدی ماجدی حضرت خواجہ محمد سعد سراجی دوستی مرشد بابا کے پاس خطی شکل میں محفوظ ہے۔

عبارت نمبر۳:

حضرت خواجہ محمد علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت کے تحت لکھا ہے "آپ تقریباً ۱۸۸۶ء، (۱۳۰۴۔۱۳۰۳ھ) کو خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف میں پیدا ہوئے"

کتاب: تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، مولف محمد نذیر رانجھا، صفحہ نمبر ۵۱۷ سن اشاعت ۲۰۱۰ء

تصحیح عبارت:

حضرت خواجہ محمد علاء الدین بن حضرت خواجہ محمد بہاء الدینؒ کی یہ تاریخ ولادت محلِ نظر ہے اور عقلاً درست نہیں ہے۔ کیوں کہ اس حساب سے تو پھر حضرت خواجہ محمد علاء الدینؒ، حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ سے عمر میں سات سال چھوٹے ہوتے ہیں، جبکہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے وفات کے وقت حضرت خواجہ محمد بہاء الدینؒ کی عمر تقریباً ۱۵ برس تھی۔ واضح رہے کہ اُن کی شادی حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ نے کرائی جبکہ حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ کی شادی حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نے اپنے حینِ حیات میں کرائی۔ اگر رانجھا صاحب کی تحریر کردہ حضرت خواجہ محمد علاء الدینؒ کی تاریخ ولادت صحیح مان لی جائے تو اس حساب سے وہ اپنے والد حضرت خواجہ محمد بہاء الدینؒ سے بوقتِ ولادت تین یا چار سال چھوٹے ہوتے ہیں، جو کہ عقلاً مستبعد ہے۔

ایک اور لحاظ سے بھی اگر دیکھا جائے تو ۱۲ صفر ۱۳۲۳ھ کو حضرت خواجہ محمد سراج الدینؒ جو وصیت نامہ تحریر فرمایا۔ اس کی رو سے اس وقت خواجہ محمد علاء الدینؒ سنِ بلوغ کو نہیں پہنچے تھے بلکہ ان کے بالغ ہونے میں ابھی کئی سال باقی تھے۔ جبکہ نذیر رانجھا صاحب کی پیش کردہ سنِ ولادت (۱۳۰۳ھ) کی رو سے تحریر وصیت نامہ (۱۳۲۳ھ) کو ان کی عمر ۲۰ یا ۲۱ سال بنتی ہے۔ اتنی عمر والے کو تو اپنے جائیداد اور کاروبار کی اہلیت ہوتی ہے۔ لہٰذا اس وصیت نامہ کی رو سے اُن کا سال پیدائش ۱۳۰۳ھ تاریخی اعتبار سے غلط ہے۔

نوٹ: حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ کا وصیت نامہ کتاب ''تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ کے صفحہ نمبر ۴۱۷'' پر درج ہے۔

عبارت نمبر ۴:

''حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کے وصال مبارک کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے سجادہ نشین قرار پائے۔ چونکہ آپؒ دریا خان، ضلع بھکر میں ایک گھر بنا کر مقیم ہو گئے تھے، لہٰذا حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ کی والدہ محترمہؒ جو خانقاہ شریف میں ڈاڈئی صاحبہ، یعنی دادی صاحبہ کے نام سے مشہور تھیں، نے آپ کو حکم دیا کہ علاء الدین مریدین کی اصلاح اور دیکھ بھال اب آپ کے ذمہ ہے اور یوں خانقاہ موسیٰ زئی شریف اور خانقاہ ڈیپ شریف کی ذمہ داری آپ کے کندھوں پر آ گئی اور دادی صاحبہؒ کے اس حکم پر آپ نے بخوبی عمل کیا اور ۲۸ یا ۳۰ سال تک دونوں خانقاہوں کے مریدین کو فیوضاتِ نقشبندیہ مجددیہ سے مستفید فرمایا اور آپ کے روحانی فیض کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے چہارم سو پھیلایا۔''

کتاب: تاریخ و تذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، مولف محمد نذیر رانجھا، صفحہ نمبر ۵۱۸ سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء

تصحیح عبارت:

اول یہ کہ حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی رحمۃ اللہ علیہ نے دریا خان ضلع بھکر میں کوئی گھر نہیں بنایا تھا۔ اور نہ ہی اس میں مقیم ہو گئے تھے۔ بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ آپؒ ہر سال دو، چار مہینے دریا خان میں اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے تعمیر کردہ قدیمی بنگلہ اور خانقاہ میں قیام فرماتے تھے۔

دوسرا یہ کہ خانقاہ موسیٰ زئی شریف اور خانقاہ ڈیپ شریف کی جملہ ذمہ داری کو حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے نبھایا نہ کہ حضرت محمد علاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے، اور بوقتِ وصال حضرت خواجہ محمد علاء الدینؒ کی عمر سنتالیس سال تھی۔

عبارت نمبر۵:

صاجزادہ محمد شمس الدینؒ کے حالاتِ زندگی کے ضمن میں رانجھا صاحب موصوف تحریر کرتے ہیں۔''آپ ۱۹۶۸ میں پاکستان واپس آگئے اور خانقاہ موسیٰ زئی شریف کی مسجد میں خطابت کے ساتھ ساتھ درسِ حدیث کا سلسلہ بھی شروع فرمایا۔''

کتاب: تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، مولف محمد نذیر رانجھا، صفحہ نمبر ۵۲۳ سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء

تصحیح عبارت:

خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کی مسجد میں نمازِ جمعہ کا اجراء، راقم الحروف کے والد ماجد حضرت خواجہ محمد سعد جان سراجی دوستی مرشد بابا نے اپنے والد بزرگوار حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء اور مشورہ پر ۱۹۸۶ء میں کیا (اس بات کی تائید حضرت خواجہ محمد اسمٰعیل سراجیؒ کے ایک مکتوب بنام حضرت محمد سعد سراجی سے ہوتی ہے جو اس کتاب کے باب پنجم میں آپ کے مکتوبات کی فصل میں موجود ہے۔) اور مسلسل آٹھ سال تک نمازِ جمعہ کی خطابت کی ذمہ داری نبھائی، اور اپنے والد صاحبؒ کے وصال کے ایک سال بعد اس ذمہ داری سے دستکش ہو گئے۔ اس کے بعد سے وقتِ موجود تک مسجد شریف خانقاہ شریف کی خطابت مستقل طور پر کسی کے حوالہ نہیں ہے۔

عبارت نمبر۶:

''حضرت مولانا محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے صاحبزادگان کے نام یہ ہیں:

حضرت صاحبزادہ زین العابدین صاحبؒ	حضرت صاحبزادہ سیف الدین صاحبؒ
حضرت صاحبزادہ مصباح الدین صاحبؒ	حضرت صاحبزادہ شمس الدین صاحبؒ
حضرت صاحبزادہ دوست محمد صاحبؒ''	

کتاب: تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، مولف محمد نذیر رانجھا، صفحہ نمبر ۲۹۷ سن اشاعت ۲۰۱۰ء

تصحیح عبارت:

حضرت خواجہ محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کریم نے صرف ایک فرزند صاحبزادہ محمد علاء الدینؒ سے نوازا تھا۔ رانجھا صاحب نے جن صاحبزادگان کو حضرت خواجہ محمد بہاء الدینؒ کی طرف منسوب کیا ہے وہ حضرت خواجہ محمد علاء الدینؒ کے صاحبزادگان کے اسماء ہیں۔

عبارت نمبر ۷:

دوسرا حج مبارک: حضرت خواجہ محمد سراج الدین قدس سرہ نے بعد ازاں بھی حج کی سعادت حاصل پائی اور اس سفر میں حضرت مولانا ابو سعد خان رحمۃ اللہ علیہ (بانی خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، کندیاں ضلع میانوالی) اور دیگر ارادت مند بھی شریک تھے۔

کتاب تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، مولف محمد نذیر رانجھا، صفحہ نمبر ۴۱۶ سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء

تصحیح عبارت:

حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی مبارک میں صرف ایک حج کیا تھا۔ ۱۹۰۶ء میں آپؒ میں براستہ لاہور، سرہند شریف سے ہوتے ہوئے بمبئی اور وہاں سے بذریعہ بحری جہاز جدہ شریف اور پھر حرمین شریف تشریف لے گئے۔ اس سفرِ حج میں قاضی قمر الدین چکڑالوی صاحبؒ، مولانا غلام حسین کانپوری صاحبؒ اور مولانا احمد خان صاحبؒ وغیرہم آپ کے رفیقِ سفر تھے۔

عبارت نمبر ۸:

حضرت صاحبزادہ محمد جان کے حالاتِ زندگی کے ضمن میں نذیر رانجھا صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ نے مورخہ ۱۵ جون ۱۹۵۶ء کو دریا خان میں ہی رحلت فرمائی اور یہیں آسودہ خاک ہوئے۔"

کتاب: تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، مولف محمد نذیر رانجھا، صفحہ نمبر ۴۸۱ سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء

تصحیح عبارت:

حضرت خواجہ محمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم سراجی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند تھے، کا سن وفات درست نہیں ہے۔ آپؒ کا وصال ۸ جون ۱۹۸۰ء کو ہوا۔

عبارت نمبر۹:

حضرت خواجہ غلام حسن سواگ ؒ کی اولاد امجاد کے ذکر میں تحریر کیا کہ۔'' آپ کے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔

۱۔حضرت صاحبزادہ مولانا فقیر محمدؒ''	۲۔حضرت صاحبزادہ غلام محمدؒ
۳۔حضرت صاحبزادہ محمد بدرؒ	۴۔حضرت صاحبزادہ محمد ابراہیمؒ
۵۔محترمہ غلام عائشہ بی بیؒ	۶۔محترمہ غلام زینب بی بیؒ

کتاب: تاریخ وتذکرہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف، مولف محمد نذیر رانجھا، صفحہ نمبر ۵۸۰ سنِ اشاعت ۲۰۱۰ء

تصحیح عبارت:

حضرت خواجہ غلام حسن سواگ ؒ کو اللہ کریم نے تین صاحبزادگان، حضرت خواجہ فقیر محمدؒ، حضرت خواجہ غلام محمدؒ، حضرت خواجہ محمد ابرہیمؒ، عطا فرمائے تھے۔ آخر الذکر دونوں صاحبزادگان بچپن میں وصال فرما گئے۔ آپؒ کے فرزندِ اکبر حضرت خواجہ فقیر محمدؒ کے دو صاحبزادے، حضرت خواجہ غلام حسینؒ اور حضرت خواجہ غلام محمد ثانیؒ تھے۔ اس وقت حضرت غلام محمد ثانیؒ کی اولاد خانقاہ سراجیہ پیر سواگ شریف کی وارث ہے۔

بحوالہ کتاب فیوضاتِ حسنیہ صفحہ نمبر ۱۰۵

آخر میں رانجھا صاحب موصوف سے گزارش ہے کہ جب کبھی بھی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف کے حوالہ سے قلم اُٹھائیں تو احتیاط کے دامن کو ہاتھ سے جانے نہ دیں اور خوب تحقیق کے بعد کچھ تحریر کریں اور ایسے حضرات و کتب کو مرجع بنائیں جو خانقاہ موسیٰ زئی شریف کے حوالہ سے مستند اور صحیح معلومات پر مبنی ہوں۔

☆☆☆☆☆

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ دوم

تفصیل ختمات شریفہ مروجہ

خانقاہ شریف احمدیہ سعیدیہ دوستیہ عثمانیہ سراجیہ ابراہیمیہ

رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیہم اجمعین

ختماتِ شریفہ وقت صبح بعد از نماز فجر

(۱) ختم خواجگان: اس کی تفصیل یہ ہے کہ اول سات دفعہ الحمد شریف۔ پھر یک صد درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِ نا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ سَيِّدِ نا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ۔ اور اس کے بعد اناسی بار سورہ اَلَمْ نَشْرَحْ اور پھر ایک ہزار دفعہ سُورت اخلاص پڑھے۔ اور اس کے بعد پھر سات مرتبہ الحمد شریف اور بعدہ یکصد بار درود شریف پڑھ کر یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ یَا كَافِیَ الْمُهِمَّاتِ۔ یَا دَافِعَ الْبَلِيَّاتِ۔ يَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ۔ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ یَا مُجِيْبَ الدَّعْوَاتِ۔ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

مذکورہ ہر ایک جملہ کو ایک ایک صد بار پڑھ کر اس ختم شریف کا ثواب بطفیل حضور پاک ﷺ تمام ارواحِ مطہرہ حضرات غریب نوازان سلسلہ نقشبندیہؒ، قادریہؒ، سہروردیہؒ، چشتیہؒ وغیرہم پر بخشے۔

۲۔ اول یکصد بار درود شریف اور پانچ صد بار اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ۔ پڑھیں بعدہ آخر میں یک صد بار پھر درود شریف پڑھ کر اس کلام کا ثواب اَلْفَانِیُ فِی اللّٰهِ وَ الْبَاقِیْ بِاللّٰهِ وَ سِيْلَتِنَا اِلَى اللّٰهِ الْعَلِيْمِ حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد ابراہیم رضی اللہ عنہ کی روحِ مقدسہ کو پہنچادے۔

۳۔ یک صد بار درود شریف اور پانچ صد بار۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ پڑھیں اور بعد میں پھر دوبارہ یک صد بار درود شریف پڑھ کر اس کلام کا ثواب قطب الواصلین غوث السالکین محبوب رب العالمین سراج الملۃ والدین حضرت خواجہ حاجی مولانا محمد سراج الدین صاحب دامانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح مقدسہ مبارکہ کو پہنچادے۔

ختمات شریفہ وقت ظہر۔ بعد از نماز ظہر

۱۔اول درود شریف یک صد بار اور سُبحَانَ اللّٰہِ و بحَمدِہٖ سُبحَانَ اللّٰہِ العَظِیمِ وَ بِحَمدِہٖ۔ پنج صد بار اور آخر درود شریف یک صد بار پڑھ کر ان سب کا ثواب روح منور قطب زماں غوثِ اواں قیومِ دوراں حضرت خواجہ حاجی مولانا محمد عثمان صاحب قبلہ دامانی رضی اللہ عنہ کو بخشے۔

۲۔اول درود شریف یکصد بار اور رَبِّ لَا تَذَرنِی فَردًا وَّ اَنتَ خَیرُ الوَارِثِینَ۔ پنج صد بار اور آخر میں درود شریف یکصد بار اس کا ثواب روح مبارک حاجی الحرمین الشریفین مقبول رب المشرقین والمغربین وسیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشے۔

۳۔اول درود شریف یکصد بار اور یَا رَحِیمَ کُلِّ صَرِیخٍ وَّ مَکرُوبٍ وَّ غِیَاثَہٗ وَ مَعَاذَہٗ یَا رَحِیمُ۔ پنج صد بار اور اخیر میں درود شریف یک صد بار پڑھ کر ان کا ثواب روح مطہر مقبول بارگاہ ربّ مجید حضرت شاہ احمد سعید صاحب احمدی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو بخشے۔

۴۔اول درود شریف یکصد بار اور حَسبُنَا اللّٰہُ وَنِعمَ الوَکِیلُ۔ پنج صد بار اور آخر میں درود شریف یک صد بار پڑھ کر ان سب کا ثواب قطب ربانی، غوث رحمانی، محبوب سبحانی، غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی روح مبارک کو بخشے۔

۵۔یَا اَللّٰہُ یَا رَحمٰنُ یَا رَحِیمُ یَا اَرحَمَ الرّٰحِمِینَ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیرِ خَلقِہٖ مُحَمَّدٍ پنج صد بار پڑھ کر اس کا ثواب حضرت مجدد مائۃ الثالث والعشر نائب خیر البشر خلیفہ خدا مروّج شریعت مصطفیٰ حضرت شاہ عبداللہ المعروف بشاہ غلام علی شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رُوح مبارک کو بخشے۔

۶۔اول درود شریف ایک سو بار اور یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ بِرَحمَتِکَ اَستَغِیثُ۔ پنج صد بار آخر میں درود شریف ایک سو بار پڑھ کر ان سب کا ثواب روح پر فتوح قطب زمان غوث اوان محبوب رحمان حضرت مرزا جان جانان مظہر شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بخشے۔

ختمات شریفہ وقت عصر۔ بعد از نمازِ عصر

۱۔اول درود شریف یک صد بار اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ سُبحَانَکَ اِنِّی کُنتُ مِنَ الظّٰلِمِینَ۔ پنج صد بار اور آخر میں درود شریف یک صد بار پڑھ کر ثواب ان سب کا قیوم زماں، غوث اوان عروۃ الوثقیٰ خواجہ حاجی مولانا محمد معصوم صاحب سرہندی قدس اللہ بسرہ الاقدس کی رُوح اطہر کو بخشے۔

۲۔اول درود شریف ایک صد بار اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پنج صد بار۔ اخیر میں درود شریف یک صد بار پڑھ کر ان سب کا ثواب امام ربانی، مجدد و منور الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحِ مقدس کو بخشے۔

۳۔اول درود شریف یک صد بار اور یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِكَ الْخَفِیِّ۔ پنج صد بار اور پھر درود شریف یک صد بار، پڑھ کر ثواب اس کا روحِ مبارک حضرت خواجہ شاہ نقشبند خواجہ بزرگ مرہم ناسور دلہائے دردمند کو بخشے۔

۴۔اول آخر درود شریف یک صد بار اور مَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔ پنج صد بار پڑھ کر ثواب اس کا روحِ مبارک حضرت امیر المومنین سیدّ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بخشے۔

۵۔ صَلوٰۃً تُنْجِیْنَا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِ نَا مُحَمَّدٍ صَلوٰۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ۔ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ۔ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ۔ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَ كَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ۔ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَ بَعْدَالْمَمَاتِ۔ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۳۱۳ بار پڑھ کر حضرت سرورِ کائنات مفخرِ موجودات جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کی روحِ اطہر کو بخشے۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ سوم

خلاصہ سلوک حضرات خواجگان نقشبندیہ مجددیہ

معصومیہ دوستیہ عثمانیہ سراجیہ ابراہیمیہ ذبیحیہ

ونیات مراقبات ومقامات بالتفصیل

امام ربانی، مجدد و منور الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کریم نے انسان کو دس لطائف سے مرکب کیا ہے۔ پانچ لطائف عالم امر سے ہیں اور پانچ لطائف عالم خلق سے ہے۔

پانچ لطیفے عالم امر کے ہیں: (۱) قلب، (۲) روح، (۳) سرّ، (۴) خفی، (۵) اخفیٰ

اور پانچ لطیفے عالم خلق کے ہیں: نفس اور اربعہ عناصر (باد۔ آب۔ آتش۔ خاک) ہیں اور اربعہ عناصر کے لطائف چار کو اسی ترتیب سے خیال اور لحاظ میں رکھیں۔

جاننا چاہیے کہ عالم امر اور عالم خلق کے لطائف کے اصول جدا جدا ہیں اور ان لطائف کے اصول عرش مجید کے اوپر بارگاہ کبریاء ذوالجلال میں مسکن گزین ہیں۔ اللہ کریم نے ان اصول کے فروع کو جسم انسانی میں اپنے اپنے مخصوص مواضع پر ودیعت رکھا ہے۔ اور بسبب علائق اور عوائق دنیائے دُنی کے انسانی وجود میں آکر نفس شیطان کے غلبہ کے باعث لطائف مذکور اندھیری کوٹھڑی میں گر گئے ہیں اور اپنا نور گم کر بیٹھے ہیں۔ اور اصول وفروع کے آپس کا رشتہ ٹوٹ جانے کے باعث لطائف یاد الٰہی سے غافل ہو گئے ہیں۔ حالانکہ غرض یہ تھی کہ اصول وفروع کے تعلق قائم کے رہنے سے انسان مدام یاد الٰہی میں مصروف اور محور رہے گا۔ اور انسان کو معرفت الٰہی نصیب ہوگی تو اس مغفرتِ الٰہی کے حصول کے لیے اللہ والوں (بزرگان دین) نے تین طریقے وضع کئے ہیں۔

(اول طریق ذکر ہے) اس کی دو اقسام ہیں۔ اول ذکر اسم ذات اور دوسرا ذکر نفی واثبات

اول ذکر اسم ذات کا طریقہ یہ ہے کہ زبان تالو سے لگا کر خیال سے اپنے قلب پر اللہ اور جملہ لطائف پر اللہ اللہ کہے۔

(لطیفہ قلب) کا مکان جسم انسانی میں بائیں پستان کے نیچے بفاصلہ دوانگشت واقع ہے، اور (لطیفہ روح) کا مقام دائیں پستان کے نیچے بفاصلہ دوانگشت واقع ہے۔ اور (لطیفہ خفی) کا مقام برابر بائیں پستان کے دوانگشت جانب سینہ واقع ہے۔ اور (لطیفہ اخفیٰ) کا مقام وسطِ سینہ میں ہے۔

ان سب لطائف میں سے ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ ذکر کرے بطریقہ مذکور تاوقتیکہ لطائف ذاکر ہو جائیں اور ان میں اپنے اصول کی جانب شوق اور میل پیدا ہو۔ یہاں تک کہ وہ بے اختیار ہو جائیں اور پرواز کرنے کے لیے ایسے بے تاب ہو جائیں کہ کب وہ گھڑی آئے کہ وہ اڑ کر اپنے اصول سے جاملیں۔

جب لطائف میں اسقدر ذوق وشوق اور انگیخت اپنے اصول سے جاملنے کے لیے معلوم ہونے لگے تو اس وقت حضرات غریب نواز ان عالیشانان رضوان اللہ علیہم نے لطائف کے اپنے اصول کی جانب پرواز کرنے کا دوسرا طریقہ وضع کیا ہے۔ اور وہ مراقبہ ہے۔ (مراقبہ کی تفصیل اور بیان آگے ذکر ہوگا)۔

دوسرا قسم ذکر نفی واثبات ہے: اور نفی واثبات کے شغل کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اپنے باطن کو ہر قسم خیالاتِ ماسوی اللہ سے پاک اور صاف کرے اور پھر سانس کو زیر ناف بند کر کے کلمہ لا کو (ناف) سے کھینچتے ہوئے دماغ تک پہنچائے اور کلمہ الٰہ کو اپنے دائیں کندھے تک پہنچائے اور الا اللہ کو اپنے دل (قلب) پر اس طرح سے ضرب دے کہ اس کا اثر باقی لطائف کو اور کلمہ محمد رسول اللہ کو سانس چھوڑتے وقت کہے۔ اور یادرہے کہ ذکر نفی واثبات میں سے معنی کا لحاظ کرے، کہ نہیں کوئی مقصود بجز ذات پاک۔ اور نفی کے وقت اپنی ہستی اور جملہ موجودات کی ہستی کی نفی کا خیال کرے اور اثبات کے وقت حق پاک عزاسمہ کی ذات کا اثبات ملحوظ رکھے اور جو پہلے گزر چکا ہے کہ معنی کا لحاظ کرے یہ نفی واثبات کے شرائط میں سے ایک شرط ہے اور نیز ہر ذکر میں چند بار بزبانِ خیال کمال عجز وانکساری سے بارگاہِ کبریا میں عرض کرے۔ کہ الٰہی خداوندا مقصود من توئی ورضائے تو محبت و معرفت خود بدہ۔ اور حبس نفس یعنی ذکر نفی واثبات کرتے وقت سانس کا بند رکھنا بے حد مفید ہے۔

سانس بند کرنے ہی سے حرارت قلب ذوق وشوق رقت قلب یعنی خطرات اور محبت کی ترقی پیدا ہوتی ہے۔ اور حصول کشف بھی بروقت ذکر نفی واثبات حبس نفس سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یادرکھنا چاہیے) کہ نفی واثبات کے اثنا میں سانس بند کرتے وقت عدد طاق کو ملحوظ رکھے یعنی اگر

سانس تنگی کرنے لگے تو بعد د طاق سانس کھولے اور اس کو وقوف عددی کہتے ہیں اور یہ طریقہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی ؒ کو تعلیم فرمائی تھی۔ اور (یاد رکھنا چاہیے) کہ کوشش کرے کہ ایک ہی سانس سے اکیس مرتبہ تک نفی و اثبات کر سکے اور ایک ہی سانس سے اکیس مرتبہ سے نفی واثبات کم کرنا کوئی فائدہ نہیں۔

(دوسرا طریقہ مراقبہ ہے)، اور مراقبہ ہر لطیفہ کا جدا جدا ہے۔ اور ہر لطیفہ کے مراقبہ میں اس کے اصل کا مراقبہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح سے مراقبہ میں اپنے اصل سے لطیفہ کے ملنے کا سوال بارگاہ الٰہی سے کیا جائے۔ (جاننا چاہیے) کہ اس طریق سے لطیفہ اپنے اصل سے مل کر اپنے اصل میں ایسا منضم ہو جاتا ہے کہ اصل اور فرع میں امتیاز مشکل ہو جاتا ہے۔ اور اس کو فنائے لطیفہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور جب تک ہر لطیفہ کو فنا حاصل نہ ہو جائے تو بقا باللہ مشکل ہے۔ اور تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس وغیرہ جملہ لطائف کا حاصل ہونا فنائے لطائف ہی میں ودیعت رکھے گئے ہیں۔ اور بقا باللہ اور بے خودی اور محویت ذات باری تعالیٰ میں اور جذبہ اور استغراق وغیرہ فناء لطائف ہی کے علامات ہیں، (اور جاننا چاہیے) کہ انوار وقتِ مراقبہ بھی گاھے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ہر ہر لطیفہ کے انوار جدا جدا ہیں اس طرح سے کہ لطیفہ قلب کا نور زرد اور لطیفہ روح کا نور سرخ اور لطیفہ سرّ کا نور سفید اور لطیفہ خفی کا نور سیاہ اور لطیفہ اخفیٰ کا نور سبز ہے۔ اور یہ دیکھنا انوار کا اوقات مراقبہ میں بھی علامت فنائے لطیفہ کی ہے اور ساتھ ہی مراقبہ جو دوسرا طریق ہے حصول فیوضات مقامات میں اس کے ساتھ تیسرا طریقہ رابطہ شیخ بھی ضروری ہے۔

(تیسرا طریق رابطہ شیخ مقتداء) ہے۔ اور رابطہ تصور شیخ کو کہتے ہیں۔ ہر مراقبہ ہر حال اور ہر مکان میں صورت شیخ کو تصور کرنا اگرچہ غائب ہو۔ اور یہ سمجھے کہ حضرت حق پاک اسمہ کی بارگاہ سے سب فیوضات کا منبع اور مخزن حضور سرور عالم ﷺ کا سینہ مبارک ہے اور حضور پاک ﷺ کے سینے مبارک سے اس مخصوص لطیفہ حضور پاک ﷺ سے میرے پیران عظام علیہم رضوان کے لطائف کے ذریعے فیض، میرے لطیفہ خاص میں القاء ہو رہا ہے۔ اور میرا لطیفہ منور ہو رہا ہے یہاں تک کہ اپنے شیخ و مرشد کے جاذبہ محبت سے مشاہدہ الٰہی کے انوار اس کے آگے جگمگانے لگیں اور اس کے حضور میں رعایات اور رضائے خاطر اپنے شیخ کی نہایت ضروری ہے تا کہ فیوضات و برکاتِ شیخ سے بہرہ ور ہو۔

تفصیل نیات مراقبات ومشارب

(اول مراقبہ احدیت) نیت اس کی برزبان حال بارگاہ الٰہی میں عرض کرے کہ فیض آرہا ہے اس ذات پاک سے (جو جامع جمیع صفات کمال ہے اور ہر عیب ونقصان سے پاک ہے) میرے لطیفہ قلب پر۔ چند دن یہ مراقبہ کر کے پھر ولایت صغریٰ کے مراقباتِ مشارب میں شروع ہو۔ دائرہ ولایت صغریٰ جو کہ دائرہ ممکنات کہلاتا ہے جو ظلال اسماء صفات الٰہیہ کا دائرہ ہے اس کے مراقبات اور مشارب پانچ ہیں۔

(۱) : نیتِ مراقبہ لطیفہ قلب

اور اس کی نیت یوں کرے کہ پہلے اپنے خیال میں اپنے لطیفہ قلبیہ کو حضور پاک سردار دو عالم ﷺ کے لطیفہ قلبِ مبارک کے مقابل رکھ کر بزبان حال بارہ گاہ الٰہی میں عرض کرے کہ الٰہی فیض تجلیات افعالیہ کا جو آپ نے حضور پاک ﷺ سے حضرت آدم علی نبینا علیہ السلام کے قلب میں عطا فرمایا ہے۔ وہ فیض میرے پیران عظام علیہم الرضوان کے طفیل میرے قلب میں القاء فرما۔

(۲) : نیت مراقبہ لطیفہ روح

اس کی نیت یوں کرے کہ پہلے اپنے خیال میں اپنے لطیفہِ روح کو حضور پُر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لطیفہ روح مبارک کے سامنے رکھ کے بزبان حال بارگاہ الٰہی میں عرض کرے کہ الٰہی فیض صفات ثبوتیہ کا جو آپ نے حضور پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لطیفہ روح شریف سے حضرت سیدنا نوح اور سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا علیہما السلام کے لطیفہ مبارک میں القا فرمایا ہے۔ وہ میرے پیران عظام علیہم الرضوان کے طفیل میرے لطیفہ روح میں القاء فرما۔

(۳) : نیت مراقبہ لطیفہ سرّ

اس کی نیت یوں کرے کہ پہلے اپنے خیال میں اپنے لطیفہ سرّ کو حضور پاک ﷺ کے لطیفہ سر مبارک کے سامنے رکھ کر بزبان حال بارگاہ الٰہی میں عرض کرے الٰہی فیض شیونات ذاتیہ کا جو تو نے حضور پاک ﷺ کے لطیفہ سرّ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لطیفہ سر میں القا فرمایا ہے۔ وہ فیض میرے پیران عظام رضوان اللہ علیہم کے طفیل میرے لطیفہ سر میں القا فرما۔

(۴) : نیت مراقبہ لطیفہ خفی

اوراس کی نیت یوں کرے کہ پہلے اپنے لطیفہ خفی کو حضور پاک ﷺ کے لطیفہ خفی مبارک کے مقابل رکھ کر بزبان حال بارگاہ الٰہی میں عرض کرے کہ الٰہی فیض صفات سلبیہ کا جوتو نے حضور اکرم نور مجسم ﷺ کے لطیفہ خفی مبارک سے حضرت سید نا عیسیٰ علی نبینا علیہ السلام کے لطیفہ خفی مبارک میں القاء فرمایا ہے۔ وہ فیض پیران عظام رضوان اللہ علیہم کے طفیل میرے لطیفہ خفی میں القاء فرما۔

(۵) : نیت مراقبہ لطیفہ اخفیٰ

اوراس کی نیت یوں کرے کہ پہلے اپنے خیال میں اپنے لطیفہ اخفیٰ کو حضور پاک ﷺ کے لطیفہ اخفیٰ مبارک کے مقابل رکھ کر بزبان حال بارگاہ الٰہی میں عرض کرے کہ الٰہی فیض شان جامع کا جوتو نے حضور پاک ﷺ کے لطیفہ اخفیٰ مبارک میں عطا فرمایا ہے۔ میرے پیران عظام رضوان اللہ علیہم کے طفیل میرے لطیفہ اخفی میں القاء فرما۔

تنبیہ

یاد رہے کہ مراقبہ ہر لطیفے کا کرتے وقت رابطہ اپنے پیرومرشد قبلہ کا پکڑنا اور خیال میں مضبوط تصور رکھنا بے حد ضروری ہے۔ اس طرح سے کہ رابطہ پکڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ وقت مراقبہ پہلے سب خیالات وتخلیات وعوارض دنیائے دُنی کو اپنے قلب سے دور پھینکے اور صرف اور فقط اپنے اللہ پاک محبوب زیبا مولیٰ کریم کی جانب اپنے مخصوص لطیفہ کو متوجہ کرے اور پھر یوں سمجھے کہ حضور سرور عالم فخر موجودات ومخزنِ فیوضات محبوب رب العلمین ﷺ کی کچہری قائم ہے اور حضور ذات کریم علیہ الف الف صلواۃ وتسلیم کا منور سینہ جملہ فیوضات و برکات و انوار تجلیات کا مخزن اور معدن ہے اور یہ عاجز طالب فیض بالکل حضور پاک ﷺ کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ اوراس وقت اپنے مخصوص لطیفہ کو جس میں وہ فیوضات کا طلب گار ہے بالکل حضور پاک کے اس مخصوص لطیفے کے برابری میں رکھے اور اپنے جملہ پیران ومرشدان عالیشانان حتیٰ کہ اپنے پیرومرشد تک سب کے مخصوص لطیفوں کو درمیان میں یکے بعد دیگرے ایسا تصور کرے کہ گویا بلوری شیشے ہیں جو یکے بعد دیگرے نصب کئے ہیں اور حضور پاک ﷺ کے مخصوص لطیفے سے فیوضات نکل نکل کر ان پیران عظام کے مخصوصہ لطائف میں سے ہو کر میرے مخصوص لطیفے میں القاء ہو رہا ہے اور میرا لطیفہ فیض

سے بھر پور اور منور ہو رہا ہے اور یہی خیال یہاں تک پکائے کہ انوار اور تجلیات مخصوصہ اپنے لطیفہ میں جلوہ گر دیکھنے لگے یہاں تک کہ وہ لطیفہ سب انوار اور فیوضات سے بھر پور ہو جائے۔ یہاں تک کہ سارے جسم کو انوار گھیر لیں اور اس کا اپنا وجود اُن انوار میں گم ہو جائے اور اس کو سب نور ہی نور نظر آنے لگے۔ اور جب ایسا مراقبہ میں ظاہر ہونے لگ جائے یا اس پر دو چار گھنٹوں تک کے استغراق اور محویت طاری رہے تو گویا اس کے لطیفے کو یک گونہ فنا حاصل ہو گئی اور تب مراقبہ معیت شروع کرے اور مراقبہ معیت کی نیت یوں ہے۔

نیت مراقبہ معیت:۔ پچھلے مفہوم آیت شریفہ وَ هُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔ کو خیال میں رکھتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں بزبانِ حال عرض کرے کہ فیض آ رہا ہے اُس ذاتِ پاک سے جو میرے ساتھ ہے اور ہر ذرہ ذرات ممکنات کے ساتھ ہے ایسا فیض کہ جو منشاء دائرہ ولایت صغریٰ کا ہے۔

میرے لطیفہ قلب پر فیض آ رہا ہے یہ مراقبہ یہاں تک کرتا رہے کہ اس کے قلب پر کیفیات گوناگوں اور احوال بوقلموں آ وارد ہوں اور توحید وجودی ذوق اور شوق آہ! نالہ استغراق، بے خودی اور دوام حضور مع اللہ سبحانہ اور نسیان ماسوی اللہ جیسے احوال شریفہ اس کو آ گھیریں بیت ہندی۔

گلمہ چولے دا۔ نقش پکا تو سونہڑے ڈھولے دا۔

بیت

دل کے آئینے میں ہے تصویر دوست
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

شعر فارسی

در و دیوار چو آئینہ شد از کثرت شوق
ہر کجا مینگرم ، روئے ترا می بینم

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا هٰذَا الْمَقَامِ الشَّرِيفِ بِفَضْلِكَ وَجُوْدِكَ وَبِحُرْمَةِ النَّبِيِّ حَبِيْبِكَ وَسَادَاتِنَا النَّقْشَبَنْدِيَةِ الْمُجَدِّدِيَّةِ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔

نوٹ: جب ایسے احوال شریفہ اس کے لطائف پر وارد ہوں تو یہ علامت ہے فناء اتم اور اکمل کی جو قلب کو حاصل ہو گئی، پس ایسے وقت اس کا لطیفہ قلبیہ مصفیٰ اور مزکیٰ ہو جاتا ہے اور اس کو تصفیہ

قلب حاصل ہو جاتا ہے تو اس کو آگے لطیفہ نفس جو کہ عالمِ خلق سے ہے اس کے تزکیہ میں کوشش کرنا چاہیے تا کہ اس کو تزکیہ نفس جیسا اونچا مقام حاصل ہو جائے اور اس کے لطیفہ نفسی کو فناء حاصل ہو جائے تو ولایت کبریٰ کے مراقبات میں شروع ہو، اور ولایت کبریٰ کے مقامات ودوائر یہ ہیں۔

مراقبات ولایت کبریٰ

یہ تین دائروں اور ایک قوس پر مشتمل ہے۔

نیت مراقبہ دائرہ اول اقربیت: نیت اس کی یوں ہے کہ مضمون اور مفہوم آیت کریمہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔ کو پہلے اپنے خیال میں رکھتے ہوئے بارگاہ کبریا جل شانہ میں عرض کرے کہ فیض آرہا ہے اس ذات پاک سے جو کہ مجھ سے میرے شاہ رگ کے بھی قریب تر ہے وہ فیض جو کہ میرے مولیٰ نے اس مقام کے مناسب بنایا ہے وہ فیض میرے لطیفہ نفس پر اوپر لطائفِ خمسہ عالم امر میرے پر آرہا ہے۔

نیت مراقبہ دائرہ دوم محبت: نیت اس کی یوں کرے کہ پہلے مفہوم آیت کریمہ یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَه کو اپنے خیال میں محکم رکھتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں عرض کرے کہ فیض آرہا ہے اس ذات پاک سے جو کہ مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں انہیں دوست رکھتا ہوں۔ وہ فیض جو کہ دائرہ ثانیہ ولایت کبریٰ کا منشا ہے جو کہ اصل دائرہ اول کا ہے فیض آرہا ہے میرے لطیفۂ نفس پر۔

نیت مراقبہ دائرہ سوم محبت: نیت اسکی یوں کرے کہ پہلے مفہوم آیت کریمہ یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ کو اپنے ذہن میں رکھتے ہوئے بارگاہِ مولیٰ میں عرض کرے کہ فیض آرہا ہے اس ذاتِ پاک سے جو کہ مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں انہیں دوست رکھا ہوں وہ فیض جو کہ منشاء دائرہ سوم ولایت کبریٰ کا ہے جو اصل دائرہ دوم کا ہے فیض آرہا ہے میرے لطیفہ نفس پر۔

نیت دائرہ چہارم قوس: نیت اس کی یوں کرنی چاہیے کہ پہلے مضمون آیت کریمہ یُحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ کا اپنے خیال میں محکم رکھتے ہوئے بارگاہ حق پاک عزاسمہ میں عرض کرے کہ فیض آرہا ہے اس ذاتِ پاک سے جو مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں انہیں دوست رکھتا ہوں۔ وہ فیض جو کہ دائرہ قوس ولایت کبریٰ کا منشا ہے جو کہ اصل دائرہ سوم کا ہے فیض آرہا ہے میرے لطیفہ نفس پر اور اس دائرے کو قوس کہتے ہیں اس لیے کہ اس کا فیض بہ شکل قوس (کمان) یعنی نصف دائرے باطن کی آنکھوں سے مشاہد ہونے لگتا ہے اس لیے دائرہ قوس کہتے ہیں۔

نیت مراقبہ اسم الظاہر: یہ مراقبہ بمنزلہ آموختہ پڑھنے کے لیے اسباق گزشتہ کے لیے یہ مراقبہ نہ تو ولایت کبریٰ سے ہے اور نہ ہی ولایت صغریٰ سے بلکہ ایک قسم ولایت کبریٰ اور ولایت صغریٰ کے مقامات اور اسباق گزشتہ یاد کرنا اور تکرار کرنا اور ان پر نظر ثانی کرنا ہے۔ تاکہ آگے اسباق عناصر اربعہ کے شروع ہوں گے تو اس سے قبل مقاماتِ سابقہ خوب پختہ ہو جائیں پس اس کی نیت اس طرح ہے کہ فیض آرہا ہے اس ذات پاک سے جو کہ مسمّٰی باسم الظاہر ہے مورد فیض کے لطیفہ نفس اور پانچویں لطائف عالم امر میرے ہیں یعنی ان لطائف پر فیض آرہا ہے۔

فائدہ وثمرہ ولایت کبریٰ: جو فیض پہلے ولایت صغریٰ میں لطیفہ قلب کی طرف متوجہ تھا وہ اس ولایت میں لطیفہ نفس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے جس کا مقام دماغ ہے یعنی موردِ فیض اس ولایت میں دماغ ہوا کرتا ہے اور یہ نسبت ماتحت کے اوپر کو قوت پذیر ہوتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ دوائر ولایت کبریٰ میں پہلے دائرہ میں ذات مع الصفات الثانیہ المتمائزہ بعضہا عن بعض ظاہر ہوتی ہے اور دوسرے دائرہ میں ان اعتبارات کے اصول ظاہر ہوتے ہیں اور تیسرے دائرے میں اصول غیر متمیزہ اور دائرہ قوس میں ذات خاص تعین علمی میں ظاہر ہوتی ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ وَاِلَیْہِ الْمَرْجَعُ وَالْمَآب۔

جاننا چاہیئے کہ اس ولایت کبریٰ میں جو نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور جو اس ساری ولایت کا ثمرہ ہے۔ وہ استہلاک اور اضمحلال لطیفہ نفسی کا ہے، یعنی لطیفہ نفسی اس ولایت میں اس طرح گلنے اور پگھلنے لگتی ہے جیسے آفتاب پر برف پگھلنے لگتی ہے اور گل گل کر پگھل پگھل کر برف کا نام ونشان نہیں رہ جاتا۔ اس طرح یہاں پر بھی لطیفہ نفسی پگھل پگھل کر نیست ونابود ہو جاتی ہے اور لطیفہ نفس کو تب جا کر فناء اتم واکمل حاصل ہو جاتی ہے اور نیز توحید شہودی اور انتقائے انانیت شرح صدر مقام صبر ودوام شکر اور رضاء بر قضا الٰہی اور اطمینان کامل اور وسعتِ باطن یعنی اپنے باطن کو فراخ دیکھنا جیسے احوال شریفہ ومنیفہ اس ولایت کا ثمرہ ہیں اور جب لطیفہ نفسی کو صفائی اور تزکیہ حاصل ہو گیا تو عالم خلق کے باقی چار لطیفے رہ گئے ہیں اور وہ چار لطیفے اربعہ عناصر ہیں جیسے کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے اور عناصر اربعہ کا سلوک ولایت علیا سے شروع ہوتا ہے۔ پس مراقبات (ولایت علیا) وغیرہ یہ ہیں۔

مراقبہ اسم الباطن: کہ ولایت علیا کا ایک ہی مراقبہ ہے جو کہ مسمّٰی بہ مراقبہ اسم الباطن ہے اور نیت اس کی یوں ہے کہ جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے کہ بزبان حال بارگاہِ مولا کریم جل شانہ میں عرض کرے

کہ اس ذات پاک سے جو کہ مسمّٰی باسم الباطن ہے فیض آ رہا ہے جو کہ دائرہ ولایت علیا کا منشا ہے وہ ولایت علیا جو کہ دائرہ ولایت علیا کا منشا ہے وہ ولایت علیا جو کہ ملائکہ ملاء اعلیٰ کی ولایت ہے، فیض آ رہا ہے میرے عناصر ثلاثہ (باد۔ آب۔ نار) پر سوائے عنصر ''خاک'' کے۔

اس مقام وولایت کا ثمرہ: وسعتِ باطن ہے یعنی سالک پر ایسا حال وارد ہوتا ہے کہ اس کو اپنا باطن فراخ تر ہوتا نظر آتا ہے اور اس مقام میں اس کو ملائکہ ملاء اعلیٰ کے ساتھ مناسبت حاصل ہو جاتی ہے اور فرشتوں کے زیارات شریفہ سے مشرف ہوتا ہے اور اس مقام میں اس کو دو پر عالمِ اقدس کی جانب پرواز کرنے کے لیے میسر ہو جاتے ہیں اور طالب سالک بن جاتا ہے اور اس کے عناصر ثلاثہ (باد۔ آب۔ نار) کو فنا حاصل ہو جاتی ہے اور باقی ایک عنصر خاک رہ جاتا ہے جس کی فناء کے لیے مراقبہ کمالات نبوت وضع کیا گیا ہے۔

مراقبہ کمالاتِ نبوت: اور اس کی نیت یوں ہے کہ ذاتِ خالص (ذات بحت) فیض آ رہا ہے وہ جو کہ کمالاتِ نبوت کا منشا ہے میرے عنصر خاک پر اور اس مقام کا ثمرہ بھی کمالِ وسعت باطنی ہے اور اس مقام میں کمال اتباع حضور سرور عالم ﷺ حاصل ہو جاتی ہے یہ مقام مقامِ انبیاء ہے اور اس مقام میں عنصر خاک کو بھی فناء حاصل ہو جاتی ہے۔ فنا فی اللہ و بقا باللہ کے آخری نقطہ پر پہنچ جاتا ہے۔ کیونکہ لطائف عشرہ کی تکمیل ہو جاتی ہے اور سالک دوام تجلی ذاتی سے مشرف ہو جاتا ہے اور تجلی ذاتی وہ تجلی ہے جو کہ ذات باری تعالیٰ بے پردہ اسماء صفات جلوہ گر ہو اور اسی واسطے تو مراقبہ ذات بحت (ذات خالص) بے پردہ اسماء وصفات کا کرتے ہیں جو کہ منشاء کمالات نبوت کا ہے اور اس کے بعد۔

مراقبہ کمالاتِ رسالت: اس کی نیت یوں ہے کہ اس ذات بحت خالص سے فیض آ رہا ہے جو کہ منشاء کمالاتِ رسالت کا ہے میرے ہیت وحدانی پر اور اس مقام کا (ثمرہ) بھی وسعت ہے اور اس مقام میں مورد فیض ہیئت وحدانی ہے (ہیئت وحدانی) اس کو کہتے ہیں جو ہیئت وحدانی کی تعریف باطن کی لطائفِ عشرہ کی تکمیل کے بعد حاصل ہو اور اس مقام میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت کمال جذب حاصل ہوتا ہے اور نماز طولِ قرأت کے ساتھ لذت دیتی ہے اور اس کے بعد۔

مراقبہ دائرہ کمالات اولوالعزم: اس کی نیت یوں ہے کہ فیض آ رہا ہے ذاتِ بحت سے جو کہ کمالاتِ اولوالعزم کا منشاء ہے میرے ہیئت وحدانی پر اور (ثمرہ) اس مقام کا بلکہ ان تینوں کمالات

کا وسعت باطن ہے اس مراقبے کے ختم کرنے کے بعد حقائق کے مراقبات ہیں اور حقائق کے مراقبات سات ہیں۔

اول مراقبہ حقیقت کعبہ ربانی: اور اس کی نیت یوں ہے کہ فیض آ رہا ہے اس ذات بحت سے جو مسجود الیہ جملہ ممکنات کا ہے اور جو منشاء حقیقت کعبہ ربانی کا ہے۔ میرے ہیئت وحدانی پر۔ (ثمرہ) اس مقام کا یہ ہے کہ اس مراقبے میں مشغولیت کے اثنا حق سبحانہ کی کبریائی اس قدر جلوہ گر ہوتی ہے کہ سالک کا باطن ہئیت خداوندی سے مغلوب ہو جاتا ہے اور وہ فنا فے اللہ اور بقاء باللہ جیسے مدارج عالیہ پر فائز ہو جاتا ہے اور اس کا باطن اسقدر وسیع اور عریض ہو جاتا ہے کہ جو حیطہ تحریر سے باہر ہے اس مراقبے کے بعد۔

دوسرا مراقبہ حقیقت قرآن مجید: نیت اس کی یوں ہے۔ کہ فیض آ رہا ہے مبدا وسعت بیچون حضرت ذات سے جو کہ منشاء حقیقت قرانی کا ہے۔ اور فیض آ رہا ہے میری ہیئت وحدانی پر اور (ثمرہ) اس مقام کا بھی وہی وسعت ہے اور اس مقام میں کلام اللہ کے باطنی رازوں کا انکشاف ہوتا ہے اور کلام اللہ المجید کا ہر حرف اسے ایک سمندر ناپیدا کنار نظر آنے لگتا ہے اور تلاوت کرتے وقت اس کا تمام قالب زبان کی حیثیت پکڑ لیتا ہے اور اس مقام مقدس سے اوپر اور مقام مقدس ہے۔

تیسرا مراقبہ حقیت صلواۃ: اس کی نیت یوں ہے کہ اس ذات سے فیض آ رہا ہے کہ جو کمال وسعت بیچون کا مالک ہے اور جو منشاء حقیقت صلواۃ کا ہے۔ فیض آ رہا ہے میری ہیئت وحدانی پر۔ (ثمرہ) اس مقام کا یہ ہے کہ سالک کا باطن اس قدر وسیع ہو جاتا ہے کہ بیان میں نہیں آ سکتا جو سالک اس مقام کے فیوضات سے بہرہ ور ہو جائے تو اس کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ نماز ادا کرتے وقت گویا وہ اس دارِ فانی سے نکل کر دارِ آخرت میں داخل ہو گیا اور اس وقت وہ صادق مصدوق ﷺ کی اس حدیث شریف کا عین مصداق ہو جاتا ہے جو کہ حضور نے فرمایا ہے کہ اَنْ تَعْبُدَاللّٰه كَاَنَّكَ تَرَاهُ۔ اور اسی حالت شریفہ کی جانب حضور ﷺ نے اپنے اس فرمان سے اشارہ فرمایا ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُومِنِيْن یعنی نماز مومن کی معراج ہے۔ نماز ہی تو ہے جو لذت بخش غمزدہ گان ہے اور نماز ہی تو ہے جو راحت دہ بیماران ہے ٹکڑہ حدیث مبارک۔ اَرِحْنِيْ يَا بِلَال اسی ماجرا کی جانب اشارہ ہے۔ اور وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوۃ اسی متمنا کی طرف اِعلام ہے اور اسی

مراقبہ کے بعد۔

مراقبہ معبودیت صرفہ: نیت اس کی یوں کہ فیض آ رہا ہے اس ذاتِ پاک سے جو منشاء معبودیت صرفہ کا ہے۔ میری ہیئت وحدانی پر۔ اور (ثمرہ) اس مقام کا سیرِ قدمی تمام ہو جاتی ہے اور آگے سیر نظری شروع ہوتی ہے اور اس مقام میں عابد اور معبود کے درمیان کمال امتیاز حاصل ہو جاتا ہے اور ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقی عبادت کا مستحق فی الحقیقت اللہ پاک ہی کی ذات ہے اور کوئی نہیں۔

چوتھا مراقبہ حقیقت ابراہیمی: نیت اس کی یوں ہے کہ فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو کہ منشاء حقیقت ابراہیمی (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کا ہے۔ میرے ہیئت وحدانی پر۔

اس مقام تک حقائق الٰہیہ کی سیر ختم ہو جاتی ہے اور حقیقت ابراہیمی سے سیر حقائق انبیاء میں شروع ہو جاتی ہے اور یہ مقام خلت کا ہے اس مقام میں جملہ انبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے تابع ہیں۔ (ثمرہ) اس مقام پر محبوبیت صفاتی اور اسمائی حاصل ہوتی ہے اسی لیے تو مولا کریم کا ارشاد ہے کہ واتبع ملۃ ابراہیم حنیفاً (یعنی ملۃ ابراہیمی کے تابع ہو) اور ساتھ ہی صلوٰۃ ابراہیمی یعنی اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ تا بہ آخر اور اَللّٰهُمَّ بَارِكْ تا بہ آخر جس کا نماز میں پڑھنے کا حکم حدیث شریف میں آیا ہے پڑھیں غرض یہ کہ یہ مقام موجب برکات کثیرہ ہے اور بے حساب فیوضات حاصل ہوتے ہیں اور اس مراقبہ کے بعد

پانچواں مراقبہ حقیقت موسوی: اس کی نیت یوں ہے فیض آ رہا ہے اس ذات پاک سے جو منشاء حقیقت موسوی کا ہے اور میری ہیئت وحدانی پر۔ اور (ثمرہ) اس مقام کا یہ ہے کہ ایک عجیب قسم کی کیفیت سالک پر ظاہر ہوتی ہے اور اس مراقبہ میں اللہ کریم کی کمال محبت اپنی ذات لے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس محبت ذاتی کے ظہور میں کمال شان استغناء بھی جلوہ گر ہوتا ہے اور اس مقام میں صلوٰۃ کلیمی نہایت ترقی بخش ہے اور صلوٰۃ کلیمی یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ خُصُوْصاً عَلٰى كَلِيْمِكَ مُوْسٰى۔

نیز یاد رکھنا چاہیے کہ حقیقت ابراہیمی کے مراقبے میں صلوٰۃ ابراہیمی تین ہزار بار وظیفہ رکھنا تسلی بخش ہے اور حقیقت موسوی کے مراقبے میں صلوٰۃ کلیمی کا تین ہزار بار یا کم از کم ایک ہزار بار وظیفہ کرنا ترقی بخش ہے۔ اس مراقبے کے بعد

چھٹا مراقبہ حقیقت محمدی علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ وسلام: نیت اس مراقبے کی یوں ہے کہ فیض

آ رہا ہے اس ذاتِ پاک سے جو منشاء حقیقت محمد ﷺ کا ہے میری ہیئت وحدانی پر اور اس کے بعد ساتواں مراقبہ حقیقت احمدی علی صاحبہا الف الف صلواۃ وسلام: نیت اس کی یوں کرے کہ فیض آ رہا ہے اس ذاتِ پاک سے جو منشاء حقیقت احمدی کا ہے میری ہئیت وحدانی پر (ثمرہ) ان دونوں مراقبات (حقیقت محمدی اور حقیقت احمدی) کا یہ ہے کہ حقیقت محمدی (علی صاحبہا الصلواۃ والسلام) میں دومیموں کا اجتماع محبیت اور محبوبیت ممتزجہ کی جناب اشارہ ہے اور اس مقام میں حضور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جسد شریف کے ساتھ سالک اپنی کمال مناسبت مشاہدہ کرتا ہے۔ اور (یادرکھنا چاہیے) کہ حقیقت محمد ظہور اول حقیقۃ الحقائق اور اولیاء کرام کے حقائق اور ملائکہ کرام کے حقائق حقیقت محمد (علی صاحبہا الصلوۃ ووالسلام) کے ظل اور بروز ہیں اور حقیقت محمدی میں جمیع حرکات وسکنات اور جملہ امور دینی و دنیوی میں حضور حضرت محبوب رب العالمین ﷺ کی کمال اتباع کرنی بے حد پسند لگتی ہے اور اس مقام میں درود شریف بکثرت پڑھنا بے حد ترقی بخش ہے۔

یادرکھنا چاہیے کہ حقیقت احمدی کا ثمرہ یہ ہے کہ اس مراقبہ میں محبوبیت ذاتی سالک پر ایسا غلبہ کرتی ہے کہ محبوبیت صفاتی ختم ہو جاتی ہے۔ اور محبوبیت ذاتی کی تعریف یہ ہے کہ محبوب کی محبت کا محبّ (عاشق) پر من حیث الذات غلبہ کرنا اس طرح سے کہ اس کی نظر کے آگے محبوب کے خد وخال اور صفات جمیلہ سب چھپ جائیں اور صرف ذات ہی ذات محبوب کی نظر میں جلوہ گر ہو کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ۔

شاہد آں نیست کہ موئے اومیانے دارد
بندہ طلعتِ آں باش کہ آنے دارد

اس کے بعد (مراقبہ حبّ صرفہ) کا کریں اور نیت اس کی یوں ہے کہ فیض آ رہا ہے اس ذاتِ پاک سے جو کہ منشاحُبِ صِرفہ کا ہے میری ہیئت وحدانی پر۔ (اور ثمرہ) اس مقام میں علو اور بیرنگی نسبت ہے۔

یادرکھنا چاہیے کہ اول چیز جس کو مولا کریم نے ظاہر فرمایا اور پیدا کی وہ حُب کہی ہے اور اس حُب کے طفیل رب العزت جل شانہ نے ساری کائنات اور مخلوقات پیدا کی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ کُنتُ کَنزاً مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرَفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ۔ ترجمہ: یعنی میں

ایک مخفی خزانہ تھا۔ میں نے چاہا کہ پہنچانا جاؤں تو میں نے ساری مخلوقات بنائی۔

یہ حدیث شریف دلالت کرتی ہے کہ حب ہی منشار ایجاد کائنات ہے اور نیز حدیث شریف لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ ۔ بھی اسی حُبّ ہی کی جانب اشارہ ہے اور اس کے بعد جو آخری مراقبہ بابِ مراقبات میں ہے۔

مراقبہ دائرہ لاتعین: اس کی نیت یوں ہے کہ فیض آ رہا ہے اس ذات بحت سے جو کہ منشاء دائرہ لاتعین کا ہے میری ہیئت وحدانی پر (اور ثمرہ) اس مقام کا یہ ہے کہ اس مقام میں سیر قدمی ختم ہو جاتی ہے اور البتہ سیر نظری ہوتی ہے بلکہ نظر بے چاری بھی لنگ ہو جاتی ہے اور وسعت ذاتِ بے ہمتا و بے انتہاء کہ بیان وتقریر سے زبان گنگ ہو جاتی ہے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔ شعر

داماں نگہ تنگ وگل حسن تو بسار
گل چین بہار تو زداماں گلہ دارد

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

فصلِ چہارم

مسائل ضروری تصوف

اَلْحَمدُ لِوَلِیه وَالصَّلواۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِه خَیرِ خَلْقِه

مُحَمَّد وَآلِهٖ وَاَصْحَابِه اَجْمَعِین

۱ : بیعت کیا چیز ہے؟

شیخ کامل اکمل صاحب ارشاد سے بیعت کرنا عجب چیز ہے کہ بغیر پیر کامل مکمل کے وسیلے کے مرید کا کام انجام پذیر نہیں ہوسکتا بلکہ بالکل محال ہے کہ بغیر پیر و مرشد کے واسطے کے اپنے مقصود اصلی کو پہنچ سکے۔ پیر و مرشد وہ ہونا چاہیے جو جذبہ اور سلوک کی نعمتوں سے مالا مال ہو اور اپنے لطائف کے فناء اور بقاء کے مدارج کو طے کئے ہوئے ہو اگر بفضل الٰہی ایسا پیر و مرشد کسی کو مل جائے تو ایسے مرشد کے قدموں میں اپنا سر رکھ دے اور اپنے آپ کو ہمہ تن اس پیر کے حوالہ کر دے تا کہ اس کے فیض اور برکات سے مالا مال ہو جائے اور نعمتِ دینی، آخروی اور دولت سرمدی پیر کے توسل سے حاصل کر لے۔ ایسے پیر کی ایک نظر شفا ہوتی ہے اور مردہ دلوں کو اس کی ایک نظر حیاتِ نو بخشتی ہے۔ اسکی صحبت مرید کو کبریت احمر زر خالص کر دیتی ہے اور ان سب سے علاوہ رب العزت جل جلالہ تک پہنچاتی ہے۔ بیعت سے مقصود اصلی خداوند کریم کی ذات ہے جو کہ بغیر پیر و مرشد کامل مکمل کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ رَزَقَنَا اللّٰهُ سُبْحَانَه

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

گر تو سنگِ خارا و مرمر شوی
چوں بصاحبدل رسی گوہر شوی

۲ : منکر پیران عظام۔

اُن کے فیض دولت سے محروم ہے اور جس کا پیر نہیں ان کا پیر شیطان ہے کہ مَنْ لَا شَیْخ لَـهٗ فَالشَّیْخُ لَهُ الشَّیْطَانُ۔ کیونکہ انکار اس گروہ شریف کا کرنا۔ زہر قاتل ہے اور اللہ والوں کے اقوال اور افعال پر اعتراض کرنا کالا ناگ ہے۔ جو معترض کو موت ابدی اور ہلاک سرمدی تک

پہنچاتی ہے۔ان کا منکران کے دولت فیض سے محروم رہ جاتا ہے اور ہر وقت نقصان وخسران سے ہمکنار ہوتا ہے۔ جس کا پیر ومرشد نہ ہو اس کا پیر شیطان ہوتا ہے جب تک پیر ومرشد کے جملہ کام مرید کو مستحسن نظر نہ آنے لگیں، پیر ومرشد کے کمالات اور فیوضات سے محروم رہ جاتا ہے تو چاہیے کہ پیر ومرشد کامل کی جستجو کرے اور اس کو پیر پکڑے اور سلسلہ شریف کو اپنے پیر ومرشد تا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ یاد کرنا چاہیے اور ہمیشہ ان کے وسیلے سے اپنے حاجات دینی ودنیوی کے لیے بارگاہ کبریا میں دعا کرنی چاہیے تاکہ اس کے جملہ مطالب حاصل ہوں اور مقاصد برلائیں۔

۳ : پیر کو تکلیف اور ایذاء پہنچانے سے مرید کی آفت آجاتی ہے۔

ہر جرم اور معصیت کا کفارہ ہے اور پیر کو ایذاء اور تکلیف دینے کا کوئی کفارہ نہیں بلکہ باعث بدبختی وبیخ کنیِ مرید ہے۔اللہ کریم پناہ دے۔

۴ : سلسلہ شریف کا بعد از نماز پنجگانہ ورد ضروری ہے۔

اور جملہ حاجات کی برآری کے لیے وظیفہ کرنا اکسیر ہے، اگر کسی کو کوئی حاجت یا مہم درپیش ہو جائے دینی یا دنیوی۔ دو رکعت نماز نفل پڑھ کے اس کا ثواب ارواح مقدسہ پیران عظام سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ہدیہ کرے اور بعد میں سارے سلسلے شریف کا وظیفہ کرے اور ان کے وسیلے جلیلے سے اپنی خاص مشکل اور حاجات بارگا کبریا میں پیش کرے، انشاءاللہ مستجاب ہوگی۔

۵ : اعظم اسباب کمال اس طریقہ عالیہ میں حلقہ اور مراقبہ ہے۔

اس طریقہ شریفہ میں حلقہ اور مراقبہ ہی ایک ایسا سبب ہے جو جلدی اللہ کے ہاں پہنچاتا ہے اور موصل الی اللہ ہے اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ سب پیر بھائی اکٹھے بیٹھ کر حلقہ باندھ کر ہر ایک اپنے قلب کی طرف متوجہ ہو اور بارگاہ الٰہی سے فیض کی انتظار میں بیٹھے تو ایسا کرنے سے حالت استغراق اور محویت کی طاری ہو جاتی ہے اور فنافی اللہ اور بقاباللہ جیسے مقامات بلند پر فائز ہونے لگتا ہے اور حلقہ باندھنے میں نکتہ یہ ہے کہ باہم ملکر بیٹھنے سے بطریق تعاکس ایک دوسرے کے کدورات قلبی صاف ہوتے ہیں جیسے ایک مکان میں متعدد چراغوں کی روشنائی میں ہر ایک چراغ کا اپنا سایہ گم ہو جاتا ہے، اسی طرح سے ہر ایک مراقب کی صفائی قلب سے دوسرے مراقب کی ذاتی ظلمت ختم ہو جاتی ہے اگر اپنا مرشد حلقہ میں تشریف فرما ہو تو نور علی نور ہے، مرشد کے حلقے میں

بیٹھنے کی مثال ایسی ہے جیسے سخت روشنائی والی بجلی سب چراغوں پر سبقت کر کے ہر ذرہ کو اپنے سایہ فیاضی میں چھپا لیتی ہے۔

اَللّٰھُم ارْزُقْنَا بِفَضْلِكَ وَبِطُفِیلِ حَبِیْبِہٖ صَلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ ۔

اصلاحات طریقہ نقشبندیہ

فی سنن المرضیہ

حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اپنے طریقہ کی بنیاد گیارہ کلمات پر رکھی ہے کہ وہ اصطلاحی ہیں اور اشغال واعمال کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) ہوش دردم ۔ (۲) نظر بر قدم ۔ (۳) سفر در وطن ۔ (۴) خلوت در انجمن ۔ (۵) یاد کرد ۔ (۶) بازگشت ۔ (۷) نگہداشت ۔ (۸) یادداشت ۔

یہ آٹھ کلمات خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور ان کے بعد تین اصطلاحیں خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبندیہ رحمہ اللہ سے مروی ہیں۔ (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف قلبی (۳) وقوف عددی

اب ان کلمات میں سے ہر ایک کی تشریح کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عنایت فرمائے (آمین)

۱۔ ہوش دردم: سے مراد ہے کہ ہمیشہ ہوشیار رہے، اور تلاش میں رہے کہ کوئی سانس غفلت یا معصیت میں تو نہیں گزارا، اگر معلوم ہو جائے تو استغفار کرے، اور مبتدی کے واسطے بہت ضروری ہے کہ کوئی سانس اس کا غفلت میں نہ گزرے۔ یہاں تک سنبھال رکھے کہ حضور دائمی کو پہنچ جائے، اور وقوفِ زمانی بھی یہی معنی رکھتا ہے۔ اتنا فرق ہے کہ ہوش دردم مبتدی کے واسطے ہر وقت ہر لحظہ ہر لمحہ کی سنبھال کرے، اور وقوف زمانی متوسط کے واسطے مناسب ہے۔ کہ کچھ کچھ دیر بعد سنبھال کرے، اور وقوف زمانی کو صوفیہ محاسبہ بھی کہتے ہیں، اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو ڈرایا اور مابعدِ موت کے واسطے عمل کیا۔ اور امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں فرمایا کہ اپنی حالتوں کا محاسبہ کرو، قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جائے، اور ان کا وزن کرو قبل اس کے کہ وزن کئے جاؤ اور مستعد ہو جاؤ عرض اکبر کے واسطے یعنی خدا کا سامنا جو قیامت میں ہوگا اس دن تم سامنے کئے جاؤ گے۔ تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی۔ اور اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں فرمایا ہے۔

وَاَنِیْبُوْ اِلَی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْ لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ۔

ترجمہ: (اے بندو) اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرواور اس کے لیے اسلام لاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے۔

اور نیز قول اللہ تعالیٰ کا۔

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ وَتُکَلِّمُنَا اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ۔

ترجمہ: قیامت کے دن ہم ان کے مونہوں پر مہر کریں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور گواہی دیں گے ان کے پاؤں اس بات کی جو کچھ کہ وہ کیا کرتے تھے۔

مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔ شعر

روز محشر ہر نہاں پیدا شود
خود بخود ہر مجرم رسوا شود

ترجمہ: قیامت کے دن ہر چھپی ہوئی بات ظاہر ہو جائے گی۔ اور خود بخود ہر مجرم اپنی خطاؤں کے اظہار کی وجہ سے ذلیل ہوگا۔

۲۔ نظر بر قدم: یعنی اپنی نگاہ پیروں کی طرف رکھنا، یہ ایک کلمہ ہے لیکن بہت سی خوبیوں سے پُر ہے، سب سے افضل بات یہ ہے کہ نیچی نظر رکھنا سنت ہے۔ سالک کو چاہیے کہ اپنی نظر پاؤں کی طرف رکھے تا کہ نامحرم عورتوں پر نظر نہ پڑے، حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ "عورت نامحرم پر نظر پڑنا ایک تیر ہے زہر آلودہ کہ بغیر ہلاکت کے چارہ نہیں" ہلاکت سے مراد نقصان ایمان اور رسوائی اور تباہی دارین ہے، دوسرا یہ فائدہ ہے کہ مکان دکان وغیرہ وغیرہ کے رنگ برنگ اشیاء پر نظر پڑنے سے خیال منتشر ہوتا ہے اور یکسوئی جو خدا کی طرف طالب کی ہوتی ہے اس میں فرق آتا ہے، تیسرا اس سے مراد ہے، کہ برائی اور نیکی کے قدم کو دیکھے کہ کونسا قدم غالب ہے، اگر برائی میں قدم آگے دیکھے تو اس کو پیچھے ہٹائے، اور نیکی کے قدم کو آگے بڑھائے، چوتھی مراد یہ ہے کہ اپنے قرب کو دیکھے کہ تیری ترقی کا قدم کس جگہ ہے، پانچویں مراد یہ کہ اپنی ولایت کو دیکھے کہ کس نبی کے قدم کے نیچے ہے، کہ جس کی تشریح فصلِ طریقہ مجددیہ میں درج ہے۔

وقت رفتن برقدم باید نظر ہست سنت حضرتِ خیرالبشر
اندریں حکمت بس ست و بے شمار دیدہ خواہد طالبِ حق آشکار

اتباعِ حضرت محمد مصطفیٰ میرساند نزد حق جل وعلا

ترجمہ: ۱: چلتے وقت پاؤں پر نظر ہونی چاہیے کیونکہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔

۲: اس میں بہت سی حکمتیں ہیں کہ جس کو طالبِ خدا صاف دیکھے گا۔

۳: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیروی اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی ہے۔

۳۔ سفر در وطن: اس سے مراد ہے کہ آدمی صفاتِ بشریہ چھوڑ کر صفاتِ ملکیہ کو حاصل کرے، یعنی طلبِ جاہ، مال، عجب، حسد، بغض، کینہ، تکبر سے دل کو پاک کرے، جب تک یہ خصائل رذائل دل میں بھرے ہوں گے تو نورِ خدا کا گزر کیونکر ہوسکتا ہے اسی واسطے حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صد تمنا در دلاداری فضول

کے کند نورِ خدا دردل نزول

ترجمہ: سینکڑوں آرزوئیں لغو دل میں تو رکھتا ہے (تو پھر) کب خدا کا نور تیرے دل میں نازل ہوگا اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں ایں خیال است ومحال است وجنوں

ترجمہ: تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور ذلیل دنیا کو بھی۔ یہ محض خیال اور جنون اور محال بات ہے۔

جس چیز کی محبت سوائے خدا کے ہے یہی اُس کا بت ہے جب تک بت خانہ کو توڑ کر خانہ خدا نہ بنائے گا۔ عند اللہ بُت پرست کہلائے گا۔ اسی معنی میں حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بُت پرستی می کنی ہم بت گری

شد دلت رشکِ بُتانِ آزری

ترجمہ: تو بت پرستی کرتا ہے اور بت بناتا بھی ہے۔ (یہاں تک) کہ تیرا دل آذر کے بُتوں کے لیے باعث رشک ہے۔

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سفر در وطن سے مراد یہ ہے کہ سیر آفاقی کو چھوڑ کر سیر انفسی کی طرف سفر کر۔

حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں فرماتے ہیں

کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے، لہٰذا جس دل میں خیال غیر خدا ہے وہ دل بھی مستحق نزول رحمت نہیں ہوتا۔ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں، کہ جس نے اللہ کی محبت کا خالص مزا چکھا تو اس نے اس کو طلبِ دنیا سے باز رکھا، اور سب لوگوں سے وحشی کر دیا۔

کینہ و بغض و حسد حقد وریا　　خود سری خود بینی و مکر و دغا

ایں خصائل ناقصہ را دُور کن　　قلب خود از یاد حق معمور کن

تاشود قلب سیہ نور و ضیا　　تاشود خانہ دلت خانہ خدا

ترجمہ: ا: کینہ، بغض، حسد، حقد اور ریا، خودسری، خود بینی اور مکر و دغا۔

۲: یہ بری عادتیں چھوڑ دے اور اپنے دل کو یاد خدا سے آباد کر۔

۳: تاکہ تیرا سیاہ دل منور روشن ہو جائے اور تیرا دل خانہ خدا بن جائے۔

۴۔ خلوت در انجمن: کا مطلب یہ ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے۔ اپنے تمام حالات میں، یعنی کھانے پینے، بات کرنے، پڑھنے، پڑھانے، چلنے پھرنے، بیٹھنے، اور سونے وغیرہ، چاہے حالت اس کی پاکی کی ہو یا ناپاکی کی یہاں تک کہ مشغول رہے کہ توجہ اللہ کی طرف راسخ یعنی خوب پختہ ہو جائے۔ اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اور اشارہ ہے، حق تعالیٰ کے اس ارشاد کا رِجالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

ترجمہ: میرے بندے وہ لوگ ہیں کہ جن کو سوداگری اور لین دین میرے ذکر سے غافل نہیں کرتا۔) اور "دل بیار، دست بکار" اسی آیت شریف کا ترجمہ ہے، اور حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں، کہ سفر در وطن میں خلوت در انجمن کا مطلب حاصل ہو جاتا ہے، خلوت در انجمن سے یہ مراد ہے کہ آدمیوں میں اس کا جسم موجود رہے، اور دل میں سوائے خدا کے کسی کا خیال نہ ہو اور یہ بات ساتھ بے تکلفی کے ہو، تو پھر یہ لباس فقراء نشان مند ہونا اور ہمیشہ متعلق بذکر خدا رہنا اس طرح پر کہ لوگوں پر مخفی نہ رہے۔ اس میں اکثر دکھانے اور سنانے کا گمان ہوتا ہے، تو بہتر یہ ہے کہ وضع اور لباس ایسا ہونا چاہیے کہ جیسے خواجہ میر درد رحمتہ اللہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ نہ میں لباس عالموں کا سا پہنتا ہوں کہ لوگ مجھ کو عالم کہیں اور نہ درویشوں کا سا پہنتا ہوں کہ لوگ مجھ کو درویش کہیں، اور نہ لباس ملامت کا پہنتا ہوں جس سے عاقبت میں مواخذہ ہو بلکہ عام

لوگوں کا سا لباس پہنتا ہوں کہ جس میں ان تمام باتوں سے بچا رہوں، جس طرح خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ صحابہ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بھی یہی طریقہ تھا، کہ مثل عام لوگوں کے رہتے تھے، اور کوئی شانِ درویشی وغیرہ کی ظاہر نہ کرتے تھے۔ اور یہی طریق حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ہے، اور یہی مضمون حدیث قدسی کا ہے، جس کو مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

ما بروں رانہ نگریم و قال را
مادروں را بنگریم و حال را

ترجمہ: ہم کسی کی ظاہری حالت نہیں دیکھتے (بلکہ) ہم باطنی حالت کو دیکھتے ہیں یعنی میں تمہاری صورتوں اور لباس و اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہوں۔

اسی واسطے حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جس چیز کو خدا دیکھتا ہے، اس کی تکمیل میں زیادہ کوشش کرتے ہیں، اور حق یہ ہے کہ جب خدا کی نظر کپڑوں اور صورتوں پر نہیں ہے تو پھر شکل فقیروں کی بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ زمانہ سابقہ میں درویش بوجہ ناداری ایک تہ بند ایک چادر اور ایک دوپٹہ ہونے کے سبب بعض ٹمیا اور سیاہ کپڑے رنگ لیا کرتے تھے، تاکہ جلد میلے نہ ہوں اور دھلائی کا صرف نہ ہو، اور اس کے دھونے میں وقت ضائع نہ جائے، کیونکہ وہ اپنے ہر وقت کو آخری وقت اور ہر سانس کو آخری سانس جانتے تھے۔ اب لوگ ان کے سیاہ کپڑوں کی نقل تو کرتے ہیں۔ لیکن ان کی یادِ خدا ترکِ دنیا کی نقل نہیں کرتے، بلکہ اس کے خلاف صورت فقیروں کی اور گھر امیروں کی طرح رکھتے ہیں، اسی طرح ان کے ظاہر سے باطن کا معاملہ برعکس ہے، بقول حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

ہمچو ایں خاماں باطبل و علم
کہ الغ خانیم در فقر و عدم

ترجمہ: ان ڈھول ڈھمکے والے ناکارہ لوگوں کی طرح کہ جو فقر و فنا میں خود کو الغ خان کہتے ہیں۔

لاف شیخی در جہاں انداختہ
خویشتن را بایزیدے ساختہ

ترجمہ: اپنی بزرگی کی بڑائیاں دنیا کے سامنے کرتے ہیں اور اپنے کو بایزید بسطامی بنا رکھا ہے۔

ہم زخود واصل شدوسالک شدہ

محفلے وا کردہ در دعوت کدہ

ترجمہ: اپنے وجود سے خود ہی واصل ہیں جوخود ہی سالک دعوتیں اور جلسے ہورہے ہیں۔

چند دزدی حرف مردانِ خدا

تا فروشی دستانی مرحبا

ترجمہ: اے ظاہر پرست ظاہر دار انسان کب تک مردانِ خدا کی نقل کرتا رہے گا تا کہ دنیا میں غلط سودا کرے۔

این نہ مرد انند اینہا صورت اند

مردہ مانند کشتہء شہوت اند

ترجمہ: یہ حقیقتاً مرد نہیں ہیں بلکہ صورت سے ہی مرد ہیں اور یہ خواہش کے بندے اور مردے ہیں۔

شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

دلقت بچہ کار آید وتسبیح و مرقع

خود راز عملہائے نکوہیدہ بری دار

ترجمہ: تیری گدڑی اور تسبیح و مرقع کس کام آئے گا۔ اپنے آپ کو برے کاموں (افعال) سے بچائے رکھ۔

حاجت بکلاہِ برکی داشتنت نیست

درویش صفت باش کلاہِ تتری دار

ترجمہ: تجھے فقیروں کی سی ٹوپی اوڑھنے کی ضرورت نہیں (بلکہ) صفت فقیروں کی سی رکھ پھر چاہے عمدہ ٹوپی پہن۔

ہاں اگر کوئی درویشی جتانے اور دنیا کمانے کے واسطے ایسا کرتا ہے تو اس حدیث شریف کا مصداق بنتا ہے۔ الدُّنیا زُورٌ لَایحصِلُھَا الّا بزُور۔

ترجمہ: دنیا مکر ہے اور مکر ہی سے حاصل ہوتی ہے۔

حضرت فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فقر خود راپیش کس پیدا مکن

محنت امروز را فرد امکن

ترجمہ: اپنے فقر کو کسی پر ظاہر مت کر (اور) آج کا کام کل پر مت ڈال۔

حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اے درونت برہنہ ازتقویٰ　　وز بروں جامہء ریاواری

ترجمہ: اے شخص تیرا باطن پرہیز گاری سے ننگا و خالی ہے اور تیرا ظاہر لباس ریا سے آراستہ ہے۔

پردہء ہفت رنگ رابگذار　　توکہ درخانہ بوریا داری

ترجمہ: اس پچرنگے پردہ کو چھوڑ دے (اس لیے) کہ تیرے گھر میں چٹائی ہے۔ یعنی تیرا ظاہر اچھا اور باطن خراب ہے اس واسطے اصلاح کی طرف متوجہ ہو۔

ہر شخص اپنی دولت کا پتہ کسی کو نہیں دیتا، ہر شخص اپنے محبوب کی محبت کا اظہار کسی عمل سے اغیار کو نہیں ہونے دیتا، تو پھر محبت الٰہی کا اظہار اپنے لباس سے کرنا یہ ہرگز عقل میں نہیں آسکتا، اسی واسطے خواجہ عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

از دروں شو آشنا وز بروں بیگانہ وش　　ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

ترجمہ: اندر یعنی دل میں خدا کی یاد رکھ اور ظاہر میں بیگانہ بنا رہ یہ عمدہ روش دنیا میں بہت کم ہے ایک اور بزرگ فرماتے ہیں۔

از بروں درمیانِ بازارم　　وز دروں خلوتے ست بایارم

ترجمہ: ظاہر جسم تو میرا بازار میں ہے۔ اور میرا باطن یعنی دل خدا کے ساتھ ہے۔

سوال: بعض اوَلیاء اللہ نے لباس سے اظہارِ ولایت نہیں کیا ہے، تو ان کے کلمات سے اظہار ولایت ہوا ہے۔ اور اظہار لباس سے ہو یا کلام سے دونوں کی ایک صورت ہے۔

جواب: بعض اوَلیاء اللہ کو ظلی طور پر کمالاتِ نبوت میں سے حصہ دیا جاتا ہے۔ اور بعض کو صرف ولایت میں سے حصہ دیا جاتا ہے۔ فیضانِ نبوت قابل اظہار ہوتا ہے، اور فیضانِ ولایت قابل استتار، لہٰذا جن اوَلیاء اللہ کو کمالاتِ نبوت میں سے حصہ دیا گیا ہے۔ انہوں نے بموجب ارشاد وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ اظہار ولایت کیا ہے اور اس اظہار کی دو منشاء ہیں ایک شکریہ نعماء الٰہی کا، دوسرے خلق ناقص کو خدا کی طرف بلانے کا اور جن اوَلیاء کو صرف ولایت میں سے حصہ دیا

گیا ہے اور ان سے اظہار کرامات یا اظہار حالاتِ باطنی ہوئے ہیں۔ وہ صرف خدا نے اس واسطے ظاہر کرائے ہیں کہ کفار فجار راہِ ہدایت پر آئیں، اور طالب خدا کی طرف بڑھیں اور ان بزرگوں کا کلام طلبہ حق کے واسطے راہِ طریقت کا قانون بنے۔ اور شیطان کے دھوکہ سے بچیں، ورنہ اَولیاء اللہ نے اپنے اظہار فقر وغیر کے واسطے کوئی بات نہیں کی۔ جو کچھ الہام ہوا کہہ دیا، جیسے فرماتے ہیں۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ؎

دو دہاں داریم گویا ہمچو نے
یک دہاں پنہاں است در لبہائے وے

ترجمہ: بانسری کی طرح دو منہ رکھتا ہوں (جس میں سے) ایک منہ خدا کے ہونٹوں میں ہے۔ یعنی جو کچھ الہام، خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں وہی کہہ دیتا ہوں۔

موئف عرض کرتا ہے ؎

عبدِ خالق پیشوائے عارفاں
ایں چنیں فرمودہ بہر طالبان

ترجمہ: حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح فرمایا ہے طالبان حق کیلئے۔

ایں نصیحت بشنوید از گوش دل
کار نے آید در ینجا گوشِ گِل

ترجمہ: (چانچہ) اس نصیحت کو دل لگا کر سنو۔ یہاں مٹی کے کان کام نہیں آئیں گے۔

بندگاں باید کہ در وقتِ سخن
قلب باحق قالبِ در انجمن

ترجمہ: بندوں کو چاہیے کہ بات چیت کرتے وقت (یہ حال ہو) کہ دل خدا کے ساتھ ہو اور جسم محفل میں ہو۔

۵۔ یاد کرد: یاد کرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرے۔ ذکر اسمِ ذات کا یا نفی اثبات کا یعنی کلمہ شریف کا کہ جو مرشد سے پہنچا ہو، اور ذکر اس قدر کرے کہ حق تعالیٰ کی حضور حاصل ہو جائے۔

حضرت خواجہ نقشبند یہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مقصود ذکر سے یہ ہے، کہ دل ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے بوصف محبت اور تعظیم کے اس واسطے کہ ذکر یعنی یاد دفع غفلت

کا نام ہے۔

حضرت علاؤالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

باش دائم اے پسر در یاد حق
گر خبر داری ز عدل و داد حق

ترجمہ: اے عزیز ہمیشہ یادِ حق میں رہا کر۔ اگر تجھے خدا کے عدل اور انعامات کی خبر ہے۔

۶۔ بازگشت: بازگشت یعنی رجوع کرنا، پھرنا، اس سے مراد ہے کہ تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے، کیونکہ یہ دعا حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ الٰہی مقصود من توئی و رضائے تو، محبت و معرفت خود بدہ۔ یعنی اے اللہ میرا مقصود تو ہی ہے، اور تیری خوشنودی اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں، کہ ہمارے حضرت والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم صاحب رحمتہ اللہ اس دعا کو بار بار پڑھنا شرطِ عظیم فرماتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ طالب کو لازم ہے کہ اس سے غافل نہ رہے، اس واسطے کہ جو ہم نے پایا اس کی برکت سے پایا، مقصد اس دعا کا یہ ہے کہ جو ذکر فکر سے سرور، یا کوئی نور یا کوئی چیز عالمِ غیب کی نظر آئے تو طالب اس پر مغرور نہ ہوا، اور اس کو اپنا مقصد نہ سمجھ لے، کیونکہ ذاتِ خدا تو کجا اسماء و صفاتِ الٰہی میں سے ایک صفت میں اگر لاکھوں برس سیرِ سالک رہے، جب بھی ختم نہ ہو لہٰذا یہ دعا سب کو قطع کر کے ذاتِ حق سے قریب کرتی ہے۔ اسی وجہ سے خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ ہر چہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ شد آں غیر ہمہ است بحقیقت کلمہ لانفی آں باید کرد۔

ترجمہ: جو کچھ دیکھا جائے سنا جائے اور جانا جائے وہ سب غیر خدا ہے کلمہ طیبہ کے لا سے سب کی نفی کردینی چاہیے

اسی مطلب میں مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اے برادر بے نہایت در گہیست
ہر چہ بروے می رسی در وے مایست

ترجمہ: اے بھائی! خدا کی درگاہ بے انتہا ہے جب تو درگاہ پر پہنچے تو جو تکلیف وہاں سے میسر آئے اپنے لائق جان۔

۷۔ نگہداشت: نگہداشت سے مراد ہے کہ ذاکر حق سے خطرات اور احادیث نفس کو ہانکے اور

دور کرے یعنی جو خیالات اور وسوسے دل میں غیر خدا کے آئیں تو سالک ان کو نہ آنے دے، اسی واسطے خواجہ بزرگوار محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرہ کو اس کے ابتدائے ظہور میں روک دے اس واسطے کہ جب ظاہر ہو چکے گا تو نفس اس کی طرف مائل ہو جائے گا، اور وہ نفس میں اثر کرے گا، پھر اس کا دور کرنا مشکل ہوگا، یہ نگہداشت طریقہ ہے حاصل کرنے ملکہ خلوتختہ ذہن کا خطرات و وساوس کے خطور کرنے سے۔ یعنی دنیا کے خیالات دل پر نہ جمیں اور دل مثل آئینہ کے صاف رہے، اور جو فیضان باطن آئے اس کا عکس دل میں پڑے، اور جب آئینہ دل خالی نہیں ہے تو اس میں ظہور انوار و برکاتِ الٰہی کہاں ہو سکتا ہے۔

چنانچہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پنبۂ وسواس بیروں کن ز گوش
تا بگوشت آید از گردوں خروش

ترجمہ: وسوسوں کی روئی کان سے باہر نکال تا کہ تیرے کان میں آسمان سے آوازیں آئیں۔

تا کنی فہم آں معمہ ہاش را
تا کنی ادراک امرِ فاش را

ترجمہ: تا کہ تو ان اسرار کو سمجھ سکے اور تا کہ تو راز کی باتوں کو جان سکے۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خطرہ کو دل میں ساعت دو ساعت بھی نہیں رکھنا چاہیے۔ بزرگوں کے نزدیک یہ امر اہم ہے اور اولیاء کاملین کو یہ دولت تازمان حاصل رہتی ہے۔ یعنی عرصہ تک۔

عبد خالق پیشوائے اولیاء
گزیدہ رہنمائے اتقیاء

ترجمہ: حضرت عبد الخالق رحمۃ اللہ علیہ جو اولیاء کے پیشوا ہیں (اور) مقبول بندہ خدا اور متقیوں کے راستہ دکھانے والے ہیں۔

ایں چنیں فرمود بہر موموناں
از خدا غافل مشو تو یک زمان

ترجمہ: انہوں نے اس طرح فرمایا ہے کہ مومنوں کے لیے کہ خدا سے تھوڑی دیر بھی غافل نہ

رہے۔

کوش تادر دل نیاید فکرِ غیر
نے رود فکرِ دلِ طالب بغیر

ترجمہ: اِس بات کی کوشش کر کہ تیرے دل میں خیالِ غیر خدا نہ آئے اور نہ طالب کے دل کا۔

۸۔ یادداشت: یادداشت سے یہ مطلب ہے کہ توجہ صرف جو خالی ہے الفاظ اور معنی سے واجب الوجود کی حقیقت کی طرف مستقل ہو جانا اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں، اپنے والدِ بزرگ شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ سے کہ حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا بالاستقامت حاصل نہیں ہوتا، مگر بعد فنائے تام اور بقائے کامل کے۔

سوال:۔ یادکردہ نگہداشت، یادداشت، ان میں کیا فرق ہے۔

جواب:۔ یادکرو، نگہداشت میں طالب اپنی کوشش سے رب کی طرف مخاطب ہوتا ہے، اور یاد داشت میں بلا کوشش خود بخود قلب خدا کی مشغول ومخاطب رہتا ہے۔

یاد داشت حاصل شود بعد از فنا
بلکہ حاصل می شود بعد از بقا

ترجمہ. یادداشت فنائے تام کے بعد حاصل ہوتی ہے بلکہ بعد بقائے کامل کے۔

بعد ازیں غافل نہ باشد یک زماں
خواہ باشد فرح وغم سود وزیاں

ترجمہ: اس کے بعد تھوڑی دیر بھی خدا سے غافل نہیں ہوتا خواہ اسے خوشی ہو یا رنج فائدہ ہو یا نقصان

در جماعتِ اولیاء داخل شود
نزدِ جملہ طرق او واصل شود

ترجمہ: وہ شخص جو فنا وبقا سے مشرف ہو چکا وہ ولی ہے اور متفقہ طور پر وہ واصل بحق ہے۔

۹۔ وقوفِ زمانی: وقوفِ زمانی کی شرح ہوش دردم میں ہو چکی ہے ہوش دردم اور وقوفِ زمانی یہ قریب قریب ایک ہی مطلب پر ہیں۔

۱۰۔ وقوفِ عددی: وقوفِ عددی سے مراد ہے واقف رہنا سالک کا اثنائے ذکر میں، جب ذکر حق کرے تو طاق یعنی وتر کرے، جیسا ۳۔۵۔۷۔۹۔۱۱ وغیرہ اس میں مناسبت ہے ذاتِ حق کے

ساتھ کیونکہ ارشاد ہے۔

اَللّٰہُ وِتْرٌ وَ یُحِبُّ الْوِتْر ترجمہ:۔خدا ایک ہے اور اکیلے کو دوست رکھتا ہے۔

۱۱۔وقوفِ قلبی: وقوف قلبی سے مراد ہے کہ سالک ہر وقت ہر آن ہر لحظہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے، تاکہ سب طرف کی توجہ ٹوٹ کر معبودِ حقیقی کی طرف توجہ رہ جائے۔ اور خطرات اور وسوسے دل میں داخل نہ ہوں، خصوصاً وقت ذکر کے اس کا پورا پورا خیال رکھے، اسی واسطے حضرت خواجہ نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہ نے حبسِ دم اور رعایت عدد کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا بلکہ فوائد میں داخل فرمایا ہے۔ اور وقوف قلبی تو حضرت خواجہ کے نزدیک بہت ضروری ہے اور رکنِ عظیم ہے، اور دار و مدار طریقہ نقشبندیہ کا اسی پر ہے۔ جس طرح انڈے سے بچہ پیدا ہوتا ہے تیرے دل میں نورِ خدا پیدا ہوگا۔

آگاہی

جو کلماتِ نقشبندیہ کی تشریح کی گئی ہے یہ مختصر ہیں، لیکن اگر کوئی چاہے کہ میں صرف اس کتاب کو دیکھ کر ذکر فکر کروں اور میری تکمیل ہو جائے تو یہ بات نادرات سے ہے۔ بلا شیخ کے راستہ طریقت میں پاؤں رکھنا اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔

حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں ۔

کار بے استاد خواہی ساختن

جاہلانہ جاں بخواہی باختن

ترجمہ: بغیر استاد کے اگر تو کام بنانا چاہے گا تو کامیابی ممکن نہیں بلکہ جاہلوں کی طرح جان پر کھیلنا پڑے گا۔

تمت کتاب مستطاب "**فیوضاتِ سراجیہ**"

فقیر محمد زید سراجی مجددی عفی عنہ

فارغ التحصیل دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

خادم خانقاہ احمدیہ سعیدیہ موسیٰ زئی شریف

ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان

مسجد شریف (موسیٰ زئی شریف) دن کا منظر

مسجد شریف (موسیٰ زئی شریف) رات کا منظر
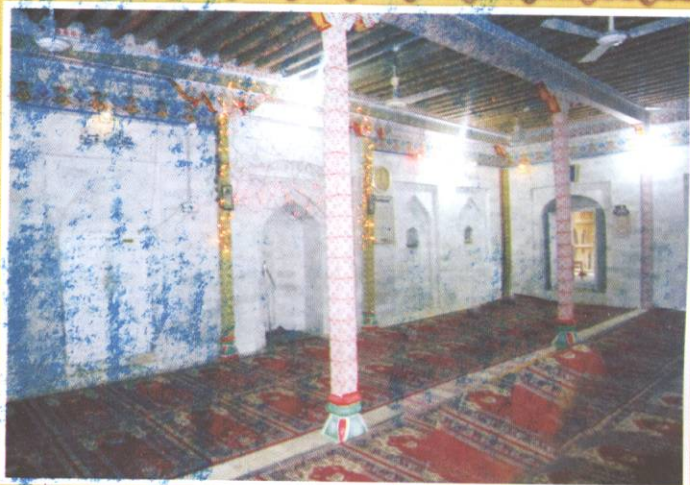
عکس اندورنِ مسجد موسیٰ زئی شریف

جامعہ سراج العلوم و محل تعمیر کردہ حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ

تسبیح خانہ حضرت خواجہ حاجی دوست محمد قندھاری ﷫ 1284ھ

لوح مبارک

بنگلہ تعمیر کردہ حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ

بنگلہ تعمیر کردہ حضرت خواجہ حافظ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ
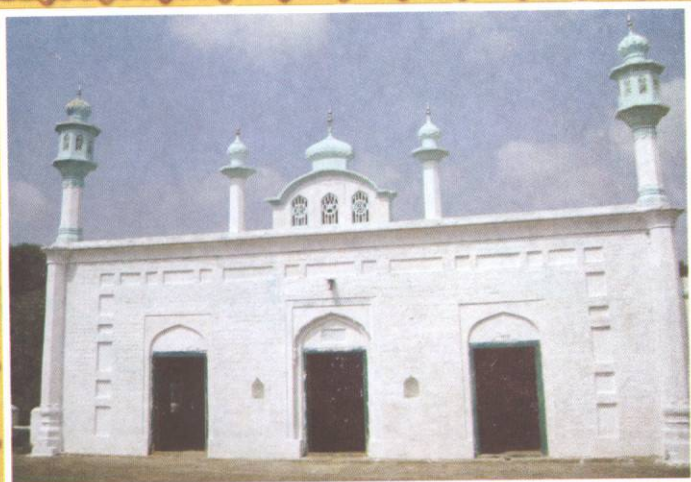
عکس مسجد شریف خانقاہ سراجیہ ڈیپ شریف وادی سون سکیسر ضلع خوشاب
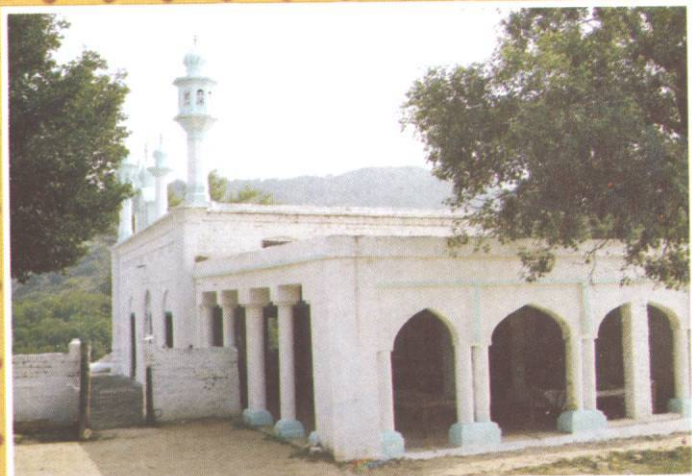
عکس مجلس خانہ حضرت خواجہ محمد سعد سراجی ڈیپ شریف وادی سون سکیسر ضلع خوشاب

داخلی راستہ خانقاہ ڈیپ شریف
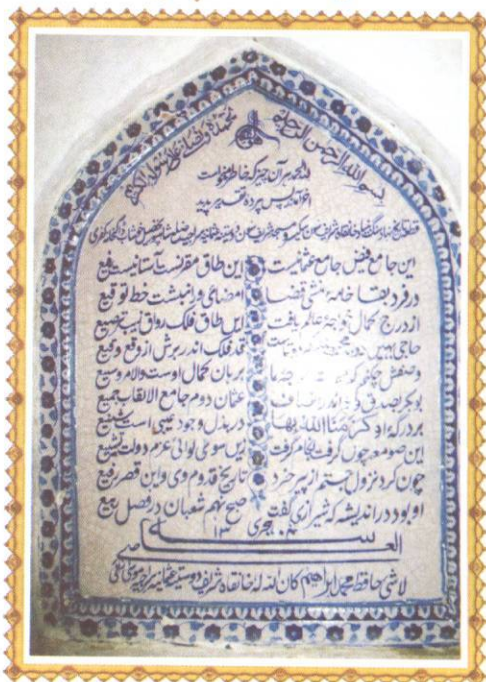
قطعہ تاریخ خانقاہ و مسجد ڈیپ شریف

خواجہ محمد اسماعیل رحمہ کی جامعہ عباسیہ بہاولپور سے فراغت کی سند کا عکس

حضرت خواجہ محمد سعد سراجی کی سند خلافت کا عکس

غلامِ نقشبنداں شو اگر دنیا و دین خواہی
سگِ درِ عثمانؒ شو اگر حق الیقین خواہی
مزارِ شان بموسیٰ زئی بہار باغ رضوان است
بیاؤ ہم زیارت کن چو فردوس بریں خواہی

(حضرت سید اکبر علی شاہ دہلویؒ)